UNIVERSAL
LIBRARY

OU-234223

UNIVERSAL
LIBRARY

۲۵۷

إِنَّ وَلِيِّيَ اللّٰهُ الَّذِي نَزَّلَ الْكِتٰبَ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصّٰلِحِيْنَ

الحمد للہ والمنہ کہ مجموعہ منتخبات احمدیہ موسومہ باہتمام تاریخی

گرانمایہ مثنویات

۱۹۱۰ء

یعنی

لُبِّ لُباب مثنوی مولانا رومؒ و مثنوی شریف خواجہ باقی باللہؒ
مثنوی شریف معدن فیض و مثنوی شریف غریب نامہ

معہ

تذکرات مصنفین رح

مولفہ

پیشوای عارفان مع لاثی مرشدی حضرت مولوی احمد حسینخان صاحب قادری نقشبندی چشتی مدظلہم العالی
مصنف عوامل احمدیہ وسنن احمدیہ معروف بہ فتاوی محبوبیہ ومعارف احمدیہ
کمترین قاری خواجہ نصیر الدین ومیر سردار علی خان وصوفی غلام محمد احمدی حیدرآبادی نے

اہتمام مطبع تسنیم حیدرآباد کرنے میں طبع کرایا

جملہ حقوق محفوظ ہیں

فہرست مضامین مجموعۂ ہذا

صفحہ	مضمون
۵	قصیدہ مولانا نذیر احمد خانصاحب امروہوی
۶	صحت نامہ
۷	وجہ تالیف وحالات مولف
۹	**سوانح مولانا رومؒ**
۱۰	مولانا کا نام اور نسب
۱۱	مولانا کا خاندان
״	مولانا کے والد ماجد
۱۳	مولانا کی ولادت اور تعلیم
״	مولانا کی بیعت اور علم باطن
۱۴	مولانا اور شمس تبریزی کی ملاقات
۱۵	مولانا کی شمس تبریزی کے ہاتھ پر بیعت
״	شمس تبریزی کا چلا جانا اور بلوایا جانا
۱۶	شمس تبریز کا پھر چلا جانا یا قتل ہونا
״	قونیہ پر ہلاکو خان کا حملہ اور ناکامی
۱۷	مولانا اور شیخ صلاح الدین زرکوب
۱۸	مولانا اور حسام الدین چلپی
״	مولانا کے اخلاق وعادات
״	سماع اور مولانا کا استغراق
״	مولانا کا ذکر مراقبہ معتاد
״	مولانا کی شب خوابی

صفحہ	مضمون
۱۸	مولانا کا زہد وقناعت
۱۹	مولانا کی سخاوت
״	مولانا کا حلم وتواضع
״	مولانا کا وعظ
۲۰	مولانا کا علم مجلسی اور ادب
״	مولانا کا انکسار
״	مولانا کی وجہ معاش
״	مولانا کا امرا سے اجتناب
۲۱	مولانا کی بیخودی
״	مولانا کا رباب باجے کو سنا
״	مولانا کی علالت
۲۲	مولانا کا وصال
״	مولانا کے طریق کی بیعت کا طرز
۲۳	مولانا کی اولاد
״	مولانا کے معاصر ملوک
״	حکماء
״	علماء
״	اولیاء
۲۴	مولانا کی تصانیف
״	مولانا کا دیوان

صفحہ	مضمون
۲۵	مولانا کی مثنوی
۲۶	مثنوی کا دفتر ہفتم
״	مثنوی کی تعریف
۲۷	مثنوی کی شروح
״	مثنوی پر اعتراض اور اسکے جواب
۲۸	مثنوی کی تنقیص
״	تنقیص کا جواب
״	مولانا کا فیصلہ
״	مولانا اور حدیقہ اور الٰہی نامہ
۲۹	مثنوی اور حدیقہ کے مضامین کا مقابلہ
۳۰	نادرات مثنوی
״	مثنوی شریف کی تصنیف میں مشکلات
۱	تذکرۂ خواجہ درویش محمد رح
۵	رسالہ فارسی خواجہ ممدوح رح
۷	قطعہ تاریخ طبع لب لباب از نشاء نذیر احمد صاحب
۸	**لب لباب مثنوی معنوی**
۸	باب ۱ در حمد
۲۰	باب ۲ در نعت
۲۵	باب ۳ در صفت ابوبکر صدیق رض

صفحه	مضمون
۲۶	باب ۴ در صفت عمر فاروق رضه
۲۸	باب ۵ در صفت عثمان غنی رضه
۲۹	باب ۶ در صفت علی مرتضی رضه
۳۰	باب ۷ در ایمان
۳۱	حکایت گبر در زمان بایزید
۳۲	باب ۸ در طهارت
۳۳	باب ۹ در نماز
۳۴	باب ۱۰ در زکوة
۳۵	باب ۱۱ در صوم
۴۰	باب ۱۲ در حج
۴۱	باب ۱۳ در علم
۴۲	باب ۱۴ در توحید
۴۵	باب ۱۵ در صدق
۴۶	باب ۱۶ در عشق
۵۸	باب ۱۷ در اخلاص
۵۹	حکایت آتش افتادن در عهد عمر رضه
۶۰	باب ۱۸ در توبه
۶۲	باب ۱۹ در زهد
۶۳	باب ۲۰ در فقر
۶۵	حکایت خلیفه گردانیدن محمود غلامی را
۶۶	باب ۲۱ در جهاد
۶۷	باب ۲۲ در مراقبه
۶۸	باب ۲۳ در تقوی
۷۰	باب ۲۴ در ذکر
۷۱	حکایت ذاکر خدا که خضر را در خواب دید
۷۲	باب ۲۵ در استغفار
″	باب ۲۶ در خلوت
۷۳	باب ۲۷ در تفکر
۷۱	باب ۲۸ در خوف
۷۵	حکایت سزا دادن عمر رضه زنی را
″	باب ۲۹ در رجا
۷۶	حکایت پیر چنگی در عهد عمر رضه
۷۹	باب ۳۰ در صبر و حلم
۸۱	حکایت سوال شخصی از عیسی ع
۸۲	باب ۳۱ در شکر
۸۳	باب ۳۲ در وفا
۸۴	باب ۳۳ در توکل
۸۶	حکایت وحی الهی بموسی بابت دوستی
۸۷	حکایت گاوی حریص
۸۸	باب ۳۴ در رضا بالقضا
۹۰	حکایت همان شنیدن یاری دیوسف
″	باب ۳۵ در تسلیم
۹۱	باب ۳۶ در صبر
۹۵	باب ۳۷ در توبه
۹۶	باب ۳۸ در انس
۹۷	باب ۳۹ در مکاشفه و مشاهده
۱۰۰	باب ۴۰ در توحید
۱۰۳	باب ۴۱ در فنا و بقا
۱۰۶	حکایت نحوی و کشتیبان
۱۰۷	باب ۴۲ در صحبت
۱۱۲	باب ۴۳ در طلب
۱۱۵	باب ۴۴ در صفت اولیا
۱۱۹	باب ۴۵ در پیر و شیخ
۱۲۴	حکایت وحی الهی بموسی بابت عبادت
۱۲۵	باب ۴۶ در صوفی
۱۲۶	باب ۴۷ در محقق و مقلد
۱۲۸	باب ۴۸ در مکالمه
″	باب ۴۹ در نطق
۱۳۱	باب ۵۰ در آفت لسان
۱۳۴	باب ۵۱ در مذمت دنیا
۱۳۸	حکایت گریه ستون
″	باب ۵۲ در مذمت خلق
۱۴۱	حکایت گنهکار در عهد شعیب
۱۴۲	باب ۵۳ در مذمت نفاق
۱۴۵	باب ۵۴ در حرص
۱۴۷	باب ۵۵ در قناعت
۱۴۹	باب ۵۶ در طمع
″	باب ۵۷ در حسد
۱۵۲	باب ۵۸ در عداوت شیطان

۱۵۴	باب ۵۹ در مدح طاعت	
۱۵۸	باب ۶۰ در مذمت معصیت	
۱۶۰	باب ۶۱ در عدل و ظلم	
۱۶۲	باب ۶۲ در حسن خلق	
۱۶۳	باب ۶۳ در سخا	
۱۶۴	باب ۶۴ در ادب	
۱۶۷	باب ۶۵ در کبر و عجب	
۱۶۹	باب ۶۶ در آفت ریاست	
۱۷۱	باب ۶۷ در رحم و شفقت	
۱۷۴	باب ۶۸ در تضرع و بکا	
۱۷۷	حکایت گریستن زاهدی در محبت خدا	
۱۷۸	باب ۶۹ در دعا	
۱۸۰	حکایت دزدیدن مار	
″	باب ۷۰ در حواس	
۱۸۳	باب ۷۱ در مذمت بدن	
۱۸۷	باب ۷۲ در مذمت نفس	
۱۹۳	حکایت اژدها آوردن مار گیر	
۱۹۶	باب ۷۳ در آفت شهوت	
۱۹۷	حکایت جستن اهل دے زنده وے را	
″	حکایت احولی در شکستن شیشه	
۱۹۸	باب ۷۴ در عقل	
۲۰۲	باب ۷۵ در قلب	
۲۰۶	حکایت شبان در عهد موسیٰ	
۲۰۹	باب ۷۶ در روح	
۲۱۴	باب ۷۷ در موت فجار	
۲۱۵	باب ۷۸ در موت ابرار و احرار	
۲۲۰	قصیده توبة النصوح -	
۲۲۴	قصیده عارف در منقبت حضرت غوث پاک	
۲۲۶	**تذکره خواجه باقی بالله**	
۲۲۷	خواجه صاحب کا مولد اور سنه ولادت	
″	خواجه صاحب کی تعلیم	
″	خواجه صاحب کا فقرا کی تلاش مین پهرنا	
″	خواجه صاحب کی ابتدائی بیعت	
۲۲۸	عالم مثال مین آپکی خواجه بزرگ سے بیعت	
″	خواجه صاحب کی والده ماجده کی دعا	
۲۲۹	خواجه صاحب کی والده ماجده کی کیفیت	
″	خواجه صاحب کا شیخ بابا ولی سے کشمیر جاکر ملنا	
۲۳۰	خواجه صاحب کا ارواح بزرگان سے استفاده	
″	خواجه صاحب کی نماز مین ایک کرامت	
″	خواجه صاحب کا ایک نامرد کو مرد کر دینا	
۲۳۱	خواجه صاحب کا مرده کو زنده کر دینا	
″	خواجه صاحب کی تصور سے ایک بزرگ کا استفاده	
۲۳۲	خواجه صاحب کی ناراضی سے ایک سپاهی کی گرفتاری	
″	خواجه صاحب کی شفقت عام	
۲۳۳	اثنا نماز مین خواجه صاحب کے سینه سے ایک مهیب آواز کا ظاهر هونا -	
″	ایک مجذوب کی ملاقات	
″	مولانا شیر غالی سے ملاقات	
۲۳۴	خواجه اکمنگی کے هاته پر آپکی بیعت اور خلافت	
۲۳۵	خواجه صاحب کا هندوستان آنا	
۲۳۵	دهلی مین قطب صاحب کا لوگونکو خواجه صاحب سے بیعت کرنیکے لئے ارشاد کرنا	
۲۳۶	خواجه صاحب کے خلفا کی تفصیل	
″	خواجه صاحب کا شاه باقی بالله عرف مشهور هونے کی وجه -	
″	خواجه صاحب کا وصال	
۲۳۷	خواجه صاحب کا مزار مبارک	
″	قصیده مولف در منقبت خواجه صاحب	
۲۳۸	**مثنوی خواجه باقی بالله**	
″	حمد	
″	توحید	
۲۳۹	مناجات	
۲۴۱	حکایت پیرے	
۲۴۲	نعت	
۲۴۳	مناجات	
۲۴۴	حکایت مجنون	
۲۴۵	زمین بوسی آنحضرت صلعم	
۲۴۶	حکایت	
۲۴۷	داستان	
۲۴۹	حکایت زلیخا و یوسف ″	
″	مناجات	
۲۵۰	بیان نسبت خواجه ابوالحسن خرقانی	
″	حکایت زلیخا	
۲۵۲	التجا بحضرت خواجه نقشبند و خواجه احرار	
۲۵۳	در تحقیق مراتب سلوک	

۲۵۴	در بیان عقائد دین و شرائط سلوک	۲۷۲	حالات مولنا سید محمد قائم قادری رح	۲۸۳	حضرت قبلہ کا کلام منظوم
//	در بیان استفادہ روحی از آنحضرت صلعم	//	نظم در حالات حضرت سید شاہ عبد اللطیف رح	۲۸۴	حضرت قبلہ کا وصال
۲۵۵	مناجات		و مولانا محمد قائم	//	حضرت اشرف علیہ الرحمہ کا کلام منظوم
۲۵۷	بیان تحریص و طلب مطلوب حقیقی	۲۷۳	حالات حضرت سید شاہ فیض الرحمان قادری رح	۲۱۶	**مثنوی معدن فیض**
//	در تحقیق مشاہدہ و رویت تن		مع سید شاہ محمد زمان قادری الہ آبادی	//	در حمد
۲۵۸	در تجلی معنوی و فنا در وحدت صرف	//	نظم در حالات حضرت سید شاہ محمد زمان القادری	۲۸۸	در مناجات
//	در بیان فنا و بقا و تجلی ذاتی	۲۷۴	تفصیل اولاد حضرت سید شاہ محمد زمان قادری	۲۹۰	در نعت
۲۵۹	در تجلی ذاتی و تجلی معنوی	//	حالات حضرت اشرف علیہ الرحمہ	۲۹۲	در بیان مذمت دنیا
//	در تحقیق علم الیقین و عین الیقین و حق الیقین	//	حضرت اشرف رح کی تصانیف	۳۰۰	در بیان توبہ
۲۶۰	در تحقیق تجلیات و کشف	۲۷۵	حضرت اشرف کے اخلاق و آداب	۳۰۷	در بیان صبر
۲۶۱	تاریخ تولد خواہر عبد اللہ و خواجہ عبید اللہ	//	نظم در حالات حضرت اشرف رح	۳۱۱	در بیان شکر
۲۶۴	ساقی نامہ	۲۷۶	حالات حضرت حکیم بادشاہ الہ آبادی برادر حضرت اشرف رح	۳۱۵	در بیان رضا
۲۶۵	قصیدہ مولف در توصیف حضرت امام ربانی رح	//	حضرت حکیم بادشاہ رح کی تعلیم	۳۱۷	در بیان قناعت
۲۶۶	قصیدہ مولنا محمد ابراہیم توکلی //	//	حضرت حکیم بادشاہ کے اساتذہ کی تفصیل	۳۲۴	در بیان توکل
//	// // //	۲۷۷	آپکے اساتذہ کے مفصل حالات	۳۲۸	در بیان تقوی
۲۶۷	// // //	۲۷۸	حضرت حکیم بادشاہ کی بیعت اور علم باطن	۳۳۱	در بیان طاعت
//	// // //	۲۷۹	نظم در حالات حضرت حکیم بادشاہ	۳۳۵	در بیان اخلاص
//	قصیدہ قاضی عبد الرحیم بیگ در توصیف مولف	۲۸۰	حضرت حکیم بادشاہ کے تلامذہ	۳۳۸	در بیان تواضع
۲۶۸	// // //	//	حضرت حکیم بادشاہ کے خلفاء	۳۴۱	در بیان مذمت تکبر
//	رباعیات // //	//	حضرت حکیم بادشاہ کے صاحبزادہ اور	۳۴۸	در بیان سخاوت
۲۷۰	**تذکرہ حالات حضرت اشرف علیہ الرحمہ**		اون کی اولاد کے حالات	۳۵۰	حکایت رابعہ بصری و سگ تشنہ
//	وجہ تالیف	۲۸۱	حضرت حافظ عباس علیخان خلیفہ حضرت قبلہ	۳۵۱	حکایت عرب سخی مرد
//	حضرت اشرف رح کا نام و نسب	۲۸۲	حضرت خواجہ محمد سلطان خلیفہ حضرت قبلہ کے حالات	۳۵۳	در بیان مذمت بخل
//	حضرت اشرف رح کی خاندانی حالت نظم میں	//	حضرت حکیم سید شاہ محمد رضا خلیفہ حضرت قبلہ کے حالات	۳۵۹	در بیان عدل
۲۸۲	حالات قطب الاقطاب سید شاہ عبد اللطیف رح	//	حضرت قبلہ کی تصانیف کی تفصیل	۳۶۰	در بیان ترک خشم

۳۶۴	در بیان ایفاء عہد	۳۹۰	قصیدۂ حضرت قبلہ در منقبت حضرت غوث پاک	۳۹۷	در بیان مذمت دنیا
〃	حکایت حضرت اسمٰعیلؑ	۳۹۲	**مثنوی غریب نامہ**	〃	در بیان صبر
۳۶۵	حکایت خواجہ و غلام	〃	در حمد	۳۹۸	در بیان نصائح متفرق
۳۶۶	در بیان صدق	〃	در نعت	〃	در بیان عشق ایزد تعالیٰ
۳۶۸	در مذمت کذب	〃	در مناجات	۳۹۹	در بیان استقامت
۳۷۰	در بیان خوف	〃	در مذمت تکبر	〃	در بیان نقص چہار چیز
۳۷۶	در بیان رجا	۳۵۳	در بیان ذکر حق سبحانہ تعالیٰ	〃	مناجات
۳۸۲	در بیان حیا	〃	در بیان پیر و شیخ	〃	قصائد حضرت قبلہ
۳۸۳	در بیان علم	۳۹۴	در بیان حذر کردن از ہفت چیز	۴۰۰	قطعہ تاریخ طبع کتاب از شاہزادہ محمد امیر الملک بہادر و معلوی خلیفہ حضرت حافظ صاحب قبلہ۔
۳۸۵	در بیان مذمت جہل	〃	در بیان اتباع شرع شریف		
۳۸۶	در بیان ادب	۳۹۵	در بیان روح پرفتوح		
۳۸۷	در خاتمۃ الکتاب	〃	در بیان تقلید کردن مرشد	۴۳۲	اعلان
۳۸۸	قصائد حضرت اشرف علیہ الرحمۃ	۳۹۶	در بیان فنا کردن خودی		

قصیدہ در منقبت جنید وقت و بایزید دوران قطب زمان مولای و مرشدی حضرت والدی حاجی حافظ محمد عباس علیخان صاحب قبلہ قادری نقشبندی مجددی امروہی قدس اللہ سرہ العزیز

مصنفہ فاضل اجل عالم باعمل مولانا نذیر احمد خالص تلمیذ مولانا مرحوم سنہ ۱۳۲۸ھ

ترنا ہی بنوں بدل اراک مخدوم دینا کا	نکالوں جو صلہ کچھ میں بھی اس قلب پارینا کا	بیان ہو وصف کیونکر مجھ سے عباس علی شہ کا	بظاہر شکل انسانی بباطن نور یزدانکا
خبیر سر عرفانی عریف راز یزدانی	سراپا شان سبحانی نہیں کچھ فضل امکانی کا	خدا و اصل بحق عارف تعالی اللہ تعالی اللہ	کرے کو وصف کچھ انکی نہیں مقدور انسانکا
لطائف لطف سے پرتو خفی و اخفی و سر روح	چمکتا قلب میں انکے ہمیشہ نور عرفانکا	مراقب تھے وہ ہر دم ہیکلون بیچون و بے مثل میں	خدا کے ذکر سے معمور تھا دائرہ انکا
وہ ذاکر تھے ھُوَ مَعَکُمْ کی حق اقرب کے بھی	مکمل تھا ظلال اوصافکا سارا یزدانکا	مراقب ظاہر و باطن اَلَا اِنَّہُمْ یُحِیْطُوْنَہٗ	ولایت تھی اونہیں حاصل ہوا تھا فضل حقانکا
کمالات رسالت و الوہیت میں ذاکر تھے	پڑا تھا خوب تو اوپہ مراحان جانان کا	حقیقت جانتے تھے معرفت پہچانتے تھے وہ	سلوک لاتعین مرتبہ تھا اونکے عرفانکا
غرض تھے عارف کامل وہ تھے واصل بذات حق	یہی انجام ہوتا چاہئے عارف کے عرفان کا	حیات و موت یکساں ہوتی ہے اللہ کے پیارے کی	بیتہ دریافت کرتا کون ہے گو رغریبان کا
یہی ہاتھ ہمنے جب سے اونکے دست قدرت میں	ہوا ہی پیہ سایہ بو بکر کا شاہ مردان کا	تماشا ہمنے دیکھا بارہا کس شیر ہملک کا	رہا ہرگز نہ ارمان ہمکو کچھ بھی سنبھلنا نکا
چلی جب باد صرصر ہو گیا برباد گلدستہ	جدا بس ہو گیا اوسدم سے ہر پتہ گلستانکا	کہیں کیا کیفیت دلکی کسی کو کچھ خبر ہمکو نہیں کھلتی	عجب ہی طرح کا ہے حال اس قلب پریشانکا

اگر فریاد کی ہمنے کبھی ایام مستی میں — تو اُٹھکر عرش پر پہنچیگا ہر پارہ گریباں کا
بحمد اللہ کہ صاحبزادۂ عالی مراتب — پڑا ہے پرتو انوار اُنکے راز پنہاں کا
طریقہ کو بزرگوں سے دعا کر یہ نذیر احمد — مگر ارمان جب نکلیں مرادیں ہوں جبھی حاصل

صحت نامہ سوانح عمری حضرت مولانا رومؒ

مشاغل میں اگر مقتول ہوئے نفس امارہ — تو ہرگز غم نہوگا پھر کبھی شیر نیستان کا
کبھی اس سمت آبر سے اگر وہ ابر نیسان کا
طفیل اُنکے بھر سے بہ الٰہی میرے دامن کا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۱۶	۲۳	مشغشۂ	مشغشۂ
۱۷	۱۱	ازو	زو
۲۴	۴	خلفہ	خلیفۃ
۲۵	۷	بزن	بزن

صحت نامہ مجموعۂ ھذا

صفحہ	سطر	غلط	صحیح
۴	۱۲	دہوی	دہلوی
۶	۱۰	ومنقاد	منقاد
۷	۳	آوردم	آوردم
۷	۱۹	کوز	کوزہ
۹	۵	نگردہ	نگردد
۹	۱۰	در	ور
۱۰	۵	خضرت	حضرت
۱۰	۱۶	دفن	دفن
۱۳	۱۳	وجوہ	وجود
۱۴	۱۷	شکستہ	اشکستہ
۱۶	۶	بیاین	باین
۲۲	۱۴	ست	ہست
۲۳	۹	گل	کُل
۳۱	۱۱	سُر	وسر
۳۵	۴	دربیابد	درنیابد
۳۵	۱۶	لقہای	لقمہای
۴۱	۸	اوگردونہا	وگردونہا
۴۳	۱۷	حاضر	ظاہر
۴۶	۶	بریق	ابریق
۴۷	۴	عاشق	آتش
۴۷	۸	اضطراب	اضطراب
۴۹	۱۲	شود	شوو
۵۵	۸	بارشان	یارشان
۷۳	۲	ودو	ددو
۸۰	۴	ابصر	ابصیر
۹۰	۱۵	دوام	دام
۹۰	۱۶	وراز	دراز
۹۱	۱	دہد	بدہ
۱۰۱	۱۶	رہ	دہ
۱۲۷	۱۳	بای	باپای
۱۳۴	۱۳	میرسند	میرسند
۱۴۵	۱۶	ہمچو	ہمچون
۱۴۶	۱۱	بدان	بدران
۱۵۰	حاشیہ	باپہ در حرص	باپہ در حسد
۱۵۱	حاشیہ	باپہ در حرص	باپہ در حسد
۱۶۰	۴	ومیت	اومیت
۱۶۵	حاشیہ	ب ۵۴	ب ۴۳
۱۸۰	۱۱	دیدد	دیدو
۲۰۵	۱۳	صدر	صد
۲۰۸	۱۴	رانا	راند
۲۱۰	۱۴	سنگین	سنگین
۲۱۸	۱۲	باتفتن	بالفتن
۲۲۱	حاشیہ ۹	گزد	سزد
۲۲۸	۲	نعایت	نعمات
۲۵۴	حاشیہ ۲۱	پندشہ	بندست
۲۶۹	۷	احسن	حسن
۲۷۲	۱۴	جلال در	جلال فر
۲۷۷	۶	سرفراز	سرفراز
۲۸۰	۱۷	مین	سے
۲۸۵	حاشیہ ۳۲	صائقہ	صاعقہ
۲۸۷	۱۲	سے	بے
۲۹۶	۱	لحد	لحد
۳۰۰	۶	رُجیہ	وجہ
۳۰۷	حاشیہ ۲۳	درآمد	درآید
۳۱۳	جدول	عذاب	عذابی
۳۱۹	حاشیہ ۵	روے	روے
۳۲۱	حاشیہ ۵	جبرئیل	جبریل
۳۲۴	۲۶	مخوار	مخور
۳۲۸	۶	میبیج	مسیح
۳۳۰	حاشیہ ۴	کردد	گردد
۳۳۰	حاشیہ ۱۲	کمان	گمان
۳۳۱	۱۵	بیاید	بیابد
۳۳۵	حاشیہ ۱۰	انخلا	انجلا
۳۳۷	۱۱	بہل	بجل
۳۴۳	۲۸	تلامید	تلامیذ
۳۴۴	حاشیہ ۸	سمع بصر	سمع وبصر
۳۵۸	۲۶	گوشیدۂ	کوشیدۂ
۳۵۹	حاشیہ ۲۸	حق ہتو	حق تو
۳۷۶	۱	برخ بو	برخ لو
۳۸۱	۳	کرم	کریم
۳۸۲	حاشیہ ۲۴	پے	بے
۳۸۹	۴	یست	نیست
۳۸۹	۶	حفا	خفا
۳۹۰	۱۷	رملک	ازملک
۳۹۰	حاشیہ	یہ کار	سیہ کار

صحت نامہ بہ تمام شد

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وجہ تالیف - یہہ امر ظاہر ہے کہ صوفیاء عارفین اولیاء کاملین کا فیضان صحبت ایک گرانمایہ دولت اور عزیز الوجود نعمت ہی ؎

ہر کہ خواہد ہمنشینی با خدا	گو نشین اندر حضور اولیاء	یک زمانے صحبتے با اولیاء	بہتر از صد سالہ طاعت بے ریا

انہین کی ذات بابرکات عالم کا مدار ہے انہی سے قلوب عاشقین کو احیا اور دیدۂ مشتاقین کو اجلا نصیب ہوتی ہے ؎

ہین کہ اسرافیل وقتند اولیاء	مردہ را ایشان حیات است و بقا	اولیاء اندر درون ہم نغمہاست	طالبان راز وحیات بے بہاست
نشنود آن نغمہا را گوش حس	گر سخنہا گوش حس باشد نجس	جانہائے مردہ اندر گور تن	بر جہد ز آواز ایشان اندر کفن

فی زمانہ چونکہ رطب ویابس مجتمع اور حق وباطل ملتبس ہے اسلئے ایسے بزرگونکا وجود باجود عنقا اور اونکی شناخت مشکل ہوگئی ہے لہذا بفحوائے ؎

فیض صحبت نیست جز فیض کلام	مبدء فیاض کرد این رسم عام	اولیاء اللہ کے ملفوظات اور اونکی تصانیف کو جو درحقیقت آیات بینات

وکلمات طیبات ہین مؤلف عفی عنہ نے اونکی صحبت کا قائم مقام جانکر جا بجا زیاب مثنویات قدیمہ بہم کین اور حالات مصنفین بطور تذکرہ ضمائم کرکے اس مجموعہ مین شریک کردئے ہین - واللہ ولی التوفیق - مولف عفی عنہ -

حالات حضرت مولف مدظلہ العالی مرتبۂ فدوی میر لیاقت علیخان حیدرآبادی منصب دار سرکار عالی

آپکی تاریخ ولادت ۲۴ شعبان ۱۲۸۹ھ شب دوشنبہ وقت تہجد اور مولد مقام امروہہ ضلع مراد آباد شمالی ہند ہے - وہین آپنے علوم ظاہری معقول ومنقول حدیث وتفسیر فقہ واصول - ادب ومعانی حکمت وفلسفہ منطق وریاضی فلاحت وخطاطی کی تحصیل فرمائی - اکثر کتب درسیہ آپکو ازبر ومستحضر ہین - دینیات اور ادب سے آپکو خاص دلچسپی ہے - عربی فارسی نظم ونثر مسجع ومقفی نہایت ہی فصیح وبلیغ فی البدیہہ آپ تحریر فرماتے ہین - کئی کتابین مختلف علوم مین آپنے تصنیف فرمائی ہین - آپکے اخلاق سبحان اللہ اخلاق محمدی صلعم - خدا تعالی نے انسانی ہمدردی کوٹ کوٹ کر آپ مین بھردی ہے ادائی علم یگانہ یگانہ سب سے عاجزانہ آپ ملتے ہین ؎

فخر وتمنی ست دلیل رسیدگان کمال	کہ چون سوار بمنزل رسد پیادہ شود	

آپنے علم باطنی متعدد شیوخ سے حاصل فرمایا اولاً بتاریخ ۲۵ رجب ۱۳۰۲ھ روز سہ شنبہ بعد ظہر اپنے والد ماجد حضرت حافظ محمد عباس علیخان صاحب قدس سرہ العزیز قادری نقشبندی امروہی سے بیعت توبہ فرمائی اور ۱۴ سال کے بعد بتاریخ ۱۳ شعبان ۱۳۱۶ھ شب جمعہ بعد مغرب بعد تکمیل سلوک بحضور مرشدی مولوی حافظ محمد مشتاق صاحب مدظلہ العالی خلافتنامہ پائی اور اب آپکا فیضان جاری ہے - آپکی قلیل صحبت مین سلطان الذکر تک نوبت پہونچ جاتی ہے آپکی نسبت عالی اور الطف ہے ؎

نسبتش ارفع وقوی اثرش	اہل دل میکند بیک نظرش	مختلف الاستعداد لوگونکو ایک وقت مین علیحدہ علیحدہ مقام کی توجہ آپ سے پہونچ جاتی ہے

سلوک وجذب صحو وسکر اسکے اہل کو پہونچتا ہے - اتباع شرع شریف پیروی سنت سنیہ اجتناب بدعات نامرضیہ آپکی شعار مین داخل ہے **قطعہ**

مرد درویش بے شریعت اگر	بہر دریا ہوا مگس باشد	یا چو کشتی روان شود بر آب	تو یقینش کہن کہ خس باشد

اسپر لطف یہ ہے کہ اور ون پر آپ معترض نہین ؎

جنگ ہفتاد و دو ملت ہمہ را عذر بنہ	چون ندیدند حقیقت رہ افسانہ زدند	

اکثر دیکھا گیا ہے کہ آپکے پاس بیٹھنے سے بلا سبب کئی لوگونکے مرض دفع ہوجاتے ہین - نادر بات یہ ہے کہ سب سے پہلے آپکو مدینہ کا لطیفہ اخفی جاری ہوا تھا اوسکے بعد دوسرے لطائف اور گاہے گاہے آپکی خدمت مین دیکھا گیا ہے کہ ذکر ملکہ نسبت لوگونکی گم ہوجاتی ہے جو خصائص محمد یہ صلعم سے ہے جسکا باعث خلوص اتباع سنت سنیہ ہے - اکثر آپ نام ونشان

محترز رہتے ہین لباس مین بھی عوام سے کچھ امتیاز نہین ہے۔ کیونکہ حدیث شریف مین آیا ہے کہ انسان کی برائی کیلئے یہ کافی ہے کہ اوسکے دین یا دنیا کے اعزاز کی شہرت ہو اور لوگ اسپر انگلیان اوٹھائین۔ **بعدہ** آپ اجمیر شریف حاضر ہوئے تو وہان بارشاد حضرت **خواجہ غریب نواز** رضی اللہ عنہ ایک چشتی بزرگ ہین اور جب آپ سرہند شریف حاضر ہوئے تو بحکم حضرت **امام ربانی** رضی اللہ عنہ ایک نقشبندی بزرگ نے خلافت دی اور انکے علاوہ ایک سالک **مجذوب** درویش نے بھی کچھ نعمت عطا کی۔ **بعدہ** آپ حیدرآباد تشریف لائے بہت لوگ آپکے حلقہ[1] ارادت مین داخل ہوکر مستفید ہوئے۔ اسکے بعد بارشاد روحی حضرت **غوث پاک** رضی اللہ عنہ مرشدی حضرت **محمد معروف** علیشاہ صاحب قبلہ قادری ابوالعلائی نے آپکو طلب فرماکر خلافت سے سرفراز کیا اور آپکی پیشکردہ نذر کو واپس کرکے ارشاد فرمایا کہ کچھ دوئی باقی نہین رہی۔ اور جس شب مین وصال فرمایا آپکو نہایت اصرار کیساتھ خاص طور پر اپنے پاس رکھا فرمایا کہ جو سب سے پہلا حضر تکا مرید اور نوسہ ہو آئندہ آپکی خدمت کیلئے ارشاد ہوا۔

رہبر تو ئی رفیق تو ئی رہنما تو ئی — **نظم مؤلف در توصیف حضرت مولانا روم رح** — رویم بہ پشت قبلۂ دلہائے ما تو ئی

عارفِ کامل جنابِ مولوی — واقفِ سرّ و رموزِ معنوی — از سرِ الہام بنوشتہ کتاب — گوہرِ معنی نمودہ انتخاب

حرفِ حرفش نکتۂ اسرارِ ہوست — نقطہ نقطہ میدہد پیغامِ دوست — مرہم زخمِ دلِ بریانِ ماست — کحلِ ما زا دیدۂ گریانِ ماست

قرۃ العین ست و تسکینِ قلوب — شربتِ وصل است و تسکینِ قلوب — از کلامش آمدم بوئے کلیم — کان شدہ رہبر مرا سوئے کلیم

نیست غیرِ حق درونِ نغمہا — زوست اظہار و بطونِ نغمہا — کیست گویا غیرِ ذاتِ کبریا — بشنو از گوشِ حقیقت رمزہا

منجلی و مخفی سرّ و نہان — مظہرست و شان و ذیشان بے نشان — گر ترا بینا شود چشمِ یقین — خود بہ بینی جلوہ اش از آن و این

ور شود رہبر ترا بخت سعید — بگذری از جلوہ گردی زالِ دید — در گذر از دید و گردان بے نشان — یار شو اسم صفت جلوہ کنان

اسمہا و صفہا و کل شئی — از وجودِ مطلقت گشتہ است حی — پادشاہِ عارفان خیر الوریٰ — دید انچہ دید و گفت لا اولا

ہمچنین گفت ست دا ما رسول — ربنہ تزغ قلوبنا بعد اذ درکِ عقول — منتہائے فہم انسان تا ظلال — وان ہم از فضل و عطائے ذوالجلال

در خطا و سہو آدم ریب نیست — ربنا انا ظلمنا عیب نیست — عاجزی آمد اساسِ بندگی — بندگی آمد لباسِ زندگی

حضرت سجاد زین العابدین — رہنمائے عارفین و ساجدین — کامل العرفان ست محوِ بندگی — قولِ مولانا نگر در مثنوی

بادشاہانِ جہان از بندگی — بو نہرند از شرابِ بندگی — ورنہ او ہم وار سرگردان و دنگ — ملک ابرہم زند ئے بے درنگ

بندگی آخر بعرفان رو کند — از فیوضِ نور اللہ الصمد — یارب از الطافِ خود را ہم نما — میزنم اہدنا صراط الاستوا

بہر ما و ہر مریدِ این طریق — زانکہ ہا ستیم در عصیان غریق — تا کہ در حفظانِ حق باشیم ما — از خیالِ فاسد و باطل رہا

در طریقِ بدعتیین و ملحدین — در عقاید ہائے باطل اجمعین — ربنا از جود و فضلت رہنما — ہمچو را ہِ راست اخوانِ صفا

تا شود در اضی ز ما معبودِ ما — در کفت آید گوہرِ مقصودِ ما — تا نماید در بطون و در ظہور — در دل و جان روان بقعاتِ نور

شعشعۂ انوارِ حق گردد عیان — در دل و در جان و در روح روان — صل یا رب الی یوم القیام — بر نبی و آل و اصحاب کرام

تابعین و ثم تبع التابعین — جملہ صدیقین و شہدا الصالحین — جل تنِ ابدال و یک فرد جہان — اولیا را قطاب و اغوثِ زمان

بہرِ ایں ما عفو کن رب کریم — جرمہائے ما کہ بسیار و عظیم — ما باصل خویش یا بم انضمام — کن عطار در باغِ رضوانم مقام

تمت

[1] آپکے اور آپکے صاحبزادگان اور خلفا کے مفصل حالات مین عنقریب ایک مستقل رسالہ شائع کیا جائیگا۔

[1] حضرت سجاد کا مفصل حال انشاء اللہ عنقریب شائع ہوگا۔

إِنْ أَوْلِيَاؤُهُ إِلَّا الْمُتَّقُونَ

مثنوی معنوی حضرت مولانا رومی کا عمدہ اور نایاب انتخاب

موسومہ

لُبِّ لُبَاب

و

رسالہ انتخاب

مصنفہ

حضرت مولانا خواجہ درویش محمد بخاری نقشبندی احراری

مع

تذکرات مولانا روم وخواجہ صاحب مرحوم

مولفہ

علامہ فاضل درویش کامل مولائی ومرشدی حضرت مولوی احمد حسینخان صاحب قادری نقشبندی چشتی امروہی ثم الحیدرآبادی

ابن مجمد ان میر سردار علیخان وغیرہ نے حسب فرمائش مولوی محمد مراد خانصاحب کتب فروش

بمادر سنہ ۱۹۱۰ء

مطبع مکارم حیدرآباد دکن چھپوایا

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تذکرۂ حضرت مولانا رومی قدس سرہ العزیز

خدا در انتظارِ حمد ما نیست	محمد چشم بر راہِ ثنا نیست
محمد از تو میخواہم خدا را	خدایا از تو حُبِّ مصطفےٰ را

بندۂ شرمسار امیدوار رحمت غفار فقیر احمد حسین خان فادری نقشبندی امروہی ثم الحیدرآبادی غفر اللہ ذنوبہ وستر عیوبہ برادران اسلام کی خدمت میں عرضپرداز ہے کہ عام وخاص مین یہ امر ضرب المثل اور مشہور آفاق ہے کہ حضرت مولینا کی مثنوی شریف کے فیضانِ مطالعہ کی برکت سے صدہا بلکہ ہزارہا آدمی اولیاء کاملین اور عرفاء واصلین سے ہوگئے اوسکا ہر شعر بلکہ ہر ایک لفظ مُنزَّل مِنَ السَّمَاءِ یا ارشادِ حضرت خیر الوریٰ ہے **شعر**

مثنوی یا رمزِ قرآن سر بسر	یا رموزِ گفتۂ خیر البشر

اگرچہ مصنف علیہ الرحمہ کے حالات مشہور وآشکار کالشمس فی نصف النہار ہین ع چہ حاجتست کہ خورشید را بیار پس اس کتاب کے شروع مین تبرکاً آپکے مختصر حالات شریک کردے جاتے ہین - وباللہ التوفیق -

مولانا کا نام اور نسب آپ کا نام محمد اور لقب جلال الدین نسب صدیقی بموجب رویت سپہ سالار[1] تلمیذ الرشید جناب مولانا آپکا شجرۂ نسب یہ ہے محمد (جلال الدین) بن محمد (بہاء الدین) بن حسین بن احمد (الخطیب) بن قاسم بن مسیب بن عبد اللہ بن عبد الرحمن بن ابی بکر الصدیق رضی اللہ عنہ اور بموجب روایت مقالات مصنفہ یک سید مولانا بہاء الدین ولد فرزند جناب مولانا یہ ہے محمد بن محمد بن حسین بن احمد بن ثابت بن مسیب بن مطہر بن حماد بن عبد الرحمن بن ابی بکر بن الصدیق رضی اللہ عنہ - مگر پہلی روایت صحیح تر ہے -

---

[1] سپہ سالار ۴۰ سال کامل سفر وحضر مین مولانا کے ہمراہ رکاب رہے ہین ۱۲

مولانا کا خاندان آپکے سب بزرگ علما و فضلا اولیا کاملین سے گذرے ہین چنانچہ آپکے پردادا شیخ احمد الخطیب البلخی خلفائے نامی حضرت شیخ احمد الغزالی رح سے تھے اور آپکے دادا شیخ حسین بلخی درویش کامل ہونیکے علاوہ عالم متبحر بھی تھے ایک شب محمد خوارزم شاہ والی خراسان نے عالم رویا مین دیکھا کہ آنحضرت صلعم ارشاد فرماتے ہین کہ "اے محمد ہم نے تیری دختر کا شیخ حسین بلخی کے ساتھ عقد کر دیا" صبح ہوتے ہی اوس نے آپکے ساتھ اپنی صاحبزادی کی شادی کر دی جس کے بطن سے مولانا کے والد شیخ بہاء الدین تولد ہوئے۔

مولانا کے والد ماجد آپکا نام محمد اور لقب بہاء الدین اور عرف سلطان العلماء ہے۔ تھوڑی ہی عمر مین آپ فارغ التحصیل عالم کامل اور جمیع علوم و فنون مین فاضل ہو کر مسند تعلیم و تدریس اور سجادۂ ہدایت دار شاد پر متمکن اور فیض رسان خلائق تھے۔ آپنے علم باطنی کی تحصیل اپنے والد بزرگوار سے فرمائی اوسکے بعد شیخ وقت نجم الدین کبریٰ خوارزمی سے بعد بیعت خلافت پائی صدہا ہزارہا طالبان علوم ظاہری و باطنی مقامات دور و دراز سے آپ کی خدمت مین استفادہ کی غرض سے حاضر ہو کر کامیاب ہوتے رہتے تھے۔ تاہم بعض حاسد ظاہر بین کثرتاً آپکے کمالات کی تردید کرتے اور معترض رہتے تھے کہ بالاتفاق ایک ہی شب مین ۳۰ ہزار معززین بلخ نے آنحضرت صلعم کو عالم رویا مین دیکھا کہ ان جناب پر کمال شفقت فرمائی اور خطاب سلطان العلمائی سے سرفرازی بخشی۔ علی الصباح یہ سب صاحب آپکی خدمت فیضدرجت مین قدمبوسی کی غرض سے حاضر ہوے تو آپنے ارشاد فرمایا کہ "جب تک آنحضرت صلعم نے آپکو متنبہ نہ کیا انکار سے باز نہ آئے" بالآخر سب نے توبہ کی اور آپکے مرید ہوے۔ اسکے بعد آپ کے کمالات کا عالمگیر شہرہ ہو گیا ہر طرف سے جوق جوق طالبان خدا کی اور بھی آمد ہوئی ممالک عرب و عجم سے علما و فضلا آپکی خدمت مین فتوے بھیجنے لگے۔ ہزارہا آدمی آپکے دربار مین ہر وقت حاضر رہنے لگے۔ اسقدر آپکی خدمت مین خلق اللہ کو ارادت بڑھی کہ آپکے حلقۂ درس و تدریس اور ذکر و مراقبہ اور مجالس وعظ و تذکیر کے مقابلہ مین دربار شاہی کی رونق گھٹ گئی۔ چونکہ اکثر آپنے وعظون مین الحاد اور فلسفہ اور بددینی کے خلاف مین بیانات فرمایا کرتے تھے یعنے جو لوگ کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ چھوڑ کر فلسفہ کی پرانی تقلیدون کے پابند ہو گئے ہین اپنی نجات کی کیا امید رکھتے ہین" اوس زمانہ مین امام فخر الدین رازی فلسفی بادشاہ وقت کا اوستاد اور مشیر خاص تھا۔ لہذا وہ آپسے حسد اور بغض رکھنے لگا لیکن بادشاہ آپکا بھی بڑا معتقد تھا گاہے گاہے آپکے سلام کے واسطے حاضر خدمت بھی ہوا کرتا تھا اسلئے اگرچہ وہ آپکی بدخواہی کیلئے قابو جو تھا مگر کوئی موقع ہاتھ نہ آتا تھا۔ اتفاقاً ایک روز بادشاہ معہ حکیم مذکور حاضر خدمت ہوا اوسوقت آپکے دربار مین ہزارہا بلکہ لاکھون آدمیون کا ہجوم تھا بادشاہ یہ دیکھکر حیران و دنگ رہ گیا حکیم کو موقع ملگیا اور اوس نے بادشاہ سے اس کثرت رجوعات کے نتائج بیان کئے اور کہا کہ اگر اسکا فی الوقت کچھ انسداد نکیا گیا تو امور سلطنت مین رخنۂ عظیم پڑ جائیگا[1]

[1] جیسا کہ بسبب کثرت رجوعات خلفاء عباسیہ نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو مجبوس کر دیا تھا اور محبس ہی مین آپ شہید ہوے۔ اور جہانگیر بادشاہ نے حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ کو بسبب رجوعات خاص و عام بخوف نزع سلطنت قید کر دیا تھا بعدہ آپکے کمالات کا معتقد ہو کر رہا کر دیا

الحاصل بادشاہ پر اوس کے بھجانے کا اثر ہوگیا ؎

دوستی جاہل شیرین سخن　　کم شنو کان ہست چون ہم کہن

بالآخر ۶۱۷ھ تھا کہ بادشاہ نے بمشورۂ حکیم مذکور خزانۂ شاہی کی کونجیان آپکی خدمت مین بھیجکر عرض کرایا کہ اسکو بھی آپ قبول فرمالین کہ اسکے سوا اور جملہ لوازماتِ شاہی آپکے یہان موجود ہین اور اگر آپکو بادشاہی کی ضرورت نہین ہے تو آپ کسی دوسرے مقام کو تشریف لیجائین آپنے اس پیغام کو سنکر بادشاہ کی سمجھ پر بہت افسوس کیا کہ اوسنے ہمکو طالبِ دنیائے دنی خیال کیا حالانکہ ؎ رباعی۔

آنکس ترا شناخت جانرا چہ کند ٭ فرزند و عیال و خانمان را چہ کند ٭ دیوانۂ تو ہر دو جہانش بخشی ٭ دیوانۂ تو ہر دو جہان را چہ کند

اور ارشاد فرمایا کہ انشاء اللہ کل یہان سے فقیر چلا جائیگا معتقدین مین سے جس کا جی چاہے فقیر کے ساتھ چلے اور جب تک محمد خوارزم شاہ یہان کا بادشاہ رہیگا بندہ واپس نہ آئیگا" مورخین کا بیان ہے کہ آپکی دل آزاری اور آپکے پیر بھائی مجدد الدین بغدادی کا قتل ناحق خوارزم شاہ کی زوالِ سلطنت کا باعث ہوا۔ ؎

ہیچ قومے را خدا رسوا نکرد　　تا قلوبِ اولیا نامد بدرد

الغرض دوسرے روز آپ بلخ سے روانہ ہوے اور آپکے ہمراہی مین تین سو آدمی آپکے مریدین خاص نے بھی ترکِ وطن کر دیا اور سراسیمہ آپکے ہمراہ چلدئے آپکے چلے جانیکے بعد جب بادشاہ کو خبر ہوی تو اوسکو بھی بہت رنج اور افسوس ہوا اور آپکو واپس بلانا چاہا مگر آپ واپس نہ ہوے اور اسکے کچھ عرصہ بعد اوسکی سلطنت تباہ و تاراج ہوگئی

بنگر کہ خونِ ناحق پروانہ شمع را　　چندان امان نداد کہ شب را سحر کند

آپ منزل بمنزل مقام بمقام کوچ کرتے ہوے نیشاپور پہونچے وہان چند روز آپکا قیام رہا حضرت فریدالدین عطار نے آپکا کمال احترام کیا وہان سے سفر کرکے بغداد شریف پہونچے یہان حضرت شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات ہوی وہان مدتون قیام رہا روزانہ شہر کے تمام علما اور مشائخ اور امرا اور رؤسا آپکی ملاقات کیلئے آتے تھے اور آپسے معارف اور حقائق کی تعلیم پاتے تھے آپنے بسم اللہ شریف کا وعظ بیان فرمایا جو ایک مہینے مین ختم ہوا اتفاقاً اوس عرصہ مین کچھ آدمی شاہِ روم علاء الدین سلجوقی کے درباری بطور سفارت بغداد شریف مین آئے ہوے تھے وہ بھی کئی مرتبہ آپ کے جلسۂ درس و وعظ اور حلقۂ ذکر و توجہ مین شریک ہوئے سب حلقہ بگوش ہو گئے اونہون نے واپس جاکر شاہِ روم سے آپکے حالات بیان کئے وہ غائبانہ آپکا مرید ہوگیا۔ پھر آپ بغداد شریف سے حجاز اور وہانسے بعد حج کرنیکے ملکِ شام گئے۔ وہان سے زنجان کے شہر آق مین تشریف فرما ہوے۔ اس شہر مین آپ خاتون ملک سعید فخرالدین کے یہان مہمان رہے اور پھر وہانسے لارندہ تشریف لیگئے جہان آپکا ۷ سال تک قیام رہا اس عرصہ مین مولانا کی عمر ۱۸ سال کی ہوگئی اور شادی کردی گئی اوسکے بعد سلطان علاء الدین کی درخواست پر آپ قونیہ کو روانہ ہوے جب قریب شہر

پہونچے بادشاہ نے پیادہ پا آکر آپ کا استقبال کیا اور آپکی سواری کے پاپیادہ ہمراہ چلکر آپکو شہر مین لایا ایک عالیشان مکان مین فروکش کیا اور تا زیست آپکے فیضانِ صحبت سے مستفید رہا بتاریخ ۲۸ ربیع الثانی ۶۲۸ھ بروز جمعہ آپنے وفات فرمائی آپکا مزار شریف قونیہ مین ہے۔

مولانا کی ولادت اور تعلیم آپ ۶۰۴ھ مین بمقام بلخ پیدا ہوے اور بہ سنہ ۶۱۰ھ ۶ سال کی عمر مین بہ ہمراہی اپنے والد ماجد آپنے وطن سے سفر فرمایا اور نیشاپور گئے وہان حضرت فریدالدین عطار رح کی ملاقات سے مشرف ہوے انہون نے اپنی کتاب اسرار نامہ نہایت تلطف سے آپکو عنایت فرمائی اور آپکے والد ماجد سے فرمایا کہ "این فرزند را گرامی بدار زود باشد کہ از نفس گرم آتش بر سوختگان عالم زند" اسکے بعد آپ بغداد شریف تشریف لیگئے وہان آپکا سالہا سال قیام رہا آپنے ابتدائی تعلیم اپنے والد بزرگوار کی خدمت مین پائی جو حنفی تھے اسکے علاوہ آپنے بہت کچھ علم ظاہر و باطن سید برہان الدین ترمذی محقق خلیفہ رشید والد بزرگوار سے حاصل کیا پھر وہانسے آپنے ملک حجاز کا سفر کیا وہانسے شام اور ارزنجان تشریف لیگئے اور شہر آق مین مقیم رہے وہانسے لارندہ گئے اور ۷ سال تک وہان مقیم رہے اوسوقت آپکی عمر ۱۸ سال کی تھی علوم ظاہر کی تعلیم قریب تکمیل پہونچگئی تھی وہین آپکی شادی ہوی اور ۶۲۳ھ مین بڑے فرزند سلطان بہاالدین ولد تولد ہوے۔ پھر آپ قونیہ تشریف لیگئے وہین آپ کے والد ماجد کا ۶۲۸ھ مین وصال ہوا اوسکے بعد سالہا سال آپنے دمشق اور حلب کے مدارس مین خصوصاً مدرسۂ حلاویہ مین کمال الدین ابن عدیم حلبی عمر بن احمد ہبۃ اللہ اور دوسرے علما و فضلا سے تعلیم پائی آپکے علمی مدارج حدِ بیان سے خارج ہین صاحب جواہر مضیہ لکھتے ہین کَانَ عَالِمًا بِالْمَذَاهِبِ وَاسِعَ الْفِقْهِ عَالِمًا بِالْخِلَافِ وَاَنْوَاعِ الْعُلُوْمِ۔ بعد وفات آپکے پدر بزرگوار آپ ہی اونکے قائم مقام تسلیم کیے گئے

مولانا کی بیعت اور علم باطنی اول آپنے والد بزرگوار سے بیعت کی اور اونہی سے نیز اونکے خلیفہ سید برہان الدین محقق ترمذی سے جو آپکے اتالیق بہی تھے طریق سلوک اور تعلیم مراقبات طریقہ کبرویہ سہروردیہ حاصل کیے ایک دن سید صاحب نے بعد وفات آپکے والد ماجد آپسے فرمایا کہ آپکو دینے کیلئے آپکے والد بزرگوار جو مجکو امانت تفویض کر گئے ہین اب مین وہ آپکے حوالہ کردیتا ہون یہ کہکر اونہون نے آپسے بہت روز سے معانقہ کیا اور جو کچہ دینا تھا دیدیا۔

آپکے والد بزرگوار کو دو سلسلون مین اجازت تھی جو حضرت شیخ احمد غزالی تک پہونچتے ہین ایک یہہ کہ محمد بہاالدین عن والدہ وشیخہ حسین البلخی عن شیخہ و والدہ شیخ احمد الخطیب عن شیخہ احمد الغزالی دوسرا یہ کہ محمد بہاالدین عن شیخہ نجم الدین الکبری خوارزمی عن عمار البدلیسی عن ابوالنجیب[۱] ضیاءالدین السہروردی عن شیخہ احمد الغزالی عن ابی بکر النساج عن ابی القاسم الگرگانی عن ابی

[۱] شیخ ابوالنجیب دوسرے سلاسل مین اپنے والد شیخ ابو محمد کے اور وہ شیخ احمد دینوری خلیفہ ممشاد دینوری رح کے خلیفہ تھے اور سلسلۂ قادریہ مین آپکو حضرت پیران پیر سے خلافت نامہ ملی ہے جس مین شیخ الشیوخ شہاب الدین سہروردی رح آپکے خلیفہ اکبر ہوے ۱۲

عثمان المغربی عن ابی علی الکاتب عن ابی علی الرودباری عن جنید البغدادی عن سری السقطی عن معروف الکرخی عن امام موسی الرضا عن امام موسی الکاظم عن امام جعفر الصادق عن امام محمد الباقر عن امام زین العابدین عن امام حسین سید الشہدا عن علی المرتضے عن محمد المصطفے صلوات اللہ علیہم والرضوان -

مولانا اور شمس تبریز کی ملاقات

بعدہ مولانا نے شمس الدین تبریزی خلیفہ بابا کمال الدین جندی خلیفہ نجم الدین کبری سے بیعت کی جسکے مختلف واقعات مشہور ہین - جواہر مضیہ مین جو علماء حنیفہ کے حالات کی ایک معتبر کتاب ہے مذکور ہے کہ اگرچہ مولنا پر علم ظاہری کا رنگ غالب تھا طلبا کو کتابون کا درس دیتے تھے اور وعظ بھی کہتے تھے فتوے بھی لکھتے تھے مجالس سماع وغیرہ مین خلاف شرع جانکر کبھی شریک نہ ہوتے تھے اتفاق سے ایک دن آپ درس دے رہے تھے بہت سی کتابین آپکے سامنے رکھی ہوی تھین کہین سے شمس تبریزی بھی آپہونچے اور ایک طرف کو بیٹھ گئے اور پوچھنے لگے کہ یہ (کتابین) کیا ہے مولنا نے کہا تم اسکو نہین جانتے یہ کہنا ہی تھا کہ دفعتہً سب کتابونمین آگ لگ گئی مولانا گھبرا گئے اور مولنا نے اوسسے کہا یہ کیا ہے اونہون نے جواب دیا کہ "تم اسکو نہین جانتے" - زین العابدین شروانی لکھتے ہین کہ شمس تبریز بموجب ارشاد اپنے پیر بابا کمال کے مولانا کے پاس آئے تھے جسکا واقعہ یہ ہے کہ ایک روز حضرت بابا کمال نے اپنے مریدین شیخ فخر الدین عراقی اور شمس الدین تبریزی اور شیخ بہاء الدین[۱] زکریا و میر حسین ہروی کو چلہ کشی اور ریاضت کا حکم دیا تھا - جب یہ سب چلہ سے فارغ ہوکر باہر نکلے تو عراقی نے وہ اسرار جو اونکو ظاہر ہوے تھے اشعار مین نظم کرکے آپکی خدمت مین پیش کیے مگر شمس تبریز نے کچھ ظاہر نہ کیا اور ساکت رہے بابا صاحب نے ارشاد فرمایا کہ شمس الدین کیا تجھپر کچھ ظاہر نہین ہوا آپ نے عرض کیا کہ اُس سے زیادہ ظاہر ہوا جو عراقی نے لکھا ہے مگر اوسکے اظہار کرنے کا مجھکو یارا نہین تھے بابا صاحب نے فرمایا کہ "بارے تعالی ترا مصاحبے روزی کند کہ معارف وحقائق اولین وآخرین را بنام تو اظہار کند وینابیع حکمت از دل او بر زبانش جاری شود وہمہ آن کسوت مقالات مطرز بنام تو باشد - ترا باید کہ بطرف روم روی آنجا سوختہ ایست اورا مشتعل کردن می تابا" چنانچہ یہ امر مسلم ہے کہ کلیات شمس تبریز جو عوام مین اُنکے نام سے مشہور ہے وہ دراصل مولانا کی تصنیف ہے الحاصل شمس تبریزی روم مین آئے اور قونیہ پہونچے شکر فروشونکی سراے مین ٹہیرے ایک دن مولانا کی سواری بڑی شان وشوکت سے نکلی شمس تبریز نے آپ کو سر راہ روک کر پوچھا کہ مجاہدہ اور ریاضت سے کیا مقصد مولانا نے کہا اتباع شریعت - شمس تبریز نے کہا یہ تو سب جانتے ہین مولانا نے کہا اس سے بڑھکر اور کیا - ہے شمس تبریزی نے کہا کہ علم کے یہ معنی ہین کہ تم کو منزل تک پہونچادے جیساکہ حکیم سنائی فرماتے ہین ؎

---

[۱] اس کے بعد بہاء الدین ملتانی رح کو شیخ شہاب الدین سہروردی نے بھی دس بارہ روز اپنی خدمت مین رکھکر خلافت نامہ بخشی اور میر حسن ہراتی کو شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی نے بھی خلافت عطا کی ہے ۱۲ تاریخ فرشتہ -

علم کز تو ترا نہ بستاند		جہل ازان علم بہ بود بسیار	

یہ سنتے ہی اوسیوقت مولانا سواری پر سے اُتر پڑے اور بعد ملاقات وغیرہ آپنے شمس تبریزی کے ہاتھہ پر بیعت کی۔ ایک روایت اور ہے جو اس سے بھی زیادہ مشہور ہے کہ مولانا ایک حوض کے کنارے درس دے رہے تھے شمس تبریزی آنکلے اور پوچھا یہ (کتابین) کیا ہے مولانا نے کہا تمکو اس سے کیا غرض یہ علم قیل وقال ہے شمس نے کتابین لیکر حوض مین ڈالدین جس سے مولانا کو نہایت رنج ہوا اور غصہ آیا اور کہا کہ یہ نایاب کتابین برباد ہوگئین اب کہان نصیب ہوسکتی ہین شمس تبریزی نے یہ سنکر اوسی وقت اپنا ہاتھہ بڑہاکر حوض مین سے خشک کتابین نکالکر رکھدین کہین نمی کا نام نہ تھا اس سے مولانا اور حاضرین کو سخت حیرت ہوی اور شمس تبریز نے فرمایا کہ تم اسکو کیا جانو یہ علم حال ہے۔ اسکے بعد مولانا آپکے مرید ہوگئے مگر ان تمام واقعات کے مقابلہ مین صحیح تر روایت یہ سالار کی ہے جو انہون نے مولانا کے تذکرہ مین لکہی ہے کہ شمس تبریز عام صوفیونکی طرح سجادہ ودلق کی پابند نہ تھے بلکہ سوداگرونکی لباس مین شہر شہر سیاحت اور خرید و فروخت کیا کرتے تھے جہان جاتی حجرہ بند کرکے مراقبہ مین مصروف ہوجاتے تھے کبھی ازار بند بن کر کفاف حاصل کرتے تھے ایک روز آپنے مناجات کی کہ خداوندا مجکو اپنا کوئی ایسا خاص بندہ عطا کر جو میری امانت کا متحمل ہو۔ غیب سے ارشاد ہوا کہ ملک روم مین ملیگا۔ آپ ۶۴۲ھ مین قونیہ آئے سرائے مین مقیم ہوے سرائے کے قریب ایک چبوترہ تہا جسپر شام کو وقت وہانکی باشندی تفریحاً بیٹہتے تھے شمس تبریز بھی وہان جاکر بیٹہنے لگے مولانا بھی آپکی خبر سنکر ملنے کو آئے باہم ملاقات اور گفتگو ہوئی شمس تبریز نے پوچھا کہ حضرت بایزید بسطامی کی ان دونو واقعات مین کیا صورت تطبیق ہوسکتی ہے کہ ایک طرف تو یہ کہ تمام عمر انہون نے اس خیال سے خربزہ نہ چکہا کہ نہین معلوم آنحضرت صلعم نے اسکو کسطرح سے کہایا ہوگا دوسری طرف انکا یہ تجانی ما اعظم شانی فرمانا حالانکہ آنحضرت صلعم باوجود جلالت شان ایکدن مین ستر مرتبہ استغفار کرتے تھے مولانا نے جواب دیا کہ بایزید بڑے پایہ کے بزرگ تھے بحالت سیر ولایت اولیا کیفیت وحدۃ الوجود مین یہ الفاظ کہہ اٹھے تہے چنانچہ جب ہوش آیا تو توبہ و استغفار کی اور مریدونسے کہا کہ اگر کبھی ایسا کلمہ کفر والحاد میری زبان سے نکلے تو میرا گلا کاٹ ڈالنا جب پھر انکی وہ حالت ہوئی وہی الفاظ بے اختیار انکی زبان سے نکلے ناواقف مریدونے انکے گلے پر چھری چلادی مگر چلانیوالونکی گلونمین زخم آگئے بایزید کے گلے پر مطلق اثر نہین ہوا۔ یہ سخت نادم ہوئے۔ (یہ واقعہ مدعیان وحدت الوجود اور قائلان ہمہ اوست کے امتحان حقیقی حال اور محض بناوٹی قال کا بہت ہی عمدہ معیار ہے) اور جب بایزید اس مقام سے عروج کرکے سیر ولایت کبریٰ انبیا مین پہونچے (جو سلوک صدیقیہ کا مقام ہے) بایزید پر اتباع سنت سنیہ اسقدر غالب آگیا کہ بقیہ عمر احتیاط کی باعث خربزہ نہ کھاسکے۔ بخلاف ترقی مدارج عالیہ آنحضرت صلعم کہ روزانہ ستر مرتبہ مراتب تقرب مین ترقی ہوتی تھی اور سابقہ حال پر نظر فرماکر آپ استغفار فرماتے تھے۔

مولانا کی شمس تبریز کے ہاتھہ پر بیعت اسکے بعد مولانا نے حضرت شمس تبریز سے بیعت کی اور بقول سپہ سالار ۶ ماہ اور بموجب روایت مناقب العارفین ۳ ماہ تک شیخ صلاح الدین زرکوب کی حجرہ مین جو مولانا برہان الدین محقق مذکور کی مرید تھے مولانا اور شمس تبریز باہم معتکف رہے اس مدت مین آپ غذا قطعاً متروک تہی اور سوا زرکوب کے حجرہ کی اندر جانیکے کسیکو مجال نہ تہی اسکے بعد آپکی یہ حالت ہوگئی کہ بغیر سماع ایک گھڑی چین نہ آتا تھا درس و تدریس وعظ و پند کی اشغال بالکل چہٹ گئے۔ آپ تھے یا شمس تبریز کی صحبت۔ دم بھر کیلئے جدا نہوتے تھے اسکی تمام شہر مین شہرت ہوگئی اور

ایک شورش مچ گئی سب معتقدین کو رنج و صدمہ ہوا کہ ایک بے سروپا پردیسی دیوانہ نے آکر حضرت مولانا پر کیا سحر کر دیا کہ وہ کسی کلام کی نہ رہے حتی کہ مولانا کے خاص بھی انکے راز و نیاز کو نہ پاسکے سب شمس تبریز کے دشمن ہوگئے یہ شورش فتنہ انگیزی حد تک پہونچ گئی۔

شمس تبریز کا چلا جانا اور بلوایا جانا شمس تبریز قونیہ سے بلا اطلاع کئے دمشق کو چلے گئے۔ انکی جدائی سے مولانا پر جو جو صدمات گذری بیان سے باہر ہیں مولانا تھے یا عالم تنہائی کسی سے کچھ تعلق نہ تھا بہت سی فراقیہ غزلین لکھیں حتی کہ شمس تبریز نے دمشق سے اپنے پہونچنے کا مولانا کو خط لکھا اوس سے اور بھی مولانا کی نار فراق مشتعل ہوگئی شمس تبریز کے آزردہ کرنیوالوں نے معافی چاہی جسکو آپکے صاحبزادہ سلطان ولد نے اپنی مثنوی میں اسطرح نظم کیا ہے۔ **مثنوی** ۔

عفو ما کن ازین گناہ خدائے	ہمہ گریان بہ تو بگفتہ و اے	عفو کن ازین گناہ خدائے	ہمہ گریان بہ تو بگفتہ و اے
یارب انداز در دل آن پیر	طفل رہ بودہ ایم خردہ مگیر	کہ بدا و پیشوا ندانستیم	قدر او از عمی ندانستیم
کہ کند عذرہای ما را او	پیش شیخ آمدند لابہ کنان	عفو کلی ازین شدیم و دو تو	کہ ببخشا کمن دگر ہجران
تو بہا می کنیم رحمت کن	شیخ شان چونکہ دید از ایشان این	گر دگر این کنیم لعنت کن	راہ شان داد و قبلہ آوان کین

پس سب نے مجبور ہوکر شمس تبریز کی تلاش میں دمشق کا عزم بالجزم کیا۔ سلطان ولد قافلہ سالار ہوئے اور مولانا نے ایک نامہ منظوم فی البدیہ اونکے نام لکھکر حوالہ کیا جو حسب ذیل ہے ؎ بہ خدائیکہ در ازل دہ ست ۔ ہی و دانا و قادر و قیوم ۔ نور او شمع ہای عشق افروخت ۔ تا بشد صد ہزار سر معلوم

گشت گنج عجائبش مکتوم	در طلسمات شمس تبریزی	عاشق و عشق و حاکم و محکوم	از یکے حکم او جہان پر شد
زآنچہ شے جفت و زانگبین محروم	ہمہ شب ہمچو موم می سوزد	از حلاوت جدا شدیم چو موم	کہ ازان دم کہ تو سفر کردی
زفت کن پیل عیش را خرطوم	آن عنان را بدین طرف پرتاب	جسم ویران و جان ہمچون موم	در فراق جمال تو ما را
تا رسد آن بہ مشرقہ مفہوم	یک غزل بے تو ہیچ گفتہ نشد	ہمچو شیطان طرف شدہ مرجوم	بے حضورت سماع نیست حلال
اے بتو فخر شام و روم روم	شام از نور صبح روشن باد	غزل پنج و شش شد منظوم	پس بذوق سماع نامہ تو

اس خط کے علاوہ (۱۵) شعری ایک غزل بھی لکھی جسکا مطلع یہ ہے ؎ بروید اے حریفان نکشیدیا رما را ۔ بمن آورید حالا صنم گریز پا را اگر او بوعدہ گوید کہ دمی دگر بیایم ۔ مخورید بر او را بفریبید او شما را ۔ بہر حال سلطان ولد دمشق جاکر شمس تبریز کو قونیہ لائے اس مرتبہ مولانا اور شمس تبریز کی یکجائی شعبان ۶۴۴ھ تک رہی۔

شمس تبریز کا پھر چلا جانا یا قتل ہونا اسکے بعد مولانا کی فرزند نا خلف علاء الدین نے کوئی حرکت ایسی خلاف طبع شمس تبریز کی کہ وہ پھر چلے گئے اسکے بعد شمس تبریز کے متعلق واقعہ نگارونکی تحریرات میں بہت بڑا اختلاف ہے بعض لکھتے ہیں کہ علاء الدین نے اونکو قتل کر ڈالا اور بعض لکھتے ہیں کہ وہ کہیں کو چلے گئے تھے مولانا اونکی تلاش میں خود نکلے شہر بشہر ملک بملک تلاش کرتے پھرے لیکن کہیں اونکا سراغ نہ ملا

مشعشعہ عرش ست این تبریزیا	فر فردوس ست این یا پیرزا	شہر تبریز ست و کوے دلستان	مثنوی سیر بانا بار یکتا زاشتران

بہر حال ۶۴۵ھ میں شمس تبریزی کی وفات ثابت ہے۔

قونیہ پر ہلاکو خان کا حملہ اور ناکامی اسی زمانہ میں ہلاکو خان نے قونیہ پر حملہ کیا اور شہر کے چاروں طرف اوسکی فوجوں نے محاصرہ کر لیا مولانا نے

ایک ٹیلہ پر جو بیجو خان کے خیمہ کے سامنے تھا مصلّی بچھا کر نماز شروع کر دی سپاہیوں نے تاک تاک کر تیر مارنے چاہے لیکن کمانین نہ کھچ سکین آخر گھوڑے بڑھائے ہر چند کوشش کئے لیکن گھوڑے بھی اپنی جگہ سے آگے نہ بڑھ سکے۔ بیجو خان بدبین کو یہ واقعہ معلوم ہوا تو اوس نے تیر چلانے چاہے مگر ایک تیر نہ چلا مجبور ہو کر گھوڑے پر بڑھانا چاہا تو وہ بھی نہ چلا پیدل چلنا چاہا تو قدم نہ اٹھ سکا آخر کار وہ عاجز ہو کر بھاگ گیا۔

مولانا اور شیخ صلاح الدین زرکوب | ایک مدت تک مولانا شمس تبریز کی جدائی سے صدمہ زدہ رہے اسی حالت میں ایک روز باہر نکلے راہ میں شیخ صلاح الدین زرکوب اپنی دوکان پر زرکوٹ رہے تھے مولانا پر کیفیت سماع ظاہر ہو کر ہتوڑہ کی آواز سے وجد طاری ہو گیا شیخ نے اپنا ہاتھ زرکوبی سے تمام تک نہ روکا یہانتک کہ بہت سی چاندی ضائع ہو گئی آخر شیخ باہر نکل آئے مولانا نے انکو اپنی آغوش میں دبا لیا اور عصر تک جوش مستی میں یہ شعر گاتے رہے ؎ یکے گنجے پدید آمد از ین دکان زرکوبی ؛ نہ سے صورت زہے معنی زہے خوبی زہے خوبی ۔ شیخ صلاح الدین نے اوسیوقت کھڑی کھڑی ساری دکان لٹا دی اور دامن جھاڑ کر مولانا کے ساتھ ہو گئے چونکہ وہ مولانا کے ارشاد بہائی تھے اونکی صحبت سے مولانا کو بہت تسلی ہوئی ۹ سال کامل صحبت باہمی گرم رہی انکی نسبت سلطان ولد اپنی مثنوی میں لکھتے ہیں ؎ قطب ہفت آسمان و ہفت زمین ؛ ملقب بشان بود صلاح الدین

نور خورازرخش خجل گشتے ؛	ہر کہ دیدیش زاہل دل گشتے	چون فرا دید شیخ صاحب حال	بر گزیدش زجملۂ ابدال
رو بدو کرد جملہ را بگذاشت	غیر اورا خطاب سہو الگاشت	شورش شیخ گشتہ زو ساکن	وآن ہمہ رنج و گفتگو ساکن
شیخ باو چنانکہ بآن شاہ	شمس تبریز خاصۂ اللہ	خوش درآمیخت ہمچو شیر و شکر	کار ہر روز ہمد گر شد زر

مولانا اور شیخ میں بہت اتحاد بڑھ گیا شیخ کی شان میں مولانا نے غزلیں کہیں ؎ مطربا اسرار ما را باز گو ؛ قصہ ہاے جانفزا را باز گو ؛

ما دہان بربستہ ایم از ذکر او	تو حدیث دلگشا را باز گو	چو صلاح الدین صلاح جان ماست	آن صلاح جان ہا را باز گو

مولانا کی پرانے رفقا نے یہ دیکھکر کہ ایک ناخواندہ زرکوب مولانا کا ہمدم و ہمراز بنگیا بلکہ بجاے پیر و مرشد ہو گیا سخت شور ش کی سلطان ولد اپنی مثنوی میں اسکا اسطرح ذکر کرتے ہیں ؎ باز در منکران غرہ افتاد ؛ باز دم شد دل فساد آگنده ؛ باہم گزین ہمچ رستیم ؛ چون گلہ میکنیم درشتیم

اینکہ آمد زاولین بہرست	اولین نور بود و این بشرست	ہمہ این مردار اہی دانستیم	ہمہ ہم شہریم و ہم خوانیم
نہ دراخط نہ علم نہ گفتار	برما خود ند اشت این مقدار	کای عجب ازچہ روے مولانا	می نیاید کسے چو او دانا
روز و شب میکند سجود اورا	بر فروزد دین فرود اورا	یک مریدے برسم طنازی	شد از یشان و کرد غمازی
او ہمان لحظہ نزد مولانا	آمد و گفت آن حکایت را	کہ ہمہ جمع قصد آن دارند	کہ فلان را زنند و آزارند

لیکن جب اون لوگونکو ثابت ہو گیا کہ مولانا کسیطرح سے شیخ زرکوب کی صحبت نہیں چھوڑ سکتے تو وہ اپنے خیالات سے باز آگئے بعدہ مولانا نے اپنے اور شیخ کے باہمی تعلقات کو مضبوط کرنیکی غرض سے شیخ کی دختر سے اپنے بڑے صاحبزادہ سلطان بہاء الدین ولد کی شادی کر دی۔ عرصہ دراز تک صحبت باہمی گرم رہی حتی کہ ۶۶۲ھ میں شیخ نے وصال فرمایا اور مولانا کے والد ماجد کے مزار شریف کے متصل مدفون ہوئے مولانا شیخ کی مفارقت میں بہت ہی مغموم اور مصدوم ہوئے۔ فراقیہ غزلیں اور اشعار تصنیف فرمائے ؎

اے زہجران رو فراقت آسمان بگریستہ ؛ دل میان خون نشستہ عقل و جان بگریستہ

مولانا اور حسام الدین چلپی

اسکے بعد مولانا نے حسام الدین چلپی کو جو آپکے ایک مخلص مرید تھے اپنا ہمدم و ہمراز کر لیا اگرچہ وہ مولانا کے مرید تھے اور مولانا انکی بہت تعظیم کرتے تھے مگر وہ کبھی اپنے خادمانہ آداب اور قاعدہ سے تجاوز نکرتے تھے چنانچہ جس جگہ مولانا وضو کرتے تھے وہ اُس جگہ کو چھوڑ کر یا تو وضو نہین کرتے تھے خواہ دوسری جگہ وضو کرنمین بارش اور برف کیوجہ سے کتنی ہی تکلیف برداشت کرنی پڑتی۔ یہی حسام الدین چلپی ہین جو مثنوی شریف کی تصنیف کا باعث ہوئے جسکی آئندہ تفصیل آئیگی۔ بعد وصال مولانا حسب وصیت مولانا کے یہی جانشین ہوئے ۶۸۴ھ مین انکا وصال ہوا۔ مزار شریف قونیہ مین ہے۔

مولانا کے اخلاق و عادات

جب مولانا علوم ظاہری و باطنی کی تحصیل سے فارغ ہو کر مسند نشین پدر بزرگوار ہوئے تو آپ کا وجود با وجود ما لک رقم وشام مین بہت اعزاز کی نگاہ سے دیکھا جاتا تھا آپکا حلقۂ تدریس و تعلیم بہت وسیع تھا آپکا وعظ بہت ہی پر اثر ہوتا تھا۔ آپکے فتاوی دور دور تک مستند سمجھے جاتے تھے جب آپکی سواری نکلتی تھی علما و فضلا اور امرا کبیر اکی بڑی بڑے گروہ آپکے ہمراہ رکاب رہتے تھے۔ مباحثہ اور مناظرہ مین بھی آپ کامل تھے۔ تمام ملک مین آپکی قبولیت عامہ کا شہرہ تھا امرا اور سلاطین وقت بھی آپکے معتقد تھے علم ظاہر کے سوا علم باطنی جو سید برہان الدین محقق ترمذی (خلیفہ مولانا بہاء الدین محمد سلطان العلماء) سے آپکو پہونچا تھا۔ طالبان راہ خدا کو تعلیم فرماتے تھے صدہا کشف و کرامتین آپسے ظاہر ہوتی رہتی تھین بلحاظ علم ظاہر آداب شرع شریف کی پابندی مدنظر تھی اور ہوش و حواس بجا اور درست تھے۔

سماع اور مولانا کا استغراق

لیکن جب سے شمس الدین تبریزی سے آپکی ملاقات ہو کر خلط اور ربط بڑھا ہوش و حواس مین تفرقہ آگیا اکثر اوقات بیخودی اور بیخبری محویت اور استغراق کا غلبہ رہنے لگا کئی کئی دن سماع کے کیف مین بلا خورد و نوش گذر جاتے تھے۔

مولانا کا ذکر و مراقبہ و نماز

مولانا ہوش کی حالتمین ذکر و شغل عبادت و ریاضت مین مشغول رہتے تھے کہ مَنْ کَمُلَ عِرْفَانُہٗ کَمُلَ عِبَادَتُہٗ یعنے جس شخص کا عرفان پورا ہوتا ہی وہ عبادت مین بھی کامل ہوتا ہی ؎ بندگی آمد لباس زندگی ✤ زندگی بے بندگی شرمندگی عین نماز مین جب کبھی سکر غالب ہو جاتا تھا دو ہی رکعت مین عشا سے صبح ہو جاتی تھی آپکی غزل کا شعر ہی ؎

بخدا خبر ندارم چو نماز می گذارم ✤ کہ تمام شد کوعے کہ امام شد فلانے

موسم سرما مین رات کے وقت ایک مرتبہ آپکو نماز پڑھتے مین قنوت ہوی برف سے آنسو چہرۂ مبارک پر جم کر یخ ہو گئے صبح کو لوگون نے دیکھکر شناخت کیا

مولانا کی شب خوابی

سپہ سالار لکھتے ہین کہ مین نے کبھی آپکو شب خوابی کی لباس مین نہین دیکھا بلکہ آپ رات بھر ذکر و مراقبہ مین مشغول بیٹھے رہتے تھے جب نیند کا غلبہ ہوتا تھا بے اختیار ہو کر کسی طرف کو گر جاتے تھے اور آنکھ لگ جاتی تھی چنانچہ ارشاد فرماتے ہین کہ ؎

ہمہ شب بدیدۂ من بفلک ستارہ شمردہ ✤ خوابم از دیدہ چنان رفت کہ ہرگز نایدہ

خواب من ز ہر فراق تو نوشید و بمرد

غزل ✤ دیدہ خون گشت و خون نمی چکید — دل من از جنون نمی خسپید — مرغ و ماہی زمن شدہ حیران — کاین شب و روز چون نمی خسپید

پیش ازین در عجب همی بودم — کاسمان نگون نمی خسپید — آسمان خود کنون زمن خیرہ است — کہ چرا این زبون نمی خسپید

عشق بر من فسون اعظم خواند — دل شنید آن فسون نمی خسپید

مولانا کا زہد و قناعت

آپکے زہد و قناعت کی یہ حالت تھی کہ امرا کے پاس سے ہزارہا روپیہ کے قیمتی نذر و تحائف آپکے پاس آتے تھے آپ سب

شیخ صلاح الدین زرکوب کے پاس بھیجدیتے تھے اور اونکے وصال کے بعد حسام الدین چلپی کے پاس وجسطرح ابدیدخود اسکو صرف کرتی تھی گاہے گاہے جب مکان مین کچھ خرچ کو نہوتا تھا تو آپکے صاحبزادہ سلطان ولد کو کوئی کوئی چیز آپکی اجازت سے مکان مین بھیجدیتے تھے جس دن مولانا کے یہان کچھ کھانے کو نہ ہوتا تو آپ فرماتی تھی کہ الحمد للہ آج ہمارے گھر مین فقر کی بوآتی اکثر اوقات آپ اپنے منہ مین لبلبہ سیاہ رکھتی تھی کہ خلوے معدہ اور جگر کی گرمی سے صفرا کا غلیان نہو

مولانا کی سخاوت آپکی سخاوت کی یہ کیفیت تھی کہ جو کچھ آپکے پاس ہوتا تھا سائلون کو دیدیتے تھے۔ اگر کچھ دینے کیلئے نہ ہوتا تو بدن سے عبا اور کرتہ نکالکر سائلونکے حوالہ کردیتے تھے۔

مولانا کا حلم و تواضع آپکے حلم و تواضع کی یہ کیفیت تھی کہ ادنیٰ اعلیٰ کو آپ ہی پہلے سلام کیا کرتے تھے۔ ایک روز آپ بازار مین تشریف لیجارہے تھے کچھ لڑکون نے آپکی دست بوسی کی۔ ایک لڑکے کا ہاتھ خالی نہ تھا اوسنے دست بوسی کیلئے آپکو ٹھیرایا آپ ٹھہر گئے جب اوسنے اپنا ہاتھ خالی کرکے آپکی دست بوسی کرلی تو آپ آگے بڑھے۔ ایک مرتبہ جلسۂ سماع مین ایک شخص کو وجد ہوا وہ بحالت بیخودی بار بار آپکے اوپر آگر گرتا تھا لوگ بزور اوسکو ہٹا دیتے تھے آپکو یہ بات ناپسند آئی اور ارشاد فرمایا کہ شراب اوس نے پی ہے آپ بدمستی کرتے ہین۔ ایک مرتبہ حمام مین غسل کرنیکی غرض سے آپ تشریف لیگئے ملازمین حمام نے دوسرے لوگونکو وہانسے ہٹا دینا چاہا آپنے انکو منع کیا اور خود باہر نکل آئے۔ شہر دمشق مین جہان آپ علم ظاہری کی تحصیل فرماتے تھے بعض نادانون نے آپکے روبرو بر سبیل تذکرہ آپکے والد ماجد کی شان مین کہا کہ مولانا بہاء الدین مین کیا ایسا کمال تھا جو آپکو سلطان العلماء مشتہر کردیا تھا آپ نے کسی امر مین زبان نہ کھولی جب آپ وہانسے تشریف لیگئے تو وہ نادان بہت پچھتائے کہ افسوس ہے ہمنے مولانا کے والد کی توہین انکے روبرو کی اور اونکی ظرف کو صد آفرین ہے کہ لب تک نہ ہلایا۔ یہ سب صاحب آپکے پاس معافی کی غرض سے آئے آپنے فرمایا مین ایسی باتونسے گران خاطر نہین ہوتا ہون معافی آپکو چاہنے کی ضرورت نہین ہے۔ ایک مرتبہ آپکی زوجہ صاحبہ نے کسی غلطی کے باعث اپنی کنیز کو تنبیہ کی آپ بھی مکان ہی مین تھے بہت متاسف ہوئے اور ارشاد فرمایا کہ سب آدمی برابر ہین۔ اگر آج تم اوسکی کنیز ہوتین اور وہ تمکو سرزنش کرتی تو تمہاری کیا حالت ہوتی۔ آپکی زوجہ صاحبہ اس نصیحت سے بہت متاثر ہوئین بعدہ اوس کنیز کو انہون نے آزاد کردیا ایک مرتبہ دو آدمی سر راہ آپس مین لڑ رہے تھے ایک دوسرے کے ساتھ گالم گلوچ کررہا تھا آپ نے یہ واقعہ ملاحظہ فرمایا اور دونون سے کہا کہ بھائیو دونون مجکو جو چاہو کہلو مگر آپس مین مت لڑو وہ آپکا حلم اور تواضع دیکھکر شرمندہ ہوگئے اور اپنے اپنے گھرونکو چلے گئے۔

مولانا کا وعظ مولانا کے زمانہ مین وعظ کا یہ دستور تھا کہ قاری آیات قرآنی تحکیم عظیم پڑھا کرتا تھا اور واعظ صاحب اُن آیات کے مطالب بیان کیا کرتے تھے آپ ایک روز مسجد قلعہ قونیہ مین بعد نماز جمعہ وعظ فرما رہے تھے اُمرا اور رؤسا کے سوا علما فضلا اور فقرا و مشائخ بھی اس جلسہ مین شریک تھے معارف کا ایک بحر ذخار دریائے ناپیدا کنار آپکے سینۂ فیض گنجینہ سے موج زن تھا مضامین کی دُرِ بہا آبدار اور جواہر شاہوار آپکی زبان حقیقت ترجمان سے بکھر رہے تھے حاضرین محظوظ اور مشکیف ہو رہے تھے ہر طرف سے صدائے سبحان اللہ اور آوازۂ واہ واہ بلند تھا ایک کملا صاحب کو آپکے بیان پر حسد ہوا اور کہنے لگے کہ مقررہ آیات کا وعظ بیان کرنا کوئی کمال نہین ہے۔ مولانا نے یہ سنکر فرمایا کہ آپ ہی کوئی آیت پڑھئے کہ اوسکے متعلق وعظ بیان کیا جائے اونہون نے جوش مین آکر سورۂ والضحیٰ کی وعظ کی درخواست کی مولانا نے رو سے سخن اوسی سورہ شریف کیطرف متوجہ کرلیا صرف والضحیٰ کی مطالب کی توضیح و تصریح مین شام ہوگئی۔ اہل مجلس کو وجد اور بیخودی ہوگئی وہ حاسد ملا بھی ایسی بیخود و سرشار ہوا کہ تمام کپڑے اپنے پھاڑ ڈالے اور مولانا کی

مرد سے فنا فی اللہ ہونیکی علامت یہ ہے کہ اپنے گھر مین کچھ نہ رکھے اور جسکے پاس آج کا کھانا موجود ہو وہ کل کیلئے ذخیرہ نہ کرے۔

قدمون پر آگرے آپکے وعظ کی بڑی شہرت ہوگئی چونکہ مولنا شہرت اور نام سی بہت بچتے تھے آپنے وعظ ہی کہنا موقوف کردیا اور تاریست ہر وعظ کہا

خویش را رسوا مکن ہوسازی زار زار	تا ترا بیرون کنند از اشتہار	اشتہار خلق بند محکم ست	در رہ این از بند آہن کی کم ست

مولانا کا علم مجلس اور ادب ایک مرتبہ آپ شیخ صدرالدین قونوی کے پاس تشریف لیگئے انہون نی نہایت توقیر کیساتھ آپکو تعظیم دیکر اپنے مصلے پر بٹھایا دونون صاحب آپسمین طرقب تھے حاضر الوقت حاجی کاشی نی مولانا سی تین مرتبہ دریافت کیا کہ معرفت کیا چیز ہی آپنے بلحاظ ادب شیخ تینون مرتبہ کچھ جواب نہ دیا شیخ صاحب نے حاجی سی کہا کہ مولانا کا سکوت عین معرفت ہی کہ اَلْفَقِیْرُ اِذَا عَرَفَ اللّٰہَ کَلَّ لِسَانُہٗ ع کانرا کہ خبر شد خبرش باز نیامد۔

مولانا کا انکسار ایک مرتبہ مدرسہ اتابکیہ مین علامہ شمس الدین ماردینی طلبا کو درس دے رہے تھے قاضی سراج الدین اور شیخ صدرالدین اونکی بین و بسیار بیٹھے تھے تمام علما اور امرا معززین اپنی اپنی موقع اور قرینہ سی جاگزین تھے اتفاقاً آپ بھی وہان تشریف لی آئے اور خدام مجلس کی جگہ ایک کنارہ کو بیٹھے

اللہ اکبر ؎ فروتنی ست دلیل رسیدگان کمال کہ چون سوار بمنزل رسد پیادہ شود

یہ دیکھکر معین الدین وزیر خانخانان شاہی اور مجدالدین اتابک اور دیگر امرا اپنی اپنی جگہ سی اوٹھکر مولانا کی آس پاس آ بیٹھے۔ اور قاضی سراج الدین بھی اپنی جگہ سے اوٹھکر آگئے سب نے آپکی دست بوسی کی اور بہت لجاجت کرکے مسند کی قریب لیجاکر آپکو بٹھایا علامہ نے بھی بہت معذرت کی اور کہا ہم سب آپکے خدام اور غلامان غلام ہین۔

ایک مرتبہ آپنے بحالت جوش وحدت الوجود ارشاد فرمایا کہ مجھکو بہتر فرقون مین کسی سی بھی غیریت نہین ہی علماء وقت کو یہ بات سنکر بہت غصہ آیا اور بعض بعض صاحب تصدیق کی غرض سی بھی آپکے پاس آکر آپنے فرمایا بیت صحیح اور درست ہی (حافظ شیرازی) ؎

جنگ ہفتاد و دو ملت ہمہ را عذر بنہ چون ندیدند حقیقت رہ افسانہ زدند

یہ سنکر انہون نی مولنا کو برا بھلا کہا مولانا نی مصنکر ارشاد فرمایا یہ بھی درست ہی۔ وہ سب شرمندہ اور نادم ہوکر واپس چلے گئے۔

ایک مرتبہ کسی شخص نی اوحدالدین کرمانی کا ذکر کیا کہ گو وہ شاہد پرست تھے مگر پاکباز تھے آپنے فرمایا کہ "کاشکے کردی وگزشتے"

مولانا کی وجہ معاش آپکی معاش کی کیفیت تہی کہ تدا وقات سے پندرہ دینار ماہوار مقرر تھی آپ اوسکی معاوضہ مین خدمت فتوی نویسی انجام دیتے تھے مرید و طلبا تاکید تھی کہ جسوقت کوئی ضرورتمند آئی فوراً مجھکو اطلاع کردیا کرو خواہ مین کسی حالت مین ہون۔ مریدین ہر وقت دوات قلم لیکر رہتے تھے جب کوئی شخص استفتا لاتا تہا آپ فوراً جواب لکھکر اوس کے حوالہ کردیتے تھے۔

ایک مرتبہ آپکو وجد کی کیفیت طاری تھی فتوی پیش کیا گیا۔ آپنے جواب لکھدیا۔ علامہ شمس الدین ماردینی نی اوسپر اعتراض کیا آپنے کتابون کا حوالہ بتایا کہ کونسی مطابقت نگی جواب صحیح ثابت ہوا۔ علامہ کو ندامت ہوی۔ ہرچند کہ آپکو دست اجاب آپکو دنیا کی نفع کی طرف متوجہ کرتی تھے اور دوسرے بزرگان دین کی واقعات اور حالات بیان کرتے تھے مگر آپکو مطلق خبر نہ ہوتی تہی۔ ایک مرتبہ شیخ صدرالدین قونوی کا ذکر آیا آپنے اونکو ہزار روپیہ کا سہ کارہی وظیفہ ملتا ہی اور آپ صرف پندرہ دینار پاتے ہین۔ آپ نی فرمایا کہ یہ بھی اگر اونکو نہی ملتے تو اچھا تھا۔

مولانا کا امرا سے اجتناب اگرچہ بڑی بڑی امرا اور شاہان وقت سی آپکے مراسم اور تعلقات تھے مگر اندرونی طور پر آپ اونکی ملاقات سی کارہتے تھے کوئی جب

آیا جاتا تھا مجبوراً آپ مل لیتے تھے۔ چنانچہ ایک مرتبہ کسی امیر نے نہ حاضر ہو سکنے کا باعث عدیم الفرصتی کا عذر آپکی خدمت میں عرض کرایا تو آپنے فرمایا معذرت کی ضرورت نہیں ہم لوگون کے نہ ملنے سے زیادہ ممنون ہوتا ہون بمقابلہ ملنے کے۔ ایک مرتبہ معین الدین پروانہ معہ چند امرا آپکی ملاقات کیلئے حاضر ہوا آپ باہر تشریف نہ لائے معین الدین کو خطرہ گذرا کہ سلاطین اور امرا اور ولاۃ امر ہمین اور از روے قرآن شریف انکی اطاعت ضرور ہے تھوڑی دیر کے بعد آپ باہر تشریف لائے سلسلہ کلام مین آپنے اس خطرہ کے متعلق ایک واقعہ سنایا گویا ضمناً جواب دیدیا کہ ایک مرتبہ سلطان محمود غزنوی غوث وقت شیخ ابوالحسن خرقانی کی ملاقات کیلئے گیا شیخ کو اطلاع ہوی مگر شیخ خبر نہ ہوے حسن میمندی وزیر نے کہا کہ قرآن شریف مین اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْکُمْ آیا ہے شیخ نے فرمایا کہ فقیر در اطیعوا اللہ چنان مستغرق است کہ از اَطِیْعُوا الرَّسُوْل خجالت می کشد تا بہ اُولُوا الْاَمْر چہ رسد۔ مولانا کی یہ تقریر سنکر معین الدین اور جملہ حاضرین پر بہت اثر ہوا اور رقت ہوی

مولانا کی بیخودی اکثر مولانا پر بیخودی طاری رہتی تھی گاہی گاہی اوسی حالت مین آپ یکایک کھڑے ہوکر رقص کرنے لگتے تھے کبھی آپ جنگل کو نکل جاتے تھے اور کئی کئی ہفتہ لاپتہ رہتے تھے لوگ ہر طرف تلاش کرتے تھے تو آپکا کسی ویرانہ مین سراغ لگتا تھا بعض وقت سماع مین آپ پر بیخودی طاری ہوتی تھی جو کچھ آپکے بدن پر لباس ہوتا تھا قوالونکو دیدیا کرتے تھے۔ خواجہ مجدالدین آپکے مرید جان نثار ہمیشہ کپڑونکے کئی کئی صندوق اپنے ساتھ رکھتے تھے جہان مولانا نے اپنے بدن کا لباس قوالون کو حوالہ کیا اونہون نے دوسرے کپڑے پہنا دئے۔

مولانا کا ارباب حاجہ کو سننا معین الدین پروانہ نے کسی عالم کو خدمت قضائت پر مامور کرنا چاہا مولوی صاحب نے ملازمت قبول کرنیکے متعلق تین شرطین پیش کین ایک یہ کہ ارباب حاجہ کا رواج بالکل مسدود کر دیا جائے۔ دوسرے یہ کہ پرائے چپڑاسی عدالت سے نکالدئے جائین اپنے چپڑاسی امور کے جائین۔ تیسری یہ کہ چپڑاسیونکو حکم دیا جائے کہ وہ کسی اہل مقدمہ سے کچھ نہ لیا کرین چونکہ مولانا بھی ارباب سنت تھے۔ معین الدین نے شرط اول کو منظور نہ کیا عالم صاحب نے خدمت قضائت قبول کرنیسے انکار کر دیا۔ مولانا نے سنکر فرمایا کہ وہ رب کی برکت سے قضائت کی بلا سے محفوظ رہے۔

ایک مرتبہ آپسے سلطان ولد نے شکایت کی سب کے مرید آپسمین اتفاق سے رہتے ہین اور ہمارے مرید آپسمین لڑتے جھگڑتے رہتے ہین آپنے فرمایا کہ اور کے مرید مرغیان ہین اور ہمارے مرید مرغ ہین ہزار مرغیون کو ایک جگہ بسر کر سکتی ہین اور دو مرغ بغیر لڑے نہین رہ سکتے۔

مولانا کی علالت ۶۷۲ھ مین قونیہ مین بڑے زور کا زلزلہ آیا اور کامل چالیس روز تک رہا۔ مخلوق پریشان و سرگردان پھرتی تھی لوگ مولانا کے پاس آئے اور عرض کیا کہ یہ کیا بلائے آسمانی ہے آپنے فرمایا کہ زمین بہو کی ہے امید ہے کہ عنقریب اپنے سکو لقمہ بلیگا اوسی زمانہ مین آپ نے یہ غزل لکھی تھی ؎

با این ہمہ مہر و مہربانی	دل می دہدت کہ چشم رانی	وین جملہ شیشہ خانہا را	در ہم شکنی بلن ترانی
در زلزلہ است دار دنیا	کز خانہ تو رخت می کشانی	مالان ز تو صد ہزار رنجور	بے تو نہ زیند ہین تو دانی

اس کے چند ہی روز بعد آپکا مزاج ناساز ہوا اطبار وقت اکمل الدین اور غضنفر علاج مین مشغول ہوے لیکن نبض کی حالت غیر معمولی تھی لمحہ بہ لمحہ مین کچھ آخر طبیب تشخیص نہ کر سکے اور آپسے عرض کیا کہ آپ خود اپنے مزاج کی حالت بیان فرمائیے

آپ مطلق متوجہ نہوی بقول ؎ از سرِ بالینِ من برخیز اے نادان طبیب — درد مندِ عشق را دارو بجز دیدار نیست

آپکی بیماری کی خبر عالم مین مشہور ہوگئی شیخ صدرالدین قونوی خلیفہ شیخ اکبر محی الدین ابن عربی جو روم و شام مین بڑے شیخ شمار کیے جاتے تھے معہ امیر و رئیس آپکی عیادت کیلئے آئے اور آپکے مرض کی شدت دیکھکر بیقرار ہوگئے اور دعا کی کہ اللہ تعالیٰ آپکو شفا عنایت فرمائے آپنے فرمایا شفا آپکو مبارک ہو یہان طالب و مطلوب مین صرف ایک پیرہن کا پردہ باقی رہگیا ہی کیا اسکا اٹھ جانا اور نور کا نور مین مل جانا آپ پسند نہین فرماتے شیخ روتے ہوے اٹھ گئے اور مولانا نے یہ شعر پڑہا ؎ چہ دانی تو کہ در باطن چہ شاہی همنشین دارم ∴ بزخ زرین من منگر کہ پاے آہنین دارم

تمام شہر اور باہر کے علما اور مشائخ امرا اور روسا اور ہر طبقہ کے لوگ آپکو دیکھنے آتے تھے اور بے اختیار روتے تھے آپسے دریافت کیا گیا کہ بعد آپکے جانشین کون ہوگا آپنے فرمایا حسام الدین لوگون نے دوبارہ سہ بارہ پوچھا تو بھی آپنے اونہی کا نام لیا چوتھی مرتبہ لوگون نے آپکے صاحبزادہ سلطان ولد کی نسبت دریافت کیا تو آپ نے فرمایا وہ پہلوان ہی اوسکے لئے وصیت کی حاجت نہین ہے۔

مولانا کا وصال اسکے بعد ۵ جمادی الثانی ۶۷۲ھ روز یکشنبہ بوقت غروب آفتاب بعمر ۶۸ سال آپنے وصال فرمایا صبح کو جنازہ اٹھایا گیا بادشاہِ وقت اور ہر طبقہ کے لوگ علما مشائخ امرا فقرا تجار بلکہ یہود و نصاریٰ بھی جنازہ کے ساتھ چیخین مار مار کر روتے جاتے تھے اور کہتے تھے کہ اگر مولانا تمہارے محمد تھے تو ہمارے موسیٰ و عیسیٰ تھے کثرت اژدہام کی باعث عصر کے وقت جنازہ قبرستان مین پہونچا بموجب وصیتِ مولانا شیخ صدرالدین کو نماز کیلئے آگے کیا گیا مگر وہ نماز نہ پڑہا سکے اوپر چیخ مار کر بیہوش ہوگئے قاضی سراج الدین نے نماز پڑہائی اور آپ مدفون ہوے مزار اقدس پر ۴۰ روز تک لوگونکا ہجوم رہا سلطان ولد نے اپنی مثنوی مین اسواقعہ کو نظم کیا ہے ؎

پنجم ماہ در جمادی آخر	بود نقلان آن شہ فاخر	سال ہفتاد و دو دو بدہ بعد	شش صد از عہد حضرت احمد
چشم زخمی چنان رسید آن دم	گشت نالان ملک دران ماتم	مردم شہر از صغیر و کبیر	ہمہ اندر فغان و آہ و نفیر
دیہیان ہم زرومی و اتراک	کردہ از درد او گریبان چاک	بہ جنازہ ہمہ شدہ حاضر	از سر حصر عشق نز پے بر
کردہ اورا مسیحیان معبود	دیدہ او را جہود خوب چو ہود	عیسوی گفت اوست عیسیِ ما	موسوی گفت اوست موسیِ ما
ہمہ کردہ ز غم گریبان چاک	ہمہ از سوز کردہ بر سر خاک	ہمچنان این کشید تا چل روز	ہیچ ساکن نہ شد و مے تف و سوز
	بعد چل روز سوی خانہ شدند	ہمہ مشغول این فسانہ شدند	

مولانا کے طریق کی بیعت کا طرز آپکا سلسلۂ باطنی جو علی العموم جلالیہ اور بعض مقامات پر مولویہ کے نام سے مشہور ہی ملک روم و شام و مصر و عراقین اور حجاز عرب اور بعض بعض جزائر مین مروج ہی اس سلسلہ کے مرید کلاہ خمدار اور سیاہ قمیص ایک چغہ ماورا جامہ پہنتے ہین اور مشائخ ٹوپی پر عمامہ بھی باندہتے ہین۔ مرید کرنیکا طریقہ یہ ہی کہ اول طالب سے ایکہزار ایک روز تک خدماتِ ذیل کراتے ہین اگر درمیان مین کوئی غلطی ہوجاتی ہی تو پھر نئے سرے سے شروع کراتے ہین اگر کوئی شخص ان خدمات کو نہ انجام دیسکے تو اوسکو نااہل سمجھکر شریک سلسلہ نہین کرتے خدمات یہ ہین ۴۰ دن تک چارپاؤن کی خدمت ۴۰ دن جاروب کشی ۴۰ دن تک آب کشی ۴۰ دن فراشی ۴۰ دن ہیزم کشی ۴۰ دن باورچی گری ۴۰ دن بازار سے سودا لانا ۴۰ دن حلبہ فقرا کی خدمتگزاری ۴۰ دن داروغہ گری وغیرہ وغیرہ بعد تکمیل مدت مذکورہ اسکو غسل دیکر خانقاہ شریف مین

سے لباس پہنایا جاتا ہی اور تمام محرمات سے توبہ کراکر اسم جلالی تلقین کیا جاتا ہی اور اوسکی بود و باش کیلیے ایک حجرہ مخصوص کر دیا جاتا ہی پھر وہ حسب طریقہ حلقۂ ذکر جلی اور مراقبہ کی تعلیم پاتا ہی۔ دف اور نے کیساتھ سماع بھی سنا جاتا ہی۔ اکثر مرید بحالت وجد کھڑے ہو کر رقص کرتے ہین۔

مولانا کی اولاد آپکے دو فرزند تھے بڑے خلف الرشید مولانا سلطان بہاء الدین دوسرے چھوٹے ناخلف علاء الدین جنہیں شمس تبریز کے قتل کا الزام عائد ہی منقول ہی کہ ایشیا سے مولانا نے اونکو گھر سے نکالدیا تھا تھوڑے ہی عرصہ بعد وہ کسی مرض مزمن مین گرفتار ہو کر مر گئے تھے۔ آپ اونکے جنازہ اور دفن مین بھی شریک نہین ہوے۔ بڑے صاحبزادے سلطان ولد علوم و معارف مین یگانۂ روزگار تھے۔ مولانا کی وصال کی بعد لوگون نے بسبب قبولیت و اعتقاد عام انہین کو مولانا کا جانشین کرنا چاہا تھا لیکن بموجب وصیت مولانا انہون نے مولانا حسام الدین چلپی کو جانشین کیا جب اونکا ۶۸۳ھ مین بقضای الہی وصال ہو گیا تو بالاتفاق آپ سجادہ نشین ہوے۔ آپکی عصر اگرچہ بڑے بڑے علما و فضلا موجود تھے مگر آپکی کیفیت تھی کہ جب کسی امر کی متعلق آپ تقریر کرتے تھے تمام حلسہ ہمہ تن گوش بنجاتا تھا آپکی تصانیف سے ایک مثنوی مشہور ہے جو گویا مولانا کی حالات کی ایک تاریخ ہی آپ نے ۷۱۲ھ مین بعمر ۹۶ سال وصال فرمایا اور چار صاحبزادے چھوڑے۔ ایک جلال الدین فریدون عرف چلپی عارف سب سے بڑے (مولانا کی زمانہ حیات ہی مین تولد ہو گئے تھے اور بعد سلطان ولد کی سجادہ نشین مقرر ہوے تھے انہون نے ۷۱۹ھ مین وصال فرمایا) ہدد سے چلپی عابد سے چلپی زاہد چوتھے چلپی راجد۔

مولانا کی معاصر ملوک طبقۂ ملوک مین سے آپکی ہمعصر ملک توان و ایران مین ہلاکو خان اور اباقا خان فرمانروا تھے اور ممالک مصر و شام مین بندقدار ملک ظاہر تھا۔ مولانا مثنوی مین فرماتے ہین ؎ گر بابتدا ملک قباد ہی بجہ ۔ فخر رازی راز دار دین بجہ ۔ پای استدلالیان چوبین بود ۔ پای چوبین سخت بی تمکین بود

نیز اخیر زمانہ محقق طوسی مصنف تجرید کا ملاحسین نے ریاضیات کو از سر نو ترتیب دیا اور علامہ قطب الدین رازی محقق مصنف شرح حکمۃ الاشراق و درۃ التاج نعرۃ الدیباج (جو علم معقول مین محقق طوسی کی بڑے شاگرد اور منقول مین صدر الدین قونوی اور ابن جوزی کی تلمیذ الرشید تھے وہ آپکی خدمت مین حاضر ہو کر فضائل سے استفادہ کیا کرتے تھے جیساکہ مناقب العارفین مین اونکا مقولہ مندرج ہی کہ مین دس مرتبہ مولانا کیخدمت مین مستعد علما کو مناظرہ کی غرض سے اپنے ہمراہ لیکر گیا آپکے چہرہ پر ہماری نگاہ پڑتی ہی ہم ایسے جاہل اور علم سے کوری ہو گئی گویا ہمنے کبھی کچھ پڑھا ہی نہ تھا تھوڑی دیر کی بعد آپنے خود ایسی تقریر شروع کی جسمین وہ سب مسائل معہود آگئی بالآخر ہم سب آپکے مرید ہو گئے یہی مضمون جواہر مضیہ اور مدینۃ العلوم ارینقی مین بھی منقول ہی اور یاقوت حموی مصنف قاموس الجغرافیہ اور ضیاء ابن بیطار جس نے بہت سی جدید اور بہ دریافت کی معالجات مین شرکت کین اور ابن القفطی مصنف تاریخ الحکما۔ خونجی امام المنطق علی تونیجی صاحب شرح تجرید۔

مولانا کے معاصر علما طبقۂ علما مین سے ابن نجار المتوفی مین اثیر المتوفی ۶۳۰ھ۔ ابن الفارض۔ عبد اللطیف البغدادی۔ نجم الدین الرازی۔ سکاکی مصنف مفتاح العلوم۔ سیف الدین الآمدی۔ شمس الائمہ الکردری۔ ابن الصلاح المحدث ابن حاجب النحوی۔

مولانا کے معاصر اولیا طبقۂ اولیا مین سے آپنے اخیر زمانہ حضرت خواجہ فرید الدین عطار رحمۃ اللہ علیہ کا پایا جبکہ ۶۱۷ھ مین آپ اپنے والد ماجد کیہمراہ خوارزم سے سفر کرکے نیشاپور پہونچے تو اُن کی ملاقات سے مشرف ہوے اور انہون نے اپنی کتاب اسرار نامہ آپکو دی اور آپکے والد ماجد سے ارشاد فرمایا کہ "ایں فرزند را گرامی

بدار زود باشد کہ از نفس گرم آتش بر سوختگان عالم زند۔ اور اسی سفر کے دوران میں جب آپ بغداد شریف پہونچے تو حضرت شیخ الشیوخ ابو عمر شہاب الدین سہروردی قادری رحمۃ اللہ کا آخر زمانہ تھا اُنسے بھی ملاقات ہوی۔ اور حضرت شیخ اکبر محی الدین ابن عربی رحمۃ اللہ کا بھی اخیر زمانہ تھا کہ دمشق میں اونسے ملاقات ہوئی اور سید برہان الدین محقق ترمذی تلمیذ والد ماجد مولانا بہاؤ الدین اور استاد اور ابتدای مرشد تھے اور اونکے مرید شیخ صلاح الدین زرکوب جنسے بعد وصال حضرت شمس الدین تبریزی کئی سال تک صحبت گرم رہی اور مولانا صدر الدین قونوی خلیفہ رشید شیخ اکبر موصوف سے سالہا سال تک قونیہ میں مخلصانہ تعلقات رہے مولانا نے انہی کے جنازہ کی نماز پڑہانیکے لئے بھی اونہی کو وصیت فرمائی تھی انکی علاؤ الدولہ سمنانی اور شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی اور فخر الدین عراقی سے بھی اتفاق ملاقات کا ہوا جو شیخ الشیوخ موصوف اور کمال الدین جندی (آپکے دادا پیر) کے خلفاء میں سے تھے اور بو علی شاہ شرف قلندر سے بھی جو مدت تک آپکی خدمت میں مقیم رہے۔ اور شیخ ابو الحسن مغربی شاذلی مصنف حزب البحر۔ اور شیخ عبد اللہ مغربی و شیخ یٰسین مغربی۔ اور شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی سے بھی آپکی ملاقات ثابت ہے بوستان میں بھی مجمل طور پر مذکور ہے کہ شیخ نے ایک بزرگ کی ملاقات کیلئے ملک روم کا سفر کیا لیکن مناقب العارفین میں نہایت وضاحت کیساتھ شیخ کے اس سفر کا حال لکھا ہے کہ شمس الدین بادشاہ والی شیراز کو شیخ کی توسط سے مولانا کی ایک غزل ملی تھی جسکے مضامین نہایت ہی پر جوش اور پر اثر تھے بادشاہ نے اسی ایک غزل کے سننے کیلئے سماع کی مجالس منعقد کی تھے اور شیخ سعدی کو تحائف بیش بہا دیکر مولانا کی خدمت میں ملک روم شہر قونیہ روانہ کیا تھا اور اس غزل کی بعض اشعار یہ ہیں۔ ؎

ہر نفس آواز عشق میرسد از چپ و راست	ما بفلک میرویم عزم تماشا کراست
ما بفلک بوده ایم یار بفلک بوده ایم	باز بہمان جا رویم باز کہ آن شہر ماست
ما زفلک بگذریم و زملک افزون تریم	زین دو چرا بگذریم منزل ما کبریاست

علاوہ ان بزرگوں کے باعتبار سنہ وفات مشائخ مندرجہ تحت سے بھی آپکو ہمعصری ہی مگر باہم ملاقات ہونیکا مجکو ثبوت نہیں ملا ہی جناب شیخ صدر الدین عارف خلیفہ و فرزند شیخ بہاء الدین زکریا ملتانی اور مشائخ سلسلہ چشتیہ میں سے آخر زمانہ حضرت خواجہ خواجگان خواجہ غریب نواز اجمیری اور اونکے خلیفہ حضرت قطب الاقطاب قطب الدین بختیار کاکی کا اور اوسط زمانہ اونکے خلیفہ حضرت بابا فرید الدین گنج شکر کا اور اول زمانہ اون کے خلفاء شیخ جمال الدین ہانسوی اور سید علی احمد علاء الدین صابر اور شیخ نظام الدین اولیا محبوب الٰہی کا اور مشائخ سلسلہ نقشبندیہ میں سے اوسط زمانہ حضرت خواجہ عارف ریوگری خلیفہ حضرت خواجہ عبد الخالق غجدوانی اور اونکے خلیفہ جناب محمود انجیر فغنوی کا اور اونکے خلیفہ جناب خواجہ علی عزنوی کا اول زمانہ پایا۔

مولانا کی تصانیف آپکی تصانیف سے تین کتابیں مشہور ہیں ایک فیہ ما فیہ یعنے اُن خطوط کا مجموعہ جو آپنے وقتاً فوقتاً معین الدین پروانہ حاجب شاہی کے نام لکھے تھے دوسرا دیوان تیسری مثنوی۔

مولانا کا دیوان دیوان میں ۵۰ ہزار سے زیادہ اشعار ہیں یہ اُن غزلیات کا مجموعہ ہی جو اکثر حضرت شمس تبریزی کی فراق میں اور بعض شیخ صلاح الدین زرکوب کے ہجر میں لکھی گئی تھیں اونکو آپکے صاحبزادہ سلطان ولد نے کتاب کی حیثیت سے جمع کیا تھا منتخب دیوان جسمیں تقریباً ۳۰ ہزار شعر ہیں ۱۳۰۶ھ میں بمبئی میں طبع ہوا ہی اور اصل دیوان بلکہ کلیات مطبع نولکشو میں چھپا ہی ہر بیت پر بجائے مولانا کی نام کے غلطی سے شمس تبریز کا نام طبع ہوگیا ہی اس دیوان کی تصنیف کا واقعہ یہ ہی کہ حضرت کمال الدین جندی آپکے دادا پیر جو شمس تبریزی کے پیر تھے اپنے مریدوں کو چلہ کشی کا حکم دیا تھا جسکی تفصیلی کیفیت بضمن بیعت مولانا سابقاً بیان ہوچکی ہی کہ مریدین چلہ سے فارغ ہوکر باہر آئے تو فخر الدین عراقی کی وجدانیہ معارف و حقائق بطور واردات منکشف ہوئے تھے

نظم کرکے پیش کیا اور شمس الدین تبریزی نے کہا کہ مجھکو اسکے اظہار کا یارا نہین ہے پیر و مرشد نے ارشاد فرمایا کہ اے شمس تبریز تجھکو خدا تعالی ایک ایسا صاحب یعنی مرید عنایت فرمائیگا جو معارف و حقایق الہین و آخرین تیرے نام سے نظم کرکے ظاہر کریگا۔ اسی بنا پر شمس تبریز روم مین آئے اور مولانا کو مرید کیا مولانا نے دیوان کا دیوان اونکے نام پر تصنیف کیا۔ اور ہر غزل کے مقطعہ مین تخلص شمس کا شریک کیا کیا عجب ہے کہ نام مصنف کی تبدیلی مین بھی اسی پیشین گوئی کو دخل ہو ورنہ مطبع کی جانب سے اتنی بڑی غلطی کا ہونا خالی از تعجب نہین ہے۔ کیونکہ طرز کلام سے صاف ظاہر ہے کہ دیوان شمس تبریز کا مصنف نہین ہے بلکہ اونکی کسی معتقد کا جیسا کہ ؎ پیر من و مرید من در من و در وے من فاش بگویم این سخن شمس من و خدائے من

ع غلام شمس تبریزم قلندر وار می گردم + علاوہ اسکے متعدد شعرا نے اس دیوان کی غزلونکے مصرعونکو مولانا کی طرف منسوب کرکے تضمین کیا علی حزین ؎

این جواب غزل مرشد رومست کہ گفت من بہ بوتو خوشم نافہ تاتار مگیر + دوسرا شعر علی حزین کا یہ ہے + بطراز نوآے عارف روم این پردہ بزن کہ یار دیدم

مولانا سے قبل و بعد کے نامی گرامی شعرا کا کلام بلحاظ بندش و نزاکت اعلی درجہ کا ہوتا ہوا نہین دیکھا جاتا ہے لیکن اوسمین سوائے صنائع و بدائع لفظی کے سوز و گداز اور جوش و خروش نام کو بھی نہین ہے چنانچہ انوری۔ خاقانی۔ عبدالواسع جبلی عرفی ظہیر فاریابی مسعود۔ سعد سلمان کے کلام موجود ہین جنمین کہین جوش و جذبات کا نام بھی نہین ہے البتہ حکیم سنائی اور شیخ ابوالخیر ابوسعید اور خواجہ فریدالدین عطار کے کلامونمین جوش و جذبات کا پتہ ملتا ہے مگر وہ غزلین نہین ہین رباعی یا مثنویات ہین۔ مولانا ہی سب سے پہلے ایک شخص ہین جنھون نے غزل کی پیرایہ مین ان کیفیات کا اظہار کیا ہے اسکے علاوہ آپکے دیوان مین کسی امیر یا بادشاہ کی شان مین کوئی قصیدہ نہین ہے حالانکہ دو سے بزرگ سعدی شیرازی اور خواجہ عراقی کا کلام بھی اس لوث سے پاک نہین ہے آپکی پوری غزل ایک ہی رنگ کی ایک ہی حال مین مستغرق ہوتی ہے مختلف مضامین جیسا کہ اور شعرا کا مذاق ہے آپکی غزلین مطلق نہین ہوتین جس سے صاف مستی اور بیخودی ٹپکتی ہے جیسا کہ غزل ؎

چو وضو ز اشک سازم بود آستین نمازم	در مسجدم بسوزد چو در و رسد اذانے		چو نماز شام ہر کس بنہد چراغ و خوانی
عجبا دو رکعت ست این عجبا چہار ست این	عجبا چہ سورہ خواندم چو ندانم زبانے		عجبا نماز مستان تو بگو دو رکعت ست آن
بخدا خبر ندارم چو نماز می گذارم	کہ تمام شد رکوعی کہ امام شد فلانے	واللہ	در حق مگو دو نہ کو یکم کہ نہ دست ماند و دل
من و آن بر گزیدم مہ و مہتر را	پوست را بہشتیان گان انداختیم		ما دو اندر راہ جان انداختیم
جبہ و دستار و علم قیل و قال	جملہ در آب روان انداختیم		تخم اقبال و سعادت تا ابد
باز از پستی سوے بالا شدم	طالب آن لب لبریز شدم	ورلہ	از کمال شوق تیر معرفت
چار بو دم سہ شدہ اکنون دو م	از دوئی بگذشتم و یکتا شدم		آشنائی دادم ز انسوی جان
سالکان راہ را محرم شدم	ساکنان قدس را ہمدم شدم		جاہلان امروز را فردا کنند
آنچہ از عیسی و مریم یاوہ شد	گر مرا باور کنی آن ہم شدم		گہ چو عیسی جملگی گشتم زبان
	رو نمود اللہ اعلم مر مرا		پیش نشتر ہاے عشق لم یزل
			کشتہ اللہ و بس اعلم شدم

مولانا کی مثنوی | مثنوی شریف کی تصنیف کا آغاز ۶۶۲ھ مین ہوا جیسا کہ خود مولانا ارشاد فرماتے ہین ؎

مطلع تاریخ این سودا و سود سال اند ششصد و شصت و دو بود + اور باعث تصنیف خواجہ حسام الدین چلپی ہوے جیساکہ منقول ہے کہ ایک شب اونکو یہ خیال آیا کہ مولانا سے ایک مثنوی مثل مثنوی منطق الطیر عطار تصنیف کرنیکی درخواست کرونگا اونکا یہ خیال مولانا پر ظاہر ہوگیا ؎

شیخ واقف گشت از اندیشہ اش	شیخ چون شیر ست و دلہا بیشہ ست	اولیا اطفال حق اند ے پسر	حاضری و غائبی بس باخبر

اور اوسی شب مین تصنیف شروع فرادی شروع کی ۲۳ شعر تا ع بس سخن کوتاہ باید والسلام + اوسیوقت لکھ دے صبحکو حسب عادت جب خواجہ حسام الدین آپ کیخدمت مین حاضر ہوے تو آپنے وہ اشعار اونکو دکھاے وہ سخت متعجب ہوے اور اپنا رات کا واقعہ بیان کیا۔ یہی وجہ ہی کہ سوا دفتر اول کے سب دفتر اونکو خواجہ حسام الدین ہی کی نام سی مولانا نے شروع کیا ہی۔ مولانا اول شب مین تصنیف فرماتے تھے وہ اخیر شب مین صاف کرکے صبح تک حاضرین مجلس کو سنادیتے تھے یہانتک کہ دفتر اول پورا ہوگیا اسکے بعد بقضاے الہی اونکی زوجہ فی انتقال کیا وہ خانہ داری کی مخصومون مین پھنس گیے اور مثنوی شریف کی تصنیف بند ہوگئی جب دو سال کے بعد وہ فارغ البال ہوے تو انہون نے پھر مولانا سی تصنیف پر اصرار کیا اور مولانا نے دفتر دوم شروع کیا ؎

چون ضیاء الحق حسام الدین عنان	باز گردانید ز اوج آسمان	مد ز این مثنوی تاخیر شد	مہلتے بایست تا خون شیر شد
		چون بمعراج حقایق رفته بود	بے بہار شرح غنچہا نه شگفته بود

مثنوی کا دفتر ہفتم چھ دفتر تمام ہوچکنے کے بعد مولانا سخت علیل ہوگئے اور ساتوین دفتر کے بابت آپنے فرمایا کہ ؎

در دلِ ہر کس کہ باشد نورِ جان باقیِ این گفته آید بے گمان

بعض کا بیان ہی کہ اس بیماری سی نہ جانبر ہوسکنے کی وجہ سی ساتوان دفتر تصنیف نہ ہوسکا لیکن صحیح بات یہ ہی کہ مولانا تندرست ہوگئے تھے انہون نے خود ساتوان دفتر تصنیف فرمایا جسکا آغاز یہ ہے ؎

چونکه از چرخ ششم کردی گذر	بر فراز چرخ ہفتم کن سفر	سعد اعداد ست ہفت اے اخوش نفس	دولتت پاینده عمرت برمزید
			زانکه تکمیل عدد ہفت ست بس

مثنوی کی تعریف متاخرین نے حسب لیاقت خود مثنوی اور اوسکی مصنف کی توصیف کی ہے ؎

ہر سجگه ہر گفته جای بجا	نظم اور ناظم کے حق مین جنکہا	من چه گویم وصف آن عالیجناب	نیست پیغمبر ولے دارد کتاب
مثنوی مولوی معنوی	ہست قرآن در زبان پہلوی		

+ اور اس سے بھی بہتر آپکی عربی ایک رباعی ہی جسمین آپ نے اپنے خواب کا واقعہ بیان کیا ہی کہ حضرت رسولخدا صلعم تشریف فرما ہین اور اونکے سامنے مثنوی شریف پیش ہی آپ ارشاد فرماتے ہین کہ اگرچہ معارف و حقایق مین آجتک بہت سی کتابین تصنیف کی گئین لیکن اونمین مثنوی کی مماثل ایک بھی نہین ہے ؎ رباعی

اِنّی ابصرت فی نومی الرسول	فی یدیه المثنوی وهو یقول	صُنِّفت کتب کثیر معنوی	لیس فیها کالکتاب المثنوی

اس خواب کی تصدیق مین یہ امر کافی ہی کہ اسوقت تک اس کتاب کی مطالعہ کی برکت سے صدہا بلکہ ہزارہا آدمی اولیا و کبار سی ہوگئے۔ اگر کوئی شخص کسی مضمون مین بطریق اقتباس مثنوی شریف کی اشعار نقل کردیتا ہی تو اوسمین جان پڑجاتی ہی و عظون کی وعظ مین مثنوی کی اشعار سی تاثیر پیدا ہوجاتی ہی جسکے سننے سی مردہ دل زندہ ہوجاتی ہین اس کتاب سے علما و فضلا نے جسقدر اعتنا کیا ہی کسی اور فارسی کتاب سی نہین کیا بہت سی نامی اور مستند کتابین مثل شاہنامہ فردوسی و حدیقہ حکیم سنائی و منطق الطیر و الٰہی نامہ و اسرار نامہ و پندنامہ خواجہ فریدالدین عطار و گلستان و

بوستان شیخ سعدی شیرازی موجود ہین انکو مثنوی کی قبولیت کے ساتھ کچھہ نسبت نہین ہے۔

مثنوی کی شرحین | مثنوی شریف کی جسقدر شرحین لکھی گئی ہین کسی اور فارسی کتاب کی نہین لکھی گئین بعض شروح کے نام یہ ہین۔

نمبر شمار	نام شرح و مصنف	سنہ تصنیف	نمبر شمار	نام شرح و مصنف	سنہ تصنیف	نمبر شمار	نام شرح و مصنف	سنہ تصنیف
۱	شرح مثنوی ہوسومہ کنز الحقائق	۸۴۰ھ	۱۰	شرح شیخ عبد المجید سیوہاسی	۱۰۴۹ھ	۱۷	شرح مولانا ہادی محمد اکبر آبادی	۱۱۴۰ھ
۲	؍؍ بعض اشعار مثنوی مولانا الدین حسین واعظ	۸۷۵ھ	۱۱	؍؍ شاہ محمد افضل الہ آبادی	سنہ	۱۸	؍؍ مولانا محمد رضا رح	سنہ
۳	؍؍ بعض اشعار مثنوی مولانا جامی نقشبندی	۸۹۸ھ	۱۲	؍؍ مولانا محمد ابو لاہوری سہروردی	۱۱۵۵ھ	۱۹	؍؍ مولانا عبد اللطیف رح	سنہ
۴	؍؍ مولی المصطفے بن شعبان ۶ جلدین	۹۶۹ھ	۱۳	؍؍ بعض اشعار عبد اللہ بن محمد مدیس الکتابی	سنہ	۲۰	؍؍ ملا نظام الدین لکھنوی فرنگی محلی	۱۱۶۱ھ
۵	شرح سودی	۱۰۰۰ھ	۱۴	؍؍ بعض اشعار حسن چلپی موسوم کاشف الاسرار	سنہ	۲۱	؍؍ مولانا عبد العلی بحر العلوم	۱۲۲۵ھ
۶	جواہر الاسرار حسین بن حسن	۱۰۲۰ھ						
۷	شرح کمال الدین خوارزمی	۱۰۴۰ھ	۱۵	؍؍ منہج القوی لطلاب المثنوی عربی	سنہ	۲۱	کشف العلوم شرح مثنوی مولانا روم	۱۳۰۸ھ
۸	شرح اسمٰعیل انقروی ۶ جلد مین	۱۰۴۲ھ	۱۶	؍؍ بعض الفاظ مشکلہ و آیات و احادیث		۲۳	سر المکتوم شرح	سنہ
۹	شرح اسمٰعیل قیصری	سنہ		موسومہ ازہار مثنوی مصنفہ علائی بن یحییٰ شیرازی	سنہ	۲۴	شرح بعض دفاتر مثنوی مصنفہ عبد الرحیم	۱۳۱۵ھ

مثنوی پر اعتراض اور اسکا جواب | مثنوی شریف کی اس قبولیت اور ظہور برکات کے باوجود جہلا اسپر اعتراض کئے بغیر نہ رہ سکے سچ ہے عیب نما ہنر شش در نظر

اس سے مثنوی شریف کی حقیقی شان مین کچھہ کمی نہین آسکتی **شعر**

چراغی را کہ ایزد بر فروزد	ہر آنکو پف زند ریشش بسوزد

چنانچہ مثنوی شریف مین ایک مقام پر والدہ حضرت یحییٰ و والدہ حضرت عیسیٰ کا بحالت حمل باہم ملاقات کرنا اور دونو بچونکا حالت حمل مین ایک دوسرے کو والدہ کو سجدہ کرنیکا واقعہ مذکور ہے **مثنوی**

مادر یحییٰ چو حامل بد از و	بود با مریم نشستہ رو برو

اسکو مولانا کے بعض ہمعصرون نے کہا تھا کہ خلاف قیاس ہے **مثنوی** ابلہان گویند این افسانہ را | خط بکش زیرا دروغ ست و خطا

زانکہ مریم وقت وضع حمل خویش	بود از بیگانہ دور و ہم ز خویش	مادر یحییٰ کجا دیدش کہ تا	گوید ورا این سخن در ماجرا

آپنے اسکا بہت عمدگی سے جواب دیا ہے کہ ہمارا مقصد قصہ سے صرف اسکا نتیجہ ہے اگرچہ ان دونو مین بظاہر ملاقات جسمانی نہین ہوئی مگر دونو صاحب باطن تھے انکی اور قسم کی ملاقات ہوا کرتی ہے جس سے اہل ظاہر واقف نہین ہو سکتے ؎ وز مدیدش نز بروں نز درون | از حکایت گیر معنی از بروں

اے برادر قصہ چون پیمانہ ایست	معنی اندر وی بسان دانہ ایست	دانہ معنی بگیرد مرد عقل	کہ نگنجد در پیمانہ اگر گشت نقل
گفت نحوی زید عمرا واقف ضرب	گفت چونش کرد بیچارے ادب	عمرو را جز ہش چہ بد کان بد بخام	بیگناہ او را بزد ہم چون غلام
گفت این پیمانہ معنی بود	گندش بستان کہ پیمانہ ست رود	عمرو زید از بہر اعراب ست ساز	گرد روغنست آن تو با اعراب ساز

ایک قاضی صاحب نے مثنوی شریف کو اردو حسد مثنوی کہنا شروع کیا تھا مولنا اونکو مخاطب کر کے ارشاد فرماتے ہین ؎

اے سگ ناپاک بد مسند قوی	مثنویم را تو گوئی مثنوی	اے چنان افسانہا بشنیدہ	ز ہجو شین بر نقش آن چسپیدہ

مثنوی ما دکانِ وحدتست | وحدت اندر وحدت اندر وحدتست۔ ایک شخص کو رباطن مثنوی کو نشنوی کہتا تھا اوسکی نسبت آپ فرماتے ہین ؎

گیرم اے کر خود تو آن را نشنوی | چون مثالش دیدہ چون نگروی
طعنِ قرآن را بر و لنشو میکنی | لے سگِ طاعن تو عوعو میکنی

مرمرا افسانہ می پندا شتید | تخمِ طعن و کافری میکاشتید
یا زپنجہ قہر او ایمان بری | این نہ آن شیریست کز وے جان بری

بعض صاحبون نے کہا کہ اسمین کہانی قصے ہین جسکو تصوف و معارف و اسرار سے کچھ نسبت نہین ہے ؎

کین سخن پست ست یعنی مثنوی | قصۂ پیغمبر است و پیروی
کہ دوا نبود و لیکن سود مند | نیست فکر و سجعِ بہر ارجمند

از مقاماتِ تبتّل تا فنا | پایہ پایہ تا ملاقاتِ خدا۔
کودکانہ قصہ پیرون و درون | جملہ سر تا سر فسانہ است و فسون

مولانا نے اسکا جواب یہ دیا ہے کہ کفار و منافقین نے قرآن شریف پر بھی اسی قسم کے اعتراضات کیے ہین کہ مَا هٰذَآ اِلَّآ اَسَاطِيْرُ الْاَوَّلِيْنَ ؎

چون کتاب اللہ بیامد ہم بران | ایچنین طعنہ زدند آن کافران
کہ اساطیرست و افسانہ نژند | نیست تعمیقے و تحقیقے بلند

کودکانِ خورد فہمش میکنند | نیست جز امرے پسند و ناپسند
ذکرِ اسمٰعیل و ذبحِ جبرئیل | ذکرِ قصہ کعبہ و اصحابِ فیل

ذکرِ بلقیس و سلیمان و سبا | ذکرِ داؤد و زبور و اور یا
ذکرِ یونس ذکرِ لوط و قومِ او | ذکرِ طالوت و شعیب و صومِ او

مثنوی کی تنقیص | مفتی میر عباس صاحب مرحوم لکھنوی نے اپنی کتاب متن و سلوی کی تعریف کے ضمن مین مثنوی شریف کی تنقیص کی ہے کہ ؎

این کلامِ صوفیان شوم نیست | مثنویِ مولویِ روم نیست
در تصوف می شود شیرین کلام | زانکہ باشد در گنہ لذت تمام

تنقیص کا جواب | جناب المکرم آغا سید علی الموسوی الشوستری المتخلص بہ طوبی المخاطب بہ سلطان العلما ادیب الملک و رئیس الملک فرماتے ہین ؎

عارفِ ربّانی مولانائے روم | شد بر و مفتوح چون باب العلوم
ہم حدیثِ مصطفےٰ در مثنوی | کرد تفسیرِ کلامِ ایزدی

اہلِ باطن می شناسد نورِ دل | لے کہ موشک کور مین آبِ گل
مثنوی ایمانِ طوبیٰ و السلام | شانِ مولانا ست بس عالی مقام

مولانا کا فیصلہ | معترض اور مجیب دونو صاحبونکی خیالات کا ایک واقعہ کے ضمن مین مولانا مثنوی شریف مین خود تصفیہ فرماگئے ہین ؎

دید احمد را ابو جہل و بگفت | زشت نقشی کز بنی آدم شگفت
گفت احمد مر ورا کہ راستی | راست گفتی گرچہ کار افزاستی

دید صدیقِ لئیمش بگفت اے آفتاب | لے ز شرقے لے ز خوبے خوش شتاب
گفت احمد راست گفتی اے عزیز | اے رہیدہ تو ز دنیائے رجیز

حاضران کی مقتدی کای صدر الوریٰ | راست گو گفتی ز دیدہ را مگو چرا
گفت من آئینہ ام مصقول ست | ترک کن ہندو در من آن مبیند کہ ہست

الحاصل ؎ | نور خواہی مستعد نور شو | دور خواہی خویش بین مغرور شو

مولانا اور سدیقہ اور الٰہی نامہ | مولانا نے مثنوی اور دیوان مین متعدد مقامات پر حکیم سنائی غزنوی اور خواجہ فریدالدین عطار اور اپنی

تصانیف کی توصیف فرمائی ہے مثنوی مین ایک مقام پر فرماتے ہین ؎

ترک جستی کردہ ام من نیم خام | از حکیم غزنوی لبشنو تمام

در الٰہی نامہ گوید شرح این | آن خبیر غیب و فخر العالمین | در دوسری جگہ فرماتے ہین ؎ | بشنو این پند حکیم غزنوی

تا بیابی در دو عالم گنج نوی

بشنو از نے چون حکایت می کند | ہوش را جان ساز و جان را ہوش کن | تیسرے موقع پر فرماتے ہین ؎ | بشنو از قولِ سنای در رموز | معنیِ تا قاف آنی بر کنوز

گر تو بگشائی ز باطن دیدہ | زود یابی سر مہ بگزیدہ | پیرِ دانا لدنی رمزے بگفت | در حقیقت زین صدف دری بسفت

دیوان مین ایک مقام پر فرماتے ہین ؎ ہفت شہر عشق را عطار گشت | ما ہمان اندر خم یک کوچہ ایم | دوسری جگہ فرماتے ہین ؎

عطار روح بود و سنائی دو چشم ما | ما از پی سنائی و عطار آمدیم

اگر غور سے دیکھا جائے تو یہ مولانا کی کسر نفسی ہے ورنہ خود مولانا ایک بحر زخار ہین اور اونکی مثنوی دریاے ناپیدا کنار ہے اول تو مثنوی کے مضامین ان کتابون مین نہین ہین اگر کہین ہین تو نہایت مختصر اور ناتمام اور مثنوی مین کامل ہین

مثنوی اور حدیقہ کے مضامین کا مقابلہ

حدیقہ مین روح کی بابت لکھا ہے ؎

روح با عقل و علم دانذ زیست | روح را پارسی و تازی نیست

اسی مضمون کو مولانا مثنوی شریف کے دفتر دوم مین فرماتے ہین ؎

روح با علم است و با عقل ست یار | روح را با ترکی و تازی چہ کار

بحث عقل حس اثر دان یا سبب | بحث جانی یا عجب یا بوالعجب | بحث عقلی گر دو صد جان بود | آن دگر باشد کہ بحث جان بود

بحث جان اندر مقام دیگر ست | بادۂ جان را قوام دیگر ست | روح ہمچون صالح و تن ناقہ است | روح اندر وصل و تن در فاقہ است

روح صالح قابل آفات نیست | زخم بر ناقہ بود بر ذات نیست | ناقہ جسم ولی را بندہ باش | تا شوی بر روح صالح خواجہ تاش

حدیقہ مین دل کی حقیقت اسطرح سے بیان کیگئی ہے ؎

روح خود را متصل کن اے فلان | زود با ارواح قدس سالکان

اندر تن کہ صاحب کلبہ است | تا در دل ہزار سالہ رہ است | از در چشم تا بہ کعبہ دل است | عاشقان را ہر ہزار و یک منزل است

پر و بال خرد زدل باشد | تن بے دل جوال گل باشد | باطن تو حقیقت دل تست | ہر چہ جز باطن تو باطل تست

اصل ہزل و مجاز دل نبود | دو نے خشم و آز دل نبود | پارۂ گوشت نام دل کردی | دل تحقیق را بحل کردی

دل یکے منظر است ربانی | نیست غبنے کہ یک رمہ جاہل | خواند شکل صنوبری را دل

اینکہ دل نام کردۂ بہ مجاز | روبہ پیش سگان کوی انداز | دل کہ با جاہ و مال دار و کار | آن سگے دان و آن دگر مردار

مولانا نے دل کی ماہیت مثنوی شریف کے دفتر سوم مین اسطرح سے بیان کی ہے ؎

تو ہمی گوئی مرا دل نیز ہست | دل فراز عرش باشد نے پست | در گل تیرہ یقین ہم آب ہست | لیک ازان آبت نشاید آب دست

زانکہ گر آبست مقلوب گل است | پس دل خود آنگہ کاین ہم دل است | آن دلے کز آسمانہا برتر است | آن دل ابدال یا پیغمبر است

پاک گشتہ زان ز گل صافی شدہ | در فزونی آمدہ وافی شدہ | سر کشیدی تو کہ من صاحب دلم | حاجت غیرے ندارم و اہملم

آنچنان کہ آب در گل در کشد | کہ منم آب و چرا جویم مدد | خود روا داری کہ این دل باخدا | کہ مرد در عشق شیر و انگبین

لطف شیر و انگبین عکس دل است | سر خوشی آن خوش از دل حاصل ست | بس بود دل جوہر و عالم عرض | سایۂ دل چون بود دل اے غرض

باغہا و سبزہا در عین جان | بر برون عکسش چو در آب روان | آئینہ دل چون شود صافی و پاک | نقشہا بینی برون از آب و خاک

ہم بہ بینی نقش و ہم نقاش را | فرش دولت دادہی فراش را | گر چہ آن صورت نہ گنجد در فلک | نہ بعرش و فرش و دریا و سمک

زانکہ محدود ست و معدود ست این | آئینہ دل خود نباشد این چنین | روزن دل گر گشادہ ست و صفا | میرسد بے واسطہ نور خدا

صورت بے صورتی بیحد و غیب | زآئینہ دل تافت موسیٰ را ز جیب | کان جمال دل جمال باقیست | وآنش را آب حیوان ساقیست

نور نور چشم خود نور دل است | نور چشم از نور دلہا حاصل ست | باز نور نور دل نور خدا ست | کو ز نور عقل و حس پاک و جداست

نورِ حق را نورِ دل تزئین بود	معنیِ نورٌ علیٰ نور این بود

اوسکی کیفیت حدیقہ مین اسطرح سے بیان کیگئی ہے ؎

عاشقی خوش و مست و بس بیہودہ	زخمہا خوردہ است لے زیہوا
از دمش شعلہ با ہمی خیزد	بے عجب گر نے آتش انگیزد

بشنو از نے چون حکایت میکند ۔ از جدایہا شکایت میکند الخ

عرفا کے نزدیک (نی) بانسری سے انسان کامل جو بیان اصل مراد ہے	
نالہ نے زدرد خالی نیست	شوق از دے زرد خالی نیست
سے بے زبان گوش را خبر کردہ	سے بے بیان ہوش را خبر کردہ

مولانا نے مثنوی شریف کو دفتر اول کی اسی مضمون سے آغاز کیا ہے ؎

نادرات مثنوی مثنوی شریف کی طرز بیان کی عمدگی اور مضامین کی جامعیت کے علاوہ اوسمین اور بھی بہت سی نادرات موجود ہین جیسے مباحث ذات و صفات حضرت باری علم توحید ۔ وحدت الوجود ۔ فنا و بقا و دیگر مقامات و حالات سلوک کی کیفیت روح تجدد امثال وغیرہ و علم کلام و مناظرہ حکمت و فلسفہ ۔ تجاذب اجسام کشش ذرات مسئلہ ارتقا وغیرہ جو فی زمانہ اہل سائنس نے تحقیقات جدیدہ سے دریافت کیے ہین جسکی تفصیل کی اس مختصر مین گنجایش نہین ہے ۔

مشکلات تصنیف مثنوی اسکی تصنیف کے وقت جو جو دقتین مولانا کو پیش آئین اونکو ملحوظ رکھکر اگر مثنوی شریف کی خوبیون پر نظر کیجائے تو مزید محاسن ظاہر ہونگے اسکی تصنیف سے ذرا پہلے علامہ فخر الدین رازی کا زمانہ گذرا تھا جو بادشاہ وقت کی اوستاد اور مشیر خاص اور حکمت و فلسفہ اور منطق کے مقتدا اور عقائد اشعری کے سرپرست اور امام تھے انہون نے اپنے خیالات اور عقائد کا نہایت ہی زور و شور سے عالم مین صور پھونکدیا تھا جسکی ہنوز چار و ناچار صدا مین گونج رہی تھین اور اونکے تلامذہ ان عقائد کی اشاعت مین مصروف اور ہمہ تن کوشان تھے آپنے اونکے مقابلہ مین تردید کر کے عقائد ماتریدیہ حنفیہ کا ثبوت دیا ہے جو عالم اسلام پر مقبول خلائق ہوگیا دوسری مشکل جو اوس سے بھی زیادہ سخت تھی پیش آئی کہ حضرت شیخ اکبر محی الدین عربی رحمۃ اللہ علیہ نے تھوڑے ہی دن پہلے اُن اسرار ربانی اور معارف حقانی کا جو اونپر بطور واردات منکشف ہوئے تھے اپنی کتاب فتوحات مکیہ مین اظہار فرمایا تھا جو سراسر حق تھا چونکہ بحالت بیخودی و مستی و بیہوشی بطور شطحیات آپسے یہ کلمے ظاہر ہوئے تھے اسلئے آپ ہی کی ذات تک محدود تھے چنانچہ شیخ رحمۃ اللہ علیہ افشاء اسرار الربوبیۃ کفر و سے پاک اور بالبوت تھے حتیاطاً قطب وقت شیخ الشیوخ شہاب الدین قادری سہروردی (جو حضرت غوث پاک کے مرید اور خلیفہ تھے) عام طور پر بغداد اور نواح عراق مین حکم دیدیا تھا کہ لا تتبعوا ھذا الملحد اور جب شیخ رح کا وصال ہوا تو آپ بہت روئے اور فرمایا لقد مات ولی اللہ (از کلیات امدادیہ) تاہم بہت سے عوام کالانعام جو ہین منزلہ مقام سے ناآشنا ہی محض اقوال شیخ اکبر رح کے مقلد ہو کر مدعی انا الحق ہو گئے ؎ مشکل حکایتی ست کہ یک گفتہ غیر نیست

انی تون کہ اشارت یا کنہ جیسے عوام متصوفین نے جو اتحاد و حلول کے فرق سے بھی ناواقف ہین محض بقول ؏ اے قناعت کردہ از ایمان بقول قولی توحید پر اکتفا کر لیا ہے اور خلاف شرع شریف اعمال و افعال کفر و الحاد کا نام تصوف رکھدیا ہے) مولانا (ان حیاتا) کی تردید مین مختلف اوقات مین حضرت منصور و سبحانی حضرت بایزید کے ضمن مین اصلی حال اور مصنوعی قال کا نہایت ہی عمدگی سے امتیاز اور فرق ظاہر کر کے دکھایا ہے ۔ **مثنوی**

آنکہ ادبے در و با شد رہبر ست	زانکہ صد بد ردی انا الحق گفتن ست	آن انا بے وقت گفتن لعنت ست	وین انا در وقت گفتن رحمت ست
گفت فرعونے انا اللہ گشت پست	گفت منصورے انا الحق و برست	آن انا را لعنۃ اللہ در عقب	وین انا را رحمۃ اللہ اے محب
آن انا منصور رحمت شد یقین	وان انا فرعون لعنت شد مبین	لاجرم مرمرغ بے ہنگام را	سر بریدن لازم ست اعلام را
این انا ہو بود در سرائے فضول	زاتحاد و نور نزراہ حلول	تو انا ربی همی گوئی مدام	غافل از ماصیت این ہر دو نام
یک انا ما ئیم رستہ از انا	از انا ئے پر بلا ئے پر عنا	آن انا ئے بر تو اے سگ شوم بود	در حق ما دولت مخصوص بود

تمت

حالات حضرت خواجہ درویش محمد نقشبندی رحمۃ اللہ علیہ

جنھوں نے مثنوی شریف کا یہ انتخاب موسوم لب لباب کیا

۲۵۶

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حامداً ومصلیاً

آپ کا نام نامی خواجہ درویش محمد ولدیت مولنا دوست محمد بخاری مقام ولادت شہر کنہ توابع بخارا ہے آپ حضرت شیخ عبدالخالق غجدوانی خلیفہ اکبر حضرت خواجہ خواجگان محمد بہاء الدین نقشبند قدس سرہما العزیز کے حقیقی نواسے اور حضرت مولنا محمد زاہد خلیفہ اعظم حضرت ناصر الدین محمد خواجہ عبید اللہ احراری قدس سرہما العزیز کے بہانجے ہین۔ آپ بعد تحصیل علوم ضروریہ ابتداء سن شعور سے عبادت وریاضت مین مشغول اور تفرید وتجرید مین زندگی بسر کرتے تھے۔ اسی طرح سے آپ پندرہ سال تک پابند رہے۔ ایک مرتبہ کا واقعہ ہے کہ کئی روز تک کچھ خورد ونوش کیلئے میسر نہ آیا اور بھوک کی بیتابی سے زمام صبر ہاتھ سے جانے لگی آپ نے آسمان کی طرف سر اوٹھا کر نظر کی فوراً ہی حضرت خضر علیہ السلام تشریف لائے اور آپ سے فرمایا کہ اگر آپ تعلیم صبر وقناعت چاہتے ہین تو مولنا زاہد (ممدوح)

کی خدمت مین جاکر حاصل کرو۔ آپ حسبہ مولنا کے مرید ہوگئے اور اونکی خدمت بابرکت مین
حاضر رہکر سلوک اور معارف کی تکمیل کی اور شرف خلافت سے سرفرازی پائی۔ کمال
تقوی اور زہد و ریاضت مین آپ کے اوقات معمور تھے۔ آپکی نسبت نہایت قوی
اور عالی تھی مگر جسطرح کہ دستور بزرگان خاندان علیہ طریقہ نقشبندیہ کا ہے آپ بھی نہایت
ہی گمنامی اور مخفی الحالی کے ساتھہ بچون کو قرآن شریف پڑہاکر زندگی بسر کیا کرتے تھے
ابتداءً آپ کی شہرت کا یہ سبب پیش آیا کہ ایک کی بزرگ کا آپ کے وطن مین گزر ہوا
اونہون نے اپنے کشف باطنی سے آپکی کرامات اور نسبت عالیہ کے مقامات
ادراک کیا اور کہا کہ یہان کوئی صاحب اولیاء کبار مین سے ہین تلاش کرنا چاہیے۔ یہ
کہکر جستجو شروع کی جسطرف سے نسبت کا اثر محسوس ہوتا تھا اوسطرف چلے حتی کہ آپ سے
ملاقات ہوی اور دونون نے آپس مین راز و نیاز کی گفتگو کی۔ لوگونکو اس کا علم ہوا اور کسیقدر
چرچا ہوگیا۔ اس کے تہوڑے دنون بعد دوسرا واقعہ یہ پیش آیا کہ شیخ نورالدین خوانی
آپکے وطن مین آئے آپ اونکی ملاقات کیلئے اپنے معمولی بوسیدہ لباس مین تشریف لیگئے
دونون نے دیر تک باہم معانقہ کیا اور آپس مین مراقب ہوے بعد آپ مرخص ہوے
تو اُنہون نے کئی قدم تک آپکی مشایعت کی اور مودبانہ آپکو رخصت کیا۔ جب آپ
وہان سے تشریف لے آئے تو اُنہون نے حاضرین سے دریافت کیا کہ آپکی خدمت
مین بہت سے طالبان خدا اکتساب فیضان باطنی فرمانے کیلئے آتے ہونگے لوگون نے
عرض کیا کہ یہ صاحب کوئی بزرگ اور شیخ نہین ہین ایک معمولی آدمی ہین اور بچونکو کلام اللہ شریف
پڑہاکر بسر اوقات کیا کرتے ہین۔ یہ سنکر شیخ نورالدین خوانی کو کمال تعجب ہوا اور حیرت سے
فرمایا کہ یہان کے آدمی نہایت ہی کور باطن اور ناقدر شناس ہین کہ ایسے کامل و مکمل شیخ

اولیاء وقت کے فیضان سے محروم ہین - اسکے بعد عام طور پر لوگونکو آپکی کمالات کا علم ہوا
اور ہر طرف سے جوق جوق عاشقان خدا طالبان راہ صدق وصفا آپکی خدمت مین حاضر ہوکر
استفادہ کرنے لگے **یہ اور واقعہ** یہ گذرا کہ شیخ خوارزمی کردی جو اوس زمانہ کے ایک بہت بڑے صاحب
تصرف بزرگ تھے اور اونکا دستور تھا کہ جہان کہین جاتے تھے وہان کے اولیاء اللہ کی کرامت
اور نسبت اپنی نسبت قویہ سے سلب کر لیتے تھے اتفاقاً آپ کے وطن مین بھی آنکلے اور آپکے
اورون کی کرامات سلب کرنے کے وہان جاکر خود اپنی نسبت کو گم پایا اور بالکل خالی اور
معرا ہوگئے ہر چند کوشش کیساتھ مراقبہ کیا مگر نسبت پیدا نہ ہوئی - جس سے نہایت درجہ
وہ حیران و پریشان ہوگئے اور حالت ابتر ہونے لگی لوگون سے دریافت کیا کہ یہان کوئی
زبردست بزرگ ہین لوگون نے آپکا نام بتایا تو وہ آپکی ملاقات کیلئے نکلے جون جون وہ آپکے
نزدیک پہونچتے تھے نسبت کا اثر زیادہ محسوس ہوتا تھا حتیٰ کہ وہ آپکی خدمت مین پہونچے تو
پہر نسبت سے بالکل خالی ہوگئے اس سے اونکو یقین ہوگیا کہ انہی بزرگ کے تصرف سے
نسبت سلب ہوگئی ہے پہر تو انہون نے بہت منت سماجت کی اور کہا کہ مجھکو معلوم نہ تھا
یہ اقلیم آپ کے زیر ولایت ہے اسکے بعد بہت خوشامد کی تو آپ نے اونسے عہد لیا کہ
آئندہ وہ کسی بزرگ کے ساتھ ایسی حرکت نہ کرین گے - اونکی نسبت و کرامت اونکو
واپس دیدی اور وہانسے نکلجانے کا حکم دیا وہ جہان سے آئے تھے فی الفور وہان کو واپس
ہوگئے - مثنوی معنوی حضرت مولنا رومی قدس سرہ السامی کی تعلیم حضرت مصنف سے
لیکر یکے بعد دیگرے آپکے بزرگون مین متصل چلی آتی تھی کہ آپکو بھی پہونچی اور آپ کمال
ذوق وشوق کیساتھ مثنوی شریف کے مطالعہ مین محو رہتے تھے آپ نے بہ اجازت باطنی
حضرت مصنف اور بتائید روحانی خواجہ خواجگان حضرت خواجہ محمد بہاء الدین نقشبند رح سنہ ۹۰۱ مین

مثنوی شریف کا بابواری انتخاب موسومہ بہ لب لباب فرمایا اوسکی تفصیلی کیفیت رسالہ فارسی
مشمولہ ہذا کے معائنہ سے واضح ہوگی جب عالم رویا مین یہ لب لباب حضرت مولانا کے
ملاحظہ مین پیش ہوا تو آپنے تبسم فرماکے ارشاد کیا کہ "مبارک ست ہر کہ ازین انتخاب بابے
بعد از نماز بامداد و بابے بعد از نماز عصر خواند بے شک روز قیامت ہمسایۂ منی و در بہشت
برین جاے خواہد یافت و انواع اسرار و حقائق و معارف الٰہی بروے مکشوف خواہد شد"
حسبۂ اکابر نقشبندیہ مین زمانہ حضرت خواجہ درویش محمد قدس سرہ العزیز سے ابتک صبح و شام
ایک ایک باب پڑھنے کا معمول مقرر ہے سبقاً سبقاً اسکی تعلیم جاری ہے بعد تکمیل کے
سند بھی دیجاتی ہے فقیر عفی عنہ کا آپ تک سلسلہ متصلہ حسب ذیل ہے۔

والدی و شیخی حافظ محمد عباس علیخان الامروہی **شیخہ** مولنا سید شاہ فخر الدین احمد عرف حکیم
پادشاہ قادری نقشبندی الالہ آبادی **شیخہ** سید شاہ فرخ علی نقشبندی الکڑہوی **شیخہ**
مولانا سید شاہ ابوالحسن النصیری آبادی **شیخہ** مولانا مراد اللہ التہانیسری **شیخہ** مولنا
نعیم اللہ البہرائچی **شیخہ** شمس الدین مرزا مظہر جانجانان شہید الدہوی **شیخہ** سید نور محمد
بدایونی **شیخہ** شیخ سیف الدین السرہندی **شیخہ** و والدہ خواجہ محمد معصوم القیوم الثانی
شیخہ و والدہ امام ربانی مجدد الف ثانی القیوم الاول **شیخہ** خواجہ باقی باللہ الکابلی
ثم الدہلوی **شیخہ** خواجہ محمد آدم اکمنگی **شیخہ** و والدہ خواجہ درویش محمد بخاری صاحب الانتخاب
آپ نے ۱۹ محرم ۹۷۶ھ مین وصال فرمایا موضع اسفزار مضافات سبزوار علاقہ
ملک ماوراء النہر مین آپکا مزار مبارک زیارت گاہ خاص و عام ہے۔

العبد الحقیر
فقیر احمد حسین خان قادری نقشبندی

رسالۂ فارسی در کیفیت انتخاب لب لباب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العالمین والعاقبۃ للمتقین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین ۔
اما بعد میگوید ضعف العباد درویش محمد بن دوست محمد البخاری کہ یکے از خادمانِ کمینہ و مریدانِ کہینۂ حضرت معارف پناہی حقایق آگاہی عارفِ اسرارِ لاہوتیہ کاشفِ انوارِ جبروتیہ نقاوۂ ابرارِ زبدۂ اخیارِ خواجۂ عبید اللہ احرار است کہ چون مثنوی مولوی جلال الدین رومی مانندِ بحرِ زخار ناپیدا کنار و مثلِ شجرۂ طیبہ کہ اصلُہا ثابتٌ وفرعُہا فی السماءِ از طبعِ شریفش برآمدہ ونشو ونما یافت واکثر مردم طالبِ آن شدند کہ درین بحرِ بے پایان غوطہ زدہ لآلیِ آبدار و دُرِرِ شاہوار برآرند وسعی نمودند کہ ازین شجرۂ طیبہ ثمرۂ حکمیہ بچینند اما نتوانستند چہ این کتاب معجزہ وکرامتِ مولوی ست تا زمانیکہ الہامِ ربانی والقائے رحمانی از پردۂ غیب رو ننماید واین غوامض ومشکلات از قوتِ شیخ کامل ومرشد اکمل نکشاید بکنہ آن رسیدن وبر اسرارِ آن مطلع شدن از مقولۂ محالات واز قبیلِ ممتنعات ست نزد اکابرِ این مثنوی نہ نزد اکثرِ علمائے شریعت وعالمانِ مفسرِ قرآن واحادیث واہلِ سلوک وحقائق وپیشِ فقہائے دین واہلِ یقین بسیار معتبر ست وکلامِ حضرت مولوی بالطریقِ استدلال در کتبِ معتمدۂ خود ہا می آرند خصوصاً نزدِ خواجگانِ نقشبندیہ رحمہم اللہ کہ نزدیکِ ایشان بسا مقبول ومعتبر ست چنانچہ اکثرِ اعزۂ این سلسلۂ شریف

فقیر را باعث می بودند که اگر ازین کتاب مستطاب دُرر غُرر و جواهر زواهر بر وجه ایجاز برآری
بطریق انتخاب و فهرست ابواب پس خالی از فوائد نخواهد بود باین سبب که سند این مثنوی
ابا عن جد از حضرت مولوی باین فقیر رسیده بود تا روزے حضرت ایشان قدس الله روحه باین
وتیره ارشاد کردند که اے فلانے درین روزها از کتب معتبره چیزے مطالعه مسکینی عرض کردم که فرصت
ندارم اما گاه گاهی مثنوی حضرت مولوی رحمه الله دیده می شود و از حضرت عزیزان علی الدوام منقول است
که هر که مثنوی شریف را مداومت نماید و هر روز صبح و شام پاره از ین با وضو و عقیدت خوانده باشد
از جمیع آفات و بلیات آخر زمان در امان باشد و ابواب کشف و یقین بروے مفتوح گردد بعده
حضرت ایشان باین فقیر فرمودند که کتاب مثنوی مولوی بسیار طول دارد اگر تو ازین کتاب انتخاب
کنی بهر خاص و عام فائده تمام خواهد رسید و روح پر فتوح حضرت مولوی از تو شاد خواهد گردید چون این
بنده ظاهراً و باطناً منقاد امر حضرت ایشان بود ضرورةً حسب فرموده جناب شان درین تردد
افتاد و حیران بود که بکدام طرز درین بحر فیض غواصی نماید تا گوهر آبدار دُرر شاهوار ازین دریائے
اسرار بیرون آرد همدرین اثنا در ماه ذی الحجه سنه تسع و تسعمائه شب جمعه بود که این فقیر خواجه بزرگ
حضرت بهاؤالدین نقشبند را قدس سره در خواب دید که تشریف آوردند و فرمودند که اے فلان برخیز
و انتخاب مثنوی مولوی را که کرده بیار که حضرت مولوی هم همراه من آمده اند و میخواهند که آنرا
به بینند گفتم یا حضرت مدت هست که من درین فکر بوده ام که انتخابے بکنم اما هنوز صورت نه بسته حضرت
خواجه دست مبارک خود را دراز کردند و این انتخاب را از سینهٔ من برآوردند و فرمودند که اینست
انتخاب و مسوده را پیش مولوی بردند حضرت مولوی آنرا دیده خوش شدند و تبسم کرده گفتند که مبارک
هر که ازین انتخاب بابی بعد از نماز بامداد و بابی بعد از نماز عصر خواهد خواند بے شک اے روز قیامت
همسایهٔ من در بهشت برین جائی خواهد یافت و انواع اسرار حقائق و معارف الٰهی بروے
منکشوف خواهد شد همدرین حال فقیر بیدار شد مؤذن اذان بامداد کرد من وضو کرده در حجره
حضرت ایشان آمدم چون مرا دیدند فرمودند اے فلان حضرت خواجه بزرگ و حضرت مولوی را

زیارت کردی من بر قدم ایشان افتادم ایشان بر من بسیار التفات فرموده تصرف کردند که علوم اولین و آخرین جمله بر من روشن گردید و در اندک مدت این انتخاب را مسوده نموده بنظر مبارک ایشان در آوردم ایشان نیز دیده فرمودند که مبارکست پس بخواجه قاسم اشارت نمودند که بطالبان فرماید که مسوده این را بگیرند و هر روز مواظبت نمایند که هرکه همیشه صبح و شام از این انتخاب بکتاب بخواند مثمر برکات و حسنات بیغایات باشد بعد ازان این ابیات بر خواندند ۵

اینچنین فرمود مولانای ما	پیشوای اهل دین و مقتدا
مثنوی را هرکه خواند صبح و شام	آتش دوزخ بر و گردد حرام
سر حکمت پیش او روشن شود	صاحب سنگر فنای تن شود
در معارف در حقائق بی نظیر	گردد او از خوف حق دایم نذیر
از حسد و ز کینه دل صافی کند	دائما در یاد حق او دم زند
از بلیات جهان یابد امان	عارف کامل شود اندر زمان
در قیامت حشر او با انبیا	می شود از همت آن پیشوا

پس این فقیر انتخاب را بعینه چنانچه خواجه بزرگ قدس سره از سینه من بر آورده بود نقل کرد تا هرکه مطالعه کند حظ دنیا و آخرت یابد و این مستمند را از فاتحه فاتحه یاد نماید که ان الله لا یضیع اجر المحسنین اللهم احفظ قاریها و سامعها و ناظرها بحق آیات القرآن بمنه و فضله برحمتک یا ارحم الراحمین ۵

قطعه تاریخ طبع کتاب نتیجه فکر جناب شاهزاده محمد امیر الملک بهادر حقیقی قادری نقشبندی

عالیجناب مولوی احمد حسین خان	فیض چنان نمود که الله الصمد
شارح کتاب کرد که مدکور در کتب	لب لباب مثنوی رحمت ابد

۱۳ ۲۸

بسم الله الرحمن الرحيم

۱ خدا از فضل تو حاجت روا — با تو یار و هیچکس نبود روا
۲ گفت المعنی هو الله شیخ دین — بحر معنیهای رب العالمین
۳ صانع بی آلت و بی جارحه — واهب این هدیهای رابحه
واحد اندر ملک و اورا یار نی — بندگانش را جز او سالار نی
خالق افلاک و انجم بر علا — مردم و دیو و پری و مرغ را
خالق دریا و دشت و کوه و تیه — ملک او بیحد و او بی شبیه
۴ آنکه مبدل کرده خاک ابزر — خاک دیگر را بکرده بوالبشر
۵ آنکه که خاک شوره را تو نان کنی — وانکه نان مرده را تو جان کنی
۶ میکنی جز و زمین را آسمان — میفزائی در زمین از اختران

رونگردانیم از فرمانِ تو
کفر باشد غفلت از احسانِ تو

کُلُّ شَیءٍ مَا خَلَا اللهَ باطِلٌ
اِنَّ فَضلَ اللهِ غَیمٌ هَاطِلٌ

هیچ برگی برنیفتد از درخت
بی قضا و حکمِ آن سلطانِ تخت

از دهان لقمه نشد سوی گلو
تا نگوید لقمه را حق کاذْخُلُوا

در زمین و آسمانها ذرّه‌ٔ
بر نجنباند نگرده پرّه‌ٔ

بفرمانِ قدیم نافذش
شرح نتوانکرد جلدی نیست خوش

ذرّاتِ زمین و آسمان
لشکرِ حق‌اند گاهِ امتحان

جزو جزوت لشکرِ او در وفاق
مر ترا اکنون مطیع‌اند از نفاق

گر بگوید چشم را کور افشار
در دِ چشم از تو برآرد صد دمار

در بدندان گوید او بنما دبال
پس به بینی تو ز دندان گوشمال

ان طب را بخوان بابُ العلل
تا به بینی لشکرِ تن را عمل

پرتکه جانِ جانِ هر چیزی دَسیت
دشمنی با جانِ جان آسان نیست

خاک را و نطفه را و مضغه را
پیشِ چشمِ ما همی دارد خدا

کز کجا آورد مت ای بدنیت
که ازان آید همی خفر یقیت

بهرِ آن پیغمبر این را شرح ساخت
هر که خود نشناخت یزدانرا شناخت

ای خنک آنرا که ذاتِ خود شناخت
اندر امنِ سرمدی قصری بساخت

هین رها کن بدگمانی و ضلال
سر قدم کن چونکه فرمودت تعال

---

۱ قوله ونیز بعضی از اینها از نفس ما ظاهر است ۱۲
۲ قوله یعنی از نفس ما ظاهر است ۱۲
۳ قوله یعنی از نفس ما ظاهر است ۱۲
۴ قوله یعنی از نفس ما ظاهر است ۱۲
۵ قوله یعنی از نفس ما ظاهر است ۱۲
۶ قوله یعنی از نفس ما ظاهر است ۱۲
۷ قوله یعنی از نفس ما ظاهر است ۱۲
۸ قوله یعنی از نفس ما ظاهر است ۱۲
۹ قوله یعنی از نفس ما ظاهر است ۱۲

لطفهائی مضمر اندر قهر او
جان سپردن جان فزاید بهر او

بدترین قهرش به از مهر و کرون
نعم رب العالمین نعم العون

هر شمالی را یمینی او دهد
سنگ را مامی معینی او دهد

آنکه گل را شاهد خوشبو کند
هر چپی را راست فضل او کند

گر چپی با حضرت او راست باش
مر ترا از کج تا به بینی دست برد

مشتری ماست الله اشتری
لطفهایش بر تر آید از خری

مشتری جوکه جویان تواوست
عالم آغاز و پایان تو اوست

مشتری خواهی که از وی زر بری
به ز حق کی باشد ایجان مشتری

زین دکان زشت کیشان برتر آ
تا دکان فضل کالله اشتر آ

کالله که هیچ خلقش ننگرید
از خلاقت آن کریم آنرا خرید

هیچ قلبی پیش او مردود نیست
زانکه قصدش از خریدن سود نیست

گفت پیغمبر که حق فرموده است
قصد من از خلق احسان بوده است

من نکردم امر تا سودی کنم
بلکه تا بر بندگان جودی کنم

من نگردم پاک از تسبیح شان
پاک هم ایشان شوند و دُر فشان

آفریدم تا ز من سودی کنند
تا ز شهدم دست آلودی کنند

حق هزاران صنعت و فن ساختست
تا که مادر بر تو مهر انداختست

پس حق حق سابق از مادر بود
هر که این حق را نداند ناخلف

این بیت در بعضی نسخ نیست

سنگ بر احمد سلامی می کند
کوه یحیی را پیامی می کند

ما سمیعیم و بصیریم و خوشیم
با شما نامحرمان ما ناخوشیم

چون شما سوی جمادی میروید
محرم جانِ جمادی چون شوید

از جمادی عالمِ جانها روید
غلغلِ اجزای عالم بشنوید

بادگوید هیکم از شاهِ بشر
گه خبر گیرآورم گه شنوم و بشر

زانکه مامورم امیرِ خود نیم
من چو تو غافل ز شاهِ خو

بادرا بی چشم اگر بینش نداد
فرق کی کردی میانِ قومِ عاد

چون همید النست مومن از عدو
چون همید النست کُل را از کلا

گر نبودی واقف از حق جانِ باد
فرق چون میکرد اندر قومِ عا

بادآتش میشود از امرِ حق
هر دو سر مست امدند از خمرِ حق

بادرا دیدی که با عادآن چه کرد
آب را دیدی که با طوفان

گر نبودی نیل را آن نورِ دید
از چه قبطی را ز سبطی می گزید

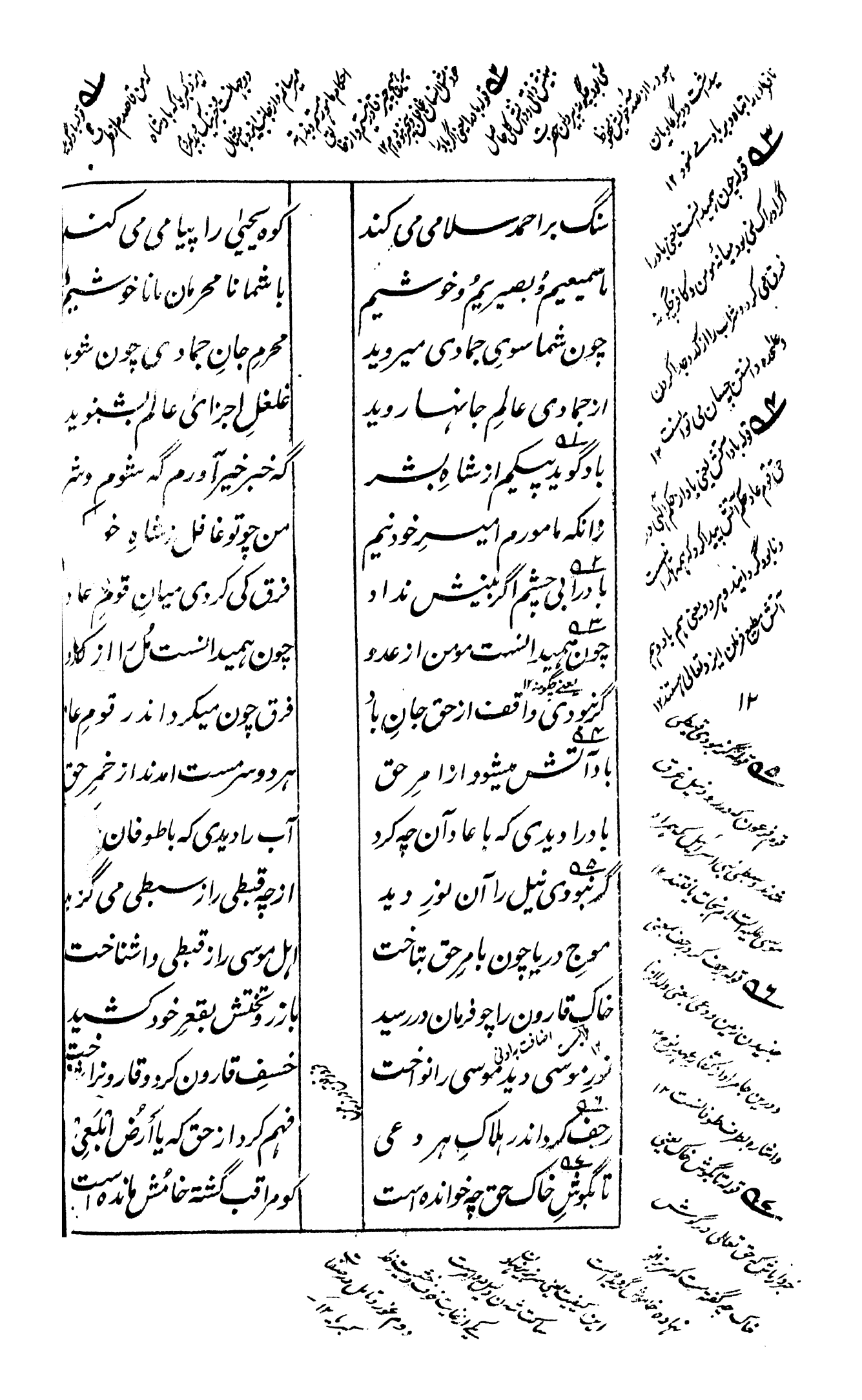
موجِ دریا چون بامرِ حق بتاخت
اهلِ موسی را ز قبطی واشناخت

خاکِ قارون را چو فرمان در رسید
باز زر و تختش بقعرِ خود کشید

نورِ موسی دید موسی را نواخت
خسفِ قارون کرد و قارونرا بتاخت

رجف کرد اندر هلاکِ هر دعی
فهم کرد از حق که یا أرض ابلعی

تا بگوشِ خاک حق چه خوانده است
کو مراقب گشته خامش مانده است



آتش ابراهیم را ندان نزد — چون گزیده حق بود چونش گزد
پیش حق آتش همیشه در قیام — همچو عاشق روز و شب پیچان مدام
آتش نمرود را گر چشم نیست — با خلیلش چون ترحم کردنیست
سنگ بر آهن زنی بیرون جهد — هم بامر حق قدم بیرون نهد
پرورد در آتش ابراهیم را — ایمنی روح سازد بیم را
ای خرد بر کش تو پر و بالها — سوره برخوان زلزلت زلزالها
در قیامست این زمین با نیک و بد — کی زنا دیده گواهی میدهد
گر نه کوه و سنگ بادیدار شد — پس چرا داود را او یار شد
این زمین را گر نبودی چشم جان — از چه قارون را فرو برد آنچنان
گر نبودی چشم جان حنانه را — چون بدیدی هجر آن فرزانه را
سنگ ریزه گر نبودی دیده ور — چون گواهی دادی اندر مشت در
بر عدم ها کان ندارد چشم و گوش — چون فسون خواند همی آید بجوش
از فسون او عدم ها زود زود — خوش معلق میزند سوی وجوه
صنع حق با جمله اجزائے جهان — چون دم حر فست از افسون گران
جذب یزدان با اثرها و سبب — صد سخن گوید نهان بی حرف و لب
گفت در گوش گل و خندانش کرد — گفت با سنگ و عقیق و کانش کرد
گفت با جسم آبی تا جان شداد — گفت با خورشید تا رخشان شد او

۱۲ گشت معدوم ملت خلعت وجود در بر کرد

۱۳ از فسون زاده مراد ندارد جامع کمالات آن یگانه نفس آن فاتح است بیضه آفرینش صلی الله علیه وسلم

۱۴ قدرت افسون او مراد از فسون خواندن بیان مطلب است که بفرمایش فیلسوف

باز در گوشش دمد نکته مخوف
در رخِ خورشید افتد صد کسوف

تا بگوشِ ابر آن گویا چه خواند
کو چو مشک از دیدهٔ خود اشک راند

در تردد هر که او آشفته است
حق بگوشِ او معما گفته است

کُلَّ یَومٍ هُوَ فی شانٍ بخوان
مر ورا بی کار روبی فعلے مدان

کمترین کارش هر روز آن بود
کوسه شکر را روانه می کند

لشکری ز اصلاب سوی اُمهات
بهرِ آن تا در رحم روید نبات

لشکری ز ارحام سوی خاکدان
تا ز نر و ماده پر گردد جهان

لشکری از خاکدان سوی اجل
تا به بیند هر کسی حسنِ عمل

صد چو عالم در نظر پیدا کند
چونکه چشمت را بخود بینا کند

از پئی آن گفت حق خود را بصیر
که بود دیدِ ویت هر دم نذیر

از پئی آن گفت حق خود را سمیع
تا به بندی لب ز گفتارِ شنیع

از پئی آن گفت حق خود را علیم
تا نیندیشی فسادی تو ز بیم

صد هزاران میچشاند هوش را
که خبر نبود دو چشم و گوش را

حاکمست او یَفعَلُ اللهُ مَا یَشَا
او ز عین درد انگیزد دوا

در شکستِ پای حق بخشد پری
هم ز قعرِ چاه بکشاید دری

فهم و خاطر تیز کردن نیست راه
جز شکسته می نگیرد فضلِ شاه

خواجه شکسته بند آنجا رود
که در آنجا پایِ اشکسته بود

چون شکسته دل شده از حالِ خویش
جا بر اشکستگان دیدی ز پیش

دستِ اشکسته برآور در دعا
سوی اشکسته بود فضلِ خدا

کی شود چون نیستی رنجور و زار
آن جمالِ صنعتِ طب آشکار

خواری و دونیِ مِسها بر ملا
گر نباشد کی نماید کیمیا

هیچکس در ملکِ او بی المرا
در نیفزاید سرِ یکتار مو

گر بیابان پر شود زر و نقود
بی رضائی حق جوی نتوان ربود

تا نشانِ حق نیارد نوبهار
خاک سرها النسازد آشکار

در زمستان شان اگر چه داده مرگ
زنده شان کرد از بهار و داد برگ

در زمستان شان اگر محبوس کرد
آن غرابان را خدا طاؤس کرد

منکران گویند خود هست این قدیم
این چرا بندیم بر ربّ الکریم

گوریِ ایشان درونِ دوستان
حق بروید از نهادِ باغ و بوستان

هر جمادی را کند فضلش خبیر
عاقلان را کرده قهرِ او ضریر

صد هزاران نیزهٔ فرعون را
در شکست از موسیِ با یک عصا

صد هزاران طبِّ جالینوس بود
پیشِ عیسیٰ و دمش افسوس بود

صد هزاران دفترِ اشعار بود
پیشِ حرفِ اُمّیش آن عار بود

آفتاب و مه چو دو گاوِ سیاه
یوغ در گردن به بندد شان آله

می پرستید اختری کو زر کند
روبوی آرید کو اختر کند

عارفان باغ و بهار از آن زنند
کز پسِ این باغ و بهار آن گلشن است

گلشن و باغ و بهار از بهرِ چیست
تا بدانی کان نه آخر منزل است

منزلی دان هر بهار و هر چمن
کز پسِ هر نو بهاری هست نو بهار

نو بهارِ اولیا دیگر بود
کز خزان و از بهار ایمن شود

نو بهارِ جانِ جان باشد خدا
کز خزان و از بهار آید جدا

نو بهارِ عقل و جان باشد یقین
کز خزان و از بهار آید برین

می پرستید آفتابِ چرخ را
خوار کرده جانِ عالی نرخ را

آفتاب از امرِ حق طبّاخ هست
ابلهی باشد که گوید او خداست

ملکِ ملکِ اوست فرمانِ آنِ او
کمترین سگ بر دکانِ شیطانِ او

گفت حق گر فاسقی و اهلِ صنم
چون مرا خواندی اجابتها کنم

شاد باش و فارغ و ایمن که من
آن کنم با تو که باران با چمن

عشقها داریم با این خاکِ ما
زانکه افتاد است در قعرِ رضا

کارِ ما اینست بر کوریِ آن
که بکارِ ما ندارد میلِ جان

این فضیلت خاک را زان رو دهم
زانکه نعمت پیشِ بی برگان نهم

با چنین غالب خداوندی کسی
چون نمیرد گر نباشد او نخسی

این همه گفتیم لیک اندر بسیچ
بی عنایاتِ خدا هیچیم و هیچ

بی عنایاتِ حق و خاصانِ حق
گر ملک باشد سیاه‌ستش ورق

یا غیاثَ المُستغیثین انهَ نا
لَا افتخارَ بالعلومِ والغِنا

لا تُزِغ قلباً هَدَیتَ بالکَرَم
وَاصرِفِ السُّوءَ الَّذی خَطَّ القَلَم

بگذران از جانِ ما سورِ القضا
وامبر ما را ز اخوانِ صفا

تلخ تر از فرقتِ تو هیچ نیست
بی پناهت غیرِ هیچا هیچ نیست

از فراق و هجر میگوئی سخن
هر چه خواهی کن ولیکن این مکن

رحم کن بر وے که رویِ تو بدید
فرقتِ تلخِ تو چون خواهد کشید

می پرستید آفتابِ چرخ را
خوار کرده جانِ عالی نرخ را

آفتاب از امرِ حق طبّاخ هست
ابلهی باشد که گوید او خداست

ملکِ ملکِ اوست فرمانِ آنِ او
کمترین سگ بر دکانِ شیطانِ او

گفت حق گر فاسقی و اهلِ صنم
چون مرا خواندی اجابتها کنم

شاد باش و فارغ و ایمن که من
آن کنم با تو که باران با چمن

عشقها داریم با این خاکِ ما
زانکه افتاد است در قعرِ رضا

کارِ ما اینست بر کوریِ آن
که بکارِ ما ندارد میلِ جان

این فضیلت خاک را زان رو دهم
زانکه نعمت پیشِ بی برگان نهم

با چنین غالب خداوندی کسی
چون نمیرد گر نباشد او نخسی

این همه گفتیم لیک اندر بسیچ
بی عنایاتِ خدا هیچیم و هیچ

بی عنایاتِ حق و خاصانِ حق
گر ملک باشد سیاه‌ستش ورق

یا غیاثَ المُستغیثین انهَ نا
لَا افتخارَ بالعلومِ والغِنا

لا تُزِغ قلباً هَدَیتَ بالکَرَم
وَاصرِفِ السُّوءَ الَّذی خَطَّ القَلَم

بگذران از جانِ ما سورِ القضا
وامبر ما را ز اخوانِ صفا

تلخ تر از فرقتِ تو هیچ نیست
بی پناهت غیرِ هیچا هیچ نیست

از فراق و هجر میگوئی سخن
هر چه خواهی کن ولیکن این مکن

رحم کن بر وے که رویِ تو بدید
فرقتِ تلخِ تو چون خواهد کشید

صد هزاران مرگ تلخ ای خوبرو | نیست مانند فراق روی تو
تلخی هجر از ذکور و از اناث | دور دار ای مجر ما را استغاث
بر امید وصل تو مردن خوشست | تلخی هجر تو فوق آتشست
حرص اندر عشق تو فخرست و جاه | حرص اندر غیر تو ننگ و تباه
یا الٰهی سکرت ابصارنا | فاعف عنا اثقلت اوزارنا
یا خفیا قد ملأت انحاء فقین | قد علوت فوق نور المشرقین
انت ستار کاشف اسرارنا | انت فجار مفجر انهارنا
یا خفی الذات محسوس العطا | انت کالماء و سخن کالهوا
انت کالریح و سخن کالغبار | یختفی الریح و غبرا هاجهار
تو بهاری ما چو باغ سبز خوش | او نهان و آشکار ایخشش
تو چو جانی ما مثال دست و پا | قبض و بسط دست از جان شد روا
تو چو عقلی ما مثال این زبان | این زبان از عقل دارد این بیان
ای برون از وهم و قال و قیل من | خاک بر فرق من و تمثیل من
ربنا انا ظلمنا سهو رفت | رحمتی کن ای رحیم بیهات زفت
دستگیر از دست ما ما را بخر | پرده را بردار و پرده ما مدر
این دعا هم بخشش تعلیم تست | ورنه در گلخن گلستان از چه رست
ما چو چنگیم و تو زخمه میزنی | زاری از مالی تو زاری می کنی

۱ قوله یا الٰہی ای خدا
۲ قوله یا خفیا ای
۳ قوله انت ستار و مغرب
۴ قوله انت فجار و مغرب
۵ قوله انت کالریح و مغرب
۶ قوله انت قوی صاحب
۷ احضاری ۱۲

ماچو نائیم و نوا در ما زتست | | ماچو کوهیم و صدا در ما زتست
ماچو شطرنجیم اندر بُرد و مات | ... باطن ابای نظر خواجہ نقابل را ۱۲ | بُرد و ماتِ ما زتست ای خوش صفات
ماکه باشیم ای تو ما را جانِ جان | | ماکه باشیم تا تو باشی در میان
ما عدمهائیم و هستیهای ما | | تو وجودِ مطلقی فانی نما
ما همه شیران ولی شیرِ علَم | | حملهٔ شان از باد باشد دمبدم
حملهٔ شان پیدا و ناپیداست باد | | آنکه ناپیداست هرگز گم مباد
بادِ ما و بودِ ما از دادِ تست | | هستیِ ما جمله از ایجادِ تست
لذّتِ هستی نمودی نیست را | | عاشقِ خود کرده بودی نیست را
لذّتِ انعامِ خود را وا گیر | | نُقل و باده جامِ خود را وا گیر
ور بگیری کیست جست و جو کند | | نقش با نقّاش چون نیرو کند
منگر اندر ما مکن در ما نظر | | اندر اکرام و سخایِ خود نگر
ما نبودیم و تقاضا مان نبود | | لطفِ تو ناگفتهٔ ما می شنود
این طلب در ما هم از ایجادِ تست | | رَستن از بیداد یارب دادِ تست
این قدر ارشاد تو بخشیدهٔ | | تا بدین بس عیبِ ما پوشیدهٔ
قطرهٔ دانش که بخشیدی ز پیش | | متصل گردان بدریا هایِ خویش
یا طلب تو این طلب بنهادهٔ | | گنجِ احسان بر همه بگشادهٔ
تو ز قرآن باز جو تفسیرِ بیت | | گفت ایزد ما رَمَیتَ اِذ رَمَیت

۱ ای فانی کننده هستی ۱۲
۲ نقوش کل من علیها فان ۱۲
۳ یعنی ان باشد کرظاهر
۴ فانا و عدد ما نشنوراکه
۵ ۱۲ غیب در ظاهر
۶ محسوس نمی شنوند ۱۲
۷ تو ز ما هیچ مخواه
۸ ۱۲ ما و شنوی این ست
۹ جمله ما فانی ست
۱۰ ۱۲ غیب ست
۱۱ ۱۲ ظاهر
۱۲ ۱۲ غیب
۱۳ ۱۲ ظاهر
۱۴ ۱۲ غیب
۱۵ ۱۲ ظاهر
۱۶ ۱۲ غیب
۱۷ ۱۲ ظاهر
۱۸ ۱۲ غیب
۱۹ ۱۲ ظاهر
۲۰ ۱۲ غیب
۲۱ ۱۲ ظاهر
۲۲ ۱۲ غیب
۲۳ ۱۲ ظاهر
۲۴ ۱۲ غیب
۲۵ ۱۲ ظاهر
۲۶ ۱۲ غیب
۲۷ ۱۲ ظاهر
۲۸ ۱۲ غیب
۲۹ ۱۲ ظاهر
۳۰ ۱۲ غیب
۳۱ ۱۲ ظاهر
۳۲ ۱۲ غیب
۳۳ ۱۲ ظاهر
۳۴ ۱۲ غیب
۳۵ ۱۲ ظاهر
۳۶ ۱۲ غیب
۳۷ ۱۲ ظاهر
۳۸ ۱۲ غیب
۳۹ ۱۲ ظاهر
۴۰ ۱۲ غیب
۴۱ ۱۲ ظاهر
۴۲ ۱۲ غیب
۴۳ ۱۲ ظاهر
۴۴ ۱۲ غیب
۴۵ ۱۲ ظاهر
۴۶ ۱۲ غیب
۴۷ ۱۲ ظاهر
۴۸ ۱۲ غیب
۴۹ ۱۲ ظاهر
۵۰ ۱۲ غیب
۵۱ ۱۲ ظاهر
۵۲ ۱۲ غیب
۵۳ ۱۲ ظاهر
۵۴ ۱۲ غیب
۵۵ ۱۲ ظاهر
۵۶ ۱۲ غیب
۵۷ ۱۲ ظاهر
۵۸ ۱۲ غیب
۵۹ ۱۲ ظاهر
۶۰ ۱۲ غیب
۶۱ ۱۲ ظاهر
۶۲ ۱۲ غیب
۶۳ ۱۲ ظاهر
۶۴ ۱۲ غیب
۶۵ ۱۲ ظاهر
۶۶ ۱۲ غیب
۶۷ ۱۲ ظاهر
۶۸ ۱۲ غیب
۶۹ ۱۲ ظاهر
۷۰ ۱۲ غیب
۷۱ ۱۲ ظاهر
۷۲ ۱۲ غیب
۷۳ ۱۲ ظاهر
۷۴ ۱۲ غیب
۷۵ ۱۲ ظاهر
۷۶ ۱۲ غیب
۷۷ ۱۲ ظاهر
۷۸ ۱۲ غیب
۷۹ ۱۲ ظاهر
۸۰ ۱۲ غیب
۸۱ ۱۲ ظاهر
۸۲ ۱۲ غیب
۸۳ ۱۲ ظاهر
۸۴ ۱۲ غیب
۸۵ ۱۲ ظاهر
۸۶ ۱۲ غیب
۸۷ ۱۲ ظاهر
۸۸ ۱۲ غیب
۸۹ ۱۲ ظاهر
۹۰ ۱۲ غیب
۹۱ ۱۲ ظاهر
۹۲ ۱۲ غیب
۹۳ ۱۲ ظاهر
۹۴ ۱۲ غیب
۹۵ ۱۲ ظاهر
۹۶ ۱۲ غیب
۹۷ ۱۲ ظاهر
۹۸ ۱۲ غیب
۹۹ ۱۲ ظاهر
۱۰۰ ۱۲ غیب

گر بہ پرّانیم تیر آن نی ز ماست — ما کمان و تیر اندازش خداست

یارب این بخشش نہ حدِّ کار ماست — لطفِ تو لطفِ خفی را خود سزاست

صد ہزاران دام و دانہ ہست ایخدا — ما چو مرغانِ حریصِ بینوا

دم بدم پا بستۂ دامِ توئیم — ہر یکی گر باز و سیمرغی شویم

میرہانی ہر دمی ما را و باز — سوی دامی می رویم ای بی نیاز

گر ہزاران دام باشد در قدم — چونتو با مائی نباشد ہیچ غم

ما درین انبارِ گندم می کنیم — گندمِ جمع آمدہ گم می کنیم

می نیندیشیم آخر ما بہوش — کین خلل در گندمست از مکرِ موش

گر نہ موشِ دزد در انبارِ ماست — گندمِ اعمالِ چل سالہ کجاست

چون عنایاتت بود با ما مقیم — کی بود بیمی ازان دزدِ لئیم

ای عظیم از ما گناہانِ عظیم — تو توانی عفو کردن در زمان

ما ز آز و حرص خود را سوختیم — وین دعا را ہم ز تو آموختیم

آنکہ خواہی کز غمش خستہ کنی — راہِ زاری بر دلش بستہ کنی

تا فرود آید بلا آن دم کہ بہ — چون نباشد از تضرّع شافعی

وانکہ خواہی کز بلایش وا خری — جان او را در تضرّع آوری

آفرینہا بر تو با دا ہی خدا — غم ناگہان کردی مرا از خود جدا

گر سرِ ہر موی من باشد زبان — شکرہائی تو نیاید در بیان

این ثنا گفتن ز من ترکِ ثناست — کین دلیلِ هستی و هستی خطاست

جان و دل را طاقتِ آن جوش نیست — با که گویم در جهان یک گوش نیست

تا قیامت گر بگویم زین کلام — صد قیامت بگذرد وین ناتمام

روز آخر شد سبق فردا بود — رازِ ما زار و زکی گنجا بود

دست را اندر احد و احمد بزن — ای برادر واره از بوجهل تن

باب دوم در نعتِ رسول الله صلی الله علیه وسلم

بود در انجیل نامِ مصطفا — وان سرِ پیغمبران بحرِ صفا

بود ذکرِ حلیها و شکلِ او — بود ذکرِ غزو و صوم و اکلِ او

طائفهٔ نصرانیان بهرِ ثواب — چون رسیدندی بدان نام و خطاب

بوسه دادندی بدان نامِ شریف — رو نهادندی بدان وصفِ لطیف

شد نیاز طالبان از بنگری — شعلها از گوهرِ پیغمبری

زین سبب فرمود یزدان والضحیٰ — والضحیٰ نورِ ضمیرِ مصطفیٰ

هین قُمِ اللّیل که شمعی ای همام — شمع اندر شب بود اندر قیام

بیفروغت روزِ روشن هم شبست — بی پناهت شیر اسیرِ ارنب ست

مصطفیٰ را وعده کرد الطافِ حق — گر نمیری تو نمیرد این سبق

من کتاب و معجزت را رافعم — بیش و کم کن راز قرآن دافعم

من ترا اندر دو عالم حافظم — طاعنان را از حدیثی رافضم

کس نیابد بیش و کم کردن درو — توبه از من حافظی دیگر مجو

باش کشتیبان درین بحر صفا — که تو نوح ثانئی ای مصطفا

پس بکش توزین جهان بیقرار — جوق کوران را قطار اندر قطار

کار هادی این بود تو هادئی — ماتم آخر زمان را شادئی

هین روان کن ای امام المتقین — این خیال اندیشگان را بالیقین

هر که در مکر تو دارد دل گرو — گردنش را میزنم تو شادرو

بر سر کوریش کوریها نهیم — او شکر پندارد و زهرش دهیم

منبر و محراب سازم بهر تو — وز محبت قهر من شد قهر تو

از هراس و ترس گفتار لعین — دینت پنهان کی شود زیر زمین

چاکرانت شهرها گیرند و جاه — دین تو گیرد ز ماهی تا بماه

تا قیامت باقیش داریم ما — تو مترس از نسخ دین ای مصطفا

خیز در دم تو بصور سهمناک — تا نیزاران مرده بردرند از خاک

چون تو اسرافیل وقتی راست خیز — رستخیزی ساز پیش از رستخیز

هر که گوید کو قیامت ای صنم — خویش را بنما که قیامت آن منم

ور نه باشد زاهل این ذکر و قنوت — پس جواب الاحمق ای سلطان سکوت

راست میفرمود آن بحر کرم — بر شما من از شما مشفق ترم

من نشسته در کنار آتشی — با فروغ شعله و بس ناخوشی

---

۱ قوله کار هادی این بود الخ یعنی ای محمد صلی الله علیه وسلم زیرا که هادی گمراهان است تا ایشان را به فضلات آسمانی راه نماید و تو ایشان خود را راه نمائی

۲ قوله توبه از من حافظی دیگر مجو یعنی از من بعد حافظ دیگر پیدا نخواهد شد

۳ قوله کس نیابد بیش و کم کردن درو یعنی از آنچه در قرآن است بعد از این کسی نخواهد توانست که بیش و کم کند

۴ قوله ماتم آخر زمان را شادئی یعنی از آن جهت که در آخر زمان دجال خواهد آمد

۵ قوله هر که در مکر تو دارد دل گرو الخ یعنی هر که در مکر تو دارد دل گرو گردنش را میزنم تو شادرو باش

۶ قوله بر سر کوریش کوریها نهیم یعنی کوریهای دیگر بر سر کوریش خواهیم نهاد

۷ قوله منبر و محراب سازم بهر تو الخ یعنی از آن جهت که تو در محراب و منبر عبادت میکنی

۸ قوله از هراس و ترس گفتار لعین الخ یعنی از ترس آنکه دجال لعین ظاهر شود و دین تو پنهان کند

۹ قوله چاکرانت شهرها گیرند و جاه الخ یعنی چاکران تو شهرها خواهند گرفت و جاه و مرتبه خواهند یافت

۱۰ قوله تا قیامت باقیش داریم ما الخ یعنی تا قیامت باقی دین تو ما نگاه خواهیم داشت

۱۱ قوله خیز در دم تو بصور سهمناک الخ یعنی تو در صور سهمناک بدم تا مردگان از خاک برخیزند

۱۲ قوله چون تو اسرافیل وقتی راست خیز الخ یعنی چون تو اسرافیل وقتی راست خیز تا رستخیزی بسازی پیش از رستخیز

۱۳ قوله هر که گوید کو قیامت ای صنم الخ یعنی هر که گوید که کو قیامت تا ما قیامت را بنماییم

۱۴ قوله ور نه باشد زاهل این ذکر و قنوت الخ یعنی اگر نه از اهل این ذکر و قنوت باشد

۱۵ قوله پس جواب الاحمق ای سلطان سکوت الخ یعنی پس جواب احمق سکوت است

۱۶ قوله من نشسته در کنار آتشی الخ یعنی من در کنار آتشی نشسته ام

که شما پروانه وار از جهلِ خویش
پیشِ آتش می‌کشید این جمله کیش

من همی رانم شما را همچو مست
از ورافتادن در آتش باد و دست

همچو پروانه شما آنسو دوان
هر دو دستِ من شده پروانه‌ران

گفت پیغمبر شما را ای مهان
چون پدر هستم شفیق و مهربان

زان سبب که جمله اجزای منید
جزورا از کل چرا برمی‌کنید

جزو[۵۱] از کل قطع شد بیکار شد
عضو از تن قطع شد مردار شد

تا نه پیوندد بکل بار دگر
مرده باشد نبودش از جان خبر

تو دلا منظورِ حق آنگه شوی
که چو جزوی سوی کلِ خود روی

دید احمد را ابوجهل و بگفت
زشت نقشی کز بنی آدم شگفت

گفت احمد مرورا که راستے[۵۲]
راست گفتی گرچه کار اوفزاستے

دید صدیقش بگفت ای آفتاب
ای ز شرقی ای ز غربی خوش بتاب

گفت احمد راست گفتی ای عزیز
ای رهیده تو ز دنیای رجیز

حاضران گفتند ای صدر الوری
راست گو گفتی دو ضد را گو چرا

گفت[۵۳] من آئینه‌ام مصقولِ دست
ترک و هندو در من آن بیند که هست

خمهائی[۵۴] کانبیا بگذاشتند
آن بدینِ احمدی برداشتند

چند بت بشکست احمد در جهان
تا که یارب گوی گشتند امتان

گر نبودی کوششِ احمد تو هم
میپرستیدی چو احجار و صنم

بیداری اگرچه فضول و بیهوده بود و شرما از اعتقاد باطل آورد این بخت راست میگوئی یعنی هرکه بیدار باشد همه مردم در نظر او بیدانمایند ۱۲

۵۳ قوله گفت یعنی آنحضرت صلی الله علیه وسلم فرمودند که من آئینه مصقول دست قدرت خدایم هرکه در وی بیند نیک را نیک نظر آید و بد را بد ۱۲

۵۴ قوله خمهائی کانبیا ۱۲

۵۱ قوله جزو از کل ۱۲

۵۲ قوله راست یعنی راست گفتی ۱۲

فرمودند که تو کمر ابدی ابوجهل یعنی ارشاد بر دوام در جهاد یعنی حضرت کلی شوی بوده باشی که از دنیا گریزان و بیزار باشی کل جدا گردیده مراد

آن سرت دارست از سجده‌ی بتان — تا بدانی حقِ او بر اُمتان

هر کرامات[1] که می جوئی بجان — او نمودت تا طمع کردی دران

صد هزاران آفرین بر جانِ او — بر قدوم و دورِ فرزندانِ او

آن خلیفه‌زادگانِ مقبلش — زاده انداز عنصرِ جان و دلش

گر ز بغداد و هری یا از رَیند — بی مزاجِ آب و گل نسلِ ویند

شاخِ گُل هر جا که روید هم گلست — خُرمیِ گُل هر جا که جوشد هم مُلست

پنج نوبت میزنندش بر دوام — همچنین هر روز الی یوم القیام

قفلهای ناکشاده مانده بود — از کفِ آنا فتحنا بر کشود

هست اشارات محمد المراد — گُل کشاد اندر کشاد اندر کشاد

از پیِ نظّارهٔ او حور و جان — پر شده آفاق و هر هفت آسمان

خویشتن آراسته از بهرِ او — خود ورا پروایِ غیر و دست کو

آنچنان گشته پُر از اجلالِ حق — که در و هم ره نیابد آلِ حق

لا نفرّق[2] بینها نبیٌّ مُرسَلُ — والملک[3] والروح ایضاً فاعقلوا

گفت ما زاغیم همچون زاغ نی — مستِ صهبا[4] غیم و مستِ باغ نی

زان محمد شافعِ هر داغ بود — که ز سرمه چشمِ او ما زاغ بود

از الم نشرح دو چشمش سرمه یافت — دید آنچه جبرئیل آن بر نیافت

چونکه مخزنهای افلاک عقول — چون خسی آمد جهت چشم رسول

[1] کرامات یعنی آنچه از آن بنده مطلوب و مقصود است نه آن که بود از وجود با جود او حاصل شود صلی الله علیه وسلم

[2] قوله لا نفرق الخ اشاره است بجانب قوله تعالی آمن الرسول بما انزل الیه من ربه والمؤمنون کل آمن بالله وملائکته وکتبه ورسله لا نفرق بین احد من رسله یعنی انبیاء دوست همه دران مقام میرسند پس دریافت کنید این رمز را ۱۲

[3] مراد از ملک جبرئیل است علیه السلام

پس چه باشد مکّه و شام و عراق
کہ نماید او بنزدش اشتیاق

احمد اخود کیست اسیاهِ زمین
ماه بین بر چرخ و بشگاف این چنین

تا بداند سعد و نحسِ هر دو را
دورِ تست این دورنی دورِ قمر

دورِ تست آنرا که موسیِ کلیم
آرزو می برد زین دورت مقیم

چونکه موسی رونقِ دور تو دید
کاندر و صبح تجلی میدمید

گفت یارب اینچه دورِ رحمتست
این گذشت از رحمت اینجا زیر و پستست

غوطه ده موسیِ خود را در بحار
در میانِ دورهٔ احمد برار

چون محمد یافت آن ملک و نعیم
قرصِ مه را کرد او در دم دو نیم

هر که بگزیند جز این بگزیده خوان
عاقبت گیرد گلویش استخوان

هر که سوی غیر خوانِ تو رود
دیو با او دان که همکاسه شود

هر که از همسایگیِ تو رود
دیو بیشکلی که همسایه بود

از سرِ اکرام از بهرِ خدا
پیش ازین مارا مدار از خود جدا

ما بگفتارِ خوشت خو کرده ایم
ما ز شیرِ حکمتِ تو خورده ایم

ما چو طفلانیم و ما را دایه تو
بر سرِ ما گستران آن سایه تو

ای که چون تو در زمانه نیست کس
الله الله خلق را فریاد رس

گوشِ ما هوشست چون گویا توئی
خشکِ ما بحرست چون دریا توئی

با تو ما را خاک بهتر از فلک
ای سماک از تو منور تا سمک

بی تو ما را این فلک تاریکیست — با تو ای ماه این فلک تاریکیست

مرغ و ماهی در پناهِ عدلِ تست — کیست آن گم گشته کش فضلت نجست

داد ده ما را که بس زاریم ما — بی نصیب از باغ و گلزاریم ما

شهره ما در ضعف و شکسته پری — شهره تو در لطف و مسکین پروری

داد ده ما را ازین غم کن جدا — دست گیر ای دستِ تو دستِ خدا

هر کسی را جفت کرده عدلِ حق — پیل را با پیل و بق را جنس بق

مونسِ احمد بجلس چار یار — مونسِ بوجهل عتبه ذو الخمار

چشمِ احمد بر ابو بکری زده — وز یکی تصدیق صدیق آمده

باب سوم در صفت ابی بکر صدیق رضی الله تعالی عنه

چون ابو بکر آیتِ توفیق شد — با چنان شه صاحب و صدیق شد

مصطفی زین گفت کای اسرار جو — مرده را خواهی که بینی زنده نو

میرود چون زندگان بر خاکدان — مردهٔ جانش شده بر آسمان

جانش را این دم ببالا مسکنیست — گر بمیرد روح او را نقل نیست

زانکه پیش از مرگ او کرد است نقل — این بمردن فهم آید نی بعقل

نقل باشد نی چو نقلِ جانِ عام — همچو نقلی از مقامی تا مقام

هر که خواهد کو به بیند بر زمین — مردهٔ را میرود ظاهر چنین

مر ابو بکرِ تقی را گو ببین — شد ز صدیقی امیر المومنین

اندرین نشأت نگر صدیق را | تا بحشر افزون کنی تصدیق را
دوست شو در خوی ناخوش بر ترے | تا ز خمرہ زہر ہم شکر خوری
زان نشد فاروق را رہبر گزند | کہ بدان تریاق فاروقیش قند

باب چہارم در وصف عمر رضی اللہ تعالے عنہ

چون عمر شیدای آن معشوق شد | حق و باطل را چو دل فاروق شد
با عمر آمد ز قیصر یک رسول | در مدینہ از بیابان نعل لول
گفت کو قصر خلیفہ ای حشم | تا من اسپ فرخت را آنجا کشم
قوم گفتندش کہ او را قصر نیست | مر عمر را قصر جان را روشنیست
گرچہ از میری ورا آوازہ ایست | ہمچو درویشان مر او را گازہ ایست
ای برادر چون بہ بینی قصر او | چونکہ در چشم دلت رستست مو
چشم و دل از موی علت پاک آر | وانگہان دیدار قصرش چشم دار
ہر کہ را ہست از ہوسہا جان پاک | زود بیند حضرت ایوان پاک
چون محمد پاک شد زین نار و دود | ہر کجا رو کرد وجہ اللہ بود
چون رفیقی وسوسۂ بدخواہ را | کی بدانی ثم وجہ اللہ را
ہر کرا باشد ز سینہ فتح باب | او ز ہر ذرہ ببیند آفتاب
حق پدید ست از میان دیگران | ہمچو ماہ اندر میان اختران
دو سر انگشت بر دو چشم نہ | ہیچ بینی از جہان انصاف دہ

قرآن کریم را از یعنی از آنچہ ایشان می‌گویند
است لیکن او وقتاً دیوانہ
دارد و گاہ بگاہ بکلمات فارسی
۲۶
خانہ و سگان ش ترزبن و
دوست گرفتہ باشد

گر نه بینی این جهان معدوم نیست — عیب جز انگشتِ نفسِ شوم نیست

تو ز چشم انگشت را بر دار هین — وانگهانی هر چه میخواهی ببین

آدمی دیدست باقی پوستست — دید آنست آنکه دید دوستست

چونکه دیدِ دوست نبود کور به — دوست کو باقی نباشد دور به

چون رسولِ روم این الفاظِ تر — در سماع آورد شد مشتاق تر

دیده را بر جستنِ عمر گماشت — رخت را و اسپ را ضایع گذاشت

هر طرف اندر پیِ آن مردِ کار — میشدی پرسانِ او دیوانه وار

کین چنین مردی بود اندر جهان — در جهان مانند جان باشد نهان

جُست او را تا شش جوینده بود — لاجرم جوینده یابنده بود

دید اعرابی زنی را او ز دور — گفت عمر نک زیرِ آن سایهٔ نخیل

زیرِ خرگاهِ این خلقان او جدا — زیرِ سایه خفته بین سایهٔ خدا

آمد او آنجا و از دور ایستاد — مر عمر را دید و در لرزه فتاد

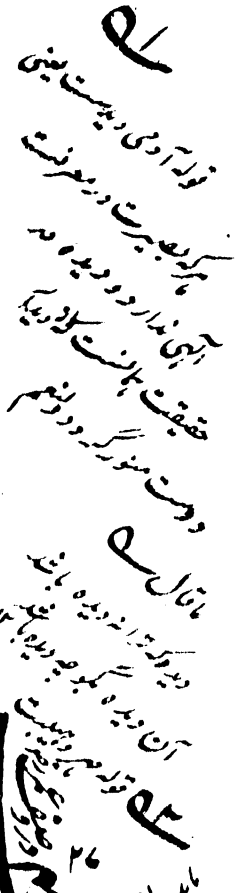
هیبتی زان خفته آمد بر رسول — حالتی خوش کرد بر جانش نزول

مهر و هیبت هست ضدِ همدگر — این دو ضد را دید جمع اندر جگر

گفت با خود من شهان را دیده ام — پیشِ سلطانان بسی بگزیده ام

از شهانم هیبت و ترسی نبود — هیبتِ این مرد هوشم را ربود

رفته ام در بیشهٔ شیر و پلنگ — رویِ من زالیشان نگردانیدرنگ



بس شدستم در مصاف و کارزار — همچو شیران دم که باشد کارزار

بس که خوردم بس ز دم زخمِ گران — دل قوی تر بوده ام از دیگران

بی سلاح این مردِ خفته بر زمین — من بهفت اندام لرزان همچو بید

هیبتِ حقست این از خلق نیست — هیبتِ این مردِ صاحب دل نیست

هر که ترسید از حق و تقوے گزید — ترسد از وی جن و انس و هر که دید

چونکه عثمانؓ آن عیان را عین گشت — نور فائض بود ذی النورین گشت

باب پنجم در وصفِ عثمان بن عفان رضی اللہ تعالے عنہ

قصهٔ عثمانؓ که بر منبر برفت — چون خلافت یافت بشتابید تفت

منبرِ مهتر که سه پایه بدست — رفت ابو بکرؓ و دوم پایه نشست

بر سوم پایه عمرؓ در دورِ خویش — از برای حرمتِ اسلام و کیش

دورِ عثمانؓ آمد و بالای تخت — بر شد و بنشست آن مخمود بخت

پس سوالش کرد شخصی بوالفضول — کان دو نه شستند بر جائی رسول

پس تو چون جستی ازایشان برتری — چون برتبت تو ازایشان کمتری

گفت اگر پایه سوم را بسرم — وهم آید که مثالِ عمرم

گر دوم پایه شوم من جایِ جو — گوئیم مثلِ ابو بکر ست او

هست این بالا مقامِ مصطفا — وهم مثلے نیست با آن شه مرا

بعد ازان بر جایِ خطبه آن جود — تا بقربِ عصر لب خاموش بود

مخاطب گشت و حضرت عثمان را ذو النورین ازین جهت می گفتند که دو دختر تنگ اختر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم در عقد نکاح حضرت عثمان یکی بعد وفات دیگری درآمده بود ۱۲

۲ قولہ همست این لاریب چون عدیل و نظیر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم محال و ممتنع است پس چگونه گمان مثلیت بسوے او ۲۸

۵ در وصف عثمان رضی اللہ عنہ

۱ قولہ گفت عثمان یعنی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ

۲ قولہ هست این بالا مقامِ مصطفا الخ

مولف گوید که این بیت مناسب نیست ۱۲

مولف گوید که این بیت مناسب نیست ۱۲

در جواب بوالفضول که تو ازایشان چه فضیلت داری ۱۲

زهره نی کس را اگر گوید مبین بگذر ان — یا برون آید ز مسجد آن زمان

هیبتی بنشسته بُد بر خاص و عام — پر شده نورِ خدا در صحن و بام

بهر این فرمود پیغمبر که من — همچو کشتی ام بطوفانِ زمن

ما و اصحابیم چون کشتیِ نوحؑ — هر که دست اندر زند یابد فتوح

از علیؓ آموز اخلاصِ عمل — شیرِ حق را دان مطهّر از دغل

باب ششم در وصفِ علی بن ابی طالب رضی الله تعالی عنه

رازِ یکتا ای علیِّ مرتضی — ای پسِ سُوْرُ الْقَضَا حَسْنُ الْقَضَا

چون تو بابی آن مدینهٔ علم را — چون شعاعی آفتابِ حلم را

باز باش ای بابِ رحمت تا ابد — بارگاهِ مالِهٗ کُفُوًا اَحَد

زین سبب پیغمبرِ با اجتهاد — نامِ خویش و آنِ علیؓ مولی نهاد

گفت هر کو را منم مولا و دوست — ابنِ عمِّ من علیؓ مولای اوست

گفت پیغمبر علیؓ را کای علیؓ — شیرِ حقی پهلوان و پر دلی

لیک بر شیری مکن هم اعتماد — اندر آ در سایهٔ نخلِ امید

یا علیؓ از جملهٔ طاعاتِ راه — برگزین تو سایهٔ خاصِ اله

هر کسی در طاعتی بگریختند — خویشتن را مخلصی انگیختند

تو برو در سایهٔ عاقل گریز — تا رهی زان دشمنِ پنهان ستیز

از همه طاعات این طاعت بهست — سبق یابی بر همان سابق که هست

چون ز رویش مرتضیٰ شد در فشان | گشت او شیرِ خدا در مرحبِ جان
تازه کن ایمان نه از گفتِ زمان | ای هوا را تازه کرده در نهان

باب هفتم در ایمان

تا هوا[۵۱] تازه است ایمان تازه نیست | کین هوا جز قفلِ آن دروازه نیست
هر که خود را از هوا خود باز کرد | گوش خود را آشنائی راز کرد
عُروةُ الوُثقیٰ[۵۲] ست این ترکِ هوا | بر کشید این شاخ جانرا بر سما
باد در مردم هوا و آرزوست | چون هوا بگذاشتی پیغامِ اوست
با هوا[۵۳] و آرزو کم باش دوست | که یُضِلُّکَ عَن سَبیلِ اللهِ اوست
تختِ دل معمور شد پاک از هوا | بر وی الرَّحمٰنُ عَلَی العَرشِ استوا
ذاتِ ایمان نعمتِ لوتیست[۵۴] هول | ای قناعت کرده از ایمان بقول
مصطفیٰ[۵۵] فرمود از گفتِ جحیم | کو ز مؤمن لابه گر گردد زبیم
گویدش بگذر ز من ای شاه زود | همین که نورت سوزِ نارم را ربود
پس هلاکِ نار نورِ مومنست | زانکه بی ضد دفع ضد لا یمکنست
نار ضدِّ نور باشد روزِ عدل | کان ز قهر انگیخته شد این ز فضل
گر همی خواهی تو دفعِ شرِّ نار | آبِ رحمت بر دلِ آتش گمار
چشمهٔ آن آبِ رحمت مونست | آبِ حیوان روحِ پاکِ محسنست
بر دل و دینِ خرابت لطمه کن | که نمی بینی جز این خاکِ کهن

۵۱ قولہ ہوا یعنی زمانکہ ہوائے نفسانی بکلی زائل نشود تکمیل ایمان صورت نبندد و بقولہ تعالیٰ کریم وَنَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى الآیہ ۱۲
۵۲ قولہ ہوا و آرزو اشارہ است بکریمہ وَلَا تَتَّبِعِ الْهَوٰى فَيُضِلَّكَ عَن سَبِيلِ اللهِ یعنی پیروی خواہش نفس مکن پس گمراہ خواہد کرد ترا از راہ راست ۱۲
۵۳ قولہ مصطفیٰ فرمود یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمودہ اند کہ دوزخ ... ۱۲

مومن آن باشد که اندر نیک و بد — کافر از ایمانِ او حسرت خورد
گر بگوئی گبر را کین آسمان — آفریدهٔ کیست و ین خلق و جهان
گوید او کین آفریده از خداست — کافر نیش بر خدا میش گواست
کفر و فسق و استم بسیار او — هست لایق با چنان اقرار او
فعلِ او کرده دروغ آن قول را — تا شد اولا لایق عذاب هول را
بس چنان کن فعل کان خود بر زبان — باشد اشهد گفتن و عین عیان
تا همه این عضوِ عضوت ای پسر — گفته اشهد تو اندر نفع و ضر
رفتنِ بنده پی خواجه گواست — که منم بنده و این مولای ماست

حکایت

بود گبری در زمانِ بایزید — گفت او را یک مسلمانِ سعید
ای چه باشد گر تو ایمان آوری — تا بیابی صد نجات و سروری
گفت این ایمان اگر هست ای مرید — آنکه دارد شیخِ عالم بایزید
من ندارم طاقتِ آن تابِ آن — کان فزون آمد ز کوششهای جان
گرچه در ایمان و دین ناموقنم — لیک در ایمانِ او بس مومنم
دارم ایمان کان ز ایمان برتر است — بس لطیف و با فروغ و با فرست
مؤمنِ ایمانِ او یم در نهان — گرچه مُضمر هست محکم بر زبان
باز ایمان گر خود ایمانِ شماست — نی بدان مسلیتم و نی اشتهاست

آنکه صد میلش سوی ایمان بود | چون شما را دید زان فاتر شود
آنکه نامش باشد و معنیش نی | چون بیابان را مفازه گفتنی
عشقِ او را دزدِ ایمان بُفشرد | چون بایمانِ شما او بنگرد
شیطان ۱۲
در وضو هر عضو را وردِ جدا | آمده اندر خبر بهرِ دعا

بابِ هشتم در طهارت

چونکه استنشاق[۱۵] بینی می کنی | بوی جنت خواه از ربِّ غنی
تا ترا آن بو کشد سوی جنان | بوی گل باشد دلیلِ گلستان
بُو قُلا وُ زست در بهر مر ترا | میبرد تا خلد و کوثر مر ترا
بفتح اول و ضم واو و ذای معجمه بلفظ ترکیست بمعنی رهبر ۱۲
بر کنی داری سوِ این باغ گام | بوی افزون جوی کن دفعِ زکام
تا که آن بو جاذبِ جانت شود | تا که آن بو نورِ چشمانت شود
بینی آن باشد که او بوئی برد | بوی او را جانبِ کوئی برد
تا ز زهر و از شکر در نگذری | کی تو از گلزارِ وحدت بُو بَری
چونکه استنجا کنی ورد سخن | این بود که از ذمائم پاک کن
دستِ من اینجا رسید این را بشست | دستم اندر شستنِ جا لنست کیست
ای ز تو کس گشته جان ناکسان | دستِ فضلِ خویش بر جانم رسان
حدِّ من این تو بکردی دم من لئیم | ز انسوِ حد را نقی کن ای کریم
از حدث شستم خدایا پوست را | از حوادث تو بشو این دوست را

۱۵ قوله چونکه استنشاق
درین مقام بیان آداب
۳۲ وضو است

روی ناشسته نه بیند روی حور | لا صلوة گفت الا بالحضور

باب نهم در صلوٰة

پنج وقت آمد نماز ای رهنمون | عاشقان خود فی صلوٰتهم دائمون
نی به پنج آرام گیرد آن خمار | که دران سر هاست آن پانصد هزار
هست زر رغبا وظیفهٔ عاشقان | سخت مستقیست جان عارفان
هر نبی زو برآورده برات | استعینوا منه صبراً و الصلوٰت
آنکه معرض را ز زر قارون کند | روبد و آری بطاعت چون کند
مر هوا را تو وزیر خود مساز | که برآید جان پاکت از نماز
پنج حس ظاهر و پنج درون | در صفند اندر قیام الصافون
هر کسی کو از صف دین سر کشید | میرود سوی صفی کان ناخوش است
مومنی آخر در آ در وصف رزم | که ترا در آسمان بودست بزم
برامید راه بالا کن قیام | همچو شمعی پیش محراب ای غلام
گرچه نعمت دادنش بی علتست | طاعت او کار صاحب دولتست
چون چنین رفتست سنت کار کن | کار کن جان پدر بسیار کن
گفت پیغمبر رکوعست و سجود | بر در حق کوفتن حلقهٔ وجود
حلقهٔ آن در هر انکو میزند | بهر او دولت سری بیرون کند
گفت اسجد و اقترب یزدان ما | قرب جان شد سجدهٔ ابدان ما

چون سجود ۵۱ آمد یار کوعی مرد کشت — شد دران عالم سجودِ او بهشت
چون پریده از دهانش حمدِ حق — مرغِ جنّت سازدش ربُّ الفلق
مالکُ المُلکست هر کش سر نهد — بیجهانِ خاک ضد ملکش دهد
لیک ذوقِ سجده پیشِ خدا — خوشتر آمد از دو صد دولت سرا
پادشاهانِ جهان از بندگی — بو نبردند از شرابِ بندگی
ورنه ادهم وار سر گردان و دنگ — ملک را بر هم زدندی بید رنگ
خود که یابد این چنین بازار را — که بیک گل مسخری گلزار را
دانهٔ ۵۲ را صد درخستان عوض — حبّه را آید صدکان عوض
گان ۵۳ لله دادنِ آن حبّه است — تا که کان الله که آید بدست
الله الله زود بفروشش و بجز — قطرهٔ ده بحر پر گوهر بحز
ده زکات روی خوب ای خوبرو — شرح جانِ شرحه شرحه باز گو

باب دهم در زکات

ای زکاتت کیسه ات را پاسبان — وی صلاتت هم زکاتت را شبان
ابر بر ۵۴ ناید پی منعِ زکات — وز زنا افتد وبا اندر جهات
آن درم دادن سخی را لاقست — دادنِ جان خود سخایِ عاشقست
نان دهی بهر خدا نانت دهند — جان دهی از بهرِ حق جانت دهند
پس گدایان آئینه جودِ حقند — وان که با حق اند جودِ مطلقند

صد نشان باشد درون ایثار را — صد علامت هست نیکوکار را

۵۱ ای بسا امساک کز انفاق به — مالِ حق را جز بامرِ حق مده

تا عوض یابی تو گنجِ بیکران — تا نباشی از عدادِ کافران

۵۲ امرِ حق را باز جو از واصلے — امرِ حق را در بیابد هر دلے

چون ز دستت رفت ایثارِ زکات — گشت این دست آنطرف نخلِ نبات

۵۳ فرض دان این دولت اندر آ قرضُوا — تا که صد دولت ببینی پیشِ رو

دولتِ رفته کجا قوت دهد — دولتِ آینده خاصیت دهد

۵۴ ما نقص مالٌ من الصدقات قط — انما الخیرات للغنم المرتبط

تا بگفته مصطفیٰ شاهِ نجاح ۵۵ — السماح یا اولی النعمار رباح

جوششش وافزونیِ زر در زکات — عصمت از فحشا و منکر در صلات ۵۶

مال در ایثار اگر گردد تلف — در درون صد رنگ می آید خلف

گر ز شرِ دیو تن را وا بری — در فطامِ او بسی نعمت خوری

باش در روزه شکیبا و مُصِر — دم بدم قوتِ خدا را منتظر

باب یازدهم در صوم

لب فرو بند از طعام و از شراب — سوی خوانِ آسمانی کن شتاب

۵۷ این دهان بستی دهانی باز شد — کو خورنده لقمهای راز شد

در جهان گر لقمه و گر شربتست — لذتِ او فرعِ محوِ لذتست

این ابیات از دفتر چهارمست ۱۲

زین خورشها اندک اندک باز بر
کین غذای خر بود فانی زان خر

تا غذای اصل را قابل شوی
لقمهای نور را آکل شوی

آن طعام الله قوت خوشگوار
بر چنان دریا چو کشتی شو سوار

چشم گریان باید چون طفل خرد
کم خور آن نان را که نان آب تو برد

تن چو بابر گست روز و شب ازان
شاخ جان در برگ ریزست و خزان

برگ تن بی برگی جانست زود
این بباید کاستن آنرا فزود

اقرضِ الله قرض ده زین برگ تن
تا بروید در عوض در دل سمن

قرض ده کم کن ازین لقمه تنت
تا نماید وجه لا عینٌ رأت

تن ز سرگین خویش چون خالی کنی
پر ز مشک و دُرِّ اجلالی کنی

یا حریصَ البطنِ عرِّج هکذا
انّما المنهاج تبدیلُ الغذا

یا مریضَ القلبِ عرِّج للعلاج
جملةُ التدبیر تبدیلُ المزاج

أیها المحبوسُ فی رهنِ الطعام
سوف تنجی ان تحمّلتَ الفطام

ان فی الجوع طعاماً وافرهْ
افتقدها وارتجِ کن نافرهْ

اعتندِ بالنورِ کن مثلَ البصر
وافقِ الأملاکَ یا خیرَ البشر

چون ملک تسبیح حق را کن غذا
تا رهی همچون ملائک از اذی

اندکی زین شرب کم کن بهر خویش
تا که حوضِ کوثری یابی به پیش

وارهی زین روزهٔ کثیف
در فتی در قوت و در قوتِ شریف

کم راه مستقیم میل کردن خویش
ست یعنی تبدیل غذای
جسمانی بلذات روحانی ۱۲

۵۳ یعنی ای مریض
و بیمار دل میل کن از برای
درمان همگی تدبیر ۱۲

۵۴ یعنی ای زندانی
در گرو طعام ما بجاست
که نجات یابی ازین زندان
اگر در وارے و طاقت آری
انظار را که ترک شیر باشد
یعنی ترک طعام ۱۲

۵۵ یعنی

ای پدر اَلاِنتظار اَلاِنتظار — از برای خوانِ بالا مرد وار

هر گرسنه عاقبت قوتی بیافت — آفتابِ دولتی بر وی بتافت

ضعیف[۵۱] باهمت چو زاشی کم خورد — صاحبِ خان آش بهتر آورد

سر برآور[۵۲] هیچو کوهی ای سند — تا نخستین نورِ حق بر تو زند

کان سرِ کوهِ بلندِ مستقر — هست خورشیدِ سحر را منتظر

نفسِ[۵۳] تو تا مستِ نقلست و نبید — وانکه روحت خوشهٔ عنبی ندید

خوی معده زین که وجو باز کن — خوردنِ ریحان و گل آغاز کن

معده را خو کن بدان ریحان و گل — تا بیابی حکمت و قوتِ رُسُل

معدهٔ[۵۴] تن سوی کهدان می کشد — معدهٔ دل سوی ریحان می کشد

هر که کاه و جو خورد قربان شود — هر که نورِ حق خورد قرآن شود

مائدهٔ عقلست نی نان و شوا — نورِ عقلست ای پسر جانرا غذا

گر خوری یکبار از ان ماکول نور — خاک ریزی بر سرِ نانِ تنور

نیم تو مشکست و نیمی پشک هین — هین میفزا پشک افزا مشکِ چین

معده را بگذار و سوی دلِ خرام — تا که بی پرده ز حق آید سلام

کین[۵۵] جهاد و صوم سخت است و خشن — لیک این بهتر ز بعدای مُمتحن

رنج کی ماند دمی که ذوالمنن — گویدت چونی تو ای رنجورِ من

این[۵۶] دهان بربند تا بینی عیان — چشمِ بندِ آن جهانِ حلق و دهان

---

۵۱ قوله ضعیف یعنی چون مهمان مهمان باشد خورد خوان نیز کم کند لطیف پیش آدمی گزارد ۱۲

۵۲ قوله سر برآور یعنی انسان همت خود را بالا کند معرفت بلند داشته باشد که پرتو نور حق بر تو زند ۱۲

۵۳ قوله نفس تو یعنی بدن تو مست نقلست و نبید است و نفس تو چون مست نقل و نبید است و روح تو چون مست خوشهٔ عنبی ندید است خوردن ریحان و گل آغاز کن ۱۲

۵۴ قوله معدهٔ تن یعنی شکم پروری کن بسیار بسیار خوردن بسوی کهدان میرود و کهدان در اصل کاه دان است و کاه خوراک چهارپایان است و معدهٔ دل بسوی ریحان میرود که در آن حاصل آنکه جسم ساز تا بیشتر اهل بسوی کاه دان نروند بسیار خوار و بیشتر ریحان خور ۱۲

۵۵ قوله این جهاد و صوم یعنی دنیا دنی فانی باشد و صبر و قناعت بسوی لذت اخروی می کشد ۱۲

۵۶ قوله این دهان بربند یعنی زاد و حاجب نعمتهای اخروی همین دهان و حلقست که مصروف بلذات جسمانیست

از نوردن غذاهای دنیوی باز دار تا نعمتهای غیب در دهان تو آرد ۱۲

ای دهان تو خود دهانهٔ دوزخی — وی جهان تو بر مثالِ برزخی

کارِ دوزخ میکنی در خوردنی — بهرِ او خود را تو فربه می کنی

کارِ خود کن روزیِ حکمت بخور — تا شود فربه دلِ باکر و فر

خوردنِ تن مانعِ این خورد نست — جان چو بازرگان و تن چون رهزنست

شمعِ تا جر آنگهست افروخته — که بود رهزن ز دار آویخته

هر زمان می در در این دلقِ تنت — پاره بر وی میزنی زین خوردنت

پاره دوزی می کنی اندر دکان — زیرِ این دکّان تو مدفونِ دوگان

پاره بر کن ازین قعرِ دوگان — تا برآرد سر به پیشِ تو دوگان

پاره دوزی چیست خوردنِ آب و نان — میزنی این پاره بر دلقِ گران

ای زنسلِ پادشاهِ کارِ مگار — با خود آزین پاره دوزی ننگ دار

وانکه هر شهوت چو خمرست و چو بنگ — پرده هوشست و عاقل زو ست دنگ

خمرِ تنها نیست سرمستیِ هوش — هر چه شهوانیست بندد چشم و گوش

نفسِ فرعونیست هین سیرش مکن — تا نیارد یاد زان کفرِ کهن

گر بگرید و ربنا لد زار زار — او نخواهد شد مسلمان هوشدار

چون گلو تنگ آورد بر ما جهان — خاک خوردی کاشکی حلق و دهان

اشکمِ تی لافِ تلهی نزد — کاتشش را نیست از هیزم مدد

اشکمِ خالی بود زندانِ دیو — کشِ غمِ نان مانعست از مکر و ریو

---

۵۱ برزخ دوزخ

دوزخ باشد دوزخ

یکی از دان دو

برزخ اتصال دارد

پس با ایشان هم

با این دنیای دون

متصل باشد هم

بلعت بیچون بیچگون

۵۲ ذات باری را

قیاس نسل را داد از

باشد کامگار زنت

پاک حضرت آدم علیه السلام

ست ۱۲

۵۳

قولهٔ خمر تنها نیست یعنی فقط

شراب ظاهری باعث

مدهوشی انسان نیست بلکه

خواهش نفسانی و هوا جس

شیطانی هم حکم

خراب دارد که باعث

غفلت انسان می شود ۱۲

۵۴ ۳۸

یعنی

شکل آتش بی

چندان

سیر

گرسنه گان

ربنا

اشکمِ پر لوت دان بازارِ دیو ۵۱ تا جرانِ دیو را در وی غریو

جوع خود سلطانِ دار و هاست این جوع در جان نه چنین خوار تن مبین

گر نبا شد جوع صد رنجِ دگر از پیِ هیضه بر آرد از تو سر

رنجِ جوع اولی بود خود زان عمل ۵۲ هم بلطف و هم بخفت هم بعمل

رنجِ جوع از رنجها پاکیزه تر خاصه در جوعست صد نفع دهنر

جمله ناخوش از مجاعت خوش شود جمله خوشها بی مجاعت رد بود

آن یکی میخورد نانِ مخفره گفت سائل چون بدینست شره

گفت جوع از صبر چون دوتا شود نان جو در پیشِ او حلوا شود

پس توانم که همه حلوا خورم چون کنم صبرِ صبوران لاجرم

لذت از جوعست نی از نقلِ نو ۵۳ با مجاعت از شکر به نانِ جو

هر که را وردِ مجاعت نقد شد ۵۴ نوش دن با جزو جزوش عقد شد

خود نباشد جوع هر کس را زبون کین علف زاریست زندازه برون

جوع مر خاصانِ حق را داده اند تا شوند از جوع سیر و زورمند

جوع هر جلفِ گدا را کی دهند چون علف کم نیست پیشِ او نهد

که بخور که هم بدین ارزانیی تو نئی مرغاب مرغِ نانیی

از برائے غصه نان سوختی دیده صبر و توکل دوختی

جوع رزقِ جانِ خاصانِ خداست ۵۵ کی زبونِ همچو تو گیجِ گداست

---

۵۱ اشکم پرلوت یعنی شکم سیر و غذاست آرزوی تمام دارد

۵۲ رنج جوع اولی بود یعنی شکم گرسنه بیماری کمتر دارد

۵۳ لذت از جوعست نی از نقل نو یعنی لذت گرسنگی از شیرینی بیشتر است

۵۴ هر که را ورد مجاعت نقد شد یعنی هر که گرسنگی را ورد خود کرد

۵۵ بکسر کاف فارسی و یای مجهول پریشان و پراگنده

باش فارغ تو از انها نیستے — کہ درین مطبخ تو بی نان ایستی
تو نۂ زان نازنینانِ عزیز — کی ترا دارند بی جوز و مویز
کاسہ بر کاست و نان بر نان مدام — از برای این شکم خوارانِ عام
راہِ لذت از درون دان نی برون — ایلہی وان جنتین قصر و حصون
قصر چیزی نیست ویران کن بدان — گنج در ویرانہ است ای میرمن
قوتِ جبریلؑ از مطبخ نبود — بود از دیدارِ خلاقِ ودود
ہمچنین این قوتِ ابدالِ حق — ہم ز حق دان نہ از طعام و نہ از طبق
کعبۂ جبریلؑ و جانہا سدرۂ — قبلۂ عقل البطون شد سفرۂ

باب دوازدہم در حج

حج زیارت کردنِ خانہ بود — حجِ ربّ البیت مردانہ بود
کعبۂ مردان نہ از آب و گلست — طالبِ دل شو کہ بیت اللہ دلست
قبلۂ عارف بود نورِ وصال — قبلۂ عقل مفلسف شد خیال
قبلۂ زاہد بود یزدانِ بر — قبلۂ مطمع بود ہمیانِ زر
قبلۂ معنی وران صبر و درنگ — قبلۂ صورت پرستان نقش و سنگ
قبلۂ باطن نشینان ذوالمنن — قبلۂ ظاہر پرستان روئے زن
ایلہان تعظیمِ مسجد میکنند — در جفائے اہلِ دل جد میکنند
آن مجازست این حقیقت ایخران — نیست مسجد جز درونِ سروران

باید ۱۲
۵۲ قولہ حج زیارت یعنی حج عوام فقط زیارت کردن خانۂ کعبہ باشد و حج مردان خدا دیدن دیدار رب البیت ہست یعنی جناب کبریا باشد ۱۲
۵۳ قولہ قبلۂ عارف یعنی عارفان ہمیشہ طالب وصال ایزد حق باشند و فلاسفہ ہمیشہ
۵۴ قولہ قبلۂ عقل یعنی فلاسفہ و ہمہ خیال بند سر حجاب صورات را عقل قیاس کنند ۱۲
۵۵ قولہ ایلہان یعنی از تعظیم مسجد جہ فائدہ چون مقصود کہ بر اہل دل ظاہر باشد ۱۲

مسجدی کان اندرونِ اولیاست | سجده گاهِ جمله است آنجا خداست
کعبه[۵۱] هر چندی که خانه بر اوست | خلقتِ من نیز خانه سرِ اوست
تا بکرد[۵۲] آنخانه را او روی نرفت | وندرین خانه بجز آن حی نرفت
چون[۵۳] مرادیدی خدارا دیده | گرد کعبه صدق برگرد دیده
خدمتِ من طاعت و حمدِ خداست | تا نه پنداری که حق از من جداست
تا دلِ مردِ خدا نامد بدرد | هیچ قومی را خدا رسوا نکرد
کعبه نادیده مکن زور و متاب | از قیاس اللهُ اَعلَم بالصّواب
قطرهٔ[۵۴] دل را یکی گوهر فتاد | کان بدریاها و گردونها نداد
قطرهٔ علم ست اندر جانِ من | وارهانش از هوا در خاکِ تن

باب سیزدهم در علم

خاتمِ مُلکِ سلیمانست علم | جمله عالم صورت و جانست علم
آدم[۵۵] خاکی ز حق آموخت علم | تا بهفتم آسمان افروخت علم
نام و ناموسِ مَلک را در شکست | کورمی آنکس که در حق در شکست
بوالبشر چون عَلَّمَ الْاَسْمَا گشت | صد هزاران علمش اندر هر گشت
اسمِ هر چیزی چنان کان چیز هست | تا بپایان جانِ او را داد دست
اسمِ هر چیزی تو از دانا شنو | سِرِّ رمزِ عَلَّمَ الْاَسْمَا شنو
هر لقب کو دادِ آن مبدل نشد | آنکه چیزش خواند او کاهل نشد

قوله کعبه یعنی بنیاد کعبه خداست
همچنان ذات من خانه است جانکه
اسرار انسانست جانکه
در صورت قدسی آمده
است الانسان سری
و انا سره
قوله تا بکرد یعنی
ارباب قلوب را هر دم
مومن جامی نباشد بلکه قلب
مومن منقا حضرت کبریاست
سه دیگر پیمبران عکس تجلی ذاتیست ۱۲
قوله چون مرا یعنی
دین مردان خدا دوستیست
دین خدا دوست و زیارت
بنده کعبه باشد ۱۲
خانه قطره دل را
قوله قطره یعنی
یعنی ایزد تعالی فیض و رتبه
سر دل مومن را عنایت کرده است
۱۴۱
نفیس دریاست و نه
حمله آسمانها ۱۲
قوله آدم خاکی اشاره
است بکریمه وعلم آدم الاسماء
الآیه که موجب شرف حضرت
آدم علیه السلام گردید ۱۲

هین مکش تو بر هوا این بار علم — تا شوی راکب تو بر رهوار علم

علم چون بر دل زند یاری شود — علم چون بر تن زند ماری شود

گفت ایزد یعمل اسفاره ۵۲ — بار باشد علم کان نبود ز هو

علم کان نبود ز حق بی واسطه — آن نیاید همچو رنگ ماشطه

لیک چون این بار را نیکو کشی — بار برگیرند و بخشندت خوشی

خواب بیداریست چون با دانش است ۵۳ — وای بیداری که با نادان نشست

هین مکش بهر هوا این بار علم — تا به بینی در درون انبار علم

در ولایت بینی علوم انبیاء — بی کتاب و بی معید و اوستا

طالع غیبیست علم و معرفت — طالع خر نیست ای تو خر صفت

علم چون آموخت سگ را ست از ضلال — میکند در بیشها صید حلال

سگ چو عالم گشت شد چالاک و زهف — سگ چو عارف گشت شد ز اصحاب کهف

علم دریائیست بی حد و کنار — طالب علمست غواص بحار

گر هزاران سال باشد عمر او — او نگردد سیر خود از جستجو

ای بسا عالم ز دانش بی نصیب — حافظ علمست آنکس بی حبیب

صد هزاران فضل دارد از علوم — جان خود را می نداند این ظلوم

داند او خاصیت هر جوهری — در بیان جوهر خود چون خری

قیمت هر کالہ میدانی که چیست — قیمت خود را ندانی احمقیست

---

۵۱ قوله هین مکش الخ یعنی آدمی را باید که علم را در خود بیفزاید نه آنکه علم او را در خود بیفزاید یعنی نفسانی ضایع نسازد بلکه آنچه ماحصل علمست ازان بهره مند گردیده باشد ۱۲

۵۲ قوله گفت ایزد یعمل الخ یعنی کسانیکه علم دارند و مطابق آن عمل می نمایند مثال آنها مثل خر است که بار کتب علوم بار کرده باشد کبر و کتب علوم بار کرده ۱۲

۵۳ قوله خواب بیداریست الخ یعنی آنکه در خواب غافل است از بیداری جاهل غافل باشد ۱۲

تو همیدانی یَجُوزُ و لَا یَجُوز — خود ندانی تو که حوری یا عجوز

این روا آن ناروا دانی تو لیک — تو روا یا ناروائی بین تو نیک

گرچه دانی دقّتِ علم ای امین — زانت نکشاید و دیده عیب بین

چون مبارک نیست بر تو این علوم — خویشتن گولی کن و بگذر زشوم

چونکه یک لحظه نخوردی بر زفن — ترکِ فن کن میطلب ربُّ المِنَن

روزِ حکمت خور علف کان را خدا — بی غرض داد است از محضِ عطا

فهم ناکردی به حکمت ای رهی — زانچه حق گفتست کُلُوا من رزقه

دانشی باید که اصلش زان سرست — زانکه هر فرعی با صلش رهبرست

حکمتِ دنیا فزاید ظن و شک — حکمتِ دینی برد فوقِ فلک

دل ز دانشها بشستند این فریق — زانکه این دانش ندانند این طریق

چون تجلّی کرد اوصافِ قدیم — پس بسوزد وصفِ حادث از کلیم

چون شدی بر باههای آسمان — سُست باشد جستجوی نردبان

ور کنی خدمت بخوانی یک کتیب — علمهای نادره یابی ز جیب

جانِ جمله علمها اینست این — که بدانی من کیم در یومِ دین

چیست توحیدِ خدا آموختن — خویشتن را پیشِ واحد سوختن

باب چهاردهم در توحید

روح را توحیدِ الله خوشترست — غیرِ حاضر دست و پای دیگرست

گر تو پیوندی بدان شه شه شوی — ذرّه گر بودی ولیکن مه شوی

برتر اندازِ عرش و کرسی و خلا — ساکنانِ مقعدِ صدقِ خدا

معدنِ گر میست اندر لامکان — هفت دوزخ از شرارش یک دخان

نور خواهی مستعدِ نور شو — دور خواهی خویش بین و دور شو

دامنِ او گیر یارِ دلیر — کو منزّه باشد از بالا و زیر

با تو باشد در مکان و لامکان — چون بمانی از سرِ آزاد و گان

لامکانی کاندر و نورِ خداست — ماضی و مستقبل و حال از کجاست

چون زِ ساعت ساعتی بیرون شوی — چون نمانی محرم بیچون شوی

گر همی خواهی که بفروزی چو روز — هستیِ همچون شب خود را بسوز

دو مگو و دو مدان و دو مخوان — بنده را در خواجهٔ خود محو دان

آفتابِ معرفت را نقل نیست — مشرقِ او غیرِ جان و عقل نیست

در درون یک ذرّه نورِ عارفی — به بود از صد معرّف ای صفی

سیرِ عارف هر دمی تا تختِ شاه — سیرِ زاهد هر همی یک روزه راه

عارفان که جامِ حق نوشیده اند — رازها دانسته و پوشیده اند

بر لبش قفلست و در دل رازها — لب خموش و دل پُر از آوازها

هر که را اسرارِ کار آموختند — مُهر کردند و دهانش دوختند

عارفا تو از معرّف عارفی — خود همی بینی که نورِ بارغی

---

۵۱ قوله ساکنان مراد از عارفان و متقیان ۱۲

۵۲ یعنی چون از قیود و لوازم هستی بگذری و ذرّه وار قید معیّت حق گشتی در پیش جزا مقدم ست بر شرط ۱۲

۵۳ قوله چون ز ساعت یعنی هر گاه که انسان خود را از قیود لوازم بشری ۱۲ هستی خویش را فانی ساخت

۵۴ قوله آفتاب معرفت را نقل نیست یعنی آفتاب معرفت را انتقال و تحول و تغیر حالی خود نباشد بخلاف آفتاب ۱۲

عارفان زاغاز گشته هوشمند — از غم و احوال آخر فارغند
گفت شاهِ ما نهمه صدق و صفاست — آنچه با ما میرسد آنهم زماست

باب پانزدهم در صدق

صدق جان دادن بود هین سابقوا — از نبی برخوان رجال صدقوا
در حدیث راستی آرام دست — راستیها دانهٔ دام دلست
دل نیارامد ز گفتار دروغ — زاب و روغن هیچ نفروزد فروغ
آن دروغ است این تنِ فانی بود — راستست آن جانِ ربانی بود
جوهرِ صدقت خفی شد در دروغ — همچنانکه روغن اندر متنِ دوغ
سالها این دوغِ تن پیدا و فاش — روغنِ جان اندر و فانی و لاش
کودکی گرید پیِ جوز و مویز — پیشِ عاقل باشد آن لبس سهل چیز
پیشِ دل جوز و مویز آمد جسد — طفل کی در دانش مردان رسد
هر که محجوبست او خود کودکست — مرد آن باشد که بیرون از شکست
گر بریش و جامه مردستی کسی — هر بزی را ریش و مو باشد بسی
هین روش بگزین و ترکِ ریش کن — ترکِ این با و منی تشویش کن
تا شوی چون بوی گل با عاشقان — پیشوا و رهنمای گلستان
پس قیامت روز عرضِ اکبرست — عرضِ او خواهد که بازیبد و فرست
هر که چون هندو ی بد سودا کیست — روز عرضش نوبتِ رسوائیست

---

۴۴ قوله از نبی برخوان رجال صدقوا الخ
باضمیر مرادش از قرآن مجید
و این لفظ فاست بسیار در قرآن
است که بدین لفظ یاد کرده
واقعست ۱۲

۴۵ قوله در حدیث راستی
اشارة است بحدیث شریف
که راستی بنیکی و نیکی
بجنت راه مینماید و دروغ
بفجور و فجور بآتش
دوزخ ۱۲

۴۶ قوله در صدق
کمی ست که نور معرفت
بر دلش پرتو افگنده باشد
پس هر عکس مثل کودک باشد که
از جمیع لذات صوری و معنوی
بیزار است ۱۲

۴۷ قوله هر که چون یعنی
کسی که دغل و بد اطوار است
بروز قیامت ذلیل و رسوا
خواهد شد ۱۲

صدق میخواهد گواهِ حالِ او | تا بتابد نورِ او بی گفتگو
برق و فرِ روی خوب صادقین | تن فنا شد و آن سجا تا یومِ دین
رنگِ شک و رنگِ کفران و نفاق | تا ابد باقی بود بر جانِ عاشق
رنگِ صدق و رنگِ تقوی و یقین | تا ابد باقی بود بر عابدین
چونکه هنگامِ فراقِ جان شود | دیو دلّالِ درِ ایمان شود
پس فرو شد ابلهِ ایمان بر اشتاب | اندران تنگی بیک ساعت بریقِ آب
آن خیالی باشد و ابریق نے | قصدِ آن دلّال جز تخریق نے
این زمان که تو صحیح و فربهی | صدق را بهرِ خیالی میدهی
میفروشی هر زمانی در دکان | همچو طفلے می ستانی گردگان
پس دران رنجوری روزِ اجل | نیست نادر گر بود این عمل
ای دمی فسرده عاشقِ مسکین نمد | کو زبیمِ جان ز جانان میرمد

باب شانزدهم در عشق

بشنو ای عشق خوش سودائے ما | وی طبیبِ جملہ علتہائے ما
ای دوای نخوت و ناموسِ ما | ای تو افلاطون و جالینوسِ ما
سینہ خواهم شرحه شرحه از فراق | تا بگویم شرحِ دردِ اشتیاق
عاشق تصویر و هم خویشتن | کی بود چون عاشقانِ ذوالمنن
جسمِ خاک از عشق بر افلاک شد | کوه در رقص آمد و چالاک شد

ف ۵ تا بتابد نورِ او بی گفتگو
وقت مرگ که در آن حالت نور
ایمان چیزی بکار آمدنی نیست
بلکه آن زمان هنگام امتحان
ایمان استدلالست پس می باید
که در آن وقت ایمان خود را از
دست برد شیطان محفوظ دارد ۱۲
ف ۵ تو پس دران یعنی هم
حال تو در صورت صحت چنین
باشد پس در حالت بیماری
روز مرگ چه عجب که ایمان ۱۲
۴۶
ف ۵ دیو دلّالِ درِ ایمان شود
شیطان وسوسه ۱۲
ف ۵ ای دمی فسرده عاشقِ مسکین نمد
یعنی اے عاشق
فسرده دل و مسکین بباش
عاشق صادق را لازم نیست
از خوف جان معشوق را بگذارد
۱۲

عشق جانِ طور آمد عاشقا — طور مست و خرِّ موسیٰ صعقا

جملہ معشوقست و عاشق پردہ‌ئی — زندہ معشوقست و عاشق مردہ

چون نباشد عشق را پروای او — او چو مرغی ماند بی پر وای او

عاشقِ عشقست کاندر نی فتاد — جوششِ عشقست کاندر می فتاد

آتش ست این بانگ نای و نیست باد — هر که این آتش ندارد نیست باد

عاشقی پیداست از زاریِ دل — نیست بیماری چو بیماریِ دل

علتِ عاشق ز علتها جداست — عشقِ اضطرلاب اسرارِ خداست

عاشقی گر زین سر و گر زان سر ست — عاقبت ما را بدان سر رہبر ست

هر چه گویم عشق را شرح و بیان — چون بعشق آییم خجل باشم از آن

گرچه تفسیر زبان روشنگر ست — لیک عشقِ بی زبان روشن تر ست

چون قلم اندر نوشتن می شتافت — چون بعشق آمد قلم بر خود شگافت

عقل در شرحش چو خر در گل بخفت — شرحِ عشق و عاشقی هم عشق گفت

آفتاب آمد دلیلِ آفتاب — گر دلیلت باید از وی رخ متاب

عشقہائی کز پی رنگی بود — عشق نبود عاقبت ننگی بود

زانکہ آنِ مسِ زراندود آمدست — ظاهرش نور اندرون دود آمدست

چون شود نور و شود پیدا دخان — بفسرد عشقِ مجازی آن زمان

عشق بر مردہ نباشد پایدار — عشق را با حیّ و با قیّوم دار

---

۱۲ ۱۲ ۱۲

زانکه عشقِ مردگان پاینده نیست
زانکه مرده سوی ما آینده نیست

هر چه جز عشقِ خدای احسنست
گر شکر خوردن بود جان کندنست

عشقِ زنده در روان و در بصر
هر دمی باشد ز غنچه تازه تر

عشقِ آن زنده گزین کو باقیست
از شرابِ جان فزایت ساقیست

عشقِ آن بگزین که جمله انبیا
یافتند از عشقِ او کار و کیا

عاشقِ صنعِ خدا با فر بود
عاشقِ مصنوعِ او کافر بود

هر که عاشقِ دیدنیش معشوق دان
کو بنسبت هست هم این و هم آن

تشنگان گر آب جویند از جهان
آب هم جوید بعالم تشنگان

بیدلان را دلبران جسته بجان
جمله معشوقان شکارِ عاشقان

چونکه عاشق اوست تو خاموش باش
او چو گوشت میکشد تو گوش باش

عاشق از خود چون غذا یابد رحیق
عقل آنجا گم شود گم ای رفیق

عاشقی زین هر دو حالت برترست
بی بهار و بی خزان سبز و ترست

باغ سبزِ عشق کو بی منتهاست
جز غم و شادی در و بس میوهاست

عقل جزوی عشق را منکر بود
گرچه بنماید که صاحب سر بود

زیرک و دانا ست اما نیست نیست
تا فرشته لا نشد آهرمن نیست

آتشی از عشق در جان برفروز
سر بسر فکر و عبارت را بسوز

من غلامِ آن مسِ همت پرست
کو بغیر کیمیا نارد شکست

مراد از طالب باهمت ۱۲

مراد از خراب خالص بیهوشی ست

از خود رحیق باقیه

مراد از عاشق

لا قید بود ما سوی ۱۲

از نیست هستی دوی

مراد از خراب بیهوشی تا شکر ۱۲

عاشق عقلیات

اما حقیقت و معرفت

فی الحقیقت دو

قید عاشق

---

۵۳ کیست دیگر دانده ۱۲

۵۴ قید عقل بزرگی یعنی عقل کجاست مگر عشق باشد اگر چه صاحب عشق کامل آثار عشق بنماید زیرا که در عشق عقل بمانست کلست ۱۲

۵۵ قید زیرک و دانا

بر عقل اگر چه ادراک دوا نشانی بسیار دارد مگر چون خود را در عشق فنا نکرده است

۵۶ در عشق

بیچ معنی آزاد و زیرک

بسیار گفته شده

دروازات باری فنای مطلق

نشاید و مگر دیوار و دروازه

اینجاست که لا نظامی فرموده

دو خود نیک همسایه نتوانند بود

دو همسایه نیفتن ناچار بود ۱۲

نافِ ما بر نافهٔ او بسته اند
عشقِ او در جانِ ما کاریده اند

ما هم از مستان این می بوده ایم
عاشقان در گهرِ وی بوده ایم

عاشقان را هر نفس سوزیدنیست
بر درِ ویران خراج و عشر نیست

سخت ترشد بندِ من از پندِ تو
عشق را نشناخت دانشمندِ تو

آن طرف که عشق می افزود درد
بوحنیفه شافعی درسی نکرد

اندرین بحث ار خرد دو بین بدی
فخر رازی راز دارِ دین بدی

لیک چون من لم یذق لم یدر بود
عقل تخییلاتِ او حیرت فزود

آنکه ارزد صیدِ را عشقست و بس
لیک او کی گنجد اندر دامِ کس

تو مگر آئی و صیدِ او شوی
دام بگذاری بدامِ او روی

عشق میگوید بگوشم لیت لیت
صید بودن بهتر از صیادیست

گول میکن خویش را تا غره شو
آفتابی را بر آماکن ذره شو

نادان
بر درم ساکن شود بیخانه باش
دعویِ شمعی مکن پروانه باش

تا به بینی چاشنیِ زندگی
سلطنت یابی نهان در بندگی

صدقِ عاشق بر جمادی می تند
چه عجب که بر دلِ دانا زند

غیر ازین معقولها معقولها
یا بی اندر عشق با فرّ و بها

چون ببازی عقل در عشقِ صمد
عشر امثالت دهد تا هفتصد

آن زنان چون عقلها در باختند
بر رواقِ عشقِ یوسف تاختند

ناف ما بر نافهٔ او بسته اند
عشقِ او در جانِ ما کاریده اند

ما هم از مستان این می بوده ایم
عاشقان در گهرِ وی بوده ایم

عاشقان را هر نفس سوزیدنیست
بر درِ ویران خراج و عشر نیست

سخت ترشد بندِ من از پندِ تو
عشق را نشناخت دانشمندِ تو

آن طرف که عشق می افزود درد
بوحنیفه شافعی درسی نکرد

اندرین بحث ار خرد دو بین بدی
فخر رازی راز دارِ دین بدی

لیک چون من لم یذق لم یدر بود
عقل تخییلاتِ او حیرت فزود

آنکه ارزد صیدِ را عشقست و بس
لیک او کی گنجد اندر دامِ کس

تو مگر آئی و صیدِ او شوی
دام بگذاری بدامِ او روی

عشق میگوید بگوشم لیت لیت
صید بودن بهتر از صیادیست

گول میکن خویش را تا غره شو
آفتابی را بر آماکن ذره شو

نادان
بر درم ساکن شود بیخانه باش
دعویِ شمعی مکن پروانه باش

تا به بینی چاشنیِ زندگی
سلطنت یابی نهان در بندگی

صدقِ عاشق بر جمادی می تند
چه عجب که بر دلِ دانا زند

غیر ازین معقولها معقولها
یا بی اندر عشق با فرّ و بها

چون ببازی عقل در عشقِ صمد
عشر امثالت دهد تا هفتصد

آن زنان چون عقلها در باختند
بر رواقِ عشقِ یوسف تاختند

عقلِ شان یکدم ستد باقیِ عمر ... سیر گشتند از خرد باقیِ عمر

اصل صد یوسف جمالِ ذوالجلال ... ای کم از زن شو فدایِ آنجمال

ای عدوِ شرم و اندیشه بیا ... که دریدم پردهٔ شرم و حیا

عاشقم من بر فنِ دیو و رنگ ... سیرم از فرهنگی و فرزانگی

عاشقِ مستی و بکشاده زبان ... الله الله اشتری بنا و دان

وقتِ آن آمد که من مخمور یان ... جسم بگذارم سر اندر جانِ شوم

بوی جانان سوی جانم میرسد ... بوی یارِ مهربانم میرسد

باز آمد آبِ جان در جوی ما ... باز آمد شاهِ ما در کوی ما

ملک دنیا تن پرستان را حلال ... ما غلامِ ملکِ عشقِ بی زوال

عقلِ هر عطار کاگه شد ازو ... طبلها را رخت اندر آبِ جو

اژدهایِ ناپدید و دلربا ... عقل همچون کوه او را کهربا

عشق قهار است و من مقهورِ عشق ... چون شکر شیرین شدم از شورِ عشق

برگِ کاهم پیشِ تو ای تند باد ... من چه دانم که کجا خواهم فتاد

در نگنجد عشق در گفت و شنید ... عشق دریائیست قعرش ناپدید

عشق و ناموس ای برادر راست نیست ... بر درِ ناموس ای عاشق ماایست

نعرهٔ مستانه خوش می آیدم ... تا ابد ای جان چنین می بایدم

هر چه غیرِ شور شر و دیو و نگیست ... اندرین ره دوری و بیگانگیست

مراد از عشق ... ای گزیدهٔ حق ... ای طالب کمال ... ای آدمی فدای ای آنجمال شو ۱۲

مراد از طالب ۱۲

مراد از عشق ۱۲

موصوف ۱۲

صفت ۱۲

عشق ۱۲

عشق ۱۲

عشق ۱۲

۵۳

۵۴

۵۵

۵۶

۵۷

۵۸

۵۹

۶۰

۶۱

۶۲

۶۳

۶۴

۶۵

۶۶

۶۷

۶۸

۶۹

۷۰

۷۱

۷۲

۷۳

۷۴

۷۵

۷۶

۷۷

۷۸

۷۹

۸۰

۸۱

۸۲

۸۳

۸۴

۸۵

۸۶

۸۷

۸۸

۸۹

۹۰

۹۱

۹۲

۵۱ زانکه نزدِ عقل هر دانندهٔ است — آنکه با شوریده شورانندهٔ است

۵۲ بنگر این کشتیِ خلقان غرقِ عشق — از دهائی گشت سویِ حلقِ عشق

عاشقان در سیلِ تند افتاده اند — بر قضایِ عشقِ دل بنهاده اند

از قدح گر در عطش آبی خورند — در درونِ آب حق را ناظرند

آنکه عاشق نیست او در آب و گِل — صورتِ خود بیند الصاحب نظر

صورتِ عاشق چو فانی شد درو — پس دراب اکنون کرا بیند بگو

کی رسند این خائفان در گردِ عشق — کآسمان را فرش سازد دردِ عشق

۵۳ دیو اگر عاشق شود هم گوی برد — جبرئیلی گر گشت وان دیوی بمرد

مایه در بازارِ دنیا این زرست — مایهٔ آنجا عشق و دو چشم تر ست

خواب را بگذار ای چشمِ پدر — یک شبی بر کویِ بیخوابان گذر

۵۴ عشق را پانصد پرست و هر پرے — از فرازِ عرش تا تحت الثریٰ

۵۵ زاهدان با ترس میتازد ببا — عاشقان پرّان تر از برق و هوا

شرحِ عشق ار من بگویم بر دوام — صد قیامت بگذرد وان ناتمام

زانکه تاریخِ قیامت را حد ست — حد کجا آنجا که وصفِ ایزد ست

عشق زا وصافِ خدای بی نیاز — عاشقی بر غیرِ او باشد مجاز

۵۶ توبه کرم و عشق هیچون اژدها — توبه وصفِ خلق و آن وصفِ خدا

عاشقی و توبه با امکانِ صبر — این محالی باشد ای جان بس بسطر

بندہ آزادی طمع دارد ز جد — عاشق آزادی نخواہد تا ابد

بندہ دائم خلعت او را رجوست — خلعتِ عاشق ہمہ دیدار اوست

دور گردون ہا ز موجِ عشق دان — گر نبودی عشق بفسردی جہان

ہمچو سنگِ آسیا اندر مدار — روز و شب گردان و نالان بیقرار

عشق بشگافد فلک را صد شگاف — عشق لرزاند زمین را از گزاف

عشق جوشد بحر را مانندِ دیگ — عشق ساید کوہ را مانندِ ریگ

با محمدؐ بود عشقِ پاک جفت — بہرِ عشق او را خدا لولاک گفت

منتہیِ عشق چون او بود و فرد — پس مر او را ز انبیا تخصیص کرد

گر نبودی بہرہ عشقِ پاک را — کی وجودی دادمی افلاک را

من بدان افراشتم چرخِ سنی — تا بلندی عشق را فہمی کنی

خاک را من خوار کردم یکسری — تا ز ذلِ عاشقان بوئی بری

خاک را دادیم سبزی و نمی — تا ز تبدیلِ فقیر آگہ شوی

با تو گویند این جبالِ راسیات — وصفِ حالِ عاشقان اندر نبات

لحمِ عاشق را نیارد خورد دد — عشق معروفست پیشِ نیک و بد

تا تو باشی در حجابِ بوالبشر — سرسری در عاشقان کمتر نگر

زین گذر کن پند من بپذیر ہین — عاشقانرا تو بچشمِ عشق بین

فہم کن موقوفِ آن گفتن مباش — سینہای عاشقانرا کم خراش

---

۵۱ خاک یا یعنی بندہ ذلیل کہ خاک کاہی خشک و گیاہی تر باشد دلیل ست بر تغیر حالات ذلیل موءنث ۱۲

۵۲ و نہ خاک یا یعنی چنانکہ خاک در ظاہر ذلیل و خوارست لیکن در حقیقت ہمہ قدر صفات در ذات خود دارد و ہمچنین حال عاشق لایق ۱۲

۵۳ تا تو باشی در حجاب یعنی تا در حجاب بشریت باشی و از اسرار مخفی عاشقان آگہی نیابی و ہمچو آنہا را حقیر و ذلیل پنداری و بر واردات آنہا انکار کنی ۱۲

خانه را من رفتم از نیک و بد — خانه ام پر هست از عشق احد

چونکه با حق متصل گردید جان — ذکر آن اینست و ذکر اینست آن

دین من از عشق زنده بودنست — زندگی زین جان و سر ننگ منست

چون غبار تن بشد با هم بتافت — ماه جان من هوای صاف یافت

عشق ار زد صد چو خرقه کالبد — که حیاتی دارد و حسن و خرد

خاصه خرقه ملک دنیا ابریست — پنج دانگه مستیش در دسریست

غرق عشقم کز غرقست اندرین — عشقهای اولین و آخرین

رستم از آب و زنان همچون ملک — بیغرض گردم برین در چون فلک

بیغرض نبود بگرد شش جهان — غیر جسم و غیر جان عاشقان

هر چه گوید مرد عاشق بوی عشق — از دهانش میدهد در کوی عشق

سالها پرّم به پرّ و بالها — سالها چه بود هزاران سالها

می دوم یعنی نمی ارزد بدان — عشق جانان کم مدان از عشق نان

عشق جانان کو غذای عاشقست — بند هستی نیست هر کو صادقست

عاشقان را کار نبود با وجود — عاشقان را هست بی سرمایه سود

عشق را با پنج و با شش کار نیست — مقصد او جز که جذب یار نیست

عاشقان اندر عدم خیمه زدند — چون عدم یکرنگ و نفس واحدند

بال نی ورگرد عالم می پرند — دست نی و گوز میدان می برند

عشق چون در سینهٔ منزل گرفت — جانِ آنکس را ز هستی دل گرفت

هر کجا شمعِ بلا افروختند — صد هزاران جانِ عاشق سوختند

مر ورا این درد در خون افگند — سر نگون از پرده بیرون افگند

تو مکن[۵۱] تهدید از کشتن که من — تشنهٔ زارم بخونِ خویشتن

گر بریزد خونِ من آن دوست رو — پای کوبان جان برافشانم برو

گر بریزد خونم آن روح الامین — جرعه جرعه خون خورم همچون جنین

چون[۵۲] جنین و چون زمین خونخوارم — تا که عاشق گشته ام این کارهام

گو بران بر جانِ مستم خشمِ خویش — عیدِ قربان اوست عاشق کاوِ میش

سوی[۵۳] تیغِ عشقش ای ننگِ زنان — صد هزاران جان نگردستک زنان

عشق چون دعوی جفا دیدن گواه — چون گواهت نیست شد دعوی تباه

چون گواهت خواهد این قاضی مرنج — بوسه ده بر مار تا یابی تو گنج

عشق[۵۴] از اوّل چرا خونی بود — تا گریزد هر که بیرونی بود

تو بیک خواری گریزانی ز عشق — تو بجز نامی چه میدانی ز عشق

چونتو عاشق نیستی ای نرگدا — همچو کوهِ بیخبر[۵۵] داری صدا

تا خیالِ دوست در اسرارِ ماست — جانگزی و جانسپاری کارِ ماست

آزمودم مرگِ من در زندگیست — چون رهم زین زندگی پایندگیست

اُقتُلونی اُقتُلونی یا ثِقات[۵۶] — اِنَّ فی قَتلی حَیاتاً فی حَیات

این ابیات از دفتر چهارم است[۱۱]

---

۵۱ و دیگر نیز نمی خواهد عاشق از جان و دل مشتاق قتل باشد حاجت نیست که کسی بر قتل او تهدید و تاکید نماید ۱۲

۵۲ و چون جنین و چون زمین خونخوارم خون خوردن جنین که بچه را شکم نامند ظاهر است که غذای او در شکم مادر خون حیض باشد اما خون خوردن زمین باعتبار آنکه همه چیز را فرو برد ۱۲

۵۳ و سوی تیغ خطاب بعاشق کاذب است که دعوی عشق کند اما نمی بیند که عاشقان صادق بطلب جان و رغبت بقتل خود هوادارند ۱۲

۵۴ در عشق معشوق ۱۲

۵۵ و در عشق از اول بیخبر بود ۱۲

۵۶ و در اقتلونی ثقات بیخبر بود ۱۲

یا منیر الخد یا روح البقا ۵۱ اجتذب روحی وجد لی بالتقا

لی حبیب حبه العیشو می الحشا ۵۲ لو کیشا یمشی علی عینی مشا

پارسی گو گرچه تازی خوشتر است عشق را خود صد زبان دیگر است

بوی آن دلبر چو پران می شود زبان عربی ۱۲ آن زبانها جمله حیران می شود

بس کنم چون دلبر اندر خطاب گوش کن والله اعلم بالصواب

چونکه عاشق توبه کرد اکنون بترس کو چو عیاران نگردد بردار درس

عاشقان را شد مدرس حسن دوست دفتر و درس و سبق شان روی اوست

خامشند و نعره تکرار شان میرود تا عرش تخت بار شان

درس شان آشوب چرخ و زلزله ۵۴ نی زیاد و نی بام و سلسله

سلسله این قوم جعد مشکبار ۵۵ مسئله دور است لیکن دور یار

هر که اندر عشق یابد زندگی کفر باشد پیش او جز بندگی

عاشقانرا شادمانی و غم اوست دست مزد و اجرت و خدمت هم اوست

عشق آن شعله است کو چون برفروخت ۵۶ هر چه جز معشوق باقی جمله سوخت

تیغ لا در قتل غیر حق براند در نگرزان پس که بعد لا چه ماند

ماند الا الله باقی جمله رفت شاد باش ای عشق شرکت سوز رفت

عاشقی گر عشق یزدان خورد و توست ۵۷ صد بدین یک شیش نیرزد مرده توست

عاشق آنم که هر آن آن اوست عقل و جان در امر یک فرمان اوست

۱ یا منیر الخد یعنی ای روشن
رخ و ای جان جهان بخش و بخشش کن مرا

۲ لی حبیب حبه یعنی مرا محبوب است که
بیدار خود ۱۲

۳ عاشق را خود صد زبان دیگر است
دل اگر خاموش باشد او ز عشق
اعضای من پر از زبان ۱۲

۴ آن زبانها جمله حیران می شود
سر راه رو در بیابان سیکند و گر خواهد
اعضای من پر از زبان ۱۲

۵ گوش کن والله اعلم بالصواب
یعنی عاشق صادق چشم من بینا شود
تا حال غیب را بداند ۱۲

۶ کو چو عیاران نگردد بردار درس
یعنی چون عاشق از عشق برگردد
بیدار نشود ۱۲

۷ دفتر و درس و سبق شان روی اوست
عاشق را هر ساعت صد درس است
و هر درس صد فایده ۱۲

۸ میرود تا عرش تخت بار شان
عشق تو را
بیدار ۱۲

۹ نی زیاد و نی بام و سلسله
سلسله دراز
۱۲

۱۰ مسئله دور است لیکن دور یار
قوله درس عشاق زیارت
است ۱۲

۱۱ کفر باشد پیش او جز بندگی
سلسله بر پای نهادن
است ۱۲

۱۲ دست مزد و اجرت و خدمت هم اوست
قاصل آنکه درس عشاق زیاد
حال است نه از قیل و قال ۱۲

۱۳ عشق آن شعله است کو چون برفروخت
قوله سلسله این قوم جعد مشکبار
عشاق مثل زلف معشوقان پیچدار
و سلسله دور هم دارند لیکن نه مثل
دور و تسلسل مصطلح حکما بلکه دور و
تسلسل اینها بسوی یار است ۱۲

۱۴ تیغ لا در قتل غیر حق براند
قوله تیغ لا را دراز کنه
طیب لا اله الا الله است که بعد
لا اله همان الا الله است ۱۲

۱۵ عشق تو را صد زبان دیگر است
طعم تیز که زبان بگزد ۱۲

از محبت تلخها شیرین شود — از محبت مسها زرّین شود
از محبت دُردها صافی شود — از محبت دردها شافی شود
از محبت مرده زنده می شود — از محبت شاه بنده می شود
دوست گیری چیزها را از اثر — پس چه باشد از اثار بخشش بنگر
از خیالِ دوست گیری خلق را — چون نگیرد شاهِ غرب و شرق را
هیچ عاشق خود نباشد وصل جو — که نه معشوقش بود جویای او
میلِ معشوقان نهانست و ستیر — میلِ عاشق باد و صد طبل و نفیر
لیک میلِ عاشقان تن زه کند — میلِ معشوقان خوش و فربه کند
چون درین دل برقِ مهرِ دوست جست — اندران دل دوستی میدان که هست
در دلِ تو مهرِ حق چون شد دوتو — هست حق را بیگمانی مهرِ تو
هیچ بانگِ کف زدن ناید بدر — از یکی دستِ تو بیدستِ دگر
تشنه می نالد که کو آبِ گوار — آب هم نالد که کو آن آب خوار
عشقِ معشوقان دو رخ افروخته — عشقِ عاشق جانِ او را سوخته
جذبِ آبست این عطش در جانِ ما — ما ازانِ او و او هم زانِ ما
حکمتِ حق در قضا و در قدر — کرد ما را عاشقان با همدگر
لیک شمعِ عشق چون آن شمع نیست — روشن اندر روشن اندر روی نیست
او بعکسِ شمعهای آتشیست — میناید آتش و جمله خوشیست

۵ تو در میل معشوقان بینی معشوقان
در بسوی عاشق میل و توجه را
بدین صورت که بر کی ظاهر نشود
۵۶ عشق عاشقان بر جلالت
میل عاشقان بر جلالت

۶ تو در جذب آبها نگر عاشقان آبند
ما در حالت تشنگی عاشق آبیم
همچنان آب نیز ما را عاشق است

پس شدند شکسته اش آن صادقان ۵۱ — لیک کو آن خود شکستِ عاشقان

عاقلان اشکسته انداز اضطرار — عاشقان اشکسته باصد اختیار

عاقلانش بندگانِ بندی اند — عاشقانش شکّری و قندی اند

اِئتیا کرهاً مهارِ عاقلان ۵۲ — اِئتیا طوعاً مهارِ عاشقان

باد و عالم عشق را بیگانگے — اندرو هفتاد و دو دیوانگے

سخت پنهانست و پیدا خیرتش — جانِ سلطانانِ جان در حسرتش

غیرِ هفتاد و دو ملت کیشِ او — تختِ شاهان تختهٔ بندی پیشِ او

مطربِ عشق این زند وقتِ سماع ۵۳ — بندگی بند و خداوندی صداع

فعلِ بینی واثر گونه در جهان ۵۴ — تختهٔ بندان را لقب گشته شهان

پس چه باشد عشق دریای عدم — در شکسته عقل را آنجا قدم

عقل کی ماند چو باشد مرده او ۵۶ — کُلُّ شَیءٍ هالِکٌ اِلّا وَجهَهٗ

بندگی و سلطنت معلوم شد — زین دو پرده عاشقی مکتوم شد

عشق را صد ناز و استکبار هست — عشق با صد ناز می آید بدست

عشق چون فانیست و فانی می خرد ۵۷ — در حریفِ بیوفا می ننگرد

آن جماعت را که وافی بوده اند — بر همه اصنافِ شان افزوده اند

عاشقانی کز درونِ خانه اند — شمعِ رویِ یار را پروانه اند

ملتِ عشق از همه دینها جداست — عاشقان را مذهب و ملت خداست

---

۵۱ پس شدند شکسته اش آن صادقان — عاقلان اشکسته انداز اضطرار — عاقلانش بندگانِ بندی اند — عاشقانش شکّری و قندی اند

۵۲ اِئتیا کرهاً مهارِ عاقلان — اِئتیا طوعاً مهارِ عاشقان

۵۳ مطربِ عشق این زند وقتِ سماع — بندگی بند و خداوندی صداع

۵۴ فعلِ بینی واثر گونه در جهان — تختهٔ بندان را لقب گشته شهان

۵۶ کُلُّ شَیءٍ هالِکٌ اِلّا وَجهَهٗ

۵۷ عشق چون فانیست و فانی می خرد — در حریفِ بیوفا می ننگرد

شرح این هجران و این خونِ جگر
این زمان بگذار تا وقتِ دگر

چونکه گل رفت و گلستان درگذشت
نشنوی زان پس ز بلبل سرگذشت

هر که او از همزبانی شد جدا
بی نوا شد گرچه دارد صد نوا

بالب و همسازِ خود گر خفتمی
همچو نی من گفتنیها گفتمی

تا که در هر گوش ناید این سخن
یک نمی گویم ز صد سرِّ لدن

ور بگویم عقلها را بر کند
ور نویسم بس قلمها بشکند

گر کشاید دل سرِ انسان راز
جان بسوی عرش سازد ترکتاز

بعد ازین گر شرح گویم ابلهیست
زانکه شرحِ این ورای گمهیست

در نیابد حالِ پخته هیچ خام
بس سخن کوتاه باید والسلام

باب هفتدهم در اخلاص

کارِ پنهان کن تو از چشمانِ خود
تا بود کارت سلیم از چشمِ بد

چونکه اسرارت نهان در دل شود
هر مرادت زودتر حاصل شود

گفت پیغمبر که هر کو سر نهفت
زود گردد با مرادِ خویش جفت

دانها چون در زمین پنهان شود
سترشان سرسبزیِ بستان شود

شرطِ من جا با لحسن نی کردنست
این حسن را سوی حضرت بردنست

در حدیث آمد که تسبیح از ریا
همچو سبزه گو لخن در آن مجو

کار او دارد که حق را شد مرید
بهرِ کارِ او ز هر کاری برید

پس ریای شیخ به ز اخلاص ما — کز بصیرت باشد آن وین از عما

بی ادب حاضر ز غائب خوشتر است — حلقهٔ گم کرده بهتر در درست

عیب کم کن بنده را الله را — متهم کم کن بدزدی شاه را

در رخ مه عیب بینی می کنی — در بهشتی خار چینی می کنی

در تگ دریا گهر با ننگهاست — فخرها اندر میان ننگهاست

حکایت

آتشی افتاد در عهد عمر — همچو چوب خشک میخورد او حجر

در فتاد اندر بنای خانها — باد زد بر پر مرغ و لانها

نیم شهر از شعلها آتش گرفت — آب میپاشید و زان می شگفت

مشکهای آب و سرکه میزدند — بر سر آتش کشان هوشمند

آتش از استیزه افزون تر شدی — میرسید و امداد از بیدی

خلق آمد جانب عمر شتاب — کآتش ما می نمیرد هیچ زاب

گفت آن آتش ز آیات خداست — شعلهٔ آن آتش از بخل شماست

آب چه بود بر عطای نان تنید — بخل بگذارید اگر آل منید

خلق گفتندش که در بکشوده ایم — ما سخی از اهل فتوت بوده ایم

گفت نان در رسم و عادت داده اید — دست از بهر خدا نکشاده اید

بهر فخر و بهر بوش و بهر ناز — نه برای ترس و تقوای و نیاز

---

۵۱ قوله ریای شیخ الخ اشارة الی ما یقول شیخ ابوسعید الخراز رحمه الله کم من ریا یصیر اخلاصا و کم من اخلاص یصیر ریا

۵۲ سبحان الله حاضر غائب را بی ادبی

۵۳ یعنی از ذوقی که او در بخشودن دارد

۵۴ در اینجا سر راز آل تابیدست

۵۵ بفتحتین و تشدید واو جوانمردی و کرم

هین مگو زین پس فراگیر احتراز | که ز بخشایش در توبه ست باز

باب هیجدهم در توبه

توبه را از جانبِ مشرق دری | تا قیامت باز باشد بر وری
تا ز مغرب برزند سر آفتاب | باز باشد آن در از وی رو متاب
هست جنت را ز رحمت هشت در | یک درِ توبه ست زان هشتای پسر
آن همه گه باز باشد گه فراز | وان درِ توبه نباشد جز یکه باز
هین غنیمت دار در باز ست زود | رخت آنجا کش بکوری حسود
توبه کن مردانه رو آور بره | که فمن یعمل بمثقالٍ یره
در فسونِ نفس کم شو غره | کآفتابِ حق نپوشد ذره
در ببندی چشمِ خود را از حجاب | کار خود را کی گذارد آفتاب
هست ذراتِ خواطر وقتِ کار | پیشِ خورشیدِ حقایق آشکار
ای خبرهات از خبرده بی خبر | توبه تو از گناهِ توبتر
ای تو از حالِ گذشته توبه جو | کی کنی توبه ازین توبه بگو
عقلِ تو از بسکه آمد خیره سر | هست عذرت از گناهِ توبتر
هیچو کم عقلی که از عقلِ تباه | بشکند توبه بهر دم از گناه
سخره ابلیس گردد در زمن | از ضعیفی رای آن توبه شکن
میخورد از غیب بر سر زخمِ او | از شکستِ توبه آن اِدبار جو

توبه او جوید که کرد است او گناه | | راه او جوید که گم کرد است راه

هین سوار توبه شو در وز درس | | جاهها از دزد بستان باز پس

مرکب توبه عجائب مرکبست | | بر فلک تازد بیک لحظه رسپست

لیک مرکب را نگه میدار زان | | کو بدزدیده آن قبایت را نهان

تا ندزد دمرکبت را نیز هم | | پاس دار این مرکبت را ای دمبدم

هین بپشت آن مکن جرم و گناه | | که کنم توبه در آیم در پناه

می بباید آب و تابی توبه را | | شرط شد برق و سحابی توبه را

تا نباشد برق دل و ابر دو چشم | | کی نشیند آتش تهدید و خشم

آتش و آبی بباید میوه را | | واجب آمد ابر و برق آن شیوه را

سجده گه را تر کن از اشک روان | | که خدایا وارهانم زین گمان

عمر بی توبه همه جان کندنست | | مرگ حاضر غائب از حق بودنست

لیک استغفار هم در دست نیست | | ذوق توبه نقل هر سرمست نیست

هر دلی را سجده هم دستور نیست | | مزد رحمت قسم هر مزدور نیست

گر سیه کردی تو نامه عمر خویش | | توبه کن زانها که کردستی تو پیش

عمر اگر بگذشت بخش این مدت | | آب توبش ده اگر ادبی نمست

تیغ عمرت را بده آب حیات | | تا درخت عمر گردد با ثبات

جمله ماضیها ازین نیکو شوند | | زهر مار سینه ازین گردد چو قند

۱۲ ای اعمال سنه ۱۲

۶۱ باقی است

سیئاتت را مبدّل کرد حق — تا همه طاعت شود آن ماسبق

خواجه بر توبه نصوحی خوش بتن — کوششی کن هم بجان و هم ببتن

نقضِ توبه وعهدِ آن اصحابِ بیت — موجبِ مسخ آمد و اهلاک و مَنبَت

اندرین اُمّت نبُد مسخِ بدن — لیک مسخِ دل بود ای بوالفطن

از رهِ سِرّ صد هزاران دگر — گشته از توبه شکستن خوک و خر

چونکه عمرت برد دیو فاضحه — بی نمک باشد اَعُوذ و فاتحه

گرچه باشد بی نمک اکنون چنین — هست غفلت بی نمکتر دان یقین

هم چنین هم بی نمکی نالِ نیز — که ذلیلان را دواکن ای عزیز

قادری بیگاه باشد یا پگاه — از تو چیزی فوت کی شد ای آله

باب نوزدهم در زهد

چون خیالی میشود در زهرِ تن — تا خیالات از درون نه رو فتن

آرزو بگذار تا رحم آیدش — آزمودی که چنین میبایدش

آرزو حُبستن بود بگریختن — پیشِ عدلش خونِ تقوی ریختن

این جهان دامست و دانه آش آرزو — در گریز از دانهای دامِ او

دام را بدران و رها کن دانه را — باز کن درهای تو این خانه را

چون چنین رفتی بدیدی صد گشاد — چون شدی در ضدِّ آن دیدی فساد

حق همی خواهد که تو زاهد شوی — تا غرض بگذاری و شاهد شوی

کین غرضها پردهٔ دیده بود — بر نظر چون پرده پیچیده بود

زُهد و تقوی را گزیدم دین و کیش — زانکه میدیدم اجل را پیش پیش

مرگ همسایه مرا واعظ شده — کسب و دکّان مرا برهم زده

چون بآخر فقر خواهی ماندن — خو نباید کرد با هر مرد و زن

رو بخواهی کرد آخر در لحد — آن به آید که کنی خو با أحد

چون زنخ زالست خواهد آن صنم — آن به آید که زنخ کمتر زنم

ای بزربفت و کمر آموخته — آخرستت جامهٔ نادوخته

رو بخاک آریم کز وی رسته‌ایم — دل چرا در بیوفایان بسته‌ایم

از عقول و از نفوس پر صفا — پیک می آید بجان کای بیوفا

یار گان پنج روزه یافتی — روز یاران کهن برتافتی

شاد از وی شو مشو از غیر وی — او بهاریست و دگرها ماه دی

هر چه غیر اوست استدراج تست — گرچه تخت و ملک تست و تاج تست

هر دکان را هست سودای دگر — مثنوی دکّان فقر است ای پسر

باب بستم در فقر

مثنوی ما دکان وحدتست — غیر واحد هر چه بینی آن تست

کار درویشی و رای فهم تست — سوی درویشی تو منگر سست سست

فقر فخری نه از گزافست و مجاز — بل هزاران عزّ پنهانست و ناز

---

۵۱ گین غرضها پردهٔ دیده بود — بر نظر چون پرده پیچیده بود

۵۲ مرگ همسایه مرا واعظ شده — کسب و دکّان مرا برهم زده

۵۳ چون بآخر فقر خواهی ماندن — خو نباید کرد با هر مرد و زن

۵۴ چون زنخ زالست خواهد آن صنم — آن به آید که زنخ کمتر زنم

۵۵ از عقول و از نفوس پر صفا — پیک می آید بجان کای بیوفا

۵۶ هر چه غیر اوست استدراج تست — گرچه تخت و ملک تست و تاج تست

گین غرضها پردهٔ دیده بود — بر نظر چون پرده پیچیده بود

۵۱ گین غرضها پردهٔ دیده بود — بر نظر چون پرده پیچیده بود

۵۲ مرگ همسایه مرا واعظ شده — کسب و دکّان مرا برهم زده

۵۳ چون بآخر فقر خواهی ماندن — خو نباید کرد با هر مرد و زن

۵۴ چون زنخ زالست خواهد آن صنم — آن به آید که زنخ کمتر زنم

۵۵ از عقول و از نفوس پر صفا — پیک می آید بجان کای بیوفا

۵۶ هر چه غیر اوست استدراج تست — گرچه تخت و ملک تست و تاج تست

زانکه درویشان ورائے ملک و مال ... روزی دارند در ظرف از ذوالجلال

۵۱ امتحان کن (سوائی ۱۲) فقر را روزی دو تو ... تا بفقر اندر (اے بسیار ۱۲) غنا بینی دو تو (۸۱)

صبر کن در فقر و بگذار این ملال ... (زاید ۱۲) زانکه در فقر ست عز ذوالجلال

۵۲ آبخنان کز فقر میرد سند خلق ... زیر آب شور رفته تا بحلق

گر بتر سندی ازان فقر آفرین ... گنجها شان کشف گشتی در زمین

فقر فخری را فنا پیرایه شد (ای خذ ۱۲۱) ... چون زبانه شمع او بیسایه شد

چون فنا ش از فقر پیرایه شود ... (شعلهٔ آتش ۱۲) او محمد وار بی سایه شود

فقر فخری بهر آن آمد سنی ... تا ز طماعان گریزم در غنی

گنجها را در خرابی زان نهند ... تا ز حرص اهل عمران وا رهند

دیو میتر ساندت هر دم ز فقر ... همچو کبکش صید کن ای بازِ صقر

بازِ سلطانِ عزیزِ کامگار ... ننگ باشد که کند کبکش شکار

آدمی را عجز و فقر آمد امان ... از بلائی نفسِ پُر حرص و غمان

نیست قدرت هر کسی را سازوار ... عجز بهتر مایهٔ پرهیزگار

فقر ازان رو فخر آمد جاودان ... که بتقوی ماند دستِ نارسان

خضر کشتی را برائی آن شکست ... که تواند کشتے از فجار رست

۵۳ چون شکسته میرد اشکسته شو ... امن در فقر ست اندر فقر رو

۵۴ چونکه شاهی دست یابد بر شهی ... بکشدش یا باز دارد در چهی

(۸۱) ۱۲ ... ۱۲ ... ۱۲ ...

ور بیابد خستهٔ افتاده را | مرهمش سازد شه و بدهد عطا
راهزن هرگز گدائی را نزد | گرگ گرگ مردهٔ را هرگز گزد

حکایت

انچه گفتم از عظمتهای عزیز | همبرین بشنودم از عطار نیز
رحمة الله علیه گفته است | ذکر شه محمود غازی شفته است
کز غزای هند پیش آن امام | در غنیمت او فتادش یک غلام
پس خلیفه کرد و بر تختش نشاند | بر سپه بگزیدش و فرزند خواند
حاصل آن کودک بران تخت قضا | شسته پهلوی قباد شهریار
گریه کردی اشک میراندی بسوز | گفت شه او را که ای فیروزه روز
از چه گریی دولتت شد ناگوار | فوق املاکی قرین شهریار
تو برین تخت و وزیران و سپاه | پیش تختت صف زده چون نجم و ماه
گفت کودک گریه ام زانست زار | که مرا مادر دران شهر و دیار
از توام تهدید کردی هر زمان | بنیمت در دست محمود ارسلان
پس پدر مر مادرم را در جواب | جنگ کردی کین چه خشمست و عذاب
می نیابی هیچ نفرین دگر | زین چنین نفرین مهلک سهلتر
سخت بیرحمی و بس سنگین دلی | که بصد شمشیر او را قاتلی
من ز گفت هر دو حیران گشتمی | در دل افتادی مرا بیم و غمی

تا چه دوزخ خوست محمود ای عجب — که مثل گشتست در چشم و دل و کرب

من همی لرزیده ام از بیم تو — غافل از اکرام و از تعظیم تو

مادرم کو تا به بیند این زمان — مر مرا بر تخت ای شاه جهان

فقر آن محمود تست ای بی بصر — طبع از و دائم همی ترساندت

گر بدانی رحم این محمود زاد — خوش بگوئی عاقبت محمود باد

فقر آن محمود تست ای نیم دل — کم شنو زین مادر طبع مضل

چون شکار فقر کردی تو یقین — همچو کودک اشک باری یوم و بین

گرچه اندر پرورش تن مادرست — لیک از صد دشمنت دشمن ترست

جهد کن تا نور تو رخشان شود — تا سلوک و خدمتت آسان شود

باب بیست و یکم در جهاد

ای خنک آن کو جهادی میکند — بر بدن زجری و دادی می کند

تا ز رنج آن جهانی وارهد — بر خود این رنج عبادت می نهد

حد ندارد وصف رنج آن جهان — سهل باشد رنج دنیا پیش آن

این ریاضتهای درویشان چراست — که فنای تن بقای جان نهاست

مردن تو در ریاضت زندگیست — رنج این تن روح را پایندگیست

کشته و مرده به پیشت ای قمر — به که شاهی زندگان جای دگر

آزمودم من هزاران بار بیش — بی تو شیرین می نه بینم عمر خویش

۵۱ همچو آهن آهنِ بد رنگ شو — در ریاضت آئینه بیرنگ شو
شرشکسته نیست این سر را ببند — چند روزی جهد کن باقی بخند
صبر کن اندر جهاد و در عنا — دم بدم می بین بقا اندر فنا
وصفِ سنگی هر زمان کم می شود — وصفِ لعلی در تو محکم می شود
ذرّه کز جهدِ تو افزون بود — در ترازوی خدا موزون بود
پیشِ این شاهان همازه جان کنی — بیخبر ایشان ز غدر و روشنی
گفتِ غمّازی که بدگوید ترا — ضائع آید خدمتِ تو ساطها
پیشِ شاهی که سمیعست و بصیر — گفتِ غمازان نباشد جا بگیر
همچو چه کن خاک میکن گر کسی — زین تنِ خاکی که در آبی رسی
چون ز چاهی میکنی هر روز خاک — عاقبت اندر رسی در آبِ پاک
۵۲ جمله دانند این اگر تو نگروی — هر چه می کاریش روزی بدروی
هر که رنجے دید گنجی شد پدید — هر که جدّی کرد در حدّی رسید
من عجب دارم ز جویائے صفا — کور مد در وقتِ صیقل از جفا
۵۳ هین مراقب باش گر دل بایدت — کز بی هر فعل چیزی زائدت

باب بیست و دوم در مراقبه

گر مراقب باشی و بیدار تو — بینی هر دم پاسخ کردار تو
۵۴ چون مراقب باشی و گیری رسن — حاجتت ناید قیامت آمدن

ور ازین افزون تمنا آمیت بود — از مراقب کار بالاتر رود
همچو روبه ترکِ این آشکم کنید — پیشِ اورو باه بازی کم کنید
جمله ما و من به پیشِ او نهید — ملک ملکِ اوست ملک او را دهید
چون فقیر آئید اندر راهِ راست — شیر و صیدِ شیر خود آنِ شماست
زانکه او پاکست و سبحان صوفِ اوست — بی نیازست او ز نغز و مغز و پوست
هر شکار و هر کرامائی که هست — از برائے بندگانِ آن شهست
آنکه دولت آفرید و دو سرا — ملک و دولتها چه کار آید ورا
پیشِ سبحان بس نکو دارید دل — تا نگردید از گمانِ بد خجل
کو به بیند سر و فکر و جستجو — همچو اندر شیرِ خالص تار مو
تو مراقب باش بر احوالِ خویش — نوش بین در داد بعد از ظلمِ نیش
کارِ تقوی دارد و زهد و صلاح — که از و باشد بد و عالم فلاح

باب بستم و سوم در تقوی

چونکه تقوی بست دستِ هوا — حق گشاید هر دو دستِ عقل را
پس حواسِ پنج چیره محکومِ تو شد — چون خر سالار و مخدومِ تو شد
عفو باشد لیک گو فردا امید — که بود بنده ز تقوی رو سفید
دزد را اگر عفو باشد جان برد — کی وزیر و خازنِ مخزون بود
انتقادِ جان چو ای دل آگهیست — هر که آگه تر بود جانش قویست

---

۵۳ قولہ پیش سبحان یعنی ۱۲ — از جملہ امور دنیا ۱۲ — ذات پاک باید ۱۲ — قولہ موجود فرمودہ ۱۲ — فعالی برای بندگان ۱۲ — کرامات نعمتہای ۱۲ — قولہ طلب ۱۲ — قولہ شکار ۱۲ — یعنی ۱۲ — قولہ ازین ۱۲

۵۳ قولہ پیش سبحان یعنی رسان نباید کہ باخدائی خود گمان نیک داشتہ باشد تا از گمان بد شرمندہ نشود چنانکہ مخالفت بدگمانی در حدیث شریف ہم آمدہ است ۱۲

۵۴ قولہ عفو باشد یعنی از عفو جرم از عذاب نجات می یابد مگر بمرتبہ اعلی نرسد چنانکہ در حق دزد میفرمایند کہ در روز عفو عالم جان بسلامت می برد مگر بمرتبہ وزارت ۶۸

۵۵ قولہ تقوی ۱۲ — بعضی نسخ اشتباہ دارد — در بعضی نسخ اشتباہ دارد — سبحان بمعنی تنزیہ خالق شر است — سبحان بمعنی آگاہی و هوشیاری — دل باعث تقویت جانست — سبب سرسبزی و شادابی جان تقوی شد

دامنِ فضلش بکف کن کورو آ ‌ ‌ ‌ قبضِ اعمے این بود ای بُردبار

دامنِ او امر و فرمانِ ویست ‌ ‌ ‌ نیک بختی کہ تقی جانِ ویست

مرغ با پر می پرد تا آشیان ‌ ‌ ‌ پرِ مردم ہمتست ای مردمان

باز اگر باشد سپید و بی نظیر ‌ ‌ ‌ چونکہ صید ش موش باشد شد حقیر

ور بود چندے ز میلِ او بشاہ ‌ ‌ ‌ او سرِ باز ست منگر در کُلاہ

جان چہ باشد باخبر از خیر و شر ‌ ‌ ‌ خیر و شر منگر تو در ہمت نگر

جملہ عالم زین سبب گمراہ شد ‌ ‌ ‌ کم کسی زابدالِ حق آگاہ شد

کافران را دیدہ بینا نبود ‌ ‌ ‌ نیک و بد در دیدہ شان یکسان نمود

ہمسری با انبیا بر داشتند ‌ ‌ ‌ اولیا را ہمچو خود پنداشتند

گفتہ اینک ما بشر ایشان بشر ‌ ‌ ‌ ما و ایشان بستہ خوابیم و خور

این ندانستند ایشان از عما ‌ ‌ ‌ ہست فرقی در میان بی منتہا

ہر دو گون زین نبوخورند از محل ‌ ‌ ‌ لیک شد زین نیش و زان دیگر عسل

ہر دو گون آہو گیا خورند و آب ‌ ‌ ‌ زین یکی سرگین شد و زان مشک ناب

ہر دو نی خورند از یک آبخور ‌ ‌ ‌ آن یکی خالی و آن پر از شکر

صد ہزاران ہمچنین اشباہ بین ‌ ‌ ‌ فرقِ شان ہفتاد سالہ راہ بین

این خورد گردد پلیدی زو جدا ‌ ‌ ‌ آن خورد گردد ہمہ نورِ خدا

این خورد زاید ہمہ بخل و حسد ‌ ‌ ‌ وان خورد زاید ہمہ عشقِ احد

۱ قولہ امن الخ بضم الخ

۲ قولہ ہمت الخ

۳ قولہ ای مجہول الخ

۴ قولہ ای اہل دنیا الخ

۵ قولہ ای اہل اللہ الخ

علم و حکمت زاید از لقمهٔ حلال — عشق و رقت زائد از لقمهٔ حلال

زائد از لقمه حلال اندر دهان — میلِ خدمت عزم رفتن آنجهان

لقمهٔ کو نور افروزد کمال — آن بود آورده کسبِ حلال

چون ز لقمه تو حسد بینی دوام — جهل و غفلت زاید آن را حبِ ام

لقمه تخم نست و برش اندیشها — لقمه بحر و گوهرش اندیشها

ذکرِ حق کن بانگِ غولان را بسوز — چشمِ گرگس را ازین گرگس بدوز

باب بست و چهارم در ذکر

اُذکُرُوا اللهَ شاهِ ما دستور داد — اندر آتش دید و ما را نور داد

گفت گر چه پاکم از ذکرِ شما — نیست لایق مر مرا تصویرها

ذکرِ جسمانه خیالِ ناقص ست — وصفِ شاهانه ازانها خالص ست

ذکرِ حق پاکست چون پاکی رسید — رخت بربندد برون آید پلید

میگریزد ضدها از ضدها — شب گریزد چون برافروزد ضیا

چون درآید نامِ پاک اندر دهان — لی پلیدی ماند و نے آن دهان

از هوا ها کی رهی بی جامِ هو — ای زهو قانع شده با نامِ هو

از صفت و ز نام چه زاید خیال — وان خیالش هست دلّالِ وصال

اسم خواندی رو مسمّی را بجو — مه ببالا دان نه اندر آبِ جو

گر ز نام و حرف خواهی بگذری — پاک کن خود را ز خود بین مکسری

در گذر از نام و بنگر در صفات
تا صفاتت ره نماید سوی ذات

۵۱ اذکروا اللہ کار ہر اوباش نیست
راجعی بر پای ہر قلاش نیست

جو بر و دوران و ہر آن رنجی کہ ہست
سہلتر از بُعدِ حق و غفلتست

زانکہ اینہا بگذرد و ان نگذرد
دولت آن دارد کہ جان آگہ برد

لاشک ۵۲ این ترکِ ہوا تلخی دہست
لیک از تلخیِ بُعدِ حق بہست

حکایت

آن یکی اللہ می گفتی شبی
چونکہ شیرین میشد از گفتش لبے

گفت ابلیسش کہ ای بسیار گو
این ہمہ اللہ را لبیک کو

می نیاید یک جواب از پیشِ تخت
چند اللہ میزنی بارویِ سخت

او شکستہ دل شد و بنہاد سر
دید در خواب او خضر را در حضر

گفت ہان از ذکرِ حق وا ماندہ
چون پشیمانی از آن کش خواندہ

گفت لبیکم نمی آید جواب
زان ہمی ترسم کہ باشم رد باب

گفت ۵۳ آن اللہ تو لبیک ہاست
آن نیاز و درد و سوزت پیک ماست

لیک توفیقی کہ لبیک آورد
ہست ہر لحظہ ندائے از احد

ترس ۵۴ و عشقِ تو کندِ شوقِ ماست
زیرِ ہر لبیکِ تو لبیکہا ست

جانِ جاہل زین دعا عاجز و دور
زانکہ یارب گفتنش دستور نیست

بردہان و بردلش قفلست و بند
تا نتالد باخدا او قت گزند

---

۵۱ قولہ اذکروا اللہ الخ عبارت زیر خط مصنف معلوم شد

۵۲ قولہ لاشک یعنی

۵۳ قولہ ترس و عشق الخ خوف و رجا ہر دو نفسانی است و بشریت ہر دو را لازم است

۵۴ قولہ جانِ جاہل الخ یعنی چونکہ جاہل از لذتِ دل و دعا نمیکنند او را جز جہانی دیگر حاصل نیست

مُهرِ حق بر چشم و بر گوش و خرد | گر فلاطونست حیوانش کند

باب بیست و پنجم در استغفار

چونکه غم بینی تو استغفار کن | غم بامرِ خالق آمد کار کن
چون بخواهد عینِ غم شادی شود | عین بندِ پای آزادی شود
از پدر آموز کادم در گناه | خوش فرود آمد بسوی پایگاه
چون بدید آن عالمِ اسرار را | برد و پا استاد استغفار را
کوه را که کن باستغفارِ خوش | جامِ مغفوران بگیر و خوش مکش
اُدخُلی تو فی عبادی یافتی | اُدخُلی فی جنتی دریافتی
از هر ناگفتی صراط المستقیم | دستِ تو بگرفت و بُردت تا نعیم
روی در دیوار کن تنها نشین | وز وجودِ خویش هم خلوت گزین

باب بیست و ششم در خلوت

قعر چه بگزید هر کو عاقلست | زانکه در خلوت صفاهای دلست
ظلمتِ ظن چه به که ظلمتهای خلق | سر بزد آنکس که گیرد پای خلق
حال چون جلوه ست زان بیا عروس | وان مقام آن خلوتِ آمد با عروس
جلوه بیند شاه و غیرِ شاه نیز | وقتِ خلوت نیست جز شاه عزیز
هست بسیار اهلِ حال از صوفیان | نادرست اهلِ مقام اندر میان
آنکه در خلوت نظر بر دوخته ست | آخر آنرا هم زیارآموخته ست

---

۱ قولہ از پدید یعنی از آدم علیہ السلام کہ بدرست و مادر کون بیاموزکہ مغفرت حاصل شود و این معنی اشارہ است بکریمہ ربنا ظلمنا الخ ۱۲

۲ قولہ در خلوت یعنی مقام اہل مقام مراتب دارد اہل بالاتر از اہل مقام دیگر ۱۲

۳ قولہ خلوت خوب سپردہ اند ۱۲

۴ یعنی خلوت بدولت عنایت ۱۲

۵ یعنی خلوت بدولت عنایت ۱۲

خلوت از اغیار باید نی زیار — پوستین بهر دی آمد نی بهار

هیچ کنجی بی ددو بی دام نیست — جز بخلوتگاهِ حق آرام نیست

زانکه در خلوت هر انچه تن کند — نه از برای روی مرد و زن کند

جنبش و آرامش اندر خلوتش — جز برای حق نباشد نیتش

باب بیست و هفتم در تفکر

فکر کن تا وارهی از فکرِ خود — فکر کن تا فرد گردی از حسد

چون در معنی زنی بازت کنند — پرِ فکرت زن که شهبازت کنند

فکر آن باشد که بکشاید رهی — راه آن باشد که پیش آید شهی

شاه آن باشد که از خود شه شود — نی بخرِ نهاد و لشکر گه شود

تا بماند شاهیِ او سرمدی — همچو عزِ ملکِ دینِ احمدی

روی نفسِ مطمئنه در جسد — زخمِ ناخنهای فکرت میکشد

فکرت بدناخنِ پر زهر دان — میخراشد در تعمق روی جان

تا کشاید عقدهٔ اشکال را — در حدیث کرد دست زرّین بال را

عقده را بکشاده گیر ای منتهی — عقدهٔ سخت است بر کیسهٔ تهی

در کشادِ عقدها گشتی تو پیر — عقدهٔ چندین دگر بکشاده گیر

حلِّ این اشکال کن گر آدمی — خرجِ این دم کن اگر آدم دمی

عقدهٔ کان بر گلوی ماست سخت — که بدانی گر کسی ای نیکبخت

حدِ اعیان و عرض دانسته گیر
حدِ خود را وان که نبود زان گزیر

چون بدانی حدِ خود زین حد گریز
تا به بیحد در رسی ای خاک بیز

عمر در محسوس و در موضوع رفت
بی بصیرت عمر در مسموع رفت

مرد لیلے بی نتیجه بے خبر
باطل آمد در نتیجه خود نگر

جز بمصنوعی ندیدی صانعی
بر قیاسِ اقترانی قانعے

هر خیالی که کند در دل وطن
روز محشر صورتی خواهد شدن

حق همیخواهد که هر میر و وزیر
بار جا و خوف باشند و حذیر

باب بیست و هشتم در خوف

هر که ترسید از حق و تقوے گزید
ترسد از وے جن و انس و هر که دید

هر که ترسد مر ورا ایمن کنند
مردِ ترسنده را ساکن کنند

لاتخف خواهست نزلِ خائفان
هست در خور از برائی خائفان

نی ز دریا ترس و نی از موج و کف
چون شنیدی تو خطابِ لاتخف

خوف آنکس راست کو را خوف نیست
قصه آنکس را کش اینجا طوف نیست

من بترسانم وقیح یاوه را
آنکه ترسد من چه ترسانم ورا

اُمیتان را من بترسانم بعلم
خائفان را ترس بردارم بحلم

پاره دوزم پاره در موضع نهم
هر کسی را شربت اندر خور دهم

هر چه در دل داری از مکر و رموز
پیش مار سوءات پیدا همچو روز

گر بپوشیمش ز بنده پروری | تو چرا بی شرمی از حد می بری
چونکه بد کردی بترس ایمن مباش | زانکه تخمست و بر و یابد خداش
راز ها را میکند حق آشکار | چون بخواهد رست تخم بدمکار
چند گاهی او بپوشاند که تا | آید آخر زان پشیمانی ترا

حکایت

عهدِ عمر آن امیرِ مومنان | داد دزدی را بجلاّد و عوان
بانگ زد آن دزد کای میرِ یار | اولین بارست جرمم درگذار
گفت عمر حاش لله که خدا | بارِ اول قهر نارد در جزا
بارها پوشد پیِ اظهارِ فضل | بازگیرد از پیِ اظهارِ عدل
تا که این هر دو صفت ظاهر شود | آن مبشر گردد این منذر شود
از کرم دان این که می ترساندت | تا بملکِ ایمنی بنشاندت
رو بترس و طعنه کم زن بر بدان | پیشِ دامِ عجزِ خود اور ابدان
این رجا و خوف در پرده بود | تا پسِ پرده چه پرورده بود

باب بست و نهم در رجا

انبیا گفتند نومیدی بدست | فضل و رحمتهای یارب بیحدست
از چنین محسن نشاید ناامید | دست در فتراکِ این رحمت زنید
بعدِ نومیدی بسی امیدهاست | از پسِ ظلمت بسی خورشیدهاست

هین چرا خشکی که اینجا چشمهاست | هین چرا دردی که اینجا صد دواست
یا نمیدانی کرمهای خدا | که ترا میخواند آنسو که بیا
گمرهی را منهج ایمان کند | کجروی را مقصد احسان کند
تا نباشد هیچ محسن بی رجا | تا نباشد هیچ خائن بی رجا
نیستم امیدوار از هیچ سو | وان کرم میگویدم لا تیأسوا
گرچه مازین ناامیدی در گریم | چون صلا زو دست اندازان دریم
تا امیدی را خدا گردون زند | چون گنه مانند طاعت آمدست
تو مگو ما را بدین شه بار نیست | با کریمان کارها دشوار نیست
نی مشو نومید و خود را شاد کن | پیش آن فریادرس فریاد کن
گوی نومیدی مرو امید هاست | سوی تاریکی مرو خورشید هاست

حکایت مطرب پیر چنگی

آن شنیدستی که در عهد عمر | بود چنگی مطربی با کر و فر
بلبل از آواز او بیخود شدی | یک طرب از آوازِ خوبش صد شدی
مجلس و مجمع دمش آراستی | وز نوایی او قیامت خاستی
مطربی کز وی جهان شد پر طرب | رسته زاوازش خیالات عجب
از نوایش مرغ دل پران شدی | وز صدایش هوش جان حیران شدی
چون بسر آمد روزگار و پیر شد | باز جانش از عجز پشته گیر شد

گشت آواز لطیف جانفزاش | زشت و نزدِ کس نیز زیدی بلاش
آن نوائی رشکِ زهره آمده | همچو آوازی خرِ پیری شده
چونکه مطرب پیر تر گشت و ضعیف | شد ز بی کسبی رهین یک رغیف
گفت عمری مهلتم دادی بسی | لطفها کردی خدایا با خسی
معصیت ورزیده ام هفتاد سال | باز نگرفتی ز من روزی نوال
نیست کسب امروز مهمانِ توام | چنگ بهرِ تو زنم کانِ توام
چنگ را برداشت شد الله جو | سوی گورستانِ پیر شب آه گو
گفت خواهم از حق ابریشم بها | کو به نیکوئی پذیرد قلبها
هیچ قلبی پیشِ او مردود نیست | زانکه قصدش از خریدن سود نیست
چنگ زد بسیار و گریان سر نهاد | چنگ بالین کرد و بر گوری فتاد
خواب بردش مرغ جان از حبس رست | چنگ و چنگی را رها کرد و بجست
گشت آزاد از تن و رنجِ جهان | در جهانِ ساده و صحرای جان
آن زمان حق بر عمر خوابی گماشت | تا که خویش از خواب نتوانست داشت
در عجب افتاد کین معهود نیست | این ز غیب افتاد بی مقصود نیست
سر نهاد و خواب بردش خواب دید | کامدش از حق ندا جانش شنید
آن ندائی کاصل هر بانگ و نواست | خود ندا آنست و این باقی صداست
بانگ آمد عمر را کای عمر | بنده ما را از حاجت باز خر

ع ۵۱ بمعنی گرفتن و زمان تنگ یعنی هر کس جان عزیز میدارد ۱۲ ح

ع ۵۲ ناقص ۱۲

ع ۵۳ ۱۲

ع ۵۴ ۱۲

ع ۵۵ ۱۲

ع ۵۶ ۱۲

ع ۵۷ ۱۲

بندهٔ داریم خاص و محترم — سوی گورستان تو رنجه کن قدم

ای عمر برجه زبهر المال عام یعنی کرم ۱۲ — مقصد و نیار بر کف نه تمام

پیش او برکامی تو ما را احتیا ۵۱ برجه ادبست از برجستن یعنی عتابی کن ۱۲ — این قدر بستان کنون معذور دار

این قدر از بهر ابریشم بها — خرج کن چون خرج شد اینجا بیا

پس عمر زان هیبت آواز جست — تا میان را بهر این خدمت ببست

سوی گورستان عمر بنهاد رو — در بغل همیان دوان در جست و جو

گرد گورستان دوانه شد بسی — غیر آن پیر او ندید آنجا کسی

گفت این نبود دگر باره دوید — ماند گشت و غیر آن پیر او ندید

گفت حق فرمود ما را بنده ایست — صافی و شایستهٔ و فرخنده ایست

پیر چنگی کی بود خاص خدا — جبذا ای سر پنهان جبذا

بار دیگر گرد گورستان بگشت — همچو آن شیر شکاری گرد دشت

چون یقین گشتش که غیر پیر نیست ۵۲ — گفت در ظلمت دل روشن بسیست

آمد و با صد ادب آنجا نشست — بر عمر عطسه فتاد و پیر جست

مر عمر را دید و ماند اندر شگفت — عزم رفتن کرد و لرزیدن گرفت

گفت در باطن خدایا از تو داد — محتسب بر پیر چنگی او فتاد

چون نظر اندر رخ آن پیر کرد — دید او را شرمسار و روی زرد

پس عمر گفتش مترس از من مرم — کت بشارتها ز حق آورده ام

۵۱ قولہ پیش او برجہ یعنی مقصد و نیار را پیش آن مطرب بر دیگر کہ تو مقبول خدا شدی و این قدر زر و اجرت چنگ گزاردی خود بگیر ۱۲

۵۲ قولہ در گرفت ظلمت یعنی بیا مرد صاحب بصیرت و در بیا بسا عیب معصیت و ذلت برپوشد ۱۲

چندیز دان مدحتِ خوی تو کرد — تا عمر را عاشقِ روی تو کرد
پیشِ منِ بنشین و مهجوری مساز — تا بگوشت گویم از اقبال راز
حق سلامت میکند میپرسدت — چونی از رنج و غمانِ بیحدت
نک قراضه چند ابر بشیم بها — خرج کن این را و بازا اینجا بیا
پیر لرزان گشت چون این را شنید — دست میخائید و بر خود میطپید
بانگ میزد کای خدای بی نظیر — بسکه از شرم آب شد بیچاره پیر
چون لبی بگریست و از حد رفت درد — چنگ از و بر زمین و خرده کرد
گفت ای بوده حجابم از اله — ای مرا تو راه زن از شاهراه
ای بخورده خونِ من هفتاد سال — ای ز تو رویم سیه پیشِ کمال
ای خدای با عطای با وفا — رحم کن بر عمرِ رفته در جفا

باب سی ام در صبر و حلم

که نیم کو هم ز صبر و حلم و داد — کوه را کی در رباید تند باد
صبر از ایمان بیابد بسر کله — چیست لاصبر فلا ایمان له
گفت پیغمبر خدا شش ایمان نداد — هر که را نبو و صبوری در نهاد
یوسفِ حسنی و این عالم چو چاه — وین رسن صبرست بر امرِ اله
یوسفا اندر رسن در زن دو دست — از رسن غافل مشو بیگه شدست
مکرِ شیطانست تعجیل و شتاب — لطفِ رحمانست صبر و اجتناب

گفت حق ایوب را در مکرمت — من بهر مؤنیت صبری دادمت

هین بصبر خود مکن چندین نظر — صبر دیدی صبر دادن را نگر

صبر کردن جان تسبیحات لشست — صبر کن کالسنت بتسبیح درست

هیچ تسبیحی ندارد آن درج — صبر کن اَلصَّبرُ مِفتاحُ الفَرَج

صبر همچون پل صراط آمد بهشت — هست باهر خوب یک لایی زشت

تا ز لا لا میگریزی وصل نیست — زانکه لا لا راز شاهد فصل نیست

توچه دانی ذوقِ صبرای شیشه دل — خاصه صبر از بهرِ آن نقشِ چگل

هفت سال ایوبؑ با صبر و رضا — در بلا خوش بود با ضیفِ خدا

از دعا و وصلت و علم و حیا — بود چون شیر و عسل او با بلا

صبر مه با شب منور دارد ش — صبر گل با خار او فر و ارد ش

صبر شیر اندر میانِ فرث و خون — کرد او را ناغش ابن اللبون

صبر جمله انبیا با منکران — کرد شان خاصِ حق و صاحبقران

هر کرا بینی یکے جامه درست — دان که او آنرا بصبر و کسب جست

هر کرا بینی برهنه بے نوا — هست بر بیصبری او آن گوا

باش تا صبیای ستهای جاهل صبر کن — خوش مدارا کن بعقلِ من لدن

صبر یونا اهل اهلان رحلبست — صبر صافی میکند هر جا دلیست

آتشِ نمرود را بر ابهیم را — صفوتِ آئینه آمد در جلا

---

۵۱ نام آنحضرت است که در ان نقاشان بسیار زده و نیز مردم آنجا خوش صورت باشند ۱۲

۵۲ تو در صبر بگو که اندکی پیدایش شیراز خان و فضلا الله خان می شود پس می فرماید که باید دید که چون شیراز فضله و خون صبر کرد ایزد تعالی او را باعث زندگی جهانیان شیر خواره گردانید ۱۲

۵۳ تو در بابا ستهای اشاره است بمضمون کریمه که ایزد تعالی در قرآن

۵۴ در نسخه

جورِ کفرِ نوحیان و صبرِ نوحؑ — نوح را شد صیقل مرآتِ روح

گر سخن خواهی که گوئی چون شکر — صبر کن از حرص و این حلوا مخور

صبر باشد مشتہائے زیرکان — ہست حلوا آرزوی کودکان

ہر کہ صبر آورد گردون بر رود — ہر کہ حلوا خورد واپس تر رود

پردہ ہائی دیدرا داروی صبر — ہم بسوزد ہم بسازد شرحِ صدر

صبر را با حق قرین کن ای فلان — آخر والعصر را آگہ بخوان

صد ہزاران کیمیا حق آفرید — کیمیای ہمچو صبر آدم ندید

چون کہ رنجِ صبر نبود مر ترا — شرط نبود پس فروناید جزا

حبذا آن شرط و شادان آن جزا — آن جزای دلنوازِ جان فزا

چون قلاوزیِ صبرت بر شود — جان باوجِ عرش و کرسی بر رود

مصطفےٰ بہر چونکہ صبرش شد براق — برکشانیدش ببالا نہ طباق

عاقبت جوینده یابنده بود — کہ فرج از صبر زاینده بود

رزق آید پیشِ ہر کہ صبر جست — رنجِ کوشش ہا ز بیصبریِ تست

تیغِ حلم از تیغِ آہن تیز تر — بل ز صد لشکر ظفر انگیز تر

این تأنی از تو از رحمان بود — وان شتاب از ہرزہ شیطان بود

حکایت

گفت عیسےٰ را یکی ہشیار سر — چیست در ہستی ز جملہ صعب تر

گفت ای جان صعب‌تر خشم خدا ‌ ‌ ‌ که ازان دوزخ همیلرزد چو ما

گفت از خشم خدا چه بود امان ‌ ‌ ‌ گفت ترک خشم خویش اندر زمان

تیغ حلم گر دنِ خشم ترا زدست ‌ ‌ ‌ خشم حق بر من همه رحمت شدست

صبر آرد آرزو را نی شتاب ‌ ‌ ‌ صبر کن والله اعلم بالصواب

شکر میکن مر خدا را در نعم ‌ ‌ ‌ نیز میکن شکر و ذکر خواجه هم

باب سی و یکم در شکر

شکر منعم واجب آمد در خرد ‌ ‌ ‌ ورنه بکشاید درِ خشم ابد

شکر کن مر شاکران را بنده باش ‌ ‌ ‌ پیشِ ایشان مرده شو افکنده باش

شکرِ یزدان طوق هر گردن بود ‌ ‌ ‌ نی جدال و رو ترش کردن بود

گر ترش رو کردن آمد شکر و بس ‌ ‌ ‌ پس چو سر که شکر گوئی نیست کس

شکرِ جانِ نعمت و نعمت چو پوست ‌ ‌ ‌ زانکه شکر آرد ترا تا کوی دوست

نعمت آرد غفلت و شکر انتباه ‌ ‌ ‌ صید نعمت کن بدامِ شکرِ شاه

گم شد از بی شکر خوبی و هنر ‌ ‌ ‌ که وگر هرگز نه بیند زان اثر

شکر کن ای مرد درویش از قصور ‌ ‌ ‌ که ز فرعونی رهیدی و ز کفور

شکر کن مظلومی و ظالم نه ‌ ‌ ‌ ایمن از فرعونی و هر فتنه

شکر گویم دوست را در خیر و شر ‌ ‌ ‌ زانکه هست اندر قضا از بد بتر

چونکه قسام اوست کفر آمد گله ‌ ‌ ‌ صبر باید صبر مفتاح الصله

غیرِ حق جمله عدوّند اوست دوست — با عدو از دوست کی شکوه نکوست

۵۱ شکر از شکرِ خدا باشد یقین — چون باحسان کرد توفیقش قرین

رحمتِ مادر اگرچه از خداست — خدمتِ او هم فریضه ست و سزاست

ترکِ شکرش ترکِ شکرِ حق بود — حقِّ او لاشک بحق ملحق بود

هر زمان در گلشنِ شکرِ خدا — رو برآور همچو بلبل صد نوا

دلبر و مطلوب با ما حاضرست — وز نثارِ رحمتش جان شاکرست

۵۲ جز ز اهلِ شکر و اصحابِ وفا — که مر ایشان راست دولت در قفا

باب سی و دوم در وفا

عقل را باشد وفایِ عهدها ۵۳ — تو نداری عقل روای بی خبر بها

عقل را یاد آید از پیمانِ خود — پرده نسیان بدرّاند خرد

چونکه عقلت نیست نسیان میرِ تست — دشمن و باطل کنِ تدبیرِ تست

گر بجوا هی رشکِ ابلیسی بیا ۵۴ — از درِ دعوی بدرگاهِ خدا

چون وفایت نیست باری دم مزن ۵۵ — که سخن دعویست اغلب ما و من

وعدها باشد حقیقی دلپذیر ۵۶ — وعدها باشد مجازی تا سه گیر

وعدهٔ اهلِ کرم گنجِ روان — وعدهٔ نااهل شد رنجِ روان

چونکه در عهدِ خدا کردی وفا — از کرم عهدت نگهدارد خدا

چون درختست آدمی و بیخ عهد — بیخ را ایثار میباید به جهد

---

۴۷ نور: شکر از بعضی بعضی است
شکر بر ادای شکر خدا فرض است
شکر انعام تا توفیق شکر عطا فرماید ۱۲

۴۸ نور: جز بجز از اهل شکر یعنی صاحبان
شکر و دعا را دولت دارین حاصل
است وسیله ایجاد انها و بقا را ۱۲

۴۹ نور: عقل بعضی بعضی مقتضای عقل
سر رشته دار و خویش بعضی مقتضای عقل
دوراندیش همین است کسی که وفای
عهد دارد و هر که وفا ندارد
بی عقل باشد ۱۲

۵۰ نور: وفا بعضی بعضی از بعضی
بنیاد زندگانی بر وفاست

۵۱ ۸۳
بردوز نیل مشود دعوی را بگذار
دولم ایمان در راه حق بنه ۱۲

۵۲ نور: چون وفا نیست یعنی
هر گاه که وفای عهد نداری دعوی
کردن محض نخوهست که من چنین
و چنان هستم ۱۲

۵۳ نور: وعده ها باشد یعنی
وعدهٔ تحقیق که مراد از صدق و درست
مقبول باشد و وعدهٔ مجازی که
فقط از زبان باشد باعث یاس
گردد و تا سه مرادف تلوّن است
یعنی اضطراب و بیقراری ۱۲

عهدِ فاسد بیخ بوسیده بود | وز شمار و لطف ببریده بود
گوش نه اَوفُوا بعهدی گوشدار | تا که اُوفِ عهدکم آید زیار
از وفایِ حق تو بسته دیده | فاذکرونی اذکرکم نگر نشنیده
آن جماعت را که وافی بوده اند | بر همه اصنافِ شان افزوده اند
گشت دریاها مسخّرشان و کوه | چار عنصر نیز بندهٔ آن گروه
چون ندارد مرد کج در دین وفا | هر زمانی بشکند سوگند را
راستان را حاجتِ سوگند نیست | زانکه ایشان را دو چشم رو نیست
نقضِ میثاق و عهود از احمقی ست | حفظِ ایمان و وفا کار تقیست
جرعه بر خاکِ وفا آنکس که ریخت | کی تواند صیدِ دولت را گریخت
سوی عهدِ بیوفایان هین مرو | کان پلِ ویران بود نیکو شنو

باب سی و سوم در توکل

گر توکل میکنی در کار کن | کسب کن پس تکیه بر جبّار کن
گفت پیغمبر بآواز بلند | با توکل زانوِ اشتر به بند
رمز اِکْسِبْ حبیبُ الله شنو | از توکل در سبب کاهل مشو
نیست کسبی از توکل خوبتر | چیست از تسلیمِ خود محبوبتر
آن توکل کو خلیلا نه ترا | تا نبرد زحمت اسماعیل را
آن توکل کو کلیما نه ترا | تا کند شهراه قعرِ نیل را

کسب جز نامی مدان ای نامدار — جهد جز وهمی مدان ای با عیار

حیله کرد انسان و حیلش دام بود — آنکه جان پنداشت خون آشام بود

ما عیالِ حضرتیم و شیر خواه — گفت الخلقُ عیالُ للإله

آنکسی را کش خدا حافظ بود — مرغ و ماهی مر ورا حارس شود

های هوی بادِ شیر افشانِ ابر — در غم ما اند یکساعت تو صبر

فی السماء رزقکم منشید — اندرین پستی چه بر چیدید

هین توکل کن ملرزان پا و دست — رزقِ تو بر تو ز تو عاشق تر ست

عاشقست و میزند او مول مول — که ز بی صبریت دانای فضول

گر ترا صبری بُدی رزق آمدی — خویش را چون عاشقان بر تو زدی

آنچنان که عاشقی بر رزق و زار — هست عاشق رزق هم بر رزق جوار

ور تو نشتابی بیاید بر درت — ور تو بشتابی دهد در دِ سرت

گر بخواهی ور نخواهی رزقِ تو — پیشِ تو آید دوان از عشقِ تو

رو حیاتِ عشق خواه و جان مخواه — تو از و آن رزق خواه و نان مخواه

آنکه او از آسمان باران دهد — هم تواند کو ز رحمت نان دهد

رزق از وی جو مجو از زید و عمر — مستی از وی جو مجو از بنگ و خمر

منعمی ز و خواه نی از گنج و مال — نصرت از وی خواه نی از عم و خال

عاقبت ز ینها بخواهی ماندن — هین کرا خواهی دران دم خواندن

---

۸۱ یعنی رزق را

۸۲ یعنی رزق مقدر

۸۳ یعنی رزق مجوار

۸۴ یعنی رزق مجوار

۸۵ انذ چنانکه سعدی علیه الرحمه گفته
ابر و باد و مه و خورشید و فلک در کارند
الی آخر القطعه پس انسان را باید
که در طلب روزی صابر باشد
و بر روزی دهنده متوکل ۱۲

۸۶ در لفظ ماندن و
خواندن حرکت نون اول را
از تصرفات باید ۱۲ منست ۱۲

۸۰ قوله جل ذکره یعنی
از آنچه بنده کرد انسان جلب کند

۸۲ قوله ما عیال حضرتیم یعنی
روزی خوار اصلی آفریدگار علیه و آله السلام
است و بندگان خدا عیال او اند
و هر که عیال کسی باشد او روزی خواند بجا
عیال را از روزی خواندن خدا احسان
پس هر که بر بندگان خدا احسان
می کند از برای تعالی او را دوست
میدارد ۱۲

۸۳ قوله های هوی یعنی
هوا و ابر بهر جا بر است

این دم او را خوان و باقی را بمان	تا تو باشی وارثِ ملکِ جهان

حکایت

گفت موسی را بوحیِ دل خدا — کای گزیده دوست میدارم ترا
گفت چه خصلت بود ای ذو الکرم — موجبِ آن تا من آن افزون کنم
گفت چون طفلی بپیشِ والده — وقتِ قهرش دست هم بر وی زده
خود نماند جز که او دیّار[۱] هست — هم از و مخمور و هم از اوست مست
مادرش گر سیلیی بر وی زند — هم بمادر آید و بر وی تند
از کسی یاری نخواهد غیرِ او — اوست جمله شرّ او و خیرِ او
خاطرِ[۲] تو هم ز مادر خیر و شر — التفاتش نیست جاهای دگر
غیرِ من پیشت چو سنگست و کلوخ — گر صبیّ[۳] و گر جوان و گر شیوخ
هست این ایّاکَ نعبدُ حصر را — در لغت دان از پیِ نفیِ ریا
هست[۴] ایّاکَ نستعینُ از بهرِ حصر — حصر کرده استعانت را بقصر[۵]
که عبادت مر ترا آریم و بس — طمعِ یاری هم ز تو داریم و بس
گفت پیغمبر که جنت از اله — گر همیخواهی ز کس چیزی مخواه
ور نخواهی ضامنم پس مر ترا — جنة الفردوس و دیدارِ خدا
هین از و خواهید و نی از غیرِ او — آب در یم جو مجو در خشک جو
در نخواهی از دگر هم او دهد — بر کفش میلِ سخا هم او نهد

---

۱ ای تو نیز دیّر خرد شرخیال
بعوف دیّرکن ۱۲

۲ تو نیستی این یعنی اصل
کلام چنین بود که نعبدک لیس بیننا
حرکات خطاب را بلفظ ایا
بدل ساخته بعد مقدم و تو
تا فائده حصر کند و ریا دفع گردد
چنانکه در علم معانی مقرر شده
۸۶

۳ در نسخه بدون نقطه

۴ مشعر بر آنست که عبادت
و استعانت هر دو
حصری است و مراد از نفی ریا
حصر اول است
و این مقام از علم معانی است ۱۲

۵ منحصر نمودن چیزی
در چیزی بطریق مخصوص
عبد الحکیم مختصر معانی

حکایت

یک جزیره[۵۱] سبز هست اندر جهان — کاندر و گاو یست تنها خوش دوان

جمله صحرا را چرد او تا بشب — تا شود ژرفت[۵۲] و عجیب و منتخب

شب زاندیشه که فردا چه خورم — گرد دا و چون تار مولا غرز غم

چون برآید صبح گردد سبز دشت — تا میان رسته قصیل و سبز گشت

اندرافتد گاو با جوع[۵۳] البقر — تا بشب او ز آن چرد او سر بسر

باز ژرفت و فربه و لمتر شود — آن تنش از بیه و قوت پر شود

باز شب اندر تب افتد از فزع — تا شود لاغر ز خوف منتجع

که چو خواهم خورد فردا وقت خویش — سالها اینست کار آن بقر

هیچ نادیشید که چندین سال من — میخورم زین سبزه زار و زین چمن

هیچ روزی کم نیاید روزیم — چیست این ترس و غم و دلسوزیم

این نفس گاوست و آن دشت این جهان — که همی لاغر شود از خوف نان

که چه خواهم کرد مستقبل عجب — قوت فردا از کجا سازم طلب

سالها خوردی و کم ناند ز خور — ترک مستقبل کن و ماضی نگر

گر جهان[۵۴] را پر دُر مکنون کنند — روزی تو چون نباشد چون کنند

غم خور و نان غم افزایان مخور — زانکه عاقل غم خورد کودک شکر

ور فگن تدبیر خود را بیتش دوست — گرچه تدبیرت هم از تدبیر اوست

---

۵۱ یعنی آسمان که بالشد ۱۲

۵۲ یعنی فربه گشته و سطبر و بزرگ شده ۱۲

۵۳ یعنی فزع البقر ۱۲

۵۴ قوله گر جهان را یعنی گر چه این عالم از دُر و گوهر پر شود و در وی ذرهٔ نباشد تو دران نباشد ذرهٔ ازان بدست تو نیاید و این خود وی غیر اغنیا نیست ۱۲

کار آن دارد که حق افراشتست | آخر آن روید که اول کاشتست

هر چه کاری ای برادر می دروی | چون اسیر دوستی ای دوستدار

ننگ[۵۱] درویشی زدرویشی مباش | روز و شب از روزی اندیشی مباش

بر دلِ خود کم نه اندیشه معاش | عیش کم ناید تو بر درگاه باش

ای دویده سوی دکان از پگاه | هین بمسجد رو بجو رزق از آله

چون قضا آید شود تنگ این جهان | از قضا حلوا شود رنج دهان

باب سی و چهارم در رضائے بالقضا

گفت اذا جاء القضا ضاق الفضا | تحجب الابصار اذ جاء القضا

گر شود ذرات عالم حیله پیچ | با قضائی آسمان هیچست هیچ

چون قضا بیرون کند از چشم خیر | عاقلان گردند جمله کور و کر

حکم تقدیرش چو آید بی وقوف | عقل چه بود در قضا افتد خسوف

غیر آنکه در گریزی در قضا | هیچ حیله ندهدت از وی رها

با قضا هر که شبیخون آورد | سرنگون آید ز خونِ خود خورد

اعجمی چون گشته اندر قضا | میگریزانی زد او رمال را

این[۵۲] قضا را هم قضا داند علیج | عقلِ خلقان در قضا کیست و کیج

با قضا پنجه مزن ای تند و تیز | تا نگیرد دشمن قضا با تو ستیز

مرده باید بود پیشِ حکمِ حق | تا نیابد زخم از رب الفلق

چون قضا آید شود دانش بخواب | مه سیه گردد بگیرد آفتاب

---

۵۱ در ننگ در درویشی یعنی
ما دوم که در ننگ درویشی افتاده
ایم بسبب اینکه خود را محل و در دل
ما فهمیده در تلاش روزی دیدار
فی اگر دیم اگر پای قناعت در دا
صبر کنیده اضطراب را بخود راه
ندیم پس از ننگ درویشی بخات

۵۲ در رضا بالقضا ۸۸

با پیر ۱۲

۵۲ قضا را علیج

ملا حسن بیتی حکمت
سبیل سرد و نفس
نشاط و عیش و قصد
در احکام آسمانی چیلان باشد ۱۲

چرخ گردان را قضا گره کند | صد عطارد را قضا ابله کند
زیرکی بفروشش و حیرانی بخر | زیرکی زرقست و حیرانی نظر
داند آنکو نیکبخت و محترمست | زیرکی زابلیس و عشق از آدمست
اکثر اهل الجنة بُلهه اند ای پدر | بهر این گفتست سلطان البشر
زیرکی چون بادِ کبر انگیزتست | ابلهی شو تا بماند دل درست
ابلهی نی کو بمسخرگی دو پوست | ابلهی کو والهِ وحیرانِ هوست
چون قضا آید فرو پوشد بصر | تا نداند عقل ما پا را ز سر
چشمِ آدم چون بنورِ پاک دید | جانِ وسترِ ما مهاگشتش پدید
اینهمه دانست چون آمد قضا | دانشش یک نهی شد بروی خطا
این قضا ابری بود خورشید پوش | شیر واژ در ره شود زو همچو موش
بر قضا کم نه بهانه ای جوان | جرم خود را چون نهی بر دیگران
بل قضا حقست و جهدِ بنده حق | هین مباش اعور چو ابلیس خلق
گردِ خود بر گرد و جُرمِ خود ببین | جنبش از خود بین و از سایه مبین
فعلِ تو که زاید از جان و تنت | همچو فرزندت بگیرد دامنت
فعل را در غیب صورت می کنند | فعلِ دزدی را بدار آری میزنند
دار کی ماند بدزدی لیک آن | هست تصویرِ خدای غیب دان
رنج را باشد سبب بد کردنی | بد ز فعلِ خود شناس از بخت نی

جرم بر خود نه که تو خود کاشتی | با جزا و عدلِ حق کن آشتی
هر چه از تو یاده گردد از قضا | تو یقین دان که خریدت از بلا
گر قضا پوشد سیه همچون شبت | هم قضا دستت بگیرد عاقبت
گر قضا صد بار قصدِ جان کند | هم قضا جانت دهد دربان کند
این قضا صد بار گر راهت زند | بر فرازِ چرخ خرگاهت زند
چون قضا خواهد کسی را بفسرد | سروی از صد پوستین هم بگذرد
در وجودش لرزه نبهد کآن | نی بجامه به شود نی زاتش آن
چون قضا آید طبیب ابله شود | وان دوا در نفع هم گمره شود

حکایت

آمد از آفاق یارِ مهربان | یوسفِ صدیق را شد میهمان
کاشنا بودند وقتِ کودکی | بر رسِ ساده آشنائی مشکی
یاد دادش جور اخوان و حسد | گفت کان زنجیر بود و ما اسد
عار نبود شیر را از سلسله | نیست ما را از قضاے حق گله
در قضا یعقوب چون بنهاد سر | چشم روشن کرد از بوی پسر
در توکل جز که تسلیمِ تمام | در غم و راحت همه کرست و دام
شرطِ تسلیمست نی کارِ دراز | سود نبود در ضلالت ترکتاز

باب سی و پنجم در تسلیم

همچو اسمٰعیل پیشش سر بنه — شاد و خندان پیشِ تیغش جان بده

تا بماند جانت خندان تا ابد — همچو جانِ پاکِ احمد ما احد

عاشقان جامِ فرح انگه کشند — که بدستِ خویش خوبان شان کشند

من نهم پیشِ تو شمشیر و کفن — میکشم پیشِ تو گردن را بزن

ای جفایِ تو ز دولت خوبتر — وانتقامِ تو ز جانِ محبوبتر

آن بدی که تو کنی از خشم و جنگ — با طرب تر از سماع و بانگِ چنگ

عاشقم بر قهر و بر لطفش بجد — ای عجب من عاشقِ این هر دو ضد

گر مرادت را مذاقِ شکرست — بیمرادی نه مرادِ دیگرست

ناخوشِ او خوش بود بر جانِ من — جان فدایِ یار و دل رنجانِ من

عاشقم بر رنجِ خویش و دردِ خویش — بهرِ خوشنودیِ شاهِ فردِ خویش

هر ستارش خوبنهایِ صد هلال — خونِ عاشق ریختن او را حلال

چون ز عفوِ او چو اغنی ساختم — توبه کردم اعتراض انداختم

دوستی چون زر بلا چون آتشست — زرِ خالص در دلِ آتش خوشست

باب سی و ششم در صبر

وصل پیدا گشت از عینِ بلا — زان حلاوت شد عبارت ما قلا

رنج گنج آمد که رحمتها در وست — مغز تازه شد چو بنجر اشید پوست

آن بهاران مضمرست اندر خزان — در بهارست آن خزان بگریز ازان

رنج و غم را حق بی آن آفرید — تا بدین صد خوشدلی آید پدید

آفتابی گر برآید نارگون ... ساعتی دیگر شود او سرنگون

اختر انی تافته بر چار طاق ... لحظه لحظه مبتلای احتراق

ماه کو افزود اختر در جمال ... شد ز رنج دق همچون هلال

آب خوش کو روح را همشیره شد ... در غدیری زرد و تلخ و تیره شد

آتشی کو باد دارد در بروت ... هم یکی بادی برو خواند یموت

حال دریا ز اضطراب و جوش او ... فهم کن تبدیلهای هوش او

چرخ سرگردان که اندر جستجوست ... حال او چون حال فرزندان اوست

گه حضیض و گه میانه گاه اوج ... اندر و از سعد و نحسی فوج فوج

چونکه کلیات را نیست ثبات ... جز و ایشان چون نباشد روز رد

گوی انگه راست بی نقصان شود ... کو ز زخم دست شه رقصان شود

جان سپر کن تیغ بگذار ای پسر ... هر که بی سر بود ازین شه بر در سر

همرهِ غم باش و با وحشت بساز ... می طلب در مرگ خود عمر دراز

ما التصوف قال و جد الفرح ... فی الفؤادی عند اتیان الترح

عاقلان از بیمرادیهای خویش ... باخبر گشتند از مولای خویش

بیمرادی شد قلاوز بهشت ... حفت الجنة شنو ای خوش سرشت

دوستان را رنج باشد همچو جان ... دوستان بین کو نشان دوستان

کی گران گیرد ز رنج دوست دوست ... رنج مغز و دوستی آنرا چو پوست

ف ۱ قولہ آتشی کو یعنی آتش باتیہ حدیثا کہ دارد واز صوت باد وی بمیرد ۱۲

ف ۲ قولہ ما التصوف یعنی صوفی تصوف گفت یافتن سر در دل وقت آمدن بیخود ماندن وی ۱۲

ف ۳ ترح بالفتح قصر و بالکسر اندوہ و ترح از اضداد چیزی ۱۲ ۹۲

ف ۴ قولہ عاقلان الخ

ف ۵ قولہ ما التصوف قال وجد الفرح فی الفؤادی عند اتیان الترح

خلاف عاقلان می شنود ۱۲

نی نشانِ دوستی شد سرخوشی | در بلا و آفت و محنت کشی
چون[۵۱] گرانیها اساسِ رحمت است | تلخها هم پیشوایِ نعمت است
زان حدیثِ تلخ میگویم ترا | تا ز تلخیها فروشویم ترا
حُفَّتِ[۵۲] الجنّة بمکروهاتها | حُفَّتِ النّیران من شهواتها
هر که در زندان قرینِ محنت است | آن جزایِ لقمهایِ شهوت است
جز بشب خلوت نباشد شاهرا | جز بدردِ دل مجو دلخواه را
هر کجا شمعِ بلا افروختند | صد هزاران جانِ عاشق سوختند
حق تعالی گرم و سرد و رنج و درد | بر تنِ مامی نهد ای شیرمرد
خوف[۵۳] جوع و نقصِ اموال و بدن | جمله بهرِ نقدِ جان ظاهر شدن
داد مر فرعون را صد ملک و مال | تا بکرد او دعویِ عزّ و جلال
تو ز تلخی[۵۴] چونکه دل پرخون شوی | پس ز تلخیها همه بیرون شوی
در همه عمرش ندید او در دسر | تا نناله با خدا آن بدگهر
داد او را جمله ملکِ اینجهان | تا نخواند مر خدا را در نهان
شاد از غم شو که غم دامِ بقاست | اندرین ره سوی پستی از رقاست
غم یکی گنجست رنجِ تو چو کان | لیک کی در گیرد این در کودکان[۵۵]
کان[۵۶] بلا دفعِ بلاهایِ بزرگ | وان زیان منعِ زیانهایِ سترگ
تا بدانی که زیانِ جسم و مال | سودِ جان باشد رهاند از وبال

در دنیا در رنج و اندوه باشد
خدا او را در جنت خواهد برد
کسی که در دنیا بسیار خویش را نفرماید
کسی را در دنیا بسیار فرماید
قوله تعالی و جمع فیها
کسی که در دنیا بسیار خویش را نفرماید
یعنی هر که در دنیا بسیار خویش را نفرماید
کسی که در دنیا بسیار خویش را نفرماید
قوله تعالی یعنی کسی که در دنیا بسیار خویش را نفرماید
کسی که در دنیا بسیار خویش را نفرماید
قوله تعالی یعنی کسی که در دنیا بسیار خویش را نفرماید

۹۳
که رنج دنیا بسیار خواهی کشید
از جمله عقوبات اخروی بخلاف
خواهی یافت ۱۲

۵ ای این سخن در گوش
کودکان که مراد از فرقه غافلان
باشد چگونه اثر خواهد کرد ۱۲

۶ قوله کان بلا یعنی
بعض بلا موجب دفع بلاهای
بزرگ باشد چنانکه تب یکروزه
مومن گناهان را زایل کننده معتاد
گناه باشد ۱۳

بندہ مینالد ز حق از درد و نیش
صد شکایت میکند از رنج خویش

حق همیگوید که آخر رنج و درد
مر ترا لایه کنان وا میرست کرد

نی تو صیادی و جویای منی
بندۂ افگندہ رای منی

حیله اندیشی که در من در رسے
در فراق و جستن من بیکسی

چاره می جوید پے من در دو تو
میشنودم دوش آہ سرد تو

می تواتم هم که بے این انتظار
ره دهم بنمایمت راہ گذار

تا ازین گرداب دوران وارهے
بر سر گنج وصالم پا نهے

لیک شیرینی و لذات مقر
هست از اندازۂ رنج سفر

آنگه از شهر و ز خویشان برخورے
کز غریبی رنج و محنتها بریے

در حقیقت هر عدو داروی تست
کیمیا و نافع دلجوی تست

که از و اندر گریزی در خلا
استعانت جوی از لطف خدا

در حقیقت دوستانت دشمن اند
که ز حضرت دور و مشغولت کنند

آدمی را پوست داند بوغدان
از رطوبتها شده زشت و گران

تلخ و تیره مانش بنگیارده
تا شود پاک و لطیف و با مزه

گر نمی تابی رضا ده ای عیار
تا خدا رنجت دهد بی اختیار

که بلای دوست تطهیر شماست
علم او بالای تدبیر شماست

هر زمان گوید بگو شم بخت نو
گر ترا غمگین کنم غمگین مشو

من ترا غمگین و گریان زان کنم | تا کت از چشم بدان پنهان کنم
تلخ گردانم ز غمها خوی تو | تا بگردد چشم بد از روی تو
چون نشان مومنان مغلوبیست | لیک در اثنا شکست مومن خوبیست
دُر اگرچه خرد و اشکسته شود | تو تیلائی دیده خسته شود
ای در از اشکست خود بر سر مزن | کز شکستن روشنی خواهد شدن
تو مبین گر بر درستی یا بخاه | تو مرا بین که منم مفتاح راه
تا توانی بنده شو سلطان مباش | ز خمگین چون گوی شو چوگان مباش
خدمت اکسیر کن مس وار تو | جور میکش ای دل از دلدار تو
نیکبختی را چو حق رنجی دهد | رخت را نزدیک تر وامی نهد
لیک چون رنجی دهد بدبخت را | او براندازد بگفر آن رخت را
چون محک آید بلا و بیم جان | زان پدید آید شجاع از هر جبان
همچو آب نیل آمد این بلا | سعد را آبست و خون بر اشقیا
هر که پایان بین ترا و مسعود تر | حد تُرا و کار کافرون دیدتر
عمر خوش در قرب جان پرورد است | عمر زاغ از بهر سرگین خوردنست

باب سی و هفتم در قرب

قرب بر انواع باشد ای پدر | میز ند خورشید بر کهسار و در
آن نمی بینی که قرب اولیا | صد کرامت دارد و کار و کیا

قرب خلق ورزق برجملہ است عام
قرب وحی عشق دارند این کرام

گفت پیغمبر کہ معراج مرا
نیست بر معراج یونس اجتبا

آن عمن بر چرخ وآن او نشیب
زانکہ قرب حق فزونست از حسیب

قرب نی بالا و پستی رفتنست
قرب حق از قید ہستی رستنست

آنکہ چون سگ از اصل کہ دانی بود
کی مرا ورا حرص سلطانی بود

انچہ جستست اقربا از حبل ورید
توفگندہ تیر فکرت را بعید

ای کمان و تیرہا برساختہ
صید نزدیک و تو دور انداختہ

ہر کہ دور اندازتر او دورتر
وز چنین کنجست او مہجورتر

باب سی و ہشتم در انس

در غم ما روزہا بیگاہ شد
روزہا با سوزہا ہمراہ شد

روزہا گر رفت گو رو باک نیست
تو بمان ای آنکہ چون تو پاک نیست

ہر کہ جز ما ہیچ ما زابش سیر شد
ہر کہ بیروزیست روزش دیر شد

اتصالی بی تکیف بی قیاس
ہست رب الناس را با جان ناس

اتصالی کہ نگنجد در کلام
گفتنش تکلیف باشد والسلام

پیش من آوازت آواز خداست
عاشق از معشوق حاشا کی جداست

چونکہ با حق متصل گردید جان
ذکر آن اینست و ذکر اینست آن

چونکہ با معشوق گشتی ہمنشین
رفع کن دلالگان را بعد ازین

خوی با او کن ا[ما] نه تهائی تو
ایمن آید از اُفول و از عسو

خوی با او کن که خورا آفرید
خوبهای انبیا را پرورید

روبخواهی کرد آخر در لحد
آن به آید که کنی خو با احد

آنکه شد انسش بشاهِ فردِ خویش
یافت درمانهای جمله دردِ خویش

چون ازان اقبال شیرین شد دهان
سرّ دشد بر آدمی ملکِ جهان

این خبرها از نظر خود نائبست
بهرِ حاضر نیست بهرِ غائبست

هرکه او اندر نظر موصول شد
این خبرها پیشِ او معزول شد

باب سی و نهم در مکاشفه و مشاهده

مطربِ جان مونسِ مستان بود
نقل و قوت و قوتِ سُستان بود

چرخ را در زیرِ پا آرامی شجاع
بشنو از فوقِ فلک بانگِ سماع

پنبهٔ وسواس بیرون کن ز گوش
تا بگوشت آید از گردون خروش

پاک کن دو چشم را از موی عیب
تا به بینی باغ و سروستانِ غیب

چشم را در روشنائی خوی کن
گرنه خفّاشی نظر آن سوی کن

دیده بینا از لقائے حق شود
حق کجا هم از هر احمق شود

هرکه دید الله را الّا لهیست
هرکه دید آن بحر را او ماهیست

حاصلِ اندر وصل چون افتاد و مرد
گشت دلاله به پیشِ مرد و نرد

چون شدی بر بامهای آسمان
سهل باشد جستجوی نردبان

غیب را ابری و آبی دیگرست | آسمان و آفتابی دیگرست
نایدش آن الا که بر خاصان پدید | باقیان فی لبس من خلق جدید
دفع کن از مغز و از بینی زکام | تا که ریح الله آید در مشام
گر به بینی تا کنفس حسن و دود | اندر آتش افگنی جان وجود
چند بینی گرد شش دولاب را | سر برون کن هم ببین گرداب را
تو همیگوئی که می بینم ولیک | دید آنرا بس علامتهاست نیک
گرد شش کف را چو دیدی مختصر | حیرتت باید بدریا در نگر
آنکه کف را دید سرکوبان شود | وانکه دریا دید او حیران شود
هر ولی کو در تحیر باخداست | کی شود پوشیده بر وی چپ و راست
حیرتی باید که رود فکر را | خورده حیرت فکر را و ذکر را
آنکه کف را دید منتها کند | وانکه دریا دید دل دریا کند
آنکه کفها دید باشد در شمار | وانکه دریا دید شد بی اختیار
آنکه او کف دید در گردش بود | وانکه دریا دید او بیغش بود
کی کند آن مست جز عدل و صواب | که ز جام حق کشیدست او شراب
جاذبان فرعون را گفتند راست | مست را پروای دست و پای نیست
دست و پای ما شراب حق شدست | دست ظاهر سایه است و کالعدست
خلق نبود گر سزای آن شراب | آن بریده به ز شمشیر خراب

دیده کو نبود ز وصلش در قره — آنچنان دید سفید و کور به

اندران دستی که نبود آن نقاب — آن شکسته به بساط طور قصاب

ساحران واقف از دست خدا — کی نهند این دست و پا را دست و پا

آنچنان پائی که از رفتار او — جان نه پیوندد بدرگس نار او

آنچنان پا در حدید ولعرست — آنچنان پا عاقبت در دوسرست

گوش کو نبود سزای راز او — برکنش از سر که نبود آن نکو

ای همه دریا چه خواهی کردیم — ای همه هستی چه میجوئی عدم

هیچ محتاج می گلگون نه — ترک کن گلگونه تو گلگون نه

ای رخ چون زهره ات شمس الضحی — ای گدای رنگ تو گلگونها

باده کاندر خم همی جوشد نهان — از اشتیاق روی تو جوشد چنان

ای مه تابان چه خواهی گرد کرد — ای که مه در پیش رویت رو نزرد

تاج کرمناست بر فرق سرت — طوق اعطیناک آویز برت

جوهرست انسان و جمله خ اورا عرض — جمله فرع و پایه انداده شد غرض

بحر علمی در نمی پنهان شده — در سه گز تن عالمی پنهان شده

ای غلامت عقل و تدبیرات و هوش — چون چنینی خویش را ارزان فروش

علم جوئی از ورقها ای فسوس — ذوق جوئی تو ز حلوا ای فسوس

می چه باشد یا سماع و یا جماع — تا بجوئی ز و نشاط و انتفاع

---

۱۲ نسخه ۹۹ ظ

۱۳ نسخه ۹۹ ظ

آفتاب از ذرّه شد وام خواه — زهره از خمّره شد جام خواه

جانِ بی‌کیفی شده محبوسِ کیف — آفتابی حبسِ عقد انیست حیف

جایِ روحِ پاک علیین بود — کرم باشد کش وطن سرگین بود

بهرِ مخمورِ خدا جامِ طهور — بهرِ این مرغانِ کور این آب شور

دَرْدِه ای ساقی یکی رطلِ گران — خواجه را از ریشِ مسبلت واربان

باب چهلم در وجد

این نفسِ جان دامنم پر بافتست — بویِ پیراهانِ یوسف یافتست

من چه گویم یک رگم هشیار نیست — شرحِ آن یاری که او را یار نیست

خوشتر آن باشد که سرِّ دلبران — گفته آید در حدیثِ دیگران

چون نمی‌گنجم دمِ کاتشِ دل تیز شد — شیرِ هجرم آشفته و خونریز شد

آنکه او هشیار خود تندست و مست — چون بود چون او قدح گیرد بدست

مرد برناز از شرابِ زور گیر — در میانِ راه می‌افتد چو پیر

خاصه این بادهٔ که از خم نیست — نی میی که مستیِ آن یک شبیست

آنکه از اصحابِ کهف از نقلِ نقل — سیصد و نه سال گم کردند عقل

وان زنانِ مصر جامی خورده اند — دستها را شرحه شرحه کرده اند

ساحران هم سکرِ موسی داشتند — دار را و لدار می‌پنداشتند

جعفرِ طیار زان می بود مست — زان گرو میکرد هیچو دیو دست

آب رحمت بایدت روپست شو
وانگهان خور خمر رحمت مست شو

رحمت اندر رحمت آید تا بسر
بر یکی رحمت فرو نای ای پسر

سخت مست و بیخود و آشفته
دوش ای جان برچه پهلو خفته

عشق جوشد باده تحقیق را
او بود ساقی نهان صدیق را

چون بجوئی تو بتوفیق حسن
باده آب جان بود ابریق تن

چون بیفزاید می توفیق را
قوت می بشکند ابریق را

پر تو ساقی ست کاندر شیره رفت
شیره برجوشید و رقصان گشت زفت

بی تفکر پیش هر دانندهٔ هست
اینکه با جنبیده جنبانندهٔ هست

گر تو او را می نه بینی در نظر
فهم کن آنرا باظهار اثر

تن بجان جنبد نمی بینی تو جان
لیک از جنبیدن تن جان بدان

همچنان که قدر تن از جان بود
قدر جان از پرتو جانان بود

گر بدی جان زنده بی پرتو کنون
هیچ گفتی کافران را آیتون

بی تماشای صفتهای خدا
گر خورم نان در گلو ماندم را

چون گوارد لقمه بی دیدار او
بی تماشای گل و گلزار او

زین خرد جاهل همی باید شدن
دست در دیوانگی باید زدن

هر که بستاید ترا دشنام ده
سود و سرمایه بفلس وام ده

ایمنی بگذار و جای خوف باش
بگذر از نامیس و رسوا باش فاش

از ستودن

آزمودم عقل دوراندیش را
بعد ازین دیوانه سازم خویش را

عقل من کنجست و من ویرانه ام
گنج اگر پیدا کنم دیوانه ام

اوست دیوانه که دیوانه نشد
این عسس را دید و در خانه نشد

ما اگر قلّاش و گر دیوانه ایم
مست آن ساقی و آن پیمانه ایم

بر خطِ فرمانِ او سر می نهیم
جانِ شیرین را اگر دزدگان میدهیم

بارِ دیگر آمدم دیوانه وار
رو رو ای جان زود زنجیری بیار

تا ببندم بر پایم آن زنجیر را
که دریدم سلسلهٔ تدبیر را

غیرِ آن زنجیرِ زلفِ دلبرم
گر دو صد زنجیر بینی بر درم

هر چه غیرِ شور شِ دیوانگیست
اندرین ره دُوری و بیگانگیست

عشق شورانگیز باید مر ورا
تا صلائی در دهد این در درا

تا چنین کاری نیفتد مر ورا
او چه داند عشق را و دردرا

باز دیوانه شدم من ای طبیب
باز سودائی شدم من ای حبیب

حلقهای سلسلهٔ آن ذوفنون
هر یکی حلقه ست دیگر جنون

زیرِ هر حلقه فنونِ دیگرست
پس مرا هر دم جنونِ دیگرست

پس فنون باشد جنون این شد مثل
خاصه در زنجیرِ آن مهرِ اجل

آنچنان دیوانگی بگسست بند
که همه دیوانگان بندم دهند

اندرین محضر خردها شد زدست
چون قلم اینجا رسید بشکست

هیچکس را تا نگردد او فنا | نیست ره در بارگاهِ کبریا

باب چهل و یکم در فنا و بقا

موجِ خاکی وهم و فهمِ فکرِ ماست | موجِ آبی محوِ سکرست و فناست
تا درین سُکری ازان سُکری تو دور | تا ازین مستی ازان جامی تو کور
راهِ فانی گشته راهِ دیگرست | زانکه هشیاری گناهِ دیگرست
هست هشیاری زیادِ ما مضا | ماضی و مستقبلت پرده خدا
آتش اندر زن بهر دو تا یکی | پرگره باشی ازین هر دو چونی
چون بطوفِ خود بطوفی مرتدی | چون بخانه آمدی هم باخودی
آینهٔ هستی چه باشد نیستی | نیستی بگزین گر ابله نیستی
پیشِ هستِ او بباید نیست بود | چیست هستی پیشِ او کور و کبود
دیدهٔ ما چون ببی علت درست | رو فنا کن دیدِ خود در دیدِ دوست
دیدِ ما را دیدِ او نعم العوض | یا بی اندر دیدِ او کُلّی غرض
طفل تا گویا و تا بینا نبود | مر کبش جز گردنِ بابا نبود
چون فضولی گشت و دست و پا نمود | در عنا افتاد و در کور و کبود
جانهای خلق پیش از دست و پا | می پرید از وفا اندر صفا
چون بامرِ اهبطوا بندی شدند | حبسِ خشم و حرص و خرسندی شدند
هستِ خود در هستِ آن هستی بباز | همچو مس در کیمیا اندر گداز

---

۱۰۳ فنا و بقا

گر از سجده برندارد سر خشمگین شود بعد از فرود شدن آتش جمعی از بهشتیان پرسیدند که چرا چنین واقع شد فرمود که باد آن آتش بزرگ را از یاد دین آتش کوچک بیخبر کرد

۵۲ قوله راه فانی حاصل این مادر دو شعر آنست که هر که فانی شود گر دید همیشه در استغراق مستغرق خواهد بود و هیچگاه ازان کیفیت جدا نخواهد شد و هر گاه که هشیار شد از آن حالت مخالفت کرد و پس جدا شدن ازان معامله نزد عرفا گناه باشد زیرا که

در صورت هوشیاری از نو به بندگی باطن گرفتاری گرد بنسبت پس غفلت ازان حالت لازم آید ۵۳ قوله چون بامر اهبطوا بندی شدند خود یعنی بر گاه انسان وجود خود را موجود مطالعه شد پس مرتد گردید و دیگر ابوبکر

در من و ما سخت کردستی تو دست — هست این جمله خرابی از دوست

هستی اندر نیستی بتوان نمود — مالداران بر فقیر آرند جود

نیستی و نقص هر جائی که هست — آئینهٔ خوبی جملهٔ پیشها ست

نقصها آئینهٔ وصف کمال — وان حقارت آینهٔ عز و جلال

هر که نقص خویش را دید و شناخت — اندر استکمال خود دو اسپه تاخت

هر که آواز هستی خود درید — منتهای کار را او سر رسید

علتی بدتر ز پندار کمال — نیست اندر جانت ای مغرور حال

زان نمی پرّد بسوی ذو الجلال — کو گمانی می برد خود را کمال

از دل و از دیده ات بس خون رود — تا ز تو این معجبی بیرون رود

علت ابلیس انا خیر بدست — وین مرض در نفس هر مخلوق هست

بس زیاد تها درون نقصهاست — مر شهیدان را حیات اندر فناست

گفت قائل در جهان درویش نیست — ور بود درویش او با خویش نیست

عاشق حقی و حق آنست کو — چون بیاید از تو نبود تار مو

صد چو تو فانیست پیش آن نظر — عاشقی بر نقش خود خواجه نگر

سایه ای و عاشقی بر آفتاب — شمس آید سایه لاگردد شتاب

سایهائی کو بود جویائی نور — نیست گردد چون کند نورش ظهور

همچنین جویای درگاه خدا — چون خدا آید شود جوینده لا

---

۵۱ فرد علت ابلیس یعنی شیطان لعین که خود را از آدم علیه السلام بهتر دانست و گفت انا خیر منه مشهور است و در اوراد لفظ خلوق در صراح ثانی مردم عوام آمده خواص فافهم ۱۲

۵۲ قوله عاشق حقیقی بیابد و واصل بحق شود زیرا که وجود خود را با ابر ار مروی کم موجود نخواهد دانست ۱۲

۵۳ قوله مرض در نفس هر مخلوق هست یعنی هیچ مخلوق نیست که در او مرض مطلق نباشد و از مرض مطلق خالی نباشد مگر حق تعالی و تقدس و مرض بر دو قسم است یکی مرض جهالت که مرض ابلیس است و دیگر مرض ضلالت که مرض آدم است و ذریات او و مرض ابلیس مرض عظیم است و مرض آدم مرض خفیف و مرض ابلیس مانع است از وصول بحقیقت وجود و مرض آدم مانع نیست ۱۲

۵۴ قوله عاشق حقی و حق آنست کو الخ یعنی عاشق حقیقی و واصل بحق آنست که چون بیاید از تو نبود تار مو ۱۲

۵۵ قوله صد چو تو فانیست پیش آن نظر یعنی صد چو تو در نظر حق تعالی فانیست و معدوم است ۱۲

۵۶ قوله سایه ای و عاشقی بر آفتاب شمس آید سایه لاگردد شتاب یعنی تو سایه ای و عاشق آفتاب هستی طالب آفتاب شمس چون آید سایه نیست شود ۱۲

گرچه آن وصلت بقا اندر بقاست
لیک ز اوّل آن بقا اندر فناست

هالک[۵۱] آمد پیش وجهش هست و نیست
هستی اندر نیستی حد طرفه ایست

چیست[۵۲] معراج فلک این نیستی
عاشقان را مذهب و دین نیستی

چون شنیدی شرح بحر نیستی
کوش و اُم تا بر بن بحر ایستی

چون که اصل کارگاه آن نیستیست
که خلا و بی نشانست و تهیست

نیستی چون هست بالا این طبق
برهمه بر دند درویشان سبق

سرّ[۵۳] موتوا قبل موت این بود
کز پس مردن غنیمتها رسد

غیر مردن هیچ فرهنگ دگر
در نگیرد با خدا ای حیله گر

یک عنایت به ز صد گون اجتهاد
جهد را خوفست در کون و فساد

وان عنایت هست موقوف ممات
تجربه کردند این ره را ثقات

تا نگشتند[۵۴] ختمان مانهان
وانکه پنهانست خورشید جهان

ذرّهٔ سایهٔ عنایت بهترست
از هزاران کوشش طاعت پرست

خرّم آنکه عجز و حیرت قوت اوست
در دو عالم خفته اندر ظلّ دوست

هم در اول هم در آخر عجز دید
مرده[۵۵] شد دین العجائز را گزید

زندگی در مردن خود محنتست
آب حیوان در درون ظلمتست

چون ز خود رستی همه برهان شدی
چونکه بنده نیستی سلطان شدی

من غلام آنکه نفروشد وجود
جز بدان سلطان با افضال و جود

مُردہ شو تا مُخرِجُ الحیِّ الصَّمَد — زندہ زین مردہ بیرون آورد

بیشم را آنگہ شناسی از گہر — کز خیالِ خود کنی کُلّی عبر

زانکہ مستی سخت مستی آورد — عقل از سر شرم از دل می برد

کارگاہِ گنجِ حق در نیستی ست — غرّہ ہستی چہ دانی نیست چیست

کاشکے ہستی زبانی داشتی — تا ز مستان پردہا برداشتی

ہر چہ گوئی ای دمِ ہستی ازان — پردۂ دیگر بروئستے بدان

اینچنین معدوم کو از خویش رفت — بہترینِ ہستہا اُفتاد و رفت

خوش براقی گشت خنگِ نیستی — سوی ہستی آردت گر نیستی

چون بمردی و نگشتی زندہ زو — باغیی باشی بشرکت ملک جو

چون بدو زندہ شدی آن خود دوست — وحدتِ محضست آنجا شرکت کیست

شرحِ این در آئنہ اعمال جو — کہ نیابی فہم آن از گفتگو

گر ہمیخواہی کہ بفروزی چو روز — ہستی ہمچون شب خود را بسوز

گر بگویم آنچہ دارم در درون — بس جگرہا گردد اندر حالِ خون

بس کنم خود زیرکان را این بسست — بانگ دولک کردم اگر دردہ کیست

حکایت

آن یکی نحوی بکشتی در نشست — روبکشتیبان نہاد آن خود پرست

گفت ہیچ از نحو خواندی گفت لا — گفت نیم عمرِ تو شد در فنا

حاصل کی ز دانائی خود بال
در گذری ۱۲

یعنی تو کہ در پند انانیتی
خود افتادہ و نیست را چہ پیدائی
کہ چیست ہر گاہ ہستی خود را
فراموش کنی آنوقت قدر نیستی
معلوم خواہی ۱۲

تو مردہ ہر چہ گوئی آہ یعنی
اگر از ہستی نشانی خواہی داد
نیستی پردۂ دیگر برو خواہد گذاشت
کہ چو ہستی را پیش نیستی اصلی
نباشد ۱۲

۱۰۶

تو مردہ چون نمردی یعنی
تا نگاہ کہ خود را نیست نکردی
بہ بقائے کہ رسی زندگانی جاوید
تا حاصل نکردی و چو خود را نبودہ
در انتہای پیش آخر نیستی خود را
در یک جوہر شرکت نیست ۱۲

دلشکسته گشت کشتیبان ز تاب — لیک خامش کرد آندم از جواب

باد کشتی را بگرداب بی فکند — گفت کشتیبان بدان نحوی بلند

هیچ دانی آشنا کردن بگو — گفت نی ای خوش جوانِ خوبرو

گفت کلی عمرت ای نحوی فناست — زانکه کشتی غرقِ این گرداب هاست

نحوی باید نه نحو اینجا بدان — گر تو نحوی بیخطر در آب ران

آبِ دریا مرده را بر سر نهد — ور بود زنده ز دریا کی رهد

چون بمردی تو ز اوصافِ بشر — بحرِ اسرارت نهد بر فرقِ سر

خویش را صافی کن از اوصافِ خود — تا ببینی ذاتِ پاکِ صافِ خود

بهشتیان را میدهد حق هوشها — حلقه حلقه حلقها در گوشها

پای کوبان دست افشان در ثنا — ناز نازان ربنا الحیتنا

باز گرد از هست سوی نیستی — طالبِ ربی در بایستی

جهد کن در بیخودی خود را بیاب — زود تر والله اعلم بالصواب

باب چهل و دوم در صحبت

نار خندان باغ را خندان کند — صحبتِ مردانت از مردان کند

گر تو ناری میچ می خندان بجز — تا دهد خنده ز دانهٔ او خبر

گر تو سنگِ خاره و مرمر شوی — چون بصاحبدل رسی گوهر شوی

مهر با کان در میانِ جان نشان — دل مده الا بهرِ دلخواه شان

---

۱۵ قوله موتوا قبل ان تموتوا یعنی بمیرید پیش از آنکه بمیرانند شما را

۱۶ یعنی اگر در مقام تمیز مرتفع نمیشوی علم ظاهری از اهل عرفان بجو

۱۷ یعنی اهل عرفان بجو

۱۸ یعنی بگذر از خودی خود

۱۹ قوله سولا تا ۱۲

۲۰ یعنی پرورد گار من زنده کردی ۱۲

۲۱ ای ربانی هستی ۱۲

۲۲ ای انار ۱۲

۲۳ یای وحدت ۱۲

۲۴ قوله در نفی و اثبات

۱۰۷ قوله گر انار ی میچ نمانند که اگر طالب شخص کامل بوده چنان کاملی بدست آرد که آثار فیض و برکت از صورت حال او پیدا و هویدا باشد ۱۲

دل ترا در کوی اهل دل کشد | تن ترا در حبس آب و گل کشد
هین غذای دل بده نه از هوس | رو بجو اقبال را از مقبلی
مرد حجی همرهِ حاجی طلب | خواه هند و خواه ترک و یا عرب
سنگر اندر نقش و اندر رنگ او | بنگر اندر عزم و در آهنگ او
حق ز هر چیزی چو زوج جان آفرید | پس نتایج شد ز جمعیت پدید
پس صلهٔ یاران رهِ لازم شمار | هر که باشد گر پیاده گر سوار
راهِ سنت با جماعت خوش بود | اسپ با اسپان یقین خوشتر رود
زانکه انبوهی و جمعِ کاروان | ره زنان را بشکند تیر و سنان
یارِ غالب جو که تا غالب شوی | یارِ مغلوبان مشو هین ای غوی
یار باشد یار را پشت و پناه | گر تو نیکو بنگری یار است راه
استخوانِ یار با یاران خوشست | پای معنی گیر صورت سرکشست
صورت سرکش گذاران کن بسنج | تا به بینی زیرِ او وحدت چو گنج
یار شو تا یار بینی بی عدد | زانکه بی یاران بمانی بی مدد
چشمها را چار کن در اعتبار | یار کن با چشمِ خود دو چشمِ یار
یار چشمِ تست ای مردِ شکاف | از خس و خاشاک او را پاک دار
رو بجو یارِ خدائی را تو زود | چون چنین کردی خدا یار تو بود
کم ز خاکی چونکه خاکی یار یافت | از بهاری صد هزاران نو بیافت

امر هم شوری بجوان اندر صحف
یار را باش و مکن از یار اُف

چونکه در یاران رسی خامش نشین
اندران حلقه مکن خود را نگین

یار آئینه است جان را در حزن
برخ آئینه ای جان دم مزن

تا نپوشد روی خود را از دمت
دم فرو خوردن بباید هر دمت

چشم را بار وی او می دار جفت
گرد منگیران ز راه تعجب گفت

گفت پیغمبر که در بحر هموم
در دلالت دان تو یاران را نجوم

چشم در استارگان نه ره بجو
نطق تشویش نظر باشد مگو

یار را با یار چون بنشسته شد
صد هزاران سر دل دانسته شد

لوح محفوظست پیشانی یار
راز کونینش نماید آشکار

اهل دین را باز دان از اهل کین
همنشین حق بجو با او نشین

همنشین اهل معنی باش تا
هم عطا یابی و هم باشی فتا

همنشین مقبلان چون کیمیاست
چون نظرشان کیمیائی خود کجاست

سوی این مرغابیان رو روز چند
تا ترا در آب حیوانی کشند

حاصل این آمد که یار جمع باش
همچو بتگرا ز حجر یاری تراش

همرهی را جو کز و یا بی مدد
همدل و همدرد جویان احد

لیک هر گمراه را همره مدان
غافلان خفته را آگه مدان

هست سنت و جماعت همرفیق
بی ره و بی یار افتی در مضیق

ه تولد میکند این آسیا در وصف محمد صلی الله علیه وسلم که ایشان مدار دوران اند و خود از کاران مشهورند کردن بر فرود ۱۲

یعنی عمل غیر مثل راه باشد ۱۲ مثل ۱۲

ه در گفت پیغمبر افضل است ۱۲
بجمعیت خویش اهل صفا را بنویس
با پیغمبر افتد بتر که با خویش
اصحاب من مثل ستاره اند هر که
بهر دست که اقتدا کنید یابید
با یاران موجب هدایت
بود ۱۲

ه قوله همنشین مقبلان
با پیغمبر یا ولی که حق با اوست
کیمیا یا شد نظر ایشان نیز

۱۰۹۳ ۱۲

قوله حاصل این آمد الخ
یعنی انسان را ضرورست که
صحبت مقبلان اختیار کند
و در مجمع اهل دل باشد و گرد
اهل بهم نرسند چنانکه بتگر از سنگ
خود از سنگ یاری می تراشد
بهمچنان تو نیز رفیق راه جو
باز میفرماید که گمراه را اصحاب
خود مکن که اوقات تو ضایع
خواهد شد ۱۲

هر خری کز کاروان تنها رود — بر وی آن راه از تعب ره تو شود

مر ترا میگوید آن خر خوش شنو — گر نه خر همچنین تنها مرو

راه[51] دین زان رو پر از شور و شر ست — که نه راهِ هر مخنّث گوهر ست

دیو گر گست و تو همچون یوسفی — دامنِ یعقوب نگذارای صفی

گفت اطفال منند این اولیا — در غریبی فرد از کار و کیا

از برای امتحان خوار و لئیم — لیک اندر سرّ منم یار و ندیم

هان و هان این دلق پوشانِ منند — صد[56] هزار اندر هزار و یک تنند

سایهٔ شاهان طلب هر دم شتاب — تا شوی زان سایه بهتر ز آفتاب

گرگ[53] اغلب انگهی گیرا بود — گر ز بر به شیشک بخود تنها بود

هر نبی خود اندرین راه درست — معجزه بنمود و همراهان بجست

ناریان مر ناریان را جاذبند — نوریان مر نوریان را طالبند

جانِ هامان جاذبِ قبطی شده — جانِ موسی جاذبِ سبطی شده

هست موسی پیشِ قبطی بس دمیم — هست هامان پیشِ سبطی بس رجیم

آن یکی را صحبتِ اخیار خار — لاجرم شد پهلوِ فجار جار

ای فغان از یارِ ناجنس ای فغان — همنشینِ نیک جو ای مهمان

جان جلیس الله گشت آن نیکبخت — که به پهلوی سعیدی بر درخت

بندهٔ یکمر دِ درویشدل شوی — به که بر فرقِ سرِ شاهان روی

---

۵۱ و گر را واین تا یعنی راه

۵۲ اندر گرگ غلب بره

۱۱۰

۵۶ صد هزار اندر هزار و یک تنند

۱۱۵

خاکِ پاکان لیسی و دیوارِشان — بهتر از عام و زر و گلزارِشان

دوستیِ جاهلِ شیرین سخن — کم شنوکان هست چون تیغِ کهن

جانِ مادر چشمِ روشن گویدت — جز غم و حسرت ازان نفزویدت

گرگ گر با تو نماید رو بهی — هین مکن باور که ناید ز و بهی

جاهل ار با تو نماید همدلی — عاقبت زحمت زند از جاهلی

حقِ ذاتِ پاکِ الله الصمد — که بود به مارِ بد از یارِ بد

مارِ بد یعنی جفا نی ستاند از سلیم — یار بد آرد سوی نارِ جحیم

هر که با دشمن نشیند در زمن — هست او در بوستان در گورِ کهن

هر کجا باشد شهِ مار البساط — هست صحرا گر بود قدرِ بساط

هر کجا دلبر بود خود همنشین — فوقِ گردونست فی زیرِ زمین

هر کجا که یوسفی باشد چو ماه — جنتست آن ارچه باشد قعرِ چاه

گفت معشوقی بعاشق کای فتا — تو بغربت دیده بس شهرها

پس کدامے شهر را نیکو ترست — گفت آن شهری که در وی دلبرست

هر که باشد همنشینِ دوستان — هست در گلخن میانِ بوستان

دل ز هر یاری غذائی میخورد — دل ز هر علمی صفائی می برد

از لقائی هر کسی چیزے خوری — وز قرانِ هر قرین چیزے بری

چون ستاره با ستاره شد قرین — لائقِ هر دو اثر زاید یقین

از قرانِ مرد و زن زاید بشر — از قرانِ سنگ و آهن شد شرر
وز قرانِ خاک با باران نها — میوه‌ها و سبزه و ریحانها
وز قرانِ سبزها با آدمی — دلخوشی و بینی و خرّمی
وز قرانِ خرّمی با جانِ ما — می فزاید خوبی و احسانِ ما
چونکه گنجی هست در عالم مرنج — هیچ ویران را بدان خالی مگنج
قصدِ[۵۱] هر درویش مسکین از گزاف — چون نشان یابی بجد بسکن طواف
چون ترا آن چشمِ باطن بین نبود — گنج می بیند ز اندر هر وجود
گر ترا باز است آن دیدهٔ یقین — زیرِ هر سنگے یکی سر هنگ بین
تا ز درویشی نیابی تو گهر — کی گهر جوئی ز درویشی دگر
در طلب زن دائما تو هر دو دست — کین طلب در راه نیکو رهبرست

باب چهل و سوم در طلب

لنگ[۵۲] و لوک و خفته شکل و بی ادب — سوی او می خیز و او را می طلب
این[۵۳] طلب در راهِ حق مالِ کیست — کین طلبکاری مبارک جنبشیست
این طلب مفتاحِ مطلوباتِ تست — این سیاهِ نصرت و رایاتِ تست
گرچه آلت نیستت تو می طلب — نیست آلت حاجت اندر راهِ رب
هر کرا بینی طلبگارے بپرس — یارا و شو پیشِ او انداز سر
کز جوارِ طالبان طالب شوی — وز ظلالِ غالبان غالب شوی

۵۲ قولہ لنگ و لوک

لنگ بمعروف و لوک بالضم دوائے معمول و کاف تازی آنکہ بر اتو و دست لاہ رود از شدت ضعف و سستی یا فیروز اے فارسی بزمین رفتن مثل اطفال و مردم مثل یعنی کسے را کہ کامل پا نباشد و از افتان و خیزان بسوی او می شتابد و جاہت خود در خواہ ۱۲

۵۳ قولہ این طلب

این طلب را بطلب علم و ذکر و تفکر و امثال آن تفسیر کردہ اند ۱۲

تو بهر حالی که باشی می طلب — آب میجو دائما ای خشک لب

خشک لب را هست پیغامی ز آب — که بمات آر دیقین این اضطراب

آب کم جو تشنگی آور بدست — تا بجوشد آبت از بالا و پست

هر کجا دردی دوا آنجا رود — هر کجا فقرے نوا آنجا رود

هر کجا مشکل جواب آنجا رود — هر کجا تشنه است آب آنجا رود

آن نیاز مریمی بوده است و درد — که چنان طفلے سخن آغاز کرد

حق تعالی گر سموات آفرید — از برای دفع حاجات آفرید

هر چه روئید از پی محتاج رُست — تا بیابد هر کسے چیزی که جُست

تا سقاهم ربهم آید خطاب — تشنه باش الله اعلم بالصواب

گفت پیغمبر که چون کوبی دَرے — عاقبت زان در برون آید سرے

چون نشینی بر سر کوی کسے — عاقبت بینی تو هم روی کسی

سایهٔ حق بر سر بنده بود — عاقبت جوینده یابنده بود

عبرت و بیداری از یزدان طلب — ناز کتاب و ناز مقال و حرف و لب

بخشش بسیار دارد تشنه بدو — ای شده در وهم تصویری گرو

مغز نغزی دارد آخر آدمی — یکدمی آن را طلب گر زادمی

مرد غرقه گشته جانی می کند — دست را در هر گیاهی می زند

تا کدامش دست گیرد در خطر — دست و پائے می زند از بیم سر

ع قولہ آب میجو دائما ای خشک لب
است بیان حضرت عیسی علیہ السلام
کہ در وقت تشنگی فرمودہ بود ۱۲

ع قولہ آن نیاز مریمی بوده است و درد
اشارت بحکایت مریم است
کہ چون طفل در شکم او بود
و درد زه او را فرا گرفت
بجانب درخت خرما رفت
و آن درخت را گرفت
و طفل در شکم او سخن آغاز کرد
و گفت لا تحزنی قد جعل ربک تحتک سریا
و هزی الیک بجذع النخلة تساقط علیک رطبا جنیا
یعنی غم مخور بتحقیق گردانید پروردگار تو
زیر تو جوئے آب
و بجنبان بسوی خود بن درخت خرما
تا بیفتد بر تو خرمای تازه ۱۲

ع قولہ تا سقاهم ربهم آید خطاب
یعنی بخشایش الٰہی را پایانی
نیست مگر تو از غفلت
اصل ما گذاشته توجه بسوی
فرع داری ۱۲

ع قولہ مرد غرقه گشته جانی می کند
انسان در حالت اضطراب
ناکردنی نمیکند چنانچه مشهور است
در سبب کہ الغریق یتشبث بکل حشیش
بگمان آنکه حشیش ۱۲

دوست دارد دوست این آشفتگی — کوششِ بیهوده به از خفتگی

اندرین ره می تراش و می خراش — تا دمِ آخر دمی فارغ مباش

تا دمِ آخر دمِ آخر بود — کہ عنایت با تو صاحب سر بود

جستجوئی از ورای جستجو — من نمیدانم تو میدانی بگو

بانگ می آید کہ ای طالب بیا — جود محتاجِ گدایان چون گدا

جود میجوید گدایانِ وضاف — ہمچو خوبان کاینہ جویند صاف

روی خوبان زاینہ زیبا شود — روی احسان از گدا پیدا شود

پس ازین فرمود حق والضحیٰ — بانگ کم زن ای محمد بر گدا

چون گدا آیینۂ جود ست ہان — دم بود بر روی آیینہ زیان

پس گدایان آیینہ جودِ حق اند — وانکہ باحقند جودِ مطلقند

گر گدایان طامعند و زشت خو — در شکم خواران تو صاحبدل بجو

در تگِ دریا گہر با سنگہاست — لعل ہا اندر میانِ تنگہاست

اصلاً گفتیم یا اہل الرشاد — کین زمان رضوان در جنت کشاد

ہین بیا ای طالبِ دولت شتاب — کہ فتوحست این زمان در فتح باب

جہد کن تا این طلب افزون شود — تا دلت زین چاہِ تن بیرون شود

ایکہ تو طالب نۂ توہم بیا — تا طلب یابی ازین یار وفا

حاصل آنکہ ہر کہ او طالب بود — جانِ مطلوبش بر و راغب بود

آب را در جوی نبود زان قرار — که مباشد جوی تشنه واب خوار

تشنه می نالد که ای آب گوار — آب هم نالد که کو آن آب خوار

تشنگان گر آب جویند از جهان — آب هم جوید بعالم تشنگان

دمبدم بر آسمان میدار امید — در هوای آسمان رقصان چو بید

دمبدم از آسمان می آیدت — آب و آتش رزق می افزایدت

گر ترا آنجا برد نبود عجب — منگر اندر عجز و بنگر در طلب

کین طلب در تو گروگان خداست — دانکه هر طالب بمطلوبی سزاست

منگر اندر نقش زشت و خوب خویش — بنگر اندر عشق و در مطلوب خویش

منگر انکه تو حقیری یا ضعیف — بنگر اندر همت خود ای شریف

چاره آن دل عطای مبتلیست — دادِ او را قابلیت شرط نیست

بلکه شرطِ قابلیت دادِ اوست — داد مغز و قابلیت هست پوست

قابلی گر شرطِ فعلِ حق بدی — هیچ معدومی بهستی نامدی

گر بگویم شرحِ این بیحد شود — نی قلم در نی سخن کاغذ شود

هر ولی را نوح کشتیبان شناس — صحبتِ این خلق را طوفان شناس

هر که خواهد هم نشینی با خدا — گو نشین اندر حضورِ اولیا

باب چهل و چهارم در صفت اولیا

از حضورِ اولیا گر بگسلی — تو صلا کی زانکه جزوی نی گلی

چون شوی دُور از حضورِ اولیا
در حقیقت گشته دور از خدا

اولیا اطفالِ حقند ای پسر
غایبی و حاضری بس باخبر

برترند از عرش و کرسی و خلا
ساکنانِ مقعدِ صدقِ خدا

از برای امتحان خوار و سقیم
لیک اندر سرِّ منم یار و ندیم

پیشِ خلقان خوار و زار و ریشخند
پیشِ ما محفوظ و مقبول و پسند

هان و هان این دلق پوشانِ منند
صد هزار اندر هزار و یک تنند

سایهٔ شاهان طلب هر دم شتاب
تا شوی زان سایه بهتر زآفتاب

چون نتیجهٔ هجرِ همراهان غمست
کی فراقِ روی شاهان زان کمست

این هوا را شکند اندر جهان
هیچ چیزی همچو سایهٔ همرهان

گر سفر داری بدین نیت برو
ور حضر باشی ازین غافل مشو

گفت حق اندر سفر هر جا روی
باید اوّل طالبِ مردی شوی

قصد گنجی کن که این سود و زیان
در تبع آید تو آن را فرع دان

هر که کار و قصدِ گندم بایدش
گاه خود اندر تبع می آیدش

که بکاری بر نیاید گندمی
مردمی جو مردمی جو مردمی

قصدِ کعبه کن چو وقتِ حج بود
چونکه رفتی کعبه هم دیده شود

قصد در معراج دیدِ دوست بود
در تبع عرش و ملائک هم نمود

پاسبانِ آفتابند اولیا
در بشر واقف ز اسرارِ خدا

اولیا را هست قدرت از الٰه
تیر جسته باز آرندش ز راه

کیف مَدَّ الظِّلَّ نفسِ اولیاست
کو دلیلِ نورِ خورشیدِ خداست

سایهٔ یزدان بود بندهٔ خدا
مردهٔ این عالم و زندهٔ خدا

طبعِ نافِ آهوییست این قوم را
از برون خون و درون شان مشکها

از حدیثِ اولیا نرم و درشت
تن مپوشان زانکه دینت راست پشت

گرم گوید سرد گوید خوش بگیر
تا ز گرم و سرد ببهی از سعیر

گرم و سردش نوبهارِ زندگیست
مایهٔ صدق و یقین و بندگیست

دامنِ او گیر و رو تو بیگمان
تا رهی از دامنِ آخر زمان

اندرین وادی مروِ بی این دلیل
لَا اُحِبُّ الْآفِلِینَ گو چون خلیل

گر نه بینایان بُدندی و شهان
جمله کوران مرده اندی در جهان

اختر انند اولیا اندر جهان
کاحتراق و نقص نبود اندران

سایران در آسمانهای دگر
غیرِ این هفت آسمانِ مشتهر

راسخان در تابِ انوارِ خدا
نی بهم پیوسته نی از هم جدا

هر که باشد طالعِ او زان نجوم
نفسِ او کفار سوزد در رجوم

خشمِ مریخی نباشد خشمِ او
منقلب رو غالب و مغلوب جو

نورِ غالب ایمن از نقص و غسق
در میانِ اصبعینِ نورِ حق تو

حق فشاند آن نور را بر جانها
مقبلان برداشته دامانها

از مصرع ۱۱ تا مصرع ۱۲ تیغ سخن

قبول باید کرد ۱۲

یعنی مرشد انچه از سخت و نرم بگوید گوش دل گشاده

ای تصحیح ۱۲

ای پرورندهٔ ۱۲

---

۱۱ دو جا تاریکی دل کلاف
کسی که دل او نورانیست حق
دارد و خشم او محض اختر
باشد و معراج ثانی صفت
ست یعنی روش او برخلاف
اهل اختر است و دو چیزان غالب
مغلوبست یعنی گاهی غالب گاهی مغلوب
و اهل اختر همیشه بر نفس غالب
باشند و گاهی مغلوب نفس
نشوند ۱۲

وان نثارِ نور را او یافته
روی از غیرِ خدا برتافته

نغمهٔ[۵۱] اندر درونِ اولیا
او لا گوید که ای اجزای لا

هین زلای نفی سر بابر زنید
این خیال و وهم را یکسو کنید

ای همه پوشیده در کون و فساد
جانِ باقیتان ندرویند و نزاد

گر بگویم شمه[۵۲] ز آن نغمها
جانها سر برزنند از دخمها

گوش را نزدیک کن کان دور نیست
لیک آن گفتن تو دستور نیست

هین که[۵۳] اسرافیلِ وقتند اولیا
مرده را زایشان حیاتست و نما

صاحبِ دل را مدار و آن زیان
گر خورد او زهرِ قاتل را عیان

زانکه صحت یافت و زپرهیز رست
طالبِ مسکین میانِ تب درست

ور تو نمرودیست در آتش مرو
رفت خواهی اول ابراهیم شو

او ز آتش ورد احمر آورد
از ز یانها سود برسر آورد

اولیا[۵۴] اصحابِ کهفند ای عنود
در قیام و در تقلب هم رقود

میکشد شان بی تکلف در فعال
بیخبر ذات الیمین ذات الشمال

چیست آن ذات الیمین فعلِ حسن
چیست آن ذات الشمال اشغالِ تن

بندگانِ خاصِ علام الغیوب[۵۵]
در جهانِ جان جواسیس القلوب

هر درونِ دل درآید چون خیال
پیشِ او مکشوف باشد سرِ حال

آنکه واقف گشت بر اسرارِ او
سرِ مخلوقات چه بود پیشِ او

حق بپوشد و الا گوش
نیست کز آن اسرار را بتواند شنود

قولِ اولیا اثر بیند
این قدر کاو لاتخافوا را شنود

اثر گفتار از آنجا میرسد
نفس مردگان از کجا

قولِ اولیا اثر بیند
اولیا را اثر بیند

قولِ اولیا اثر بیند
قولِ اولیا

آنکه بر افلاک رفتارش بود — برزمین رفتن چه دشوارش بود

چشمِ شان را هم ز نور اسرشته اند — تا ز روح و از ملک بگذشته اند

چونکه موصوفی باوصافِ جلیل — زاتشِ امراض بگذر چون خلیل

گر دد آتش بر تو هم برد و سلام — ای عناصر مر مزاجت را غلام

بر نویس احوالِ پیر راه دان — پیر را بگزین و عین راه دان

باب چهل و پنجم در پیر و شیخ

پیر تابستان و خلقان تیر ماه — خلق مانندِ شبند و پیر ماه

کرده ام نخبت جوان را نام پیر — کوز حق پیرست نازآیام پیر

پیر را بگزین که بی پیر این سفر — هست بس پرآفت و خوف و خطر

هر که در ره بی قلاؤوزی رود — هر دو روزه راه صد ساله شود

هر که تنها بادیه این ره برید — هم بعون و همتِ پیران رسید

آن رهی که بارها تو رفته — بی قلاؤوز اندران آشفته

پس رهی را که ندیدستی تو هیچ — هین مرو تنها ز رهبر سر مپیچ

گر نبا شد سایهٔ ابر تو گول — پس ترا سر گشته دارد بانگ غول

اندر آ در سایهٔ آن عاقلے — کش نتاند برد از ره ناقلے

ظلِ او اندر زمین چون کوه قاف — روحِ او سیمرغ بس عالی طواف

در بشر روپوش کرد ست آفتاب — فهم کن والله اعلم بالصواب

مصدرات دل — حرارت عیوق — دویدن برج — ۵ قرار نیابد — را تسخیر کردن — شود و اگر دوا کی — زنده ماندن — جهت آنان — باشد بحکم از فیض — ۵ اگر کور باز آید

قرآن را وحی دل نام کرده اند برای رفع اعتراض عوام الناس کنایه گویند وحی مخصوص بانبیاست پس قید دل با وحی جهت تفرقه گر دیده شود اگر وحی را مطلق اطلاق کنند توهم ادعای همسری با پیغمبران علیهم السلام لازم می آمد لهذا عبارت را فی الجمله تغیر داده وحی دل می گویند ۱۲

۵ اگر مرده باشد زنده گردد از فسون آن عزیز
انچه تو در آینه بینی عیان — پیر اندر خشت بیند بیش ازان
هیچ نکشد نفس را جز ظلِّ پیر — وامن آن نفس کش را سخت گیر
چون بگیری سخت آن توفیق هوست — در تو هر قوت که باشد جذب اوست
بی سلاحی تو مرو در معرکه — همچو بیباکان مرو در تهلکه
پیر آن شانند کین عالم نبود — جانِ ایشان بود دریای جود
لوحِ محفوظست او را پیشوا (ای اینچنان اند ۱۲) — از چه محفوظست محفوظ از خطا
سوال ۱۲ — جواب ۱۲
مومن از نیظر بنور الله شدی — از خطا و سهو ایمن آمدی
آنکه از حق یابد او وحی و جواب (هیچنده از خدا ۱۲) — هر چه فرماید بود عین ثواب
نه بخوست و نه رملست و نه خواب — وحیِ حق والله اعلم بالصواب
۵ از پی رو پوشِ عامه در بیان — وحیِ دل گویند آن را صوفیان
وحیِ دل گیرش که منظر گاهِ اوست — چون خطا باشد چو دل آگاهِ اوست
دست را مسپار جز در دستِ پیر — حق شد ست آن دست او را دستگیر
چونکه دستِ خود بدستِ او دهی — پس ز دستِ آکلان بیرون جهی
۵ دستِ تو از اهلِ آن بیعت شود — که یدُ الله فوقَ ایدیهم بود
چون بدادی دستِ خود در دستِ پیر — پیرِ حکمت که علیست و خیبر
۵ گو نبی وقتِ خویشست ای مرید — تا از و نور نبی آید پدید

۱۲ بیت اول در نسخه ها نیست

۱۲ بیت دوم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت سوم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت چهارم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت پنجم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت ششم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت هفتم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت هشتم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت نهم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت دهم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت یازدهم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت دوازدهم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت سیزدهم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت چهاردهم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت پانزدهم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت شانزدهم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت هفدهم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت هجدهم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت نوزدهم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت بیستم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت بیست و یکم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت بیست و دوم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت بیست و سوم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت بیست و چهارم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت بیست و پنجم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت بیست و ششم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت بیست و هفتم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت بیست و هشتم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت بیست و نهم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت سی ام در نسخه ها نیست

۱۲ بیت سی و یکم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت سی و دوم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت سی و سوم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت سی و چهارم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت سی و پنجم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت سی و ششم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت سی و هفتم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت سی و هشتم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت سی و نهم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت چهلم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت چهل و یکم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت چهل و دوم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت چهل و سوم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت چهل و چهارم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت چهل و پنجم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت چهل و ششم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت چهل و هفتم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت چهل و هشتم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت چهل و نهم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت پنجاهم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت پنجاه و یکم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت پنجاه و دوم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت پنجاه و سوم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت پنجاه و چهارم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت پنجاه و پنجم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت پنجاه و ششم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت پنجاه و هفتم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت پنجاه و هشتم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت پنجاه و نهم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت شصتم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت شصت و یکم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت شصت و دوم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت شصت و سوم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت شصت و چهارم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت شصت و پنجم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت شصت و ششم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت شصت و هفتم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت شصت و هشتم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت شصت و نهم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت هفتادم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت هفتاد و یکم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت هفتاد و دوم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت هفتاد و سوم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت هفتاد و چهارم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت هفتاد و پنجم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت هفتاد و ششم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت هفتاد و هفتم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت هفتاد و هشتم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت هفتاد و نهم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت هشتادم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت هشتاد و یکم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت هشتاد و دوم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت هشتاد و سوم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت هشتاد و چهارم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت هشتاد و پنجم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت هشتاد و ششم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت هشتاد و هفتم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت هشتاد و هشتم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت هشتاد و نهم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت نودم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت نود و یکم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت نود و دوم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت نود و سوم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت نود و چهارم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت نود و پنجم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت نود و ششم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت نود و هفتم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت نود و هشتم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت نود و نهم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت صدم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت صد و یکم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت صد و دوم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت صد و سوم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت صد و چهارم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت صد و پنجم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت صد و ششم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت صد و هفتم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت صد و هشتم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت صد و نهم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت صد و دهم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت صد و یازدهم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت صد و دوازدهم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت صد و سیزدهم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت صد و چهاردهم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت صد و پانزدهم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت صد و شانزدهم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت صد و هفدهم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت صد و هجدهم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت صد و نوزدهم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت صد و بیستم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت صد و بیست و یکم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت صد و بیست و دوم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت صد و بیست و سوم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت صد و بیست و چهارم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت صد و بیست و پنجم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت صد و بیست و ششم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت صد و بیست و هفتم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت صد و بیست و هشتم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت صد و بیست و نهم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت صد و سی ام در نسخه ها نیست

۱۲ بیت صد و سی و یکم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت صد و سی و دوم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت صد و سی و سوم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت صد و سی و چهارم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت صد و سی و پنجم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت صد و سی و ششم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت صد و سی و هفتم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت صد و سی و هشتم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت صد و سی و نهم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت صد و چهلم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت صد و چهل و یکم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت صد و چهل و دوم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت صد و چهل و سوم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت صد و چهل و چهارم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت صد و چهل و پنجم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت صد و چهل و ششم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت صد و چهل و هفتم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت صد و چهل و هشتم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت صد و چهل و نهم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت صد و پنجاهم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت صد و پنجاه و یکم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت صد و پنجاه و دوم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت صد و پنجاه و سوم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت صد و پنجاه و چهارم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت صد و پنجاه و پنجم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت صد و پنجاه و ششم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت صد و پنجاه و هفتم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت صد و پنجاه و هشتم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت صد و پنجاه و نهم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت صد و شصتم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت صد و شصت و یکم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت صد و شصت و دوم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت صد و شصت و سوم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت صد و شصت و چهارم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت صد و شصت و پنجم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت صد و شصت و ششم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت صد و شصت و هفتم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت صد و شصت و هشتم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت صد و شصت و نهم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت صد و هفتادم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت صد و هفتاد و یکم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت صد و هفتاد و دوم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت صد و هفتاد و سوم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت صد و هفتاد و چهارم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت صد و هفتاد و پنجم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت صد و هفتاد و ششم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت صد و هفتاد و هفتم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت صد و هفتاد و هشتم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت صد و هفتاد و نهم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت صد و هشتادم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت صد و هشتاد و یکم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت صد و هشتاد و دوم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت صد و هشتاد و سوم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت صد و هشتاد و چهارم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت صد و هشتاد و پنجم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت صد و هشتاد و ششم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت صد و هشتاد و هفتم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت صد و هشتاد و هشتم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت صد و هشتاد و نهم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت صد و نودم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت صد و نود و یکم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت صد و نود و دوم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت صد و نود و سوم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت صد و نود و چهارم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت صد و نود و پنجم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت صد و نود و ششم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت صد و نود و هفتم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت صد و نود و هشتم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت صد و نود و نهم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت دویستم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت دویست و یکم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت دویست و دوم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت دویست و سوم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت دویست و چهارم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت دویست و پنجم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت دویست و ششم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت دویست و هفتم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت دویست و هشتم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت دویست و نهم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت دویست و دهم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت دویست و یازدهم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت دویست و دوازدهم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت دویست و سیزدهم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت دویست و چهاردهم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت دویست و پانزدهم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت دویست و شانزدهم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت دویست و هفدهم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت دویست و هجدهم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت دویست و نوزدهم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت دویست و بیستم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت دویست و بیست و یکم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت دویست و بیست و دوم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت دویست و بیست و سوم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت دویست و بیست و چهارم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت دویست و بیست و پنجم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت دویست و بیست و ششم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت دویست و بیست و هفتم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت دویست و بیست و هشتم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت دویست و بیست و نهم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت دویست و سی ام در نسخه ها نیست

۱۲ بیت دویست و سی و یکم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت دویست و سی و دوم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت دویست و سی و سوم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت دویست و سی و چهارم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت دویست و سی و پنجم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت دویست و سی و ششم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت دویست و سی و هفتم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت دویست و سی و هشتم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت دویست و سی و نهم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت دویست و چهلم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت دویست و چهل و یکم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت دویست و چهل و دوم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت دویست و چهل و سوم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت دویست و چهل و چهارم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت دویست و چهل و پنجم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت دویست و چهل و ششم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت دویست و چهل و هفتم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت دویست و چهل و هشتم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت دویست و چهل و نهم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت دویست و پنجاهم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت دویست و پنجاه و یکم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت دویست و پنجاه و دوم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت دویست و پنجاه و سوم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت دویست و پنجاه و چهارم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت دویست و پنجاه و پنجم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت دویست و پنجاه و ششم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت دویست و پنجاه و هفتم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت دویست و پنجاه و هشتم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت دویست و پنجاه و نهم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت دویست و شصتم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت دویست و شصت و یکم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت دویست و شصت و دوم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت دویست و شصت و سوم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت دویست و شصت و چهارم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت دویست و شصت و پنجم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت دویست و شصت و ششم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت دویست و شصت و هفتم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت دویست و شصت و هشتم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت دویست و شصت و نهم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت دویست و هفتادم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت دویست و هفتاد و یکم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت دویست و هفتاد و دوم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت دویست و هفتاد و سوم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت دویست و هفتاد و چهارم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت دویست و هفتاد و پنجم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت دویست و هفتاد و ششم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت دویست و هفتاد و هفتم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت دویست و هفتاد و هشتم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت دویست و هفتاد و نهم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت دویست و هشتادم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت دویست و هشتاد و یکم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت دویست و هشتاد و دوم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت دویست و هشتاد و سوم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت دویست و هشتاد و چهارم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت دویست و هشتاد و پنجم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت دویست و هشتاد و ششم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت دویست و هشتاد و هفتم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت دویست و هشتاد و هشتم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت دویست و هشتاد و نهم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت دویست و نودم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت دویست و نود و یکم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت دویست و نود و دوم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت دویست و نود و سوم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت دویست و نود و چهارم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت دویست و نود و پنجم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت دویست و نود و ششم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت دویست و نود و هفتم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت دویست و نود و هشتم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت دویست و نود و نهم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت سیصدم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت سیصد و یکم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت سیصد و دوم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت سیصد و سوم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت سیصد و چهارم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت سیصد و پنجم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت سیصد و ششم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت سیصد و هفتم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت سیصد و هشتم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت سیصد و نهم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت سیصد و دهم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت سیصد و یازدهم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت سیصد و دوازدهم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت سیصد و سیزدهم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت سیصد و چهاردهم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت سیصد و پانزدهم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت سیصد و شانزدهم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت سیصد و هفدهم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت سیصد و هجدهم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت سیصد و نوزدهم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت سیصد و بیستم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت سیصد و بیست و یکم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت سیصد و بیست و دوم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت سیصد و بیست و سوم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت سیصد و بیست و چهارم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت سیصد و بیست و پنجم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت سیصد و بیست و ششم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت سیصد و بیست و هفتم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت سیصد و بیست و هشتم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت سیصد و بیست و نهم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت سیصد و سی ام در نسخه ها نیست

۱۲ بیت سیصد و سی و یکم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت سیصد و سی و دوم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت سیصد و سی و سوم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت سیصد و سی و چهارم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت سیصد و سی و پنجم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت سیصد و سی و ششم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت سیصد و سی و هفتم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت سیصد و سی و هشتم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت سیصد و سی و نهم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت سیصد و چهلم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت سیصد و چهل و یکم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت سیصد و چهل و دوم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت سیصد و چهل و سوم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت سیصد و چهل و چهارم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت سیصد و چهل و پنجم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت سیصد و چهل و ششم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت سیصد و چهل و هفتم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت سیصد و چهل و هشتم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت سیصد و چهل و نهم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت سیصد و پنجاهم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت سیصد و پنجاه و یکم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت سیصد و پنجاه و دوم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت سیصد و پنجاه و سوم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت سیصد و پنجاه و چهارم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت سیصد و پنجاه و پنجم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت سیصد و پنجاه و ششم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت سیصد و پنجاه و هفتم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت سیصد و پنجاه و هشتم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت سیصد و پنجاه و نهم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت سیصد و شصتم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت سیصد و شصت و یکم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت سیصد و شصت و دوم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت سیصد و شصت و سوم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت سیصد و شصت و چهارم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت سیصد و شصت و پنجم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت سیصد و شصت و ششم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت سیصد و شصت و هفتم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت سیصد و شصت و هشتم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت سیصد و شصت و نهم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت سیصد و هفتادم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت سیصد و هفتاد و یکم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت سیصد و هفتاد و دوم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت سیصد و هفتاد و سوم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت سیصد و هفتاد و چهارم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت سیصد و هفتاد و پنجم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت سیصد و هفتاد و ششم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت سیصد و هفتاد و هفتم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت سیصد و هفتاد و هشتم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت سیصد و هفتاد و نهم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت سیصد و هشتادم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت سیصد و هشتاد و یکم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت سیصد و هشتاد و دوم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت سیصد و هشتاد و سوم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت سیصد و هشتاد و چهارم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت سیصد و هشتاد و پنجم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت سیصد و هشتاد و ششم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت سیصد و هشتاد و هفتم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت سیصد و هشتاد و هشتم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت سیصد و هشتاد و نهم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت سیصد و نودم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت سیصد و نود و یکم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت سیصد و نود و دوم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت سیصد و نود و سوم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت سیصد و نود و چهارم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت سیصد و نود و پنجم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت سیصد و نود و ششم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت سیصد و نود و هفتم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت سیصد و نود و هشتم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت سیصد و نود و نهم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت چهارصدم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت چهارصد و یکم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت چهارصد و دوم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت چهارصد و سوم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت چهارصد و چهارم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت چهارصد و پنجم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت چهارصد و ششم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت چهارصد و هفتم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت چهارصد و هشتم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت چهارصد و نهم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت چهارصد و دهم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت چهارصد و یازدهم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت چهارصد و دوازدهم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت چهارصد و سیزدهم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت چهارصد و چهاردهم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت چهارصد و پانزدهم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت چهارصد و شانزدهم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت چهارصد و هفدهم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت چهارصد و هجدهم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت چهارصد و نوزدهم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت چهارصد و بیستم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت چهارصد و بیست و یکم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت چهارصد و بیست و دوم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت چهارصد و بیست و سوم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت چهارصد و بیست و چهارم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت چهارصد و بیست و پنجم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت چهارصد و بیست و ششم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت چهارصد و بیست و هفتم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت چهارصد و بیست و هشتم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت چهارصد و بیست و نهم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت چهارصد و سی ام در نسخه ها نیست

۱۲ بیت چهارصد و سی و یکم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت چهارصد و سی و دوم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت چهارصد و سی و سوم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت چهارصد و سی و چهارم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت چهارصد و سی و پنجم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت چهارصد و سی و ششم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت چهارصد و سی و هفتم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت چهارصد و سی و هشتم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت چهارصد و سی و نهم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت چهارصد و چهلم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت چهارصد و چهل و یکم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت چهارصد و چهل و دوم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت چهارصد و چهل و سوم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت چهارصد و چهل و چهارم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت چهارصد و چهل و پنجم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت چهارصد و چهل و ششم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت چهارصد و چهل و هفتم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت چهارصد و چهل و هشتم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت چهارصد و چهل و نهم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت چهارصد و پنجاهم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت چهارصد و پنجاه و یکم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت چهارصد و پنجاه و دوم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت چهارصد و پنجاه و سوم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت چهارصد و پنجاه و چهارم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت چهارصد و پنجاه و پنجم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت چهارصد و پنجاه و ششم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت چهارصد و پنجاه و هفتم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت چهارصد و پنجاه و هشتم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت چهارصد و پنجاه و نهم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت چهارصد و شصتم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت چهارصد و شصت و یکم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت چهارصد و شصت و دوم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت چهارصد و شصت و سوم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت چهارصد و شصت و چهارم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت چهارصد و شصت و پنجم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت چهارصد و شصت و ششم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت چهارصد و شصت و هفتم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت چهارصد و شصت و هشتم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت چهارصد و شصت و نهم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت چهارصد و هفتادم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت چهارصد و هفتاد و یکم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت چهارصد و هفتاد و دوم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت چهارصد و هفتاد و سوم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت چهارصد و هفتاد و چهارم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت چهارصد و هفتاد و پنجم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت چهارصد و هفتاد و ششم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت چهارصد و هفتاد و هفتم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت چهارصد و هفتاد و هشتم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت چهارصد و هفتاد و نهم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت چهارصد و هشتادم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت چهارصد و هشتاد و یکم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت چهارصد و هشتاد و دوم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت چهارصد و هشتاد و سوم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت چهارصد و هشتاد و چهارم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت چهارصد و هشتاد و پنجم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت چهارصد و هشتاد و ششم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت چهارصد و هشتاد و هفتم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت چهارصد و هشتاد و هشتم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت چهارصد و هشتاد و نهم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت چهارصد و نودم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت چهارصد و نود و یکم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت چهارصد و نود و دوم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت چهارصد و نود و سوم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت چهارصد و نود و چهارم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت چهارصد و نود و پنجم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت چهارصد و نود و ششم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت چهارصد و نود و هفتم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت چهارصد و نود و هشتم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت چهارصد و نود و نهم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت پانصدم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت پانصد و یکم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت پانصد و دوم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت پانصد و سوم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت پانصد و چهارم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت پانصد و پنجم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت پانصد و ششم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت پانصد و هفتم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت پانصد و هشتم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت پانصد و نهم در نسخه ها نیست

۱۲ بیت پانصد و دهم در نسخ

هر که گیرد پیشهٔ بی اوستا — ریشخندی شد بشهر و روستا

هر که تازد سوی کعبه بی دلیل — همچو آن سرگشتگان ماند ذلیل

اندر آئینه چه بیند مرد عام — که ببیند پیر اندر خشت خام

چشم بینا بهتر از سیصد عصا — چشم بینا شاد گهر را از حصا

سایهٔ رهبر بهست از ذکر حق — یک قناعت به که صد نوت طبق

غیر پیر اوستاد و سر لشکر مباد — پیر گردون نی ولی پیر رشاد

پیر باشد نردبان آسمان — تیر تر ان از که گردد از کمان

انچه گوید آن فلاطون زمان — هین هوا بگذار و رو بر وفق آن

دست پیر از غائبان کوتاه نیست — دست او جز قبضهٔ الله نیست

چون گزیدی پیر نازک دل مباش — سست و ریزنده چو آب و گل مباش

چون گرفتی پیر هین تسلیم شو — همچو موسی زیر حکم خضر رو

گرچه کشتی بشکند تو دم مزن — گرچه طفلی را کشد تو مو مکن

آنکه جان بخشد اگر بکشد رواست — نائبست و دست او دست خداست

دست حق میراندش زنده کند — زنده چه بود جان پاینده کند

آن پسر را کش خضر ببرید حلق — تا ز آنزا در نیابد عالم خلق

گر خضر در بحر کشتی را شکست — صد درستی در شکست خضر هست

آن کسی را کش چنین شاهی کشد — سوی تخت و بهترین جاهی کشد

نیم جان بستاند و صد جان دهد | آنچه در وهمت نیاید آن دهد
پس بهر دوری ولیی قائمست | تا قیامت آزمایش دائمست
من بجویم زین سپس راه اثیر | پیر جویم پیر جویم پیر پیر
ای مرا تو مصطفیٰ من چون عمر | از برای خدمتت بندم کمر
ای لقای تو جواب هر سوال | مشکل از تو حل شود بی قیل و قال
ترجمانی هر چه دید ار مارا در دلست | دستگیری هر که پایش در گلست
آن یکی را روی او شد سوی دوست | وان یکی را روی او خود روی اوست
روی هر یک می نگر میدار پاس | بو که گردی تو ز خدمت روشناس
چون بسی ابلیس آدم روی هست | پس بهر دستی نشاید داد دست
دست ناقص دست شیطانست و دیو | زانکه اندر دام تکلیفست و ریو
مر ترا عقلیست جزوی در نهان | کامل العقلی بجو اندر جهان
جزو تو از کل او کلی شود | عقل کل بر نفس چون غلی شود
ای خنک آن مرد کز خود رسته شد | در وجود زنده پیوسته شد
چون تعلق یافت نان با بوالبشر | نان مرده زنده گشت و باخبر
موم و هیزم چون فدای نار شد | ذات ظلمانی او انوار شد
سنگ سرمه چون که شد در دیدگان | گشت بینائی شد آنجا دیدبان
وای آن زنده که با مرده نشست | مرده گشت و زندگی از وی بجست

---

۵۱ نوشتن یکبار
اشاره بحال اهل
حال و مقام صاحب
مقام نسبت بدیگران
بجهت اول اندکی علقی
داول پیر بود آخر نبی
کز فقاره او زاد راهی
۵۲ تا در ربه
بیکدیگر ۱۲
۵۳ قدر بزرگ
۵۴ قدرای خنک
۵۵ در دیدار
۵۶ در دیدار

ای یک یعنی تا حافظ نیکوئی
دوست هر یک یکدیگر را ۱۲ از پی
قسم عزت کردن روشناس
نیکان سخنوری ۱۲

پیر کامل تر ابد است خواهد آمد
برکت و فیض هدایتش از مراتب
ادنی بمراتب اعلی خواهی رسید
و چون عقل قویتر نفس توقابل
خواهد آمد این مرتبه تا حاصل
خواهد شد ۱۲

ای خوشا حال کسی که در
قضای سابق مقدر شده در ازلت
راجع الوجود گردد حتی تا ابدیت
صفت او ست در سلک شده ۱۲

کارِ مردانِ روشنی و گرمیست ۱۱ کارِ دونان حیلهٔ و بی شرمیست

حرفِ درویشان بدزد د مردِ دون ۱۲ تا بخواند بر سلیمے ۱۳ زان فسون

تو چو موری بہرِ دانہ میروی ۱۴ ہین سلیمان جو چہ می باشی غوی

دانہ جو را دانہ اشں دامی شود ۱۵ وان سلیمان جوی را ہر دو بود

ہم سلیمان ہست اکنون لیک ما ۱۶ از بساطِ دور بینے در عما

یا ربا او غار با او در سرود ۱۷ مُہر بر گوشست و بر چشمت چہ سود

آن سلیمان پیشِ حملہ حاضرست ۱۸ لیکِ غیرت چشم بند و ساحرست

او عصاتان داد تا پیش آمدید ۱۹ آن عصا از خشم ہم بر وی زدید

دامنِ او گیر کو داد ت عصا ۲۰ در نگر کادم چہا دید از عصے

حلقهٔ کوران بچہ کار اندرید ۲۱ دید بان را در میانہ آورید

گر نہ نامعقول بودی این مزہ ۲۲ کی بُدی حاجت بچندین معجزہ

گر نہ بینایان بُدندی و شہان ۲۳ جملہ کوران مردہ اندی در جہان

در بدر این شیخ می آرد نیاز ۲۴ بر فلک صد در برائے شیخ باز

گنجہائے خاک تا ہفتم طبق ۲۵ عرضہ کردہ بود پیشِ شیخِ حق

شیخ گفتا خالقا من عاشقم ۲۶ در بجویم غیرِ تو من فاسقم

ہشت جنت گر در آرم در نظر ۲۷ در کنم خدمت من از خوفِ سقر

مومنی ۲۸ باشم سلامت جوی من ۲۹ زانکہ این ہر دو بود حظِّ بدن

۱۱ فرق کار مردان راہ حق

۱۲ بیخبر مردان را از سوء ظن کاملان

۱۳ سر حصلہ و حیلہ چوں دون ہمتان

۱۴ آں ہوی می شنود و دون ہمتان

۱۵ بہ بشری بسر می بندند ۱۲

۱۶ فرق حرف رویان

۱۷ بیخبر مردم از فریاد پنہان آن دلے

۱۸ کاملان آموختہ با ناقصان سر کتاب

۱۹ بین پایان سنود و در تاخیر با طن آوری

۲۰ سنگ یا بند ۱۲

۲۱ ندارند ۱۲

۲۲ مراد از بصر بصری است ۱۲

۲۳ سبب بیعت آوردن مرید پیر قنوی ۱۲

۲۴ فرق حلقہ کوران بینے

۲۵ از مجیع نا بینایان مجیع نا بینا را حاصل شدن

۲۶ بود دانست مرد بینا را حاصل شدن

۲۷ سر مستفید شدن ۱۲

۲۸ فرق گرگ بینا با معقول

۲۹ کہ در عقل و قیاس نگنجد چنانکہ معجزات حضرات انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام اند ۱۲

۳۰ فرق گرگ بینا یعنی اگر حضرات انبیا علیہم الصلوٰۃ والسلام برائے ہدایت مخلوق مبعوث نمی شدند کسے را دولت ایمان نصیب نمی شد و تمام عالم محروم می ماند ۱۲

۳۱ یعنی درین صورت تو من سلامت جو خواہم بود و این امر و دلالت بر انتفاء مقصود بالذات دارد ۱۲

زلّتِ او به ز طاعت نزدِ حق
پیشِ کفرش[۱] جملهٔ ایمانها خلق

هر دمی او را یکی معراجِ خاص
بر سرِ تاجش نهد صد تاجِ خاص

از حدیثِ شیخ جمعیت رسد
تفرقه آرد دمِ اهلِ حسد

صورتش بر خاک و جان بر لامکان
لامکانی فوقِ وهم سالکان

لامکانی نی که در وهم آیدت
هر دمی در وی خیالی زایدت

بل مکان و لامکان در حکمِ او
همچو در حکمِ بهشتی چار جو

ماهیانِ قعرِ دریای جلال
بحرِ شان آموخته سحرِ حلال

بس محال از حالِ ایشان حال شد
نحس آنجا رفت و نیکو فال شد

شرحِ این کوته کن و رخ زین متاب
دم مزن و الله اعلم بالصواب

حکایت

آمد از حق سوی موسی این خطیب
کای طلوعِ ماه دیده تو ز جیب

مشرقت کردم ز نورِ ایزدی
من حقم رنجور گشتم نامدی

گفت سبحانک تو پاکی از زیان
اینچه رمز است این بکن با ما بیان

باز فرمودش که در رنجوریم
چون نپرسیدی تو از دلجوییم

گفت یارب نیست نقصانی ترا
عقل گم شد این سخن را بر کشا

گفت آری بندهٔ خاصِ گزین
گشت رنجورا و منم نیکو ببین

هست معذورش معذوریِ من
هست رنجوریش رنجوریِ من

[۱] مراد از کفر ایمان کامل است که نفی خیریت و ثمینیت بود

هر که خواهد هم‌نشینی با خدا — گو نشیند در حضورِ اولیا

هر کرا دیو از کریمان وا برد — بیکسش یابد سرش را او خورد

باب چهل و ششم در صوفی

صوفیِ ابن الوقت باشد ای رفیق — نیست فردا گفتن از شرطِ طریق

دفترِ صوفی سواد و حرف نیست — جز دلِ اسپید همچون برف نیست

زادِ دانشمند آثارِ قلم — انوار — زادِ صوفی چیست آثارِ قدم

چون بنالد زار بی شکر و گله — اندر افتد هفت گردون غلغله

هر دمی صد نامه صد پیک از خدا — نانه — یا ربی زو شصت لبیک از خدا

از هزاران اندکی زین صوفیند — یا رب فریاد رس — باقیان در دولتِ او میزیند

باشد ابن الوقت صوفی در مثال — وجد — لیک صافی فارغست از وقت و حال

هست صوفیِ صفا چون ابنِ وقت — وقت را همچون پدر بگرفته سخت

هست صوفی غرقِ عشقِ ذوالجلال — هست صافی فارغ از اوقات و حال

پادشاهان را چنان عادت بود — این شنیده باشی ار یادت بود

دستِ چپ شاهان پهلوانان ایستند — زانکه دل پهلوی چپ باشد ببند

مشرفِ اهلِ قلم بر دستِ راست — زانکه علم و خط و ثبت آن دست راست

صوفیان را پیشِ رو موضع دهند — کاینه جانند و زائینه بهند

با ازل خوش با اجل خوش شاد کام — فارغ از تشنیع و گفتِ خاص و عام

---

۱ قوله هر که خواهد الخ — شیطان آنوقت غالب می شود و نمی گذارد که انسان از حضور ایشان بیرون آید و نماز را بجماعت بخواند و نماز تنها در نزد شیطان مکروه است

۲ قوله صوفی ابن الوقت الخ — در اصطلاح صوفیه آنرا گویند که در هر وقت بحسب آنوقت عمل کند و بحکم آن وقت عمل نماید و بوقت نشود و بحال نرود و بگذشته و آینده نپردازد

۳ قوله پادشاهان را چنان عادت بود الخ — آداب مجلس پادشاهان بیان

۴ قوله با ازل یعنی در هر حال چه در حالت رنج باشد و گاهی غم و اندوه بر او غالب آید و گاهی در حالت مسرت خوش خاطر و شاد کام گردد و از طعن و تشنیع مردم عوام پروا نداشته باشد

آنکه جان در روی او خندد چو قند — از ترش رویی خلقش چه گزند

آنکه جان بوسه دهد بر چشم او — کی خورد غم از فلک و زخشم او

در شب مهتاب مه را بر سماک — از سگان و عوعو ایشان چه باک

سگ وظیفه خود بجا می آورد — مه وظیفه خود بر رخ می گسترد

کار خود کی میگذارد هر کسی — آب نگذارد صفا بهر خسی

خس خسانه میرود بر روی آب — آب صافی میرود بی اضطراب

مصطفی مه می شگافد نیم شب — ژاژ میخاید زکینه بولهب

آن مسیحا مرده زنده می کند — وآن جهود از خشم سبلت میکند

بانگ سگ هرگز رسد در گوش ما — خاص ماهی کو بود خاص آله

خدمتی میکن برای کردگار — با قبول ورد خلقانت چه کار

گر دو سه ابله ترا منکر شوند — تلخ کی گردی چو هستی کان قند

پیر و پیغمبران شوره سپر — طعنهٔ خلقان همه با وی شمر

آن خداوندان که ره طی کرده اند — گوش با بانگ سگان کی کرده اند

باب چهل و هفتم در محقق و مقلد

از مقلد تا محقق فرقهاست — کین چو دا و دست وان دگر صداست

منبع گفتار این سوزی بود — وان مقلد کهنه آموزی بود

زانکه تقلید آفت هر نیکوئیست — کو بود تقلید اگر کوه قویست

ای مقلد تو مجو پیشے بر آن — کہ بود منبع ز نورِ آسمان

پای استدلالیان چوبین بود — پائی چوبین سخت بی تمکین بود

مرغ چون بر آب شوری می تند — زاب شیرین را ندیدست او مدد

بلکہ تقلیدست آن ایمانِ او — روی ایمان را ندیده جانِ او

بس خطر باشد مقلد را عظیم — از ره و رہزن ز شیطانِ رجیم

شیخ نورانی زره آگه کند — با سخن ہم نور را ہمره کند

صد دلیل آرد مقلد در بیان — در زبانِ او ندارد ہیچ جان

چونکہ گوینده ندارد جان و فر — گفتِ او را کی بود جان و مثمر

میکند گستاخ مردم را براه — او بجان لرزان ترست از برگِ کاه

پس حدیثش گرچہ پس بافریبود — در حدیثش لرزه ہم مضمر بود

گرچہ تقلیدست استونِ جہان — ہست رسوا ہر مقلد ز امتحان

وہم مخلوقست و مولود آمدست — حق نزائیدست او لم یولدست

سالہا گر ظن و دو دہای خویش — بگذرد در اشکافِ بینہای خویش

گرچہ عقلت سوی بالا می پرد — مرغِ تقلیدت بہ پستی می چرد

جہد کن تا مست و نورانی شوی — تا حدیثت را شود نورش روی

آسمان شو ابر شو باران ببار — تا ودان بارش کند نا پدیدار

آب اندر نا ودان عاریتیست — آب اندر ابر و دریا فطرتیست

باب چهل و هشتم در مکالمه

خوش بود پیغامهای کردگار — گوز سر تا پای باشد استوار

باد در[51] مردم هوا و آرزوست — چون هوا بگذاشتی پیغام هوست

چون تو در قرآنِ حق نگریختی — با رُوانِ انبیا آمیختی[52]

گر بخوانی و نه قرآن پذیر — انبیا و اولیا را دیده گیر

ور پذیرائی و برخوانی قصص — مرغِ جانت تنگ آید در قفص

گرچه[53] قرآن از لبِ پیغمبر است — هر که گوید حق نگفت او کافر است

معنیِ[54] قرآن ز قرآن پرس و بس — وز کسی کاتش ز دست اندر هوس

پیشِ[55] قرآن گشته قربانی و بست — تا که عینِ روحِ او قرآن شد درست

روغنی کو شد فدایِ کُل گُل — خواه روغن بوی کن خواهی تو گل

منطقی کز وحی نبود از هواست — همچو خاکی در هوا و در هباست

گر نماید خواجه را این دم غلط — ز اوّلِ والنجم برخوان چند خط

پس بدان کاب مبارک ز اسمان — وحیِ دلها باشد و صدق و بیان

آبِ نیلست این حدیثِ جانفزا — یا بدیش در چشمِ قبطی خون نما

باب چهل و نهم در مدحِ نطق و گویائی

آدمی مخفیست در زیرِ زبان — این زبان پرده است بر درگاهِ جان

زین[56] قبل فرمود احمد در مقال — در زبان پنهان بود حُسنِ رجال

---

[51] ۱۲ [52] ۱۲ [53] ۱۲ [54] ۱۲ [55] ۱۲ [56] ۱۲

آن دم نطقت که جزو و جزو هاست ۵۱ — فائده شد کل و کل خالی چراست

گفت را گر فائده نبود مگو — ور بود صید اعتراضی شکر گو

این سخن شیریست در پستانِ جان — بی کشنده خوش نمی گردد روان

جذبِ سمعت از کسی کو خوش دلیست ۵۲ — گرمی و وجدِ معلّم از صلیست

مستمع چون تشنه و جوینده شد — واعظ ار مرده بود گوینده شد

مستمع چون تازه آید بی ملال — صد زبان گردد بگفتن گنگ و لال

چونکه نامحرم درآید از درم — پرده در پنهان شود اهلِ حرم

ور درآید محرمِ دور از گزند — برکشایند آن ستیران روی بند

هر چه را خوب و خوش و زیبا کنند — از برای دیده بینا کنند ۱۲ پرده نشینان

قابلِ این گفتها شو گوش دار — تا که از زرسازیت من گوشوار

هان و هان هُش دار بر نارِی دمی — اولاً بر جه طلب کن محرمی

چون ز راز و نازِ او گوید زبان — یا جمیل السّتر خوانند ۱۲ از حبشن آسمان

سرِّ چه در پشم و پنبه آذرست ۵۳ — تا نهی پوشیش او پیدا ترست

چون بکوشم تا سرش پنهان کنم — سر بر آرد چون علم کاینک منم

رغمِ ۵۴ انفم گیردم او هر دو گوش — کای مدمّغ چونش می پوشی بپوش

جوششِ نطق از دل نشانِ دولتیست — بستگیِ نطق ۱۲ مغز از بی آلتیست

دل که دلبر دید کی ماند ترش — بلبلِ گل دیده کی ماند خمش

---

۵۱ قوتان و نطقی که از جزو و جزو کلام سر زند

۵۲ جذب سمعت از کسی که خوش دلی باشد

۵۳ سر چه در پشم و پنبه آذرست مثل سر چراغ است که گویا مدد پنبه از آتش نهاده شود ۱۲

۵۴ رغم انف یعنی ناک آلودن و حاصل آن ذلیل و خوار شدن ۱۲

بیگمان کہ ہر زبان پردہ دلست — چون بجنبد پردہ سرہا واصلست

گر بیانِ نطقِ کاذب نیز ہست — لیک بوِ از صدق و کذبش مخبرست

۵۱ آن نسیمی کہ بیابد از چمن — ہمچنانکہ بوی احمد از یمن

بوی صدق و بوی کذبِ گول گیر — ہست پیدا در نفس چون مشک و سیر

بانگ چیزان و شجاعانِ دلیر — ہست پیدا چون فرِ رباہ و شیر

گر ندانی یار را از دہ دلہ — از مشامِ فاسدِ خود کن گلہ

گر ندانی بود جانِ روشناس — رَوْ دماغی دست آور بوشناس

آن دماغی کہ بران گلشن تند — چشمِ یعقوبان ہم اورا روشن کند

این سخنہائی کہ از عقلِ کلست — بوی آن گلزار و سرو و سنبلست

بوی گل دیدی کہ آنجا گل نبود — جوشِ مُل دیدی کہ آنجا مُل نبود

بوقلاوزست و رہبر مر ترا — می برد تا خلد و کوثر مر ترا

۵۲ بینی آن باشد کہ او بوئی برد — بوی او را جانب کوئی برد

ہر کہ بویش نیست بی بینی بود — بوی آن بویست کان دینی بود

۵۳ بود وای چشم باشد نور ساز — شد ز بوئی دیدہ یعقوب باز

بوی بد مر دیدہ را تاری کند — بوی یوسف دیدہ را یاری کند

گفت یوسف ابن یعقوب نبی — بہر این بو گفت احمد در عطات

۵۴ بہر این بو گفت احمد در عطات — دائما قرۃ عینی فی الصلوٰۃ

بہر بوئی اتقوا علی وجہ ابی — دائما قرۃ عینی فی الصلوٰۃ

---

۵۱ و آن نسیمی اشارہ است بکیفیت شریف کہ در موہوبہ از بدایت کہ من ہر اینہ می یابم نفس بجان را از جانب این بعضی ارشان اقتباس مراد داشتہ اند و بعضے خواجہ اویس قدس سرہ ۱۲

۵۲ و در بوی آن باشد یعنی انسان را باید کہ آن راہ را اختیار کند کہ او را بمنزل مقصود رساند ۱۲

۵۳ قولہ بود و لے چشم اشارہ است بہ بوی پیراہن یوسف علیہ السلام ۱۲

۱۳۰

۵۴ مددگار ۱۲

عبارت از مردم بے معرفت ۱۲

تاریک ۱۲

اسودہ یوسف ۱۲

الی چند ہا ۱۲

چنگِ حکمت چونکه خوش آواز شد | تا چه در از روضِ جنّت باز شد
دل بیار آمد ز گفتارِ صواب | آنچنانکه تشنه آرامد بآب

باب پنجاهم در آفتِ لسان

بعد ازان دستوری گفتار نیست | بعد ازین با گفتگو یم کار نیست
گفتهٔ کان جست ناگه از زبان | همچو تیری دان که جست آن از کمان
وانگردد باز ره آن تیر ای پسر | بند باید کرد سیلی را ز سر
عالمی را یک سخن ویران کند | روبهانِ خفته را شیران کند
این زمان هم سنگ و هم آهن وشست | وانچه بجهد از زبان چون آتشست
ای زبان تو بس زیانی مر مرا | چون توئی گویا چه گویم من ترا
ای زبان هم آتش و هم خرمنی | چند این آتش تو در خرمن زنی
در نهان جان از تو افغان میکند | گرچه هر چه گویش آن میکند
ای زبان هم گنج بی پایان توئی | ای زبان هم رنج بیدرمان توئی
بانگ گفتِ تو چو در وا میشود | از سقر تا خود چه در وا میشود
غافلند این قوم از خود سر بسر | لاجرم گویند عیبِ همدگر
هر کسی کو عیبِ خود دیدی ز پیش | کی بدی فارغ وی از اصلاحِ خویش
در خدا خواهد که پوشد عیبِ کس | کم زند در عیبِ معیوبان نفس
چون خدا خواهد که پرده کس درد | میلش اندر طعنهٔ پاکان برد

تا تو می بینی عزیزان البشر | وانکه میراث بلیس ست آن نظر
گر نه فرزند بلیسی ای عنید | بس بتو میراث آن سگ چون رسید
هر کرا افعال دیو و دد بود | باکریمانش گمان بد بود
پیش بینا بر دهٔ سرگین خشک | که بجز این را بجای نافه مشک
بعیر را ای گنده مغز گنده مخ | پیش بینی می بری گوئی که اخ
اخ اخی بر داشتی ای کیج کاج | تا که کالائی بدت یابد رواج
تا فریبی آن مشام پاک را | آن چریدهٔ گلشن افلاک را
پیش بینا شد خموشی نفع تو | بهر این آمد خطاب انصتوا
حلم او خود را اگرچه گول ساخت | خویشتن را اندکی باید شناخت
دیگ را گر باز ماند امشب دهن | گربه را هم شرم باید داشتن
خویشتن گر خفته کرد آن خوب فر | سخت بیدارست دستارش مبر
صد هزاران حلم دارند این گروه | هر یکی حلمی ازانها صد چو کوه
گفت تو زان رو که عکس دیگریست | جمله احوالت بجز هم عکس نیست
حرف حکمت بر زبان ناحکیم | حلتهای عاریت دان ای سلیم
گفتگوی ظاهر آمد چون غبار | مدتی خاموش کن تو هوشدار
تا بکی عکس خیال لامعه | جهد کن تا گردی صاحب واقعه
تا که گفتارت ز حال تو بود | سیر تو با پر و بال تو بود

صید گیر و تیر هم بر پر غیر — لاجرم بی بهره است از علم طیر

از سخن گوئی مجو بهید ار تفاع — منتظر را به ز گفتن استماع

منصب تعلیم نوع شهوتست — هر خیال شهوتی در ره تبست

گر بفضلش ره ببردی هر فضول — کی فرستادی خدا چندین رسول

این سخن در سینه دخل مغزهاست — در خموشی مغز جان را صد نماست

چون بیامد در زبان شد خرج مغز — خرج کم کن تا بماند مغز نغز

مرد کم گوینده را فکریست زفت — قشر گفتن چون فزون شد مغز رفت

جوز را در پوستها آواز هاست — مغز ور و غن را خود آوازی کجاست

چند گاهی بی لب و بی گوش شو — وانگهان چون لب حریف نوش شو

چند گفتی نظم و نثر و راز فاش — خواجه یک روز امتحان کن گنگ باش

ترک معشوقی کن و کن عاشقی — ای گمان برده که خوب و فائقی

ای که در معنی ز شب خامش تری — گفت خود را چند جوئی مشتری

سبز بینند پیشت بهر تو — رفت در سودای ایشان دهر تو

هست تعلیم خسان ای چشم شوخ — همچو نقش گرد کردن بر کلوخ

خویش را تعلیم کن عشق و نظر — کان بود چون نقش فی جرم الحجر

تا کنی مر غیر را خیره دوتی — خویش را خالی کنی بد خو میکنی

متصل چون شد دلت با آن عدن — هین بگو مهراس را خالی شدن

امر قل زین آمدش ای راستین — کم نخواهد شد بگو در یاست این

انصتوا یعنی که آیت را بلاغ — هین تلف کم کن که لب خشکست باغ

خامشی بحرست و گفتن همچو جو — بحر میجوید ترا جو را مجو

از اشارتهاے دریا سر متاب — ختم کن والله اعلم بالصواب

باب پنجاه و یکم در مذمت دنیا و اهل آن

ترک دنیا هر که کرد از زهد خویش — بیش آمد پیش او دنیا و بیش

هر که از دیدار برخوردار شد — این جهان در پیش او مردار شد

این جهان خود جسر جانهاے شماست — هین روید آنسو که صحراے شماست

تو مکانی اصل تو در لامکان — این دکان بر بند و بگشا آن دکان

معدن گر میست اندر لامکان — هفت دوزخ از شرارش یک دخان

گر به بینی میل خود سوی زمین — نوحه میکن هیچ منشین اے چنین

گر به بینی میل خود سوے سما — پر دولت بر کشا همچون هما

عاقلان خود نوحه ها پیشین کنند — جاهلان آخر بسر بر میزنند

ز ابتداے کار آخر را ببین — تا نباشی تو پشیمان یوم دین

هر چه از وی شاد گردی در جهان — از فراق آن مبند دیش آنزمان

زانچه گشتی شاد بس کس شاد شد — آخر از وی جست و همچون باد شد

از تو هم بجهد تو دل بر وی منه — پیش کو بجهد تو خود از وی بجه

قولہ تعالیٰ انصتوا یعنی خاموش شوید و کلمات پند و وعظ را از راہ بیہودگی پنداشتن و گوش ندادن ضائع نکنید که آنها بالقوہ نیز فوت ندارند ۱۲

قولہ ترک دنیا موافق حدیث شریف ست که هر که دنیا را ترک کند دنیا او را ترک نمی کند و دنیا گرچه بیش او می آید که او را قبول کند ۱۲

قولہ عاقلان پیش از نزول بلا نوحه و ماتم می نمایند و جاهلان آخر کار بعد از خرابی بسیار بحال خود نوحه و زاری می کنند ۱۲

قولہ همچو سر از وے یعنی انسان را باید که بر سر چیزے که از دست او برود بیتابی نکند و بسبکی مزاج باید که او را ننگ نباشد آن اندیشه تا آن حد که بعد از مفارقت تعلق و وابستگی باقی نماند ۱۲

گفت دنیا لعب و لهوست و شما
ای غافل در قرآن ۱۲
کو دکید و راست فرماید خدا

خلق اطفالند جز مست خدا
نیست بالغ جز رهیده از هوا

از لعب بیرون نرفتی کودکی
بی زکات روح کی باشی زکی

چشم کودک همچو خر در آخرست
چشم عاقل در حساب آخرست

هر که آخر بین ترا و مسعود تر
هر که آخر بین ترا و بیهوده تر

فضل مردان بر زنان حالی پرست
زان بود که مرد پایان بین ترست

مرد کاندر عاقبت بینی خمست
او ز اهل عاقبت چون زن کمست

بنگر آنها را که آخر دیده اند
حسرت جانها و رشک دیده اند

باد و دیده اول و آخر ببین
هین مباش اعور چو ابلیس لعین

اعوران باشد که حالی دید و بس
چون بهایم بیخبر از باز و پس

ای تو بنده این جهان محبوس حال
چند گوئی خویش را خواجه جهان

باز گونه ای اسیر این جهان
نام خود کردی امیر این جهان

تخته بند ست آنکه تختش خوانده
صد رسن داری و بر درمانده

پادشاهی نیست بر ریش خود
ای ذات خود ۱۲
پادشاهی چون کنی بر نیک و بد

بی مراد تو شود ریشت سپید
شرم دار از ریش خود ای کژ مزید

ملک بر هم زن تو اد هم وا رزود
تا بیابی همچو او ملک خلود

خیز بلقیسا بیار و ملک بین
بر لب دریای یزدان دُر بچین

نام زوجه حضرت سلیمان علیه السلام ۱۲

خواهرانت ساکن ملکِ سنی
تو بمرداری چه سلطانی کنی

خواهرانت یافته ملکِ خلود
تو گرفته مملکت کور و کبود

ملک را بگذار بلقیس از نخست
چون مرا یابی همه ملک آنِ تست

ملک را تو ملکِ غرب و شرق گیر
چون نمی ماند تو آنرا برق گیر

ای خنک آنرا کزین ملکت بجست
که اجل این ملک را ویران گرست

مملکت گرمی نماند جاودان
ای دلت خفته تو آنرا خواب دان

هیچ دیگر بر چنین هیچے منه
نام دولت بر چنین هیچی منه

مرد باش و سخره مردان مشو
رو سرِ خود گیر و سرگردان مشو

ساحران مهتاب بنمایند زود
پیش بازرگان و زر گیر ند سود

سیم بربایند زین گون هیچ هیچ
سیم از کف رفت و آن کرباس هیچ

این جهان جادوست ما آن تاجریم
که از و مهتاب پیمودہ خریم

گر کند کرباس پانصد گز شتاب
ساحرانه او ز نورِ ماهتاب

تا ستد او سیم عمرت اے رہی
سیم شد کرباس نی کیسہ تہے

نیست وش باشد خیالِ اندران
تو جہانی بر خیالی بین روان

بر خیالِ صلح شان و جنگ شان
وز خیالِ فخر شان و ننگ شان

آن خیالاتی که دامِ اولیاست
عکسِ مہرویانِ بستانِ خداست

انبیا را کارِ عقبے اختیار
جاہلان را کارِ دنیا اختیار

زانکه هر مرغی بسوی جنسِ خویش — می پرد او در پسِ جانِ پیش پیش

کافران چون جنسِ سجّین آمدند — سجن دنیا را خوش آیین آمدند

انبیا چون جنسِ علّیین آمدند — سوی علّیین سجان و دل شدند

بد محالی جست کو دنیا بجست — نیک حالی جست کو عقبی بجست

فکرها در کسبِ دنیا بارِ دست — مکرها در ترکِ دنیا وارِ دست

چیست دنیا از خدا غافل بُدن — نی قماش و نقره و فرزند و زن

مال و زر سر را بود همچون کلاه — کل بود او کز کله سازد پناه

آنکه زلف و جعدِ رعنا بایدش — چون کلاهش رفت خوشتر آیدش

زر به از جانست پیشِ ابلهان — زر نثارِ جان بود پیشِ شهان

مال را گر بهرِ دین باشی حمول — نعم مالٌ صالحٌ خواندش رسول

هین بملکِ نوبتی شادی مکن — ای تو بسته نوبت آزادی مکن

این جهان زندان و ما زندانیان — حفره کن زندان و خود را وارهان

مرغِ کاب شور باشد مسکنش — او چه داند جایِ آبِ روشنش

مرغ کو اندر قفس زندانیست — می نجوید رستن از نادانیست

ایکه اندر چشمهٔ شورست جات — تو چه دانی شطِّ جیحون و فرات

ای تو نارسته ازین فانی رباط — تو چه دانی صحو و سُکر و انبساط

ای که صبرت نیست از دنیای دون — چون تحمل آرد از خدا ای مردِ چون

این بیت نیست از دنیای دون + صبر چون دارد ز نعمای برون

---

۴۱ نام مقامات نزد سالک
۴۲ عرض کردن سالک مقامات را بر مرشد
۴۳ قول سالک نوبتی
۴۴ قول مرغ کاب شور
۴۵ مرغی که همیشه در آب شور
سکن دارد چون چنین است حال انسانی
که اگر همیشه در بدی و گمراهی
معروف بوده باشد او از
کیفیت راه راست چه خبر دارد ۱۲

ای که صبرت نیست از ناز و نعیم — صبر چون داری ز اللهِ کریم
ای که صبرت نیست از پاک و پلید — صبر چون گونه داری ازان کت آفرید
چونکه صبرت نیست از آبِ سیاه — چون صبوری داری از چشمه آله
اطلسِ عمرت بمقراضِ شهور — پاره پاره کرد خیاطِ غیور
مال و تن بر فند و ریزان و فنا — حق خریدارش که الله اشتری
بر فهازان از ثمن او لیکنت — که همی در شک یقینی نیستت
مالِ دنیا دامِ مرغانِ ضعیف — ملکِ عقبی دامِ مرغانِ شریف
سوی دریا عزم کن زین آبگیر — بحرِ جوئی و ترکِ این گرداب گیر

حکایت

اُستنِ حنانه از هجرِ رسول — ناله می کردی چو ارباب عقول
گفت پیغمبر چه خواهی ای ستون — گفت جانم در فراقت گشت خون
مسندت من بودم از من تاختی — بر سرِ منبر تو مسند ساختی
گفت خواهی که ترا نخلی کنند — شرقی و غربی ز تو میوه چشند
یا دران عالم حقت سروی کند — که تر و تازه بمانی تا ابد
گفت آن خواهم که دایم شد بقاش — بشنو ای غافل کم از چوبی مباش

باب پنجاه و دوم در مذمتِ خلق

کارِ ما از خلق شد برما دراز — داد ازین مشتی گدایِ بی نیاز

اشاره است بگریه ان الله اشتری الآیة و تفریع آن بالا گذشت ۱۲

۱۳۸

دنیا بر باکاران مشکل است
سبب فریاد است از دوست
این گرد از ایمانِ خدا ۱۲

تا نمیرم از خود و از خلق پاک
برنیاید جانِ ما از حلقِ پاک

چون یفرُّ المرءُ آمد من اخیه
یهربُ المولودُ یوماً اذ ابیه

زان شود هر دوست آن ساعت عدو
گر بزاید در ان روز از پدر خود

این دم اریارانت با تو ضد شوند
وز تو برگردند و بر خصمی روند

هین بگو نک روزِ من پیروز شد
انچه فردا خواست شد امروز شد

یارِ تو چون دشمنی پیدا کند
چقدر او رشک را سر وا کند

تو ازان افعالِ او افغان مکن
خویشتن را ابله و نادان مکن

بلکه شکرِ حق کن و نان بخش کن
که نگشتی در جوالِ او کهن

از جوالش زود بیرون آمدی
تا بجوئی یار صدقِ سرمدی

رستی از قلّاب و سالوس و دغل
غیرِ او دیدی عیان بیش از اجل

این جفایِ خلق با تو در جهان
گر بدانی گنجِ زر آمد نهان

در شبِ بد رنگ بس نیکے بود
آبِ حیوان جبتِ تاریکی بود

خلق را با تو چنین بد خو کنند
تا ترا نا چار رو آنسو کنند

این یقین میدان در آخر حمایشان
خصم گردند و عدوِّ سرکشان

تا بمانی با فغان اندر لحد
لا تذرنی را فرد خوان از احد

نازنین یاری که بعد از مرگِ تو
رشتهٔ یاریِ او گردد سرِ تو

مهرِ ابله مهر چون آمد یقین
کینِ او مهرست و مهرِ اوست کین

اعراض

اے اینک

بسیار دغا کنندہ

ایزدی بجا آورد کہ ازو

دشمن رہائی یافتی وچون او

گدا شتی باید کہ طلب دوست

صادق تمامی کہ بدرد او برمزل

مقصود فائز شوی

قولہ لا تذرنی یعنے

ہرگاہ در گور تاریک خود تنہا

بمانی آنوقت از ذات بایستا

مددی طلب کن واین آیہ را

بخوان رب لا تذرنی فردا

یعنے نسب مرا تنہا مگذار کہ

کہ در گور تنہائی بجنابت پناہی

قولہ تا زمین نہ

بدرد و گار

بجز زیارت کہ بعد از

مرگ بکار آید

پیست گردانت تباک

یا خوب باشد و آن

عهدِ او سست است و ویران و ضعیف — گفتِ او زفت و وفایِ او نحیف

گر خورد سوگند هم باور مکن — بشکند سوگند مرد کژ سخن

چونکه بی سوگند گفتش بُد دروغ — تو میفت از مکر و سوگندش بمرغ

نفسِ او میرست و عقلِ او اسیر — صد هزاران مصحفش خود خورده گیر

می بلرزد عرش از مدحِ شقی — بدگمان گردد ز مدحش متّقی

نار زان آمد عذابِ کافران — که حجر را نار باشد امتحان

این دلِ چون سنگ را تا چند چند — نرم گفتیم و نمی پذیرفت پند

نی ترا از روی ظاهر طاعتی — نی ترا در سرّ و باطن نیّتی

نی ترا شبها مناجات و قیام — نی ترا در روز پرهیز و صیام

نی ترا حفظِ زبان ز آزارِ کس — نی نظر کردن بعبرت پیش و پس

نی ترا بر ظلم توبه پرخروش — ای دغا گندم نمائی جو فروش

چون ترا از وی تو کژ بود و دغا — راست چون جوئی ترا ز وی جزا

خویش را رنجور سازی زار زار — گر ترا بیرون کند از اشتهار

کاشتهارِ خلق بندِ محکمست — در ره این از بندِ آهن کی کمست

کرد حق ناموس را صد من حدید — ای بسا بسته به بندِ ناپدید

ای بسا کفار را سودای دین — بندِ شان ناموس کبر و آن و این

بندِ پنهان لیک از آهن بتر — بندِ آهن را کند پاره تبر

خواننده

وزنش ۱۲

وزنش ۱۲

۱ در صفت شریف آمده است
که هرگاه مدح شقی نماید از دعای بر وی غضب
فرماید و عرش بلرزد اما دعای بر مؤمن
مستجاب است ۱۲

۲ تو بچون چون ترا زید سزا تو
خطاب بسوء ادب نیست بیچون هرگاه
حال تو چنان باشد که در ابیات سابق
مذکور شد پس امید رستگاری
چگونه میداری ۱۲

۳ در ذم خشم

۴ در ذم حسد

بندِ آهن را توان کردن جدا | | بندِ غیبی را نداند کس دوا
ای عجب این بندِ پنهان و گران | | عاجز از تکسیرِ آن آهنگران

حکایت

آن یکی میگفت در وقتِ شعیب | | که خدا از من بسی دیدست عیب
چند دید از من گناه و جرمها | | وز کرم یزدان نمی گیرد مرا
حق تعالی گفت در گوشِ شعیب | | در جوابِ او فصیح از راهِ غیب
که بگفتی چند کردم من گناه | | وز کرم نگرفت در جرمم آه
عکس میگوئی و مقلوب ای سفیه | | ای رها کرده ره و بگرفته تیه
چند چندت گیرم و تو بیخبر | | در سلاسل مانده پا تا با سر
رنگِ تو بر توت ای دیگِ سیاه | | کرد سیمایِ درونت را تباه
بر دلت زنگار بر زنگارها | | جمع شد تا کور شد ز اسرارها
چون شعیب آن نکتها با او بگفت | | زان دمِ جان در دلِ او گل شگفت
جانِ او بشنید وحیِ آسمان | | گفت گر بگرفت ما را کو نشان
گفت یارب رفعِ من میگوید او | | وان گرفتن را نشان میجوید او
گفت ستّارم نگویم راز هاش | | جز یکی رمز از برایِ ابتلاش
یک نشانش آنکه بگرفتم ورا | | آنکه طاعت دارد و صوم و دعا
از زکات و از نماز و غیرِ آن | | لیک یک ذره ندارد ذوقِ جان

میکند طاعات و افعالِ سنی — لیک یک ذرّه ندارد چاشنی

طاعتش نغز است و معنی نغز نی — جوز ها بسیار دروی مغز نی

ذوق باید تا دهد طاعات بر — مغز باید تا دهد دانه شجر

دانهٔ بی مغز کی گردد نهال — صورتِ بیجان نباشد جز خیال

چون شعیب این نکتها بروی بخواند — از تفکر هیچو خر در گل بماند

باب پنجاه و سوم در مذمّتِ اهل نفاق

آن منافق با موافق در نماز — از پی استهزا آمد نی نیاز

در نماز و روزه و حج و زکات — با منافق مومنان در بر دوات

مومنان را بر بد و باشد عاقبت — بر منافق مات اندر آخرت

چند صورت آخر ای صورت پرست — زانکه معنی در صورت پرست

گر بصورت آدمی انسان بدی — احمد و بوجهل پس یکسان بدی

بت پرستی چون بمانی در صور — صورتش بگذار و در معنی نگر

گر ز صورت بگذری ای دوستان — جنتست و گلستان و گلستان

چونکه آبش هست جو خود آن بود — آدمی آنست کو را جان بود

این نه مردانند اینها صورتند — مرده نان اند و کشته شهوتند

زین قدحهای صور کم باش مست — تا نگردی بت تراش و بت پرست

نان گلست و گوشت کمتر خور ازین — تا نمانی همچو گل اندر زمین

لہ یعنی همه عبادت او ثانیاً بقصد ریا است که ذوقِ دل نمی کند و لطفِ عبادت ادا حاصل نیست ۱۲

مہ قولہ طاعتش سپس بظاهر عبارت او از اکمال خبر است لیکن چون باخلاص نیست نتیجهٔ آن که عبادت او رضائے ایزدی باشد صحیح نیست ۱۲

نہ قولہ در نماز و روزه و حج و زکات منافق مومن و نماز با جماعت می کند و بظاهر از مومن ممتاز نیست ۱۲

سہ قولہ بر منافق مات اندر آخرت یعنی منافق در آخرت مومن را بر دوات نماز می باشد زیرا که آن نماز بطریق اخلاص و عبادت نیست ۱۲

ہ قولہ ابلهان را بر شمرد خ یعنی ابلهان را بر شمرد خ

چون گرسنه میشوی سگ میشوی — تند و بد پیوند و بدرگ می شوی

چون شدی تو سیر مردار شدے — بیخبر افتاده دیوار شدی

پس دمی مردار و دیگر دم سگی — چون کنی در راهِ شیرانِ خوش تگی

گوشِ خر بفروش و دیگر گوشِ خر — کین سخن را در نیابد گوشِ خر

لافِ شیخی در جهان انداخته — خویشتن را بایزیدے ساخته

هم ز خود سالک شده و اصل شده — محفلے واکرده در دعوے کده

از خدا بوی نه او را اثرے — دعویش افزون ز شیث و بوالبشر

دیو نمنموده او را هم نقشِ خویش — او همی گوید ز بد الیم بیش

حرف در ویشان بدزدیده بسے — تا گمان آید که هست او خود کسے

این جهان پُر آفتاب و نور راه — او بهشته سر فرو برده بچاه

جمله عالم شرق و غرب آن نور یافت — تا تو در چاهی نخواهد بر تو تافت

خرده گیرد در سخن بر بایزید — ننگ دارد از وجود او یزید

بی نوا از نانِ خوانِ آسمان — پیشِ او نانداخت حق یک استخوان

در گوی و در چهی ای قلتبان — دست دار از سبالِ دیگران

سوی من منگر بخواری هست هست — تا نگویم آنچه در گاهی تست

چند روزی حرفِ مردانِ خدا — تا فروشی دستانی مرحبا

طالبِ حیرانیِ خلقان شدیم — دستِ طمع اندر الوهیت زدیم

تا به افسون مالکِ دلها شویم
این نمی‌میمیم ما کاندر گوییم

آن محک که او نهان دارد صفت
فی محک باشد نه نورِ معرفت

آئنه که عیبِ رو دارد نهان
از برای خاطرِ هر قلتبان

آئنه نبود منافق باشد او
اینچنین آئینه تا بتوان مجو

گر هزاران طالبند و یک ملول
از رسالت باز میماند رسول

صد کس از گرگین همه گرگین شوند
خاصه این گرگِ خبیثِ ناپسند

یک کسی نامستمع از رویِ رد
صد کس گوینده را خامش کند

پند گفتن با جهولِ خوابناک
تخم افگندن بود در شورهٔ خاک

چاکِ حمق و جهل نپذیرد رفو
تخمِ حکمت کم دهش ای پندگو

گرچه ناصح را بود صد داعیه
پند را اُو گوش نپذیرد بباید داعیه

تو بصد تلطیف پندش میدهی
او ز پندت می کند پهلو تهی

زانبیا ناصح تر و خوش لهجه تر
که گهی بگرفت دم شان در حجر

زانکه کوه و سنگ در کار آمدند
می نشد بدبخت را بگشاده بند

آنچنان دلها که بدشان با و من
نعت شان شد بل اشدُّ قسوةً

گر تو پیغامِ زنی آری و زر
پیشِ تو بنهند جمله سیم و سر

کای فلان جا شاهدی میخواندت
عاشق آمد بر تو او میداندت

ور تو پیغامِ خدا آری چو شهد
کای بیا سوی خدا ای نیک عهد

از گرگین رفض خارش را بگیرید
دراین بیماری مستعدیست بپرهیزید
از یکی بدگری میرسد اینچنین حال
صحبت نااهلان و فاسقان ست
که هرکه در صحبت ایشان نشیند
غافل گردد ۱۲

بپرهیزید از اینگونه کلام ناصح
تر بود که پند و نصیحت شان در دل
اثر نمیکرد ۱۲

فیضی حاصل می شود مگر بدکرنا
فائده نشدی ۱۲

سکسی که در صفت شان گریه
بکی از ایشان قصه آمده است
کلام مرتضی شنوندیگر از عنایت
اشتغال بلوات خالی در ریب
آزار ناصح و وعظ می شنوند ۱۲

قول گرگ که بصیغه کم بگیرید
درایشان زنیاستغرق شده اند
وز معرفت الهی ایشان بی بهره اند
حال ایشان چنان ست که گرگ را
بدوستان و مطیع تو شوند ۱۲

از جهانِ مرگ سوی برگ رو ... چون بقا ممکن بود فانی مشو

قصدِ خونِ تو کنند و قصدِ سر ... نه از برای حمیت و دین ہو نہ ہنر

بلکه از چفسیدگی بر خان و مان ... تلخ شان آید شنیدن این بیان

۵۱ خرقهٔ بر ریشِ خر چفسیده سخت ... چونکه خواهی برکنی زد لخت لخت

جفته اندازد یقین آن خر ز درد ... جبّذا آنکس کز نه پرهیز کرد

خاصه پنجه ریش و هر جا خرقه ... بر سرش چفسیده دریم غرقه

خان و مان چون خرقه و این حرص ریش ... حرص هر گه پیش باشد ریش بیش

خان و مانِ چغد ویرانست و بس ... نشنود اوصافِ بغداد و عبش

باب پنجاه و چهارم در حرص

بد گمانی کردن و حرص آوری ... کفر باشد پیشِ خوانِ مهتری

هر که دور از رحمتِ رحمان بود ... او گدا چشمست اگر سلطان بود

حرص تا بینا ست بیند مو بمو ... عیبِ خلقان و بگوید کو بکو

عیب یکذره دو چشمِ کورِ او ... می نه بیند گرچه هست او عیبِ جو

بارها دردامِ حرص افتاده ... حلقِ خود را در بریدن داده

حرصِ تو چون آشست اندر جهان ... باز کرده بهرِ خوردن صد دهان

۵۳ بگسل آن حبلے که حرصست و حسد ... یاد کن فی جیدِها حبلٌ مّسد

حرص کورت کرد و محرومت کند ... دیو را همچو خویش مرجومت کند

۵۱ قوله خرقه بر ریش خر چفسیده سخت الخ
تشبیه لطیف یعنی که خرقه بر ریش خر چفسیده دارد سخت
حال خرقه پوشی دریشه دارد سخت
خرقه که بر ریش خر چفسیده باشد او را
چفسیده باشد همه گاه و گدا نیز جای
راز از خر او را بدانی و بکنی این
کی خرد او را بهاء نیز دهد این

۵۲ مراد از خوانِ مهتری احکام خدا و رسول باشد ۱۲

۵۳ قوله بگسل آن حبلے یعنی حرص و حسد را بگذار و نظر کن سوے زن ابو لہب که بسبب حرص و حسد رسنی در گردن او افتاد و هلاک شد ۱۲

۵۲ حرص تا بینا ست الخ یعنی حریص تا بینا ست عیب خلقان را بیند و بگوید کو بکو ۱۲

۵۳ حبلٌ مّسد ای شه طان ۱۲ یعنی رسنی بغایت سنگین کردن ۱۲

حرص کور و احمق و نادان کند
مرگ را بر احمقان آسان کند

نیست آسان مرگ بر جانِ خران
کہ ندارند آبِ جانِ جاودان

چون ندارد جانِ جاوید آن شقیست
جرأتِ او بر اجل از احمقیست

حرص[51] در پیری جهودان را مباد
ای شقی کآن حرص دادش آن حرص داد

ریخت دندانهای سگ چون پیر شد
ترکِ مردم کرد و سرگین گیر شد

این سگانِ شصت ساله را نگر
هر دمی دندانِ سگ شان تیزتر

پیرِ سگ از تخت پشم از پوستین
این سگانِ پیر اطلس پوش بین

عشق شان و حرصِ شان در فرج و زر
دمبدم چون نسلِ سگ بین بیشتر

اینچنین عمری که مایه دوزخست
مر قصابانِ غضب را مسلخست

اژدهای هفت سر دوزخ بود
حرصِ تو دانه ست و دوزخ فخ بود

دام[52] را بدان بسوزان دانه را
بازکن درهای نو این خانه را

آن حریصی عاقبت نادیدنست
بر دل و بر عقلِ خود خندیدنست

هر که را جامه ز عشقش چاک شد
او ز حرص و جمله عیبش پاک شد

حرص و شهوت مر ورا احول کند
ز استقامت روح را مبدل کند

هوشیاری[53] آفتاب و حرص یخ
هوشیاری آبِ این عالم و سخ

مرغ کو ناخورده است آبِ زلال
اندر آبِ شور دارد پر و بال

در میانِ چوب گوید کرم چوب
مرگرا باشد چو من حلوای خوب

---

51 قوله حرص در پیری جهودان را مباد
کہ در عالم پیری کافران را
نیز حرص نصیب مباد چہ جای
کہ مومنان مگر این امر را اختیار
کی نیست بشیبت ایزد یست ۱۲

52 قوله دام را بسوزان یعنی حرص
مال و جاه را از دل خود دور کن
در دل خود دروازه صبر و قناعت
باز کن ۱۲

53 قوله هوشیاری یعنی
۱۲۴۶ یعنی

کرم سرگین در میانِ آن حدث — دهان — در جهان نقلی نداند جز خبث

جز بضد ضد را همی نتوان شناخت — چون ببیند زخم بشناسد نواخت

لاجرم دنیا مقدم آمدست — تا بدانی قدرِ اقلیمِ آخرست

چون از اینجا وارهی آنجا روی — در شکرخانه ابد شاکر شوی

گوئی آنجا خاک را می بیختم — زین جهانِ پاک می بگریختم

صد حکایت بشنود مدهوشِ حرص — در نیابد نکته در گوشِ حرص

بند بگسل باش آزادای پسر — چند باشی بندِ سیم و بندِ زر

گر بریزی بحر را در کوزه — چند گنجد قسمتِ یک روزه

کوزهٔ چشمِ حریصان پر نشد — تا صدف قانع نشد پر دُر نشد

باب پنجاه و پنجم در قناعت

از قناعت کی تو جان افروختی — از قناعتها تو نام آموختی

گفت پیغمبر قناعت چیست گنج — گنج را تو وانمیدانی ز رنج

چون قناعت را پیمبر گنج گفت — هر کسی را کی رسد گنجِ نهفت

این قناعت نیست جز گنجِ روان — تو مزن لاف از غم و رنجِ روان

سیر کی مفروش و هزاران جان ببین — از قناعت غرقِ بحرِ آبگین

از قناعت هیچکس پیچان نشد — وز حریصی هیچکس سلطان نشد

زانکه مرغی کو بترکِ دانه کرد — دانه از صحرایِ بی تزویر خورد

---

۱۲ قوله لاجرم الخ یعنی دنیا ترا برای این آورده اند که قدر آخرت را بدانی و قدر آن عالم را بشناسی و بقصود خود برسی ۱۲

۱۲ قوله قناعت الخ ۱۴۷ در قناعت لفظ نام قناعت آمده و مفهوم قناعت را نفهمیدی و بران عمل ننمودی ورنه دولت صبر و قناعت ترا حاصل میشد ۱۲

چون بُرید و گشت حلقِ رزق خوار — یُرزقون فرحین شد خود خوشگوار

هم بدان قانع شد و از دام جست — هیچ دامی پر و بالش را نه بست

سائل آن باشد که جانِ او گداخت — قانع آن باشد که جسمِ خویش باخت

می روم سوی قناعت دل قوی — تو چرا سوی شناعت می روی

عاقل اندر بیش و نقصان ننگرد — زانکه این هر دو چو سیلی بگذرد

خواه صاف و خواه سیلِ تیره رو — چون نمی پاید دمی از وے مگو

اندرین عالم هزاران جانور — میزیند خوش عیش بی زیر و زبر

شکر میگوید خدارا فاخته — برد رخت و برگ شب ناساخته

حمد میگوید خدارا عندلیب — کاعتمادِ رزق بر تست ای مجیب

همچنین از پشه گیر تا بپیل — شد عیال الله و حق نعم المعیل

بس کن ای دون همّتِ کوته زبان — تا کیت باشد حیاتِ جاودان

زان نداری میوه مانند بید — کابرو بر دی پی نانِ سفید

زردی رو بهترین رنگهاست — زانکه اندر انتظارِ آن لقاست

لیک هر خی بر رخی کان لا معست — بهرِ آن آمد که جانش قانعست

گر ندارد صبر زین نانِ جانِ حس — کیمیا را گیرد و زر گردانِ تو مس

جامه شوئی گر دوا هی ای فلان — رُو مگردان از محلّه گاذران

قلتی کان از قناعت وز لقاست — آن ز فقر و قلّتِ دونان جداست

تمهید سستی و مفلسی ۱۲

---

۵۱ یعنی فاخته بر درختی نشسته شکر خدای گوید و فاخته قوت شب ندارد ۱۲

۵۲ قوت اگر ندارد و یعنی از گرسنگی بمیرد قناعت صبر کردن نمی تواند پس هادی کامل را که بمنزله دانه گیر است باید آرزوی خود را در زنگ نیفکند شود و اقبال نشود ۱۲

۵۳ ۵۵ رزق قوت

۱۴۸ ظلمتی که بیشتر مردم را فرا گرفته است از ناداری و دون قناعت است همچنان که آشنائی از صبر و قناعت ندارند علامه است که قانعین را بیند و بیشتر حاجی بصبری نمایند و بیقراری می کنند ۱۲

۵۴ ۵۲ گر ندارد صبر زین نانِ جانِ حس — کیمیا را گیرد و زر گردانِ تو مس

حبهٔ این گر بیابد سر نهد | وان ز گنج وزر بهمت می جهد
این همه غمها که اندر سینهاست | از بخار و گرد باد و بوِ ماست
آن غمان هیچ کن چون واس یاست | اینچنین شد و اینچنان وسواس ماست
حاش لله طمعِ من از خلق نیست | از قناعت در دلِ من عالمیست
از طمع هرگز نخواهم من فسون | این طمع را کرده ام من سرنگون

باب پنجاه و ششم در طمع

صاف خواهی چشمِ عقل و سمع را | بر دران تو پرده های طمع را
گر ترا زور طمع بودی بمال | راست گی گفتی ترا زو وصفِ حال
هر کرا باشد طمع الکن بود | با طمع کی چشمِ دل روشن بود
پیشِ چشمِ او خیالِ جاه وزر | همچنان باشد که موا ندر بصر
خواجه در عیبست غرقه تا بگوش | خواجه را مالست و مالش عیب پوش
کز طمع عیبش نه بیند طامعی | گشت دلها را طمعها جامعی
ور گدا گوید سخن چون زیرکان | ره نیابد کالهٔ او در دکان
کور از خلقان طمع دارد ز جهل | من ز تو کز تست هر دشوار سهل

باب پنجاه و هفتم در حسد

وز حسد گیرد ترا در ره گلو | وز حسد ابلیس را باشد غلو
کو ز آدم ننگ دارد از حسد | با سعادت جنگ دارد از حسد

عقبهٔ زین صعبتر در راه نیست — ای خنک آنکس حسد همراه نیست

این جسد خانه حسد آمد بدان — کز حسد آلوده باشد خاندان

گر جسد خانهٔ حسد آمد ولیک — آن جسد را پاک کرد الله نیک

طهر ابیتی بیانِ پاکیست — گنج نورست ار طلسمِ خاکیست

چون کنی بر بی حسد مکر و حسد — زان حسد دل را سیاهیها رسد

خاک شو مردانِ حق را زیر پا — خاک بر سر کن حسد را همچو ما

خود حسد نقصان و عیب دیگرست — بلکه از جمله کمینها بدترست

هر کسے کو را حسد بینے کند — خویشتن بی گوش و بی بینی کند

آن ابوجهل از محمد ننگ داشت — وز حسد خود را ببالا میفراشت

بوالحکم نامش بُد و بوجهل شد — ای بسا اهل از حسد نااهل شد

آن بلیس از ننگ و عارِ کمتری — خویش را افگند در صد ابتری

از حسد میخواست تا بالا بود — خود چه بالا بلکه خون پالا بود

آن شیاطین خود حسودِ کهنه اند — یک زمان از رهزنی خالی نیند

یوسفان از مکرِ اخوان در چهند — کز حسد یوسف بگرگان میدهند

از حسد بر یوسفِ مصری چه رفت — این حسد اندر کمین گرگیست زفت

لاجرم زین گرگ یعقوبِ سلیم — داشت بر یوسف همیشه خوف و بیم

گرگ ظاهر کرد و یوسف خود بخشت — این حسد در فعل از گرگان گذشت

ہر کہ را باشد مزاج و طبع سُست — او نخواہد ہیچ کس را اندرست
زانکہ ہر بد بختِ خرمن سوختہ — می نخواہد شمعِ کس افروختہ
ہین کمالی دست آور تا تو ہم — از کمالِ دیگران نافتے بغم
ہر کرا دید او کمال از چپ و راست — از حسد قو لنجش آمد در دو خاست
در نعیمِ فانیِ مال و جسد — چون ہمی سوزند عامہ از حسد
پادشاہان بین کہ لشکر می کشند — از حسد خویشانِ خود را می کُشند
ہان و ہان ترکِ حسد کن با شہان — ورنہ ابلیسے شوی اندر جہان
از خدا میخواہ دفعِ این حسد — تا خدایت وا رہاند زین حسد
کز حسد و ز چشمِ بد بی ہیچ شک — سیر و گردش را بگرداند فلک
پرِّ طاؤست مبین و پای بین — تا کہ سُوءُ العین نکشاید کمین
کہ بلغزد کوہ از چشمِ بدان — یزلقونک چشم بد از نبی برخوان بدان
احمدا چون کوہ لغزید از نظر — باران بے گل در میانِ راہ بی
در عجب درماند کین لغزش ز چیست — من نہ پندارم کہ این عالم تہیست
تا بیامد آیت و آگاہ کرد — کان ز چشمِ بد رسیدت در نبرد
گر بدی غیرِ تو در دم لاشدے — صید چشم و سحرۂ افناشدے
کافران ہمجنسِ شیطان آمدہ — جانِ شان شاگردِ شیطانان شدہ
صد ہزاران خوی بد آموختہ — دیدہ ہائی عقل و دل بر دوختہ

مہمان

حال

۵۱ بفتح نون و کسر کاف
موصولہ و یای معروف بفارسی
قرآن شریف ۱۲
۵۲ قولہ احمدا مکبر از
میکائیل مبین است مبین را بفتح
آرزو می افتد و موجب تعجب می شود
زیرا کہ بسی آرزوہا و تعجبہا
بود در بسیار از آنہا کہ آفتِ دینی و دنیاوی
باشد و بسیار از آنہا کہ
باشد و در بسیار
باشد و در بسیار
باشد و در بسیار

کمترین خوشان بهشتی آن حسد | آن حسد که گردنِ ابلیس زد
زان سگان آموخته صید و حسد | که نخواهد خلق را ملکِ ابد
وان بنی آدم که عصیان ای گنهکار۱۲ گشته اند | وز حسودی نیز شیطان گشته اند

باب پنجاه و هشتم در عداوتِ شیطان

طفل۵۱ جان از شیرِ شیطان باز کن | بعد ازانش با ملک انباز کن
تا تو تاریک و ملول و تیره | دان که با دیوِ لعین همشیره۱۲
جان بابا گویدت ابلیس هین | تا بدم بفریبدت دیوِ لعین
همچنین تلبیس بابا بات کرد | آدمی را این سیه رخ مات کرد
در گلو ماند خسِ او ساطها | ای عاجز۱۲ چیست آن خس مهرِ جاه و مالها
مالِ۵۲ مار آمد که در وی زهرهاست | وان قبول و۵۳ سجده خلق از دهاست
مالِ خس باشد چو هست ای بی ثبات | در گلویت مانعِ آبِ حیات
گر ببرد مالت عدوِّ پرفنی | رهزنی را برده باشد رهزنی
هر که دید آن مالِ جاهش سجده کرد | بخورد سجده افسونیان را او بخورد
چونکه برگردد از و آن ساجدش | داند او کان زهر بود و موبدش
جان۵۴ فدا کردن برای صیدِ غیر | کفرِ مطلق دان و نومیدی ز خیر
چند هنگامه نهی بر راهِ عام | چند کام جستی برنیاید هیچ کام
بیشتر رفتست و بیگاهست روز | تو بجد در صیدِ خلقانی هنوز

۵۱ تو در طفل جان بشهوت
که بر طفل شیر خوار شیر زنی کردی نوشد
خصلت آن زن در و اثر می کند لهذا
می فرماید که خود را از پیروی شیطان
جدا کرده خصال فرشتگان حاصل کن
که نجات پابی ۱۲
۵۲ قوله مال مار در حدیث تشریف
آمده است که المال حیة فی الکف
یعنی مال مارهای بر دست پس چنان
مال بتر دست همچنین اطاعت دوستان
در حق انسان زهر است ۱۲
۵۳ گویا اشاره بمضمون
۵۴ در اصل شیطان

کارت این بود ست از وقت ولاد | صید مردم کردن از دام و داد
زان شکار و انبهی باد و بود | دست در کن هیچ یابی تار و پود
چون شکار خوک آمد صید عام | رنج بیحد لقمه زو خوردن حرام
پس فرشته وار گشته عرضه دار | بحر تحریک عروق اختیار
وان فرشته خیرها بر رغم دیو | عرضه دار میکند در دل غریو
میشود زالهام هاو وسوسه | اختیار خیر و شرت داده کسته
وقت تهلیل و نمازای با نمک | زان سلام آورده باید بر ملک
که زالهام و دعای خوبتان | اختیار این نمازم شد روان
بازاز بعد گنه لعنت کنی | بر بلیس آنرا کزو ئی مجتنی
این دو صد عرضه کننده در شرار | در حجاب غیب آمد عرضه دار
چونکه پرده غیب برخیزد ز پیش | تو به بینی روی دلالان خویش
در سخن شان واشناسی بی گزند | کان سخن گویان نهان اینها بدند
دیو گوید ای اسیر طبع و تن | عرضه میکردم نکردم زور من
وان فرشته گوید ت من گفتمت | که ازین شادی فزون گردد غمت
آن فلان روزت نگفتم من چنان | که ازان سوی ست ره سوی جنان
ما محب جان روح افزای تو | ساجدان مخلص بای تو
این زمان هم خدمت تو می کنم | سوی مخدومی صلابت میزنم

برنهجار ای آنکه فرشته ترغیب نماز داده بود ۱۲

آواز بلند تمام دادن ۱۲

۵۱ تخفف انبوهی ۱۲
۵۲ از طرف فرشته ۱۲
۵۳ یعنی شیطان ۱۲
۵۴ یعنی لا الله الا الله
۵۵ یعنی از جناب ست یعنی
۵۶ یعنی شیاطین که ترا
۵۷ یعنی طبع و تن
۵۸ یعنی شیطان
۵۹ یعنی شیطان

ای کوتاه کن ۱۲

مدد از آدمیان ۱۲

الآیه ۱۲

قال الشیطان لما قضی الامر

آن گروه با بات را بوده عدا — در خطاب اسجدوا کروبیا

آن گرفتی وان ما انداختی — حق خدمتهای ما نشناختی

این زمان مارا و ایشان را عیان — در نگر بشناس از مخزونیان

بس عداوتها که آن یاری بود — بس خرابیها که معماری بود

هر که در دنیا خورد تلبیس دیو — وز عدوی دوست رو تعظیم و ریو

چونکه ویران کرد چندین عالم او — پس بگفت انی بریء منکم

هر که جست از دام شیطان در نماز — رست از قید دو عالم وقت باز

زانکه این شیطان عدو جان تست — دانما در فکرت ایمان تست

بانگ شیطان گله بان اشقیاست — بانگ سلطان پاسبان اولیاست

باب پنجاه و نهم مدح طاعت

آدمی را هست در هر کار دست — لیک از مقصود این خدمت دست

ما خلقت الجن و الانس بخوان — جز عبادت نیست مقصود از جهان

ذوق دارد هر کسی در طاعتی — لاجرم نشکیبد از وی ساعتی

ما درین دهلیز بر قانون قضا — بهر دعوی الستیم و بلی

که بلی گفتیم آن را از امتحان — فعل و قول ما شهود است و عیان

این نماز و روزه و حج و جهاد — هم گواهی دانست از اعتقاد

این زکوة مال و ترک این حسد — هم گواهی داد نست از سر خود

فعل و قول اظہارِ سرست و ضمیر — ہر دو پیدا میکند سرِ ستیر

بر مصلی مسجد آمد ہم گواہ — کو ہمی آمد بمن از دور راہ

این گواہی چیست اظہارِ نہان — خواہ قول و خواہ فعل و غیرِ آن

فعل قول آمد گواہانِ ضمیر — زین دو بر باطن تو استدلال گیر

تزکیہ باید گواہان را بدان — تزکیہ اش صدقی کہ موقوفی بدان

بہر این آورد مایزدان برون — ما خلقت الانس الا یعبدون

چون تو می بینی کہ نیکے می کنی — بر حیات و راحتی برمی زنی

چونکہ تقصیر و فسادی میرود — آن حیات و ذوق پنہان می شود

دست کوراند بحبل اللہ بزن — جز بامر و نہیِ یزدانی متن

چیست[51] حبل اللہ رہا کردن ہوا — کین ہوا شد صرصری مر عادرا

خلق در زندان نشستہ از ہواست — مرغ را پر ہا بستہ از ہواست

خشم شحنہ شعلۂ نار از ہواست — رفتہ از مستوریان عار از ہواست

لا تطرق[52] فی ہوا کن سلسبیل — من جناب اللہ نخواہ اسکن سبیل

لا تکن[53] طوع الہوی مثل الحشیش — ان ظل العرش اولی من عریش

گوش سر بر بند از ہزل و دروغ — تا بہ بینی شہر جان با فر و غ

ہیچ واز[54] روز غیری برنداشت — ہیچکس ندرود تا چیزی نکاشت

سال بگذشت و وقت کشت لے — جز سیہ روئی و فعل زشت نے

لے تمام ۱۲

ف قولہ چیست مراد از ... جبل اللہ ... تمسک کردن بقول ... چیست اظہار نہان ... نفسانی ... فعل قول آمد گواہان ضمیر ... ہمچنان اگر فعل ... صریح و دیدہ دانی شنوند ۱۲

ع قولہ تزکیہ اش صدقی ... شنود و دانش نفس مطیع ... بہبیں راہ ما را انبیا بشارتہا دادہ اند ۱۲

ع قولہ لا تکن یعنی مشو مثل ... بہوا خاطر ماند کاہ کہ بتحقیق ... عرش بہتر ست از حریش و عریش ... خانہ باشد کہ از برگ درختان و ... گیاہ ساختہ باشند ۱۲

ع قولہ واز اشارت ... بگرمہ و لا تزر وازرۃ وزر اخری ... یعنی بر ندارد ... نفس گناہ ... کنندہ بار گناہ نفس دیگر ۱۲

روز بیگه لاشه لنگ وره دراز
ای شتاقم ۱۲ خر ۱۲ یعنی خر کم ضعیف ۱۲

بیخهلے خوی بد محکم شده
کارگه ویران عمل رفته زساز
بے سامان ۱۲

کرم در زیرِ درختِ تن فتاد
قوتِ برکندنِ آن کم شده

همین وهین ای راه رو بیگاه شد
بایدش برکند و بر آتش نهاد

ای آگاه باش ۱۲ زود
آفتابِ عمر سوئے چاه شد

این دو روزک راکه روزت بهست
پر فشانی یکبن از راهِ جود

ای محنتِ ریاضت ۱۲
اینقدر تخمے که ماندستت بباز
تا بروید زین دو دم عمرِ دراز

تا نمردست این چراغ باگهر
هین فتیلش ساز و روغن زود تر

هین مگو فردا که فردا ها گذشت
تا بکلی نگذرد ایامِ کشت

عمرِ تو مانندِ همیانِ زرست
روز و شب مانندِ دینار اشمرست

در زمانه مر ترا سه همرهند
آن یکی وافی وآن دو غدر مند

آن یکی یاران و دیگر رخت و مال
وان سوم وافیست آن حسن الفعال

مال ناید با تو بیرون از قصور
یار آید لیک آید تا گور

چون ترا روزِ اجل آید به پیش
یار گوید از زبانِ حالِ خویش

تا بدینجا بیش همره نیستم
بر سرِ گورت زمانی بایستم

فعلِ تو وافیست زو کن ملتحد
که در آید با تو در قعرِ لحد

پس پیمبر گفت بهرِ این طریق
با وفاتر از عمل نبود رفیق

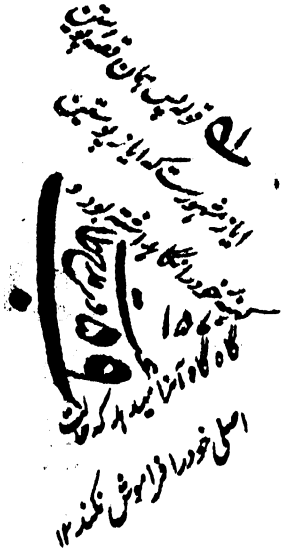
گر بود نیکو ابد یارت شود
اے یار مدامی ۱۲
وربود بد در لحد مارت شود

ف ۱۱ قوله تا نمردست یعنی تا نموته
کمر و از جسم مفارقت نکرده است
در اعمال حسنه کوشش کن و زود
آخرت بهر سان ۱۲

ف ۵ قوله عمر تو یعنی عمر انسان
مانند زر است در روز و شب
بمزد اشمار کننده زر پس چنانکه
زر را در همیان نگاه میدارند
بهمان باید که عمر خود را در اعمال
نیک و فضائل نگهدارد و در حسن
اعمال صرف نماید ۱۲ منه عفی عنه

ف ۴ قوله در زمانه یعنی در عبادت
شریف و در دست کسے هر آفت
شریف و در دست کسے اهل فعال
و یک یار سوم اعمال او
پس از مرگ او در پس می آید
و یک در اول و در پس می آید
و سیم از همه او میرود و میماند
اعمال ۱۲

عاشقانت در پسِ پرده کرم — بهرِ تو نعره زنان هین دم بدم
عاشقِ آن عاشقانِ غیب باش — عاشقان پنجروزه کم تراش
که بخورد ذدت بجذبه جذبهٔ — سالها زیشان ندیدی جبههٔ
وقتِ صحت با تو یارند و حریف — وقتِ درد و غم بجز حق کو لطیف
وقت دردِ چشم و دندان همچو پس — دست تو گیرد بجز فریادرس
پس همان درد و مرض را یاد دار — چون ایاز آن پوستین کن اعتبار
در تمامِ کارها چندین مکوش — جز بکاری که بود در دین مکوش
عاقبت تو رفت خواهی ناتمام — کارهایت ابتر و نانِ تو خام
وان عمارت کردن گور و لحد — فی بسنگست و بچوب و فی لبد
بلکه خود را در صفِ گوری کنی — در منیِ او کنی دفنِ منی
خاکِ او گردی و مدفونِ غشش — تا دمت یابد مدد ها از دمش
گورخانه قهها و کنگره — نبود از اصحاب معنی آن سره
از برون بر ظاهرش نقش و نگار — وز درون اندیشهایِ زارزار
همچو گورِ کافران بیرون جلل — اندرون قهرِ خدا عز و جل
حق همی گوید چه آوردی مرا — اندرین مهلت که من دادم ترا
عمرِ خود را در چه پایان برده — قوت و قوتت در چه فانی کرده
گوهرِ دیده کجا فرسوده — پنج حس را در کجا پالوده



چشم و گوش و هوش و گوهرهای عرش ‌ ‌ خرج کردی چه خریدی تو ز فرش
دست و پا دادیم چون بیل و کلند ‌ ‌ من نبخشیدم ز خود آن کی شدند
آن بکن که هست مختار نبیؐ ‌ ‌ وان مکن که کرد مجنون و صبیؓ

باب شصتم در مذمت معصیت

هر روش هر ره که آن محمود نیست ‌ ‌ عقبه و ما لنعیؐ در هر نیست
بس کسان کایشان ز طاعت گم شدند ‌ ‌ دل برضوان و ثواب آن نهند
توبه نندیشند و گر شیرین شود ‌ ‌ بر دلش آن جرم تاب دین شود
آن پشیمانی و یارب رفت ازو ‌ ‌ شست بر آئینه زنگ پنج تو
آهنش را زنگها خوردن گرفت ‌ ‌ گوهرش را رنگ کم کردن گرفت
خود حقیقت معصیت باشد خفی ‌ ‌ بس کدر کان را تو پنداری صفی
چون ز دستت زخم بر مظلوم رفت ‌ ‌ آن درختی کشت از و ز قوم رست
چون ز خشم آتش تو در دلها زدی ‌ ‌ مایهٔ نار جهنم آمدی
آن سخنهائے چو مار و کژدمت ‌ ‌ مار و کژدم گشت می گیرد دمت
پیشها و خلقها همچون جهیز ‌ ‌ سوی خصم آیند روز رستخیز
گرچه دیوار افکند سایه دراز ‌ ‌ باز گردد سوی او آن سایه باز
این جهان کوهست و فعل ما ندا ‌ ‌ سوی ما آید ندا ها را صدا
حمله بر خود می کنی ای ساده مرد ‌ ‌ همچو آن شیری که بر خود حمله کرد

اشارت است بقصهٔ قفیر و رباه ۱۲

۵۱ قوله توبه یعنی کسانیکه عبادت معبود حقیقی را گذاشته در معصیت افتاده اند واز گناهان توبه نمی کنند آن معصیت در دل آنها چنان لذیذ بوده از ترک آنها برایشان دشواری نماید و روز بروز بترکی دل نمی افتد ۱۲

۵۲ قوله پیشها یعنی اعمال و افعال انسان بروز حشر پیش او خواهد آمد ۱۲

۵۳ قوله این جهان یعنی دنیا که در این جهان هر چه از انسان سرزند روز قیامت بانسان باز میگردد همچنین اعمال انسان بسوی انسان باز میگردد ۱۲

۵۴ قوله توبه نندیشند یعنی توبه نکنند ۱۲

۵۵ قوله آن پشیمانی یعنی ندامت ۱۲

۵۶ قوله آهنش را یعنی اے فرهاد وزاری ۱۲

۵۷ قوله خود حقیقت یعنی کدورت ۱۲

۵۸ قوله پیشها و خلقها یعنی ۱۲

۵۹ قوله این جهان کوهست یعنی ۱۲

۶۰ قوله حمله بر خود می کنی یعنی ۱۲

ای زده بر بیخودان تو ذوالفقار — بر تنِ خود میزنی تو هوشدار

هر که او بنهاد ناخوش سُنّتی — سوی او نفرین رود هر ساعتی

نیکوان رفتند و سنتها بماند — واز ایشان ظلم و لعنتها بماند

تا قیامت هر که جنسِ آن بداں — در وجود آید بود درویش بدان

بر کنارِ بامی ای مستِ مدام — پست بنشین یا فرود آ والسلام

هر زمانی که شدی تو کامران — آن دمِ خوش را کنارِ بام دان

سیرتی کان در وجودت غالبست — هم بدان تصویر حشرت واجبست

روزِ محشر هر نهان پیدا شود — هم ز خود هر مجرمی رسوا شود

دست و پا بدهد گواهی بابیان — بر فسادِ او به پیشِ مستعان

دست گوید من چنین وز دیده ام — لب بگوید من چنین بوسیده ام

پا می گوید من شدستم تا منی — فرج گوید من بکردستم زنی

چشم گوید کرده ام غمزه حرام — گوش گوید چیده ام سوء الکلام

گر همی خواهی سلامت از ضرر — چشم زاول بند و پایان را نگر

اینچنین مشکن که زلفِ یارِ ماست — چونکه بی عقلیم این زنجیرِ پاست

حلم حق گرچه موالسا کند — لیک چون از حد بشد رسوا کند

اینچنین نخلی که لطفِ یارِ ماست — چونکه ما موزیم نخلش دارِ ماست

اینچنین لطفی چو نیلی میرود — چونکه فرعونیم جویِ خون شود

ز بر لب بامی ز ای مست مدام

ز بیخبری ز دیده ام

یعنی اشاره بنگاه

ز سیرتی یعنی عمل از انسان نیک یا بد

حال معصیت خود را هر شخص در دنیا

بیان مشغولی و راحت جنانکه در

حدیث شریف وارد است بسیار نمودن

تحقیق الحدیث

۵۹

ذات پاک جناب باری تعالی اگرچه

رحیم است لاکن چون انسان در

ارتکاب معصیت از حد گذشت

سزاست او لا جرم افتاد ۱۲

ز چون خون نیلی می شود ۱۲

چگذارد و چشمِ پایان بینِ او | راه یعنی کژ | که نگهدارند تن را از فساد
هر که او عصیان کند شیطان شود | دیو از و | کو حسود و دولتِ نیکان شود
دیو سوی آدمی شد بهرِ شر | بگذار و دلاور | سوی تو ناید که از دیو می بتر
تا تو بودی آدمی دیو از پیت | بیم و دانا | میدوید و می چشانید و میت
چون شدی در خویِ دیو ای استوار | بخشود | میگریزد از تو دیو نابکار
سر ز خفتن کی توان برداشتن | | با چنین صد تخمِ غفلت کاشتن
خواب[51] مرده لقمه مرده یار شد | بیدار | خواجه خفت و دزدِ شب در کار شد
آنکه تخمِ خار کارد در جهان | | هان و هان او را مجو در گلستان
گر گلی گیرد بکف خاری شود | | ور سوی یاری رود ماری شود
کیمیایِ زهر مار است آن شقی | | بر خلافِ کیمیایِ متقی

باب شصت و یکم در عدل و ظلم

عدل چه بود آب دهِ اشجار را | | ظلم چه بود آب دادن خار را
عدل وضعِ نعمتی بر موضعش | موضع | نی بهر نیخی که باشد آب کش
ظلم چه بود وضع در ناموضعی | | که نباشد جز بلا را منبعی
ظلم[52] آن کی مدبری جفّ القلم | | عدل آری برخوری جفّ القلم
هین جفا را هم جفا جفّ القلم | بل | وان وفا را هم وفا جفّ القلم
فعلِ تست این غصه‌ای دمبدم | | این بود معنیِ قد جفّ القلم

[51] تو در خواب مرده یعنی اولا غفلت او طاعت کردی و چون تو در خواب مرده بودی پس غفلت غفلت زود و شیطان بر تو مسلط گردید و عمل را بفساد آورد یعنی ۱۲ منه

[52] قوله ظلم آن کی مدبری یعنی ظلم در روز ازل از ظلم و عدل آنچه بنا صیبه حال نشده بود آن ظلم چه بود و در دین اهمیت ندارد چنانچه خار آب دادن بنظر ظاهر اختیار است لیکن چون مقدر نیست آب کش نباشد عدل و اجتناب از ظلم در آنجا اهمیت ندارد چنانچه در حدیث شریف آمده است جفّ القلم بما هو کائن ۱۲

ای دریده پوستین یوسفان — گر بدرّد گرگ آن از خویش دان

ای که تو از جاه ظلمی میکنی — از برای خویش چاهی می کنی

این ندانی کز برای چه چه کنی — همدران چه عاقبت خود افگنی

گرد خود چون کرم پیله بر تنی — بهر خود چه میکنی اندازه کن

چاه مظلم گشت ظلم ظالمان — اینچنین گفتند جمله عالمان

هر که ظالم تر چهش باهول تر — عدل فرمود ست بدتر را ببر

ای زننده بی گناهان را تفا — در قفای خود نمی بینی چرا

مر ضعیفان را تو بی خصمی مدان — از نبی اذ جارنا نصر الله بخوان

گر تو پیلی خصم تو از تو رمید — نیک جز اطیر ابابیلت رسید

آنکه از پنجه بسی سرها بکوفت — همچو خس جاروب مرگش پاک رفت

هست دنیا قهرخانهٔ کردگار — قهر بین چون قهر کردی اختیار

تو مرا چون برّه دیدی بی شبان — تو گمان بردی ندارم پاسبان

کی کم از برّه کم از بز غاله ام — که نباشد حارسی از دنباله ام

حارسی دارم که ملکش می سزد — داند او بادی که بر من می وزد

سرد بود آن باد یا گرم آن حکیم — نیست غافل نیست غائب ای سقیم

گر ضعیفی در زمین خواهد امان — غلغل افتد در سپاه آسمان

گر بنالد آسمان گریان شود — ور بگرید چرخ یارب خوان شود

۱۶۱

تا دلِ مردِ خدا نامد بدرد — هیچ قومی را خدا رسوا نکرد

صد هزاران شهر را خشمِ شهان — سرنگون کرد ست ای بدگمرهان

خشمِ مردان خشک گرداند سحاب — خشمِ دلها کرد عالمها خراب

خشم و مکر و ظلمِ تو الله باد — فضل و عقلِ تو زما کوتاه باد

گرچه خویِ آن عوان هست ای خدا — که همیاره خلق را خواهد بلا

سگ همیاره حمله بر مسکین کند — تا تواند زخم بر عنگین زند

گر خبر آید که شه جمعی نهاد — بر مسلمانان شود او زفت شاد

در خبر آمد که شه رحمت نمود — از مسلمانان فگند آنرا بجود

مائمی در جانِ او افتد ازان — صد چنین او پرده ها دارد عوان

این عوان در حقِ غیری سوء شد — لیک اندر حقِ خود مردود شد

رحمِ ایمانی ازو ببریده شد — کینِ شیطانی بر و پیچیده شد

هر که را خویِ نکو باشد برست — هر کسی کو شیشه دل باشد شکست

باب شصت و دوم در حسن خلق

من ندیدم در جهان جستجو — هیچ اهلیت به از خوی نکو

ور عدو باشد همین احسان نکوست — که باحسان بس عدو گشتست دوست

ور نگردد دوست کینش کم شود — زانکه احسان کینه را مرهم شود

تو هم از دشمن چو کینه می کشی — امی ربونِ خشم غلط در هر شی

آن عداوت اندر و عکسِ حقست | کز صفاتِ قهر آنجا مشتقست
وان گنه در تو ز عکسِ جرمِ تست | باید آن خواری ز طبعِ خویش شست
خُلقِ زشتت اندر و رویت نمود | کهترا او صفحهٔ آئینه بود
چونکه قبحِ خویش دیدی ای حسن | اندر آئینه بر آئینه مزن
در پئی خوش باش و با خوش خوش نشین | خو پذیری گل و رو عن به مین
در گذر از فضل و ز جلدی فن | کار خدمت دارد و خُلقِ حسن
پس بدانگه صورتِ خوب و نکو | با خصالِ بد نیرزد یک تسو
ور بود صورت حقیر و ناپذیر | چون بود خُلقش نکو در باش میر
صورتِ ظاهر فنا گردد بدان | عالمِ معنی بماند جاودان
چند بازی عشق با نقشِ سبو | بگذر از نقشِ سبو و آبِ جو
صورتش دیدی ز معنی غافلی | از صدف دُر را گزین گر عاقلی
بارها از خوی بد خسته شدی | حس نداری سخت بی‌حس آمدی
خار بن گر دان هر شبی خوی بدت | بارها در پایِ خار آخر زدت
توبه گلبن وصل کن این خار را | وصل کن با نار نورِ یار را
تا که نورِ او نکشد نارِ ترا | وصلِ او گلشن کند خارِ ترا

باب شصت و سوم در سخا

لب به بند و کف پُر از زر برگشا | بخلِ تن بگذار و پیشِ آور سخا

ترکِ شهوتها و لذّتها سخاست — هر که در شهوت فرو شد بر نخاست

این سخا شاخیست از سروِ بهشت — وای او کز کف چنین شاخی بهشت

می بر د شاخِ سخا ای خوب کیش — مر ترا بالا کشان تا اصلِ خویش

آن فتوت بخششِ بی علّتست — پاکبازی خارجِ هر ملّتست

گفت پیغمبر که دائم بهر بند — دو فرشته خوش منادی میکنند

کای خدایا منفقان را سیر دار — هر درم شان را عوض ده صد هزار

کای خدایا ممسکان را در جهان — تو مده الّا زیان اندر زیان

گر نماند از جود در دستِ تو مال — کی کند فضلِ الٰهت پائمال

هر که کار دگر د انبارش تهی — لیکش اندر مزرعه باشد بهی

وانکه در انبار ماند و صرفه کرد — مِتّه موشِ حوادث پاک خورد

غُلِّ بخل از دست و گردن دور کن — بختِ نو دریاب از چرخِ کهن

باب شصت و چهارم در ادب

از ادب پر نور گشتست این فلک — از ادب معصوم و پاک آمد ملک

از خدا جوئیم توفیقِ ادب — بی ادب محروم گشت از لطفِ رب

بی ادب تنها نه خود را داشت بد — بلکه آتش در همه آفاق زد

مائده از آسمان در میرسید — بی شری و بیع و بی گفت و شنید

در میانِ قومِ موسی چند کس — بی ادب گفتند کو سیر و عدس

---

۵۱ قوله هر که کار دگر د انبارش تهی است
بکالت کننده مال در راه خدا هر گاه که کشاورز
زغله خود را در زمین می اندازد انبار
غله اش تهی میگردد و هر گاه زراعت
بار نشده آن وقت صد حصه از
اصل غله را انبار حاصل می شود
و کسیکه بخوف کمی در بذل و انفاق
بخل کرد در وقت آن مال و
غله او تلف گردد

۵۲ قوله در میان قوم موسی چند کس
و شاره است بقصه قوم موسی
علیه السلام که بر طعام آسمانی
قناعت نکردند و درخواست
سیر و عدس و خیار و سیر نمودند

منقطع شد نان و خوان از آسمان | | ماند رنج زرع و بیل و داس ما
زان گدار و یان نادیده ز آز | | آن در رحمت بر ایشان شد فراز
هر چه آید بر تو از ظلمات و غم | | آن ز بی باکی و گستاخیست هم
این همه غمها که اندر سینهاست | | از بخار و گرد باد و بود ماست
بد ز گستاخی کسوف آفتاب | | شد عزازیلی ز جرأت رد باب
هر که بیباکی کند در راه دوست | | رهزن مردان شد و نامرد اوست
هین مدو گستاخ در دشت بلا | | هین مرو کورانه اندر کربلا
آن گروهی کز ادب بگریختند | | آب مردی داب مردان ریختند
ای تواضع برده پیش ابلهان | | ای تکبر کرده تو پیش شهان
گرچه شه با تو نشیند بر زمین | | خویش را بشناس و نیکو بر نشین
آن تکبر بر خسان خوبست و چست | برو | هین مرو معکوس عکسش بند تست
ما کیم اندر جهان هیچ هیچ | | چون الف او خود ندارد هیچ هیچ
هیچ دیگر بر چنین هیچی منه | | نام دولت بر چنین هیچی منه
بشنو این پند از حکیم غزنوی | | تا بیابی در تن کهنه نوی
ناز را روئی بباید همچو ورد | | چون نداری گرد بد خوئی مگرد
زشت باشد روی نازیبا و ناز | | سخت باشد چشم نابینا و باز
پیش یوسف نازش خوبی مکن | | جز نیاز و آه یعقوبی مکن

معنیِ[۵۱] مردن ز طوطی بُد نیاز
در نیاز و فقر خود را مرده ساز

تا دمِ عیسے ترا زنده کند
همچو خویشت خوب و فرخنده کند

از بهاران کی شود سرسبز سنگ
خاک شو تا گل بروید رنگ رنگ

سالها تو سنگ بودی و نخراش
آزمون را یک زمانی خاک باش

دل نگهدارید ای بیحاصلان
در حضورِ حضرتِ صاحبدلان

پیشِ اهلِ دل ادب بر باطنست
زانکه دل شان بر سر اسرار طنست

همچنان که گفت آن یارِ رسول
چون نبی بر خواندی بر ما این فضول

آن رسولِ محتسبی وقتِ نثار
خواستی از ما حضور و صدق و کار

آنچنان[۵۲] که بر سرت مرغی بود
کز فراقش جانِ تو لرزان شود

تو نیاری هیچ جنبیدن ز جا
تا نگیرد مرغِ خوبِ تو هوا

دم نیاری زد به بندی سرقه را
تا نیاید که بپرّد آن هما

ور کست شیرین بگوید یا ترش
بر لب انگشتی نهی یعنے خمش

حیرتِ آن مرغ خاموشت کند
بر نهد سر و دگر جوشت کند

جز خضوع و بندگی و اضطرار
اندر آنحضرت ندارد اعتبار

پیشِ مینایان کنی ترکِ ادب
نارِ دوزخ را ازان گشتی حطب

حق چو سیما[۵۳] را معرف خوانده است
چشمِ عارف سوی سیما مانده است

گفت سیما هم وجوهم کردگار
که بود غماز باران سبزه زار

به لرزیده چون مرده خود را
بدین مانند تا چه بما ایم این
حال کمال اند و یکین شد که چرا
پیام اهل باین طوطی رسانیدم
هر گاه بوطن خود مراجعت نمود
این حالت را با طوطی خود بگفت
طوطی تا چرا هم بشنیدن این کیفیت
بر خود لرزان شده در قفس افتاد
و شکل مرده گردید تا چرچون
طوطی را مرده دید تا سبق خورد و او
از قفس بیرون انداخت طوطی
فرار در پرواز آمد و براه خود
۱۶۶ ا م

باب شصت و پنجم در کبر و عجب

چند حرفِ طمطراق و کار و بار — کار و بارِ خود ببین و شرم دار
کبر زشت و از گدایان زشت تر — ای گرو کرده فرا ان زشت تر
روزِ سرد و برف انگه جامه تر
چند دعویٰ و دمِ بادِ بروت — ای ترا خانه چو بیت العنکبوت
خلق را طاق و طرم عار تست — امر را طاق و طرم ما هیتست
از پئ طاق و طرم خواری کشند — برامیدِ عز و رخواری خوشند
برامیدِ عزِّ ده روزِ خدوک — گردنِ خود کرده انداز غم چو دوک
ابتدائی کبر و کین از شهوتست — راسخیِ شهوتت از عادتست
چون ز عادت گشت محکم خوی بد — خشمش آید بر کسی کت واکشد
بت پرستان چونکه خوبانت کنند — مانعانِ راهِ بت را دشمنند
چون خلافِ خوی تو گوید کسی — کینها خیزد مرا با او بسے
که مرا از خویِ من برمی کند — خویش بر من میرد و سر میکند
تو بدان فخر آوری کز ترس و بند — چاپلوست کرد مردم روزِ چند
هر که را مردم سجودی می کنند — زهر اندر جانِ او می آگنند
آن تکبر زهرِ قاتل دان که هست — از مئ پر زهر شد آن گیج مست
چون مئ پر زهر نوشد مدبرتی — از طرب یکدم بجنباند سری
بعد یکدم زهر بر جانش فتد — زهر در جانش کند داد و ستد

ای خنک آنرا که ذلّت نفسه
دلیل کرد نفس خود را الخ

وای آن کز سرکشی شد خوی او

نردبانِ خلق این ما و منست
عاقبت زین نردبان افتادنست

هر که بالاتر رود ابله ترست
کاستخوانِ او قبر خواهد شکست

این فروعست و اصولش آن بود
کز ترفع شرکت یزدان بود

حدِّ خود بشناس و در بالا مپر
تا نیفتی در نشیبِ شور و شر

مؤمنان آئینهٔ همدیگرند
این خبر را هم پیمبر آورند

ای بدیده عکسِ بد در روی عم
بدنه عمست آن توئی از خود مرم

خانه روزن ساختی شیشه کبود
نورِ خورشیدی کبودت می نمود

گر نه کوری این کبودی دان ز خویش
خویش را گوید مگو کس را تو پیش

ای خنک جانی که عیبِ خویش دید
هر که عیبی گفت آن بر خود خرید

زاغ گر زشتیِ خود بشناختی
همچو برف از درد و غم بگداختی

زلّتِ آدم ز اشکم بود و باه
وانِ ابلیس از تکبر بود و جاه

لاجرم او زود استغفار کرد
وان لعین از توبه استکبار کرد

خود چه باشد پیشِ نورِ مستنیر
گرد فرِّ افتخارِ بوالبشر

گوشت پاره آلت گویایی او
پیه پاره منظرِ بینایی او

مسمعِ او آن دو پاره استخوان
مدرکش دو قطره خون یعنی جنان

از منی بودی منی را واگذار
ای ایاز آن پوستین را یاد دار

وای آن کز سرکشی شد خوی او
عاقبت زین نردبان افتادنست

هر که بالاتر رود ابله ترست
کاستخوانِ او قبر خواهد شکست

این فروعست و اصولش آن بود
کز ترفع شرکت یزدان بود

حدِّ خود بشناس و در بالا مپر
تا نیفتی در نشیبِ شور و شر

مؤمنان آئینهٔ همدیگرند
این خبر را هم پیمبر آورند

ای بدیده عکسِ بد در روی عم
بدنه عمست آن توئی از خود مرم

خانه روزن ساختی شیشه کبود
نورِ خورشیدی کبودت می نمود

گر نه کوری این کبودی دان ز خویش
خویش را گوید مگو کس را تو پیش

ای خنک جانی که عیبِ خویش دید
هر که عیبی گفت آن بر خود خرید

زاغ گر زشتیِ خود بشناختی
همچو برف از درد و غم بگداختی

زلّتِ آدم ز اشکم بود و باه
وانِ ابلیس از تکبر بود و جاه

لاجرم او زود استغفار کرد
وان لعین از توبه استکبار کرد

خود چه باشد پیشِ نورِ مستنیر
گرد فرِّ افتخارِ بوالبشر

گوشت پاره آلت گویایی او
پیه پاره منظرِ بینایی او

مسمعِ او آن دو پاره استخوان
مدرکش دو قطره خون یعنی جنان

از منی بودی منی را واگذار
ای ایاز آن پوستین را یاد دار

گر مکی واز قدر آگنده
طمطراقی در جهان افگنده

بادرا بشکن که بس فتنه ست
پیش ازان کت بشکند او همچو عاد

عاد را آن باد زاستکبار بود
یار خود پنداشتند اغیار بود

کبر زان جوید همیشه جاه و مال
که ز سر گینست گلخن را کمال

مال چون مار ست و آن جاه ازدها
سایهٔ مردان ز مر دو این دورا

زان زمرد مار را دیده جهد
کور گردد مار وره رو وا رهد

خواجه باز آ از منی واز سرے
سروری جو کم طلب کن سروری

باب شصت و ششم در آفت ریاست

انچه منصب میکند با جاهلان
از فضیحت کی کند صد ارسلان

حرص بد یکیاست این پنجاه تا
حرص و شهوت مار و منصب اژدها ست

حرص بد از شهوت حلقست و فرج
در ریاست بیست چند انیش و رنج

حرص خلق و فرج هم از بد گیست
لیک منصب نیست آن اشکستگیست

بیخ و شاخ این ریاست را اگر
باز گویم دفتر ے باید دگر

مال و منصب تا کسی آرد بدست
طالب رسوائی خویش او شدست

یا کند بخل و عطا هاکم دهد
یا سخا آرد و بنا موضع نهد

حکم چون در دست گمراهی فتاد
جاه پندارید و در چاه او فتاد

احمقان سرور شدستند و بهیم
عاقلان سرها کشیده در گلیم

آنخداوندی که نبود در استین — مردرانی دست دان نی آستین

آنخداوندیکه در دیده بود — بیدل و بیجان و بی دیده بود

آنخداوندی که داوندت عوام — باز بستانند از تو هیچ وام

ده خداوندی تو عاریت بحق — تا خداوندیت بخشد متفق

مهتری نفطست و آتش ای غوی — ای برادر چون برآذر میروی

هرچه او هموار باشد باز مین — تیرها را کی هدف گردد ببین

هر کجا خواهد خدا دوزخ کند — اوج را بر مرغ و دام فخ کند

هم ز دندانت برارد درد ها — تا بگوئی دوزخست و اژدها

یا کند آب دهانت را عسل — که بگوئی این بهشتست و حلل

از بُن دندان بروید شکر — تا بدانی قدرت حکم قدر

پس بدندان بیگناهان را مگز — فکر کن از ضربت نامحترز

شیطنت گردن کشی بُد در لغت — مستحق لعنت آمد این صفت

صد خورنده گنجد اندر گرد خوان — دوریاست می نگنجد در جهان

آن شنیدستی که اَلملک عقیم — قطع خویشی کرد ملکت جوز بیم

که عقیمست و ورا فرزند نیست — همچو آتش باکشش پیوند نیست

هرچه یابد او بسوزد بر درد — چون نیابد هیچ خود را میخورد

هیچ شو واره تو از دندان او — رحم کم جو از دل سندان او

---

۵۱ قوله وه خداوندی یعنی ریاست و سرداری را برای حق عزوجل تا تو هم در سایه معنوی او عنایت کنند ۱۲

۵۲ نفط نوعی از قیر است باکره و نجست معروف و گرفیم دست و نجس است آبا لمس دست ۱۲

۵۳ قوله هر کجا خواهد یعنی

۵۴ قوله ز دندانت یعنی

چونکه گشتی هیچ از سندان مترس — هر صباح از فقر مطلق گیر درس

هست الوهیت ردای ذوالجلال — هر که در پوشد برو گردد وبال

منصبے[۹۱] کانم ز رویت محجبست — عین معزولیست نامش منصبست

تاج از آنِ اوست و زان باکم — وای او کز حدِّ خود دارد گذر

فتنه رُستست این پرطاؤسیت — کاشتر اکت باید و قدّ و سیت

خویش[۹۲] را عریان کن از فضل و فضول — تا کند هر دم ترا رحمت نزول

زیرکی[۹۳] ضدِ شکستست و نیاز — زیرکی بگذار و با گولی بساز

بیشتر ز اصحاب جنّت ابلهند — تا ز شرِّ فیلسوفی وارهند[۱۲ احمقی]

بارِ خود بر کس منه بر خویش نه — سروری را کم طلب درویش به

چونکه کرد ابلیس خود با سروری — دید آدم را بتحقیر از خری

سروری چون شد دماغت را ندیم — هر که بشکستت شود خصم قدیم

شاه[۹۴] را باید که باشد خوی رب — رحمتِ او سبق دارد بر غضب

باب شصت و هفتم در رحم و شفقت

سبقِ رحمت بر غضب هست اے فتا — لطف غالب بود در وصفِ خدا

بندگان دارند لابُد خوی او — مشکهایشان پُر ز آبِ جوی او

آن رسولِ حق قلاوزِ سلوک — گفت اَلنّاسُ عَلیٰ دینِ المُلوک

نی غضب غالب بود مانندِ دیو — بی ضرورت چون کند از بهرِ ریو

۹۱ تو منصبی یابی
هر آدمی که انسان سازد از منصب نیست
آدمی در محاسب از منصب نیست

۹۲ تو خویش را فضول گردان
فضل و هنر فضول و محبت حق شوی ۱۲
جاہل کسی که صورت و رنگی دوست دارد

۹۳ تو زیرکی و دانائی
زیرکی جوستن آن و نگریست
زیرکی که هر گاه و انسان نبود
زیرکی را نیست از وحی الاستقیموا

۹۴ تو شاه را باید
از خوی رب صفت تخلقوا باخلاق
الله است علی العموم پیادشاهان
را تخصیص نمی باید کرد خلق الهی
گفته می شوند ۱۲

نی حلیمی مخنث وار نیز — که شود زن روسپی زان کنیز
خیر کن با خلق بهر ایزدت — تا بیابی راحت جان خودت
آنکه سر ها بشکند او از غلو — رحم حق و خلق ناید سوی او
بر بدیهای بدان رحمت کنید — بر منی و خویش بین لعنت کنید
هین مبادا غیرت آید از کمین — سرنگون افتند در قعر زمین
بر همه کفار ما را رحمت ست — گرچه جان جمله کافر نعمت ست
بر سگانم رحمت و بخشایش ست — که چرا از سنگها شان بالش ست
آن سگے که می گزد گویم دعا — که ازین خو وارهانش ای خدا
این سگان را هم دران اندیشه دار — که نباشد از خلائق سنگسار
زان بیاورد اولیا را بر زمین — تا کند شان رحمة للعالمین
گفت پیغمبر که رحم آرید بر — حال من کان غنیا فافتقر
والذی کان عزیزا فاشتقر — او ضعیفا عالما بین المضر
گفت پیغمبر که با این سر گروه — رحم آرید ار ز شهر ندار ز کوه
آنکه او بعد عزیزی خوار شد — وان تونگر هم که بی دینار شد
وان سوم آن عالمی اندر جهان — مبتلا گردد میان جاهلان
زانکه از عزت بخواری آمدن — همچو قطع عضو باشد از بدن
گفت پیغمبر که زن بر عاقلان — غالب آید سخت بر صاحبدلان

کتاب و سنت باشد آن علم نخشتان
فرض عین است
علم و عمل و احکام
نبی نمی کرد آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
از حضرت باری بگریم
اگر کوا کوا اخفی عظیم
فاطمہ شد اندر دیانتم
در امور دینی با کفار
فایدہ قدر صفت رضا
دانستہ نفیس علمی کہ خلاف
باشد ۱۲

۵۱ قولہ علیہ السلام

۵۲ قولہ یرحم کفارنا یعنی جناب کبریا
را بر کافران ہم رحم می آید اگرچہ
آنہا کافر نعمت اند و این رحمت بر
حال آنہا در دنیاست کہ از عذاب
مستثنی باشند نہ در آخرت ۱۲

۵۳ قولہ گفت پیغمبر یعنی آنحضرت
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم و نمودہ اند ذکر
فقر و ضعف را در
[illegible]
بہ سبب [illegible]
کہ بدانند از تونگری بفقیری رسیدہ
کہ بیاید دوم کہ بیاید از اوج عزت
باشد دوم کہ بیاید افتادہ باشد بسر
پستی ذلت افتادہ باشد بسر
عالمی کہ اتفاقا بایشان عالمان
گرفتار آمدہ باشد ۱۲

۵۴ قولہ گفت پیغمبر یعنی
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
زنہا را از مردان
زنہا را از مردان سبب
تسلط زنان بر مردان غالب می آید
علم و تجمل نادان و جاہلان
بر دانایان غالب می آید
بعضی از ایشان
سرنگون افتادن ۱۲

باز برزن جاهلان چیره شوند — روند — زانکه ایشان تند و بس خیره شوند

کم شود شان رقت و لطف و وداد — زانکه حیوانیست غالب برنهاد

مهر و رقت وصفِ انسانی بود — خشم و شهوت وصفِ حیوانی بود

ستر کن تا بر تو ستاری کنند — تا به بینی ایمنی بر کس مخند

انچه بر تو خواه آن باشد پسند — برو گر کس آن کن از رنج و گزند

گرچه صرصر بس درختان میکند — باگیاهِ تر وی احسان میکند

دست داد دستت خدا کاری بکن — مکسبے کن یاریِ یاری بکن

زانکه جمله کسب ناید از یکے — هم در و گر هم سقا هم حائکی

هین بانبا زیست عالم برقرار — هر کسی کاری گزیند ز اقتدار

هر کسے در مکسبے پاے نهد — یاریِ یارانِ دیگر مے دهد

هر دروني که خیال اندیش شد — چون دلیل آرمی خیالش بیش شد

چون سخن در وے رود علت شود — تیغِ غازی و زره آلت شود

پس جوابِ او سکوت است و سکون — هست با ابله سخن گفتن جنون

آن خیال و وهم بد چون شد پدید — صد هزاران یار را از هم برید

عالمِ وهم و خیال و طبع و بیم — هست رهرو را یکی بندِ عظیم

ظن نیکو بر برادر ان صفا — گرچه آید ظاهر از ایشان جفا

هین ز بدنامان نباید ننگ داشت — گوش بر اسرار شان باید گماشت

خاکساران جهان باشند که بظاهر خوار و ذلیل نمایند پس باید که نظر بر اسرار یعنی باطن ایشان

مشفقے گر کرد جور از امتحان — عقل باید کو نباشد بدگمان

بلکه کوه و سنگ و آب و خاک را — هست واگشتِ نهانی با خدا

هیچ کافر را بخواری منگرید — که مسلمان بر فتنش باشد امید

چه خبر داری ز ختمِ کارِ او — که بگردانی از و یکباره رو

در میانِ بحر اگر بنشسته ام — طمع در آبِ سبو هم بسته ام

زور را بگذار و زاری را بگیر — رحم سوی زاری آید ای فقیر

باب شصت و هشتم در تضرع و بکا

چون خدا خواهد که مان یاری کند — میلِ ما را جانبِ زاری کند

داغِ دل آور که در میدانِ درد — اهلِ دل از داغ بشناسند مرد

ای خنک چشمی که آن گریانِ اوست — وی همایون دل که آن بریانِ اوست

آخرِ هر گریه آخر خنده ایست — مردِ آخر بین مبارک بنده ایست

ای خنک آن کو نکو کاری گرفت — زور را بگذاشت او زاری گرفت

هر کجا آبِ روانِ خضرت بود — هر کجا اشکِ روان رحمت بود

زانکه آدم زان عتاب از اشک رست — اشک دم باشد دمِ تو به پرست

بهرِ گریه آدم آمد بر زمین — تا بود گریان و نالان و حزین

آدم از فردوس و از بالایی رفت — پای ما چان از برایِ عذر رفت

گر ز پشتِ آدمی و ز صلبِ او — در طلب می باش و هم در تلبِ او

ذاتشِ دل وآبِ دیده نقل ساز — بوستان از ابر و خورشید ست تاز

تو چه دانی ذوقِ آبِ دیدگان — عاشقِ نانی تو چون نادیدگان

گر تو این انبان زنان خالی کنی — پرز گوهرهائے اجلالی کنی

اشک کان از بهرِ او بارند خلق — گوهرست و اشک پندارند خلق

نالم آنرا ناطها خوش آیدش — از دو عالم ناله و غم بایدش

هر که باشد شاه در دش را دوا — گرچه سلطانی نالد نباشد بینوا

چون تضرع را برِ حق قدرها ست — وان بها کانجاست زاری را کجا ست

هین امید اکنون میان را چست بند — خیز ای گریندهٔ دائم بخند

که برایت می کند شاهِ مجید — اشک را در وزن با خونِ شهید

اشک می بارد همی سوزاز طلب — همچو شمعِ سر بریده نیم شب

تا نگرید کودکِ حلوا فروش — بحرِ بخشایش نمی آید بجوش

چون بگرید او بجوشد رحمتم — آن خروشنده بنوشد نعمتم

رحمتم موقوفِ آن خوش گریهاست — چون گریست از بحرِ رحمت موج خاست

زامرِ حق وانبکوا کثیرا خوانده ست — چون سرِ بریان چه خندان مانده ست

گفت فلیبکوا کثیرا گوش دار — تا بریزد شیرِ فضلِ کردگار

ذوقِ خنده دیده ای خیره مخند — ذوقِ گریه بین که هست آن کان قند

روشنیِ خانه باشی همچو شمع — گر فروباری تو همچون شمع دمع

چون جهنم گریه آرد یاد آن — پس جهنم خوشتر آید از جنان

خندها در گریه‌ها آمد کتیم — گنج در ویرانه‌ها جوای سلیم

تو که یوسف نیستی یعقوب باش — همچو او در گریه آشوب باش

اشک خواهی رحم کن بر اشکبار — رحم خواهی بر ضعیفان رحم آر

پس بدان این اصل را ای اصل جو — هر کرا در دست او بر دست گو

هر کجا دردی دوا آنجا رود — هر کجا پستیست آب آنجا رود

هر که او بیدارتر پُر درد تر — هر که او آگاه‌تر رُخ زرد تر

ای دریغا اشکِ من دریا بدی — تا نثارِ دلبرِ زیبا بدی

دیدهٔ بر دیگران نوحه‌گری — مدتی بنشین و بر خود میگری

زابرِ گریان شاخ سبزه تر شود — زانکه شمع از گریه روشن‌تر شود

گر نبا شد برقِ دل ابرِ دو چشم — کی نشیند آتشِ تهدید و خشم

کی بروید سبزهٔ ذوقِ وصال — کی بجوشد چشمه‌ها از آبِ زلال

کی گلستان راز گوید با چمن — کی بنفشه عهد بندد با سمن

کی چناری کف کشاید در دعا — کی درختی سر فشاند در هوا

کی شگوفه آستینِ پُر نثار — بر فشاند گیرد ایام بهار

کی فروزد لاله را رخ همچو خون — کی گُل از کیسه برآرد زر برون

زاری و گریه عجب سرمایه است — رحمتِ کُلی قوی تر دایه است

گفت[۵۱] ادعوا الله بیزاری مباش — تا بجوشد شیرهای مهرباش

دعوت[۵۲] زاریست روزی پنج بار — بنده را که در نماز آرد بزار

نعرهٔ موذن که حیّ[۵۳] علی الفلاح — وان فلاح این زاریست و اقتراح

تا نگرید ابر کی خندد چمن — تا نگرید طفل کی جوشد لبن

طفل یکروزه همیداند طریق — که بگریم تا رسد دایه شفیق

تو نمیدانی که دایه رایگان — کم دهد بی گریه شیر او رایگان

گریهٔ ابرست[۵۴] و سوز آفتاب — استن دنیا همین دو رشته تاب

گر نبودی سوز مهر و اشک ابر — کی شدی اجسام باز فت و سطبر

کی بُدی معمور این هر چار فصل — گر نبودی این تف و این گریه صهل

آفتاب عقل را در سوز دار — چشم را چون ابر اشک افروز دار

گریه با صدق بر جانها زند — تا که چرخ و عرش را گریان کند

حکایت

زاهدی را گفت یاری در عمل — نارد کم گری تا چشم را ناید خلل

گفت زاهد از دو بیرون نیست حال — چشم بیند یا نه بیند آن جمال

گر نبیند نور حق خود چه غمست — در وصال حق دو دیده کی کمست

ور بخواهد دید حق را گو برو — اینچنین چشم شقی گو کور شو

غم مخور از دیدگان عیسی ترا است — چپ مرو تا بخشدت دو چشم راست

باب شصت و نهم در دعا

گر نداری تو دمِ خوش در دعا
رو دعا میخواه ز اخوانِ صفا

آرزو میخواه لیک اندازه خواه
بر نتابد کوه را یک برگِ کاه

در حدیث آمد که مومن در دعا
چون امان خواهد ز دوزخ از خدا

دوزخ از وی هم امان خواهد بجان
که خدایا دور دارم از فلان

دوزخ از مومن گریزد آنچنان
که گریزد مومن از دوزخ بجان

زانکه گوید دوزخ ای مومن تو زود
برگذر که نورِ تو نارم ربود

ایمن آباد ست این راهِ نیاز
ترکتازش گیر و با آن ره بساز

ای اخی دست از دعا کردن مدار
با اجابت بارِ دادیت چه کار

هر که را دل پاک شد زاعتزال
آن دعایش میرود تا ذوالجلال

پس بفرز احاجت ای محتاج زود
تا بجوشد در کرم دریائے جود

آن چنان کن که دهانها مر ترا
در شب و در روز ها گوید دعا

کان دعای شیخ نی چون هر دعاست
فانیست و گفتِ او گفتِ خداست

چون خدا از خود سوال و که کند
پس دعای خویش را چون رد کند

آن دعایِ هیچ دان خود دیگرست
آن دعا زو نیست گفتِ داورست

آن دعا حق میکند چون او فناست
آن دعا و آن اجابت از خداست

راه کن در اندرونها خویش را
دور کن ادراکِ عقل اندیش را

کیمیا داری و دوای پوست کن — دشمنان را زین صناعت دوست کن

چون شدی زیبا بدان زیبا رسی — کور باشد روح را از بیکسی

واسطه مخلوق نے اندر میان — بیخبر زان لابه کردن جسم و جان

بندگانِ حق رحیم و بردبار — خوی حق دارند در اصلاحِ کار

مهربان بی رشوتان یاری گران — در مقامِ سخت و در روزِ گران

هین بخوان این قوم را ای مبتلا — هین غنیمت دار شان پیش از بلا

نی همه ملکِ جهان دون دهند — صد هزاران ملکِ گوناگون دهند

داد دادِ حق شناس و بخششش — عکسِ آن دادست اندر بخش و بششش

گر بود دادِ خسان افزون ز ریگ — تو نمانی وان بماند مرده ریگ

عکسِ آخر چند پاید در نظر — اصل بینی پیشه کن ای کج نظر

حق چو بخشش کرد بر اهلِ نیاز — با عطا بخشید شان عمری دراز

خود که کو بد این درِ رحمت نثار — که نیابد در اجابت صد هزار

ای بسا مخلص که نالد در دعا — تا رود دودِ خلوصش بر سما

تا رود بالای این سقفِ برین — بوی مجمر از انین المذنبین

بس ملائک با خدا نالند زار — گای مجیبِ هر دعا وای مستجار

بندهٔ مومن تضرع می کند — او نمی داند بجز تو مستند

صله ها بیگانگان را می دهی — از تو دارد آرزو هر مشتهی

حق بفرماید نه از خواریِ اوست | عین تاخیر عطا یاریِ اوست
حاجت آوردش ز غفلت سوی من | آن کشیدش موکشان در کوی من
گر برآرم حاجتش او وارود | هم دران بازیچه مستغرق شود
گرچه مینالد بجان یا مستجار | دل شکسته سینه خسته سوگوار
من برین در دار وارش می کنم | از رهِ پنهان شکارش می کنم
خوش همی آید مرا آواز او | وان خدایا گفتن و آن رازِ او
بی مرادی مومنان از نیک و بد | تو یقین میدان که بهرِ این بود

حکایت

دزدکی از مار گیری مار برد | زابلهی آنرا غنیمت می شمرد
وارهید آن مار گیر از زخمِ مار | مار کشت آن دزدِ خود را از ارزار
مار گیرش دید و پس بشناختش | گفت از جان مار من پرداختش
در دعا میخواستی جانم ازو | کِش بیابم مار بستانم ازو
شکر حق را کان دعا مردود شد | من زیان پنداشتم آن سود شد
بس دعاها کان زیانست و هلاک | وز کرم می نشنود یزدانِ پاک
پنبه اندر گوشِ حسِ دون کنید | بندِ حس از چشمِ خود بیرون کنید

بابِ هفتادم در حواس

پنبه آن گوشِ سر گوشِ سرست | تا نگردد این گران باطن کرست

باشد ۱۲
دعا بندگان چنین
در وقت اجابت
فتاد بس معطل
تم باندیشه مهمان غفلت
حاجت اورا جاسد
نگذاشت بس اگر
آورد و غفلت
خود بسوی من بجوید
کردمان بسبب فاحشه
تا مگر ارشادی فرماید
جناب کبریا در جواب
آوردش یعنی

قوله
قوله در دعا بعضی از آن ما گر
می گوید که من دعا میکردم که اگر
آن دزد را بیابم مار خود را از آن
دزد بگیرم پس خوب شد که دعا
من بدریغ اجابت نزنید در میان
مار مثل دزد مرا هلاک میکرد ۱۲

قوله
قوله پنبه از سینه تا آنکه

حواس ظاهری معطل نشوند

حواس

۸۰ لیس
بلیغ بحواس باطنی تمسک
نباشد و توجه بجوع بحضرت
اویند و تعلق بحواس باطنی دارد ۱۲
توجه بنبه آن گوش نیفتد

سخن شنیده ماندن گوش ظاهری
باعث کر بودن گوش باطنی است
پس تا ندهد گوش ظاهر گوش باطن
نشنود هیچ نصیحت ما نیز

خواجه ما نیز نصیحت ما نیز
حواس ظاهری را باید گرانبار
تا حواس باطن بیدار شود

ایده وجلبت لذ ذهبی
کریه یا ایتها النفس
المطمئنة ارجعی الآیه

یعنی گوش سر و چشم ۶۲

بی حس و بی گوش و بی فکرت شوید | | تا خطاب ارجعی را بشنوید
سیر بیرونیست قول و فعل ما | | سیر باطن هست بالائی سما
زان سوِ حس عالم توحید دان | | گر یکی خواهی بدان جانب بران
حسِ خشکی دید کز خشکے بزاد | برزخ | عیسیِ جان پای در دریا نهاد
چونکه عمر اندر رهِ خشکی گذشت | | گاه کوه و گاه دریا گاه دشت
سیرِ جسمِ خشک بر خشکی فتاد | | سیرِ جان پا در دلِ دریا نهاد
آبِ حیوان از کجا خواهی تو یافت | | موجِ دریا را کجا خواهی شگافت
حسِ دنیا نردبانِ این جهان | | حسِ دینی نردبانِ آسمان
صحتِ این حس ز معموریِ تن | | صحتِ آن حس ز ویرانیِ بدن
صحتِ این حس بجوئید از طبیب | | صحتِ آن حس بجوئید از حبیب
گوشِ جان و چشمِ جان جز این حست | | گوشِ عقل و گوشِ حس زین مفلست
شاهِ جان مر جسم را ویران کند | | بعد ویرانیش آبادان کند
سازد اسرافیلِ روزی ناله را | | جان دهد بوسیده صد ساله را
انبیا را در درون هم نغمهاست | | طالبان را زان حیاتِ بی بهاست
نشنود آن نغمها را گوشِ حس | | کز ستمها گوشِ حس باشد بخس
رو برِ سلطان و کار و بار بین | | حسنِ تجریدیِ شحنها الانهار بین
اینچنین حسها و ادراکاتِ ما | | قطره باشد در آن بحرِ صفا

۵۱ فواید حس خشکی یعنی حواس ظاهری پابند عالم ظاهر باشد و حواس باطنی در عالم معنی سیر می کنند پس مراد از خشکی عالم صورت و مراد از دریا عالم معنی باشد و نظر بنی آدم هر دو عالم است

۵۲ قدر شاه جان عرفن از ویرانی جسم محنت کشی ریاضت و عبادت ست ولی شرط نیست این ریاضت راحت جاودانی باشد ۱۲

راهِ حس راهِ خرانست ای سوار — ای خرانرا تو مزاحم شرم دار

پنج حسی هست جز این پنج حس — آن چو زرِ سرخ و این حسها چو مس

اندران بازار کاهل محشرند — حسِ مس را چون حسِ زر کی خرند

حسِ ابدان قوتِ ظلمت میخورد — حسِ جان از آفتابی میچرد

چشمِ حس را هست مذهب اعتزال — دیدهٔ عقلست سُنّی در وصال

سخرهٔ حس اند اهلِ اعتزال — خویش را سُنّی نمایند از ضلال

هر که در حس ماند او معتزلیست — گرچه گوید سُنّیم از جاهلیست

چون ز حس بیرون نیاید آدمی — باشد از تصویرِ غیبی اعجمی

گر بدیدی حسِ حیوان شاه را — پس بدیدی گاو و خر الله را

گر نبودی حسِ دیگر مر ترا — جز حسِ حیوان ز بیرونِ هوا

پس بنی آدم مکرم کی بدی — کی بحسِ مشترک محرم شدی

خاک زن در دیدهٔ حس بین خویش — دیدهٔ حس دشمنِ عقلست و کیش

دیدهٔ حس را خدا اعماش خواند — بت پرستش گفت و ضدّ ما ش خواند

زانکه او کف دید و دریا را ندید — زانکه حالی دید و فردا را ندید

عرضه

ورد و چشمِ حق شناس آمد ترا — دوست پربین دیده هر دو سرا

پس دو چشمِ روشن ای صاحب نظر — مر ترا صد مادرست و صد پدر

خاصه چشمِ دل که آن همتاد توست — وین دو چشمِ حس چو خوشه چین او ست

دیدهٔ حسی ز بونِ آفتاب — دیدهٔ ربانی جوئی و بیاب
تا ز بون گردد به پیشِ آن نظر — بشر — شعشعاتِ آفتابِ با شرر
کان نظر نوری و این ناری بود — ناریش نور بس تاری بود
چشمِ ظاهر ظابطه حلیه بشر — چشمِ سر حیرانِ ما زاغ البصر
دیدهٔ تن دائما تن بین بود — دیدهٔ جان جانِ پر فن بین بود
در گذار این جمله تن را در بصر — گذار — در نظر رو در نظر رو در نظر
یک نظر دو کژ همی بیند ز راه — یک نظر دو گون دید و رو در شاهِ
در میانِ این دو فرقِ بیشمار — سر مه جو و الله اعلم بالسرار

باب هفتاد و یکم در مذمتِ بدن

چون زره دان این تنِ پر حیف را — نی شتر را شاید و نی صیف را
قیمتش کاهی نه و حرصش چو کوه — جمله بیوجهی وجوه از هر گروه
بت شکستن گیر ابراهیم وار — کو بتِ تن را فدا کرد و بهار
گر ز بر خود زن منی را در شکن — زانکه پنبه گوش آمد چشمِ تن
تن چو شد بیمار دارد وجوت کرد — ور قوی شد مر ترا طاغوت کرد
هر که شیرین میزید او تلخ مرد — هر که او تن را پرستد جان نبرد
گوسفندان راز صحرا میکشند — آنکه فربه تر مر او را میکشند
چشمِ آخر بین تواند دید راست — چشمِ آخر بین غرور است و خطاست

روز مرگ این حس تو باطل شود — نور جان داری که یار دل شود

در لحد این چشم را خاک آگند — هست آنچه گور را روشن کند

آن زمان که دست و پایت بر درد — پر و بالت هست تا جان بر پرد

آن زمان که جانِ حیوانی نماند — جان باقی بایدت بر جان فشاند

چونکه کشته گردد این جسمِ گران — زنده گردد هستیِ اسرار دان

این جهانِ تن غلط انداز شد — جز مر انرا کوز شهوت باز شد

آن تنی دانی که بود در جان خلل — خوش نگردد گر بگیری در عسل

این کسی داند که روزی زنده بود — از کفِ آنجانِ جان جامی ربود

این تنِ کژ فکرتِ معکوس رو — صد هزار آزاد را کرده گرو

زین بدن اندر عذابی ای پسر — مرغِ روحت بسته با جنسِ دگر

جان کشاید سوی بالا بالها — در زده تن در زمین چنگالها

سر گرانی و کسل خود از تن ست — جان ز جفت جمله در پرّیدنست

کندهٔ تن را ز پایِ جان بکن — تا کند جولان بگردِ آن چمن

سجده نتوان کرد بر آبِ حیات — تا نیابی زین تنِ خاکی نجات

چون بمردم از حیاتِ بوالبشر — حق مرا شد سمع و ادراک و بصر

پندِ من بشنو که تن بندِ قویست — کهنه بیرون کن گرت میلِ نویست

باز کن پیکارِ غم را بر تنت — بر دل و جان کم نه آن جان کندنت

در زمین مردمان خانه مکن — کار خود کن کار بیگانه مکن

کیست بیگانه تن خاکی تو — کز برای اوست غمناکی تو

لامکان مسکن بود هر جانتن — نزد عارف این بود حب الوطن

این بدن خرگاه آمد مر ترا — یا مثال کشتی مر نوح را

تن قفس شکلست تن شد خار جان — در فریب داخلان و خارجان

اینش گوید من شوم همراه تو — وانش گوید من نیم انباز تو

اینش گوید نیست چون تو در وجود — در جمال و فضل و در احسان وجود

آتش عشق است هر دو عالم آن تست — جمله خان و مان طفیل جان تست

او چو بیند خلق را سرمست خویش — از تکبر میرود از دست خویش

گشت آن مشک گدای زنده دلق — از سجود و از تحیرهای خلق

او نداند که هزاران را چو او — دیو افگندست اندر آب جو

لطف سالوس جهان خوش نغمه است — کمترش خورکان ز آتش لقمه است

آتشش پنهان و دودش آشکار — دود او ظاهر شود پایان کار

هر که داد او حسن خود را در مزاد — صد قضا می بدسوی او رو نهاد

چشمها و خشمها در شکها — بر سرش ریزد چو آب از مشکها

دشمنان او را ز غیرت میدرند — دوستان هم روزگارش میبرند

در پناه لطف حق باید گریخت — کو هزاران لطف بر ارواح ریخت

اشتر آمد این وجودِ خارخوار
مصطفیٰ زادی برین اشتر سوار

اشتر اتنگِ گلی بر پشتِ تست
کو نسیمش در تو صد گلزار رست

میلِ تو سوی مغیلانست و ریگ
تا چه گل چینی ز خارای مُرده ریگ

تا تو تن را چرب و شیرین میدهی
جوهرِ جان را نه بینی فربهی

این شراب و این کباب و این شکر
خاکِ رنگین ست و نقشین ای پسر

قوتِ اصلے را فزایش کردهٔ
روح را اندر مرض آوردهٔ

قوتِ اصلے بشر نورِ خداست
قوتِ حیوانی مرا ورا ناسزاست

گر جهان باغی پُر از نعمت شود
قسمِ موش و مار هم خاکی بود

قسمِ شان خاکست و گردی کز بهار
میر گونی خاک چون نوشی چو مار

گل مخر گل را مخور گل را مجوی
زانکه گل خارست و وایم زرد روی

این دهان خود خاک خواری آمدست
لیکه خالی را که آن رنگین لگدست

چونکه خوردی و شد آنها لحم و پوست
رنگِ لحمش داد و این هم خاک گو

هم ز خاکی پخته بر گل میزنند
جمله را هم باز خاکے میکنند

هندی و قبچاق و رومی و حبش
جمله یک رنگ اند اندر گورِ خموش

تا بدانی کان همه رنگ و نگار
جمله رو پوشست و مکر و مستعار

رنگِ باقی صبغة الله دان و بس
غیرِ این بربسته دان همچون جرس

ای بدیده نو تهای چرب خیز
فضلهٔ آن را به بین در آب ریز

قناعت کردهٔ ۱۲
جهانی نقش مار و چوبِ خاک
خاکست پس تو کی ایمن
ظالم بهایم همان
بخفته موش و مار
آن ۱۲
قوتِ نفس زنان
زاده گفتند بهیمت فنا
آن در وجود اصطفا
قرار دادند بسبب کفاف
اشتر خار خورنده
قالب خاکی انسان را
قوتِ نشوند

ترین معنوی دو لطف ست
یکی اینکه زرد رو در اصطلاح خرشنده
است دیگر اینکه هر که گل می خورد رنگ
آن کس زرد میگردد ۱۲
قوتِ این دهان یعنی دهان
انسان خورنده خاکست و خاک
رنگین مراورا غذاهای لطیف باشند
و ظاهر است که وجود جمله اینها از خاک

۱۸۶ دفتر دوم

خاک پخته غذاست و مر اورا
گل ارزان یعنی گل را بگل میزنند و
باز از اینها خاک می سازند ۱۲
قوتِ رنگ باقی یعنی رنگ
سر مر اورا دین اسلامست باقی
دوا بهترست و وسیلتے آن جمله
آواز جرس اگر نبا شد با قافله
نا بیدار و واقف نشود

مر خبث را گو که آن خوبیت کو — بر طبق آن ذوق و آن نغزیت کو

ای فضله ۱۲

گوید آن دانه بد و من دامِ آن — چون شدی تو صید دانه شد نهان

گر میانِ مشک تن را جا شود — روزِ مردن گندِ او پیدا شود

آن منافق[۵۱] مشک بر تن می نهد — روح را در قعرِ گلخن می نهد

مشک را بر تن مزن بر دل بمال — مشک چه بود نامِ پاکِ ذوالجلال

باب هفتاد و دوم در مذمتِ نفس

ما در تبهایِ بتِ نفس شماست[۵۲] — زانکه آن بت مار و این بت اژدهاست

بت سیاه آبست در کوزه نهان — نفس مر آبِ سیه را چشمه دان

آن بتِ منحوت[۵۳] چون سیلِ سیاه — نفس بتگر چشمهٔ بر شاهراه

بت شکستن سهل باشد نیک سهل — سهل دیدن نفس را جهلست و جهل

صورتِ نفس ار بجوئی ای پسر[۵۴] — قصهٔ دوزخ بخوان با هفت سر

هر نفس بکری و در هر بکرِ آن — غرقه صد فرعون با فرعونیان

صد زبان و هر زبانش صد لغت[۵۵] — زرق و دستانش نیاید در صفت

در خدایی موسی و عمران گریز — آبِ ایمان را ز فرعونی مریز

آهنِ نفس و هوا بر هم مزن[۵۶] — کین دو میزایند همچو مرد و زن

بسکه خود را کرده‌ئ بند هوا — کرمکی را کرده‌ئ تو اژدها

ای تو شیری در تگِ این چاه زرد — نفس چون خرگوش خونت میخورد

---

۵۱ قوله آن منافق یعنی آن مشک

بدین تن خود را مزن آلوده مشو

و روح خود را بدو فروخ مده از آنکه

۵۲ قوله ما در تبهایِ بتِ نفس شماست یعنی

نفس امان دشمن تو بیت آنچه

نفس را بدو دولت نفس مده آنکه

۵۳ قوله صورتِ نفس یعنی حقیقتِ نفس

بگو حقیقت نفس را بدو مده

نفس را بدو فروخت مده

۵۴ قوله صد زبان یعنی

نفس را در زبان آن در سکلا مده

نفس را بدو فروخت مده

۵۵ قوله صد زبان و هر زبانش صد لغت یعنی

نفس را بدو فروخت مده

و نفس را بدو فروخت مده

۵۶ قوله آهنِ نفس و هوا بر هم مزن یعنی

نفس را بدو فروخت مده

نفس و خواهش نفس را جمع

مکن که از اجتماع این هر دو

هزارها فساد پیدا می شود ۱۲

شیر را خرگوش در زندان نشاند — ننگ شیری کو ز خر گوشی بماند

نفس خرگوشت بصحرا در چرا — تو بقعر این چه چون و چرا

ای که خود را شیر یزدان خوانده‌ٔ — سالها شد با سگی در مانده‌ٔ

آلت اشکار خود جز سگ مدان — کمترک اندار سگ را استخوان

زانکه سگ چون سیر شد سرکش شود — کی سوی صید و شکاری خوش دود

چون کند این سگ برای تو شکار — چون شکار سگ شدستی آشکار

آب تنها جیست آب روی عام — که سگ شیطان ازو یابد طعام

هین سگ این نفس را زنده مخواه — کو عدو جان تست از دیرگاه

آدمی را دشمن پنهان بسیست — آدمی با حذر عاقل کسی ست

دشمن ار چه دوستانه گویدت — دام دان گرچه ز دانه گویدت

گر ترا قندی دهد آن زهر دان — گر ترا لطفی کند آن قهر دان

آن عجب نبود که میش از گرگ جست — این عجب که میش دل ز گرگ بست

گرگ اگر با تو نماید روبهی — هین مکن باور که ناید روبهی

آنچه گوید نفس تو کان نجابت ست — مشنو ش چون کار او خود آفت ست

تو خلافش کن که از پیغمبران — این چنین آمد وصیت در جهان

دوزخ ست این نفس و ز خ ازدها ست — کو بدریاها نگردد کم و کاست

هفت دریا را بشامد همچو نوش — کم نگردد سوزش آن خاص سوز

ص ۱۵ قوله شیر را خرگوش در زندان نشاند الخ
کرخرگوش از مکر و زیب شیر را
در چاه انداخت پس دعوی کرد
بر شیر که از دست خرگوش
عاجز آمد و در بجا اشاره کرد بسوی
عقل و نفس ست ۱۲

ص ۱۵ قوله آب تنها جیست آب روی عام الخ
آب روی عام خوشامد و سخن
تملق باشد یعنی کلمات چاپلوسی
خلائق آب تنها جاست که نفس
سگ باشد و ظاهر است که نفس
ص ۱۵ ۸۸ ا
انسان از نفوس خود مخلص
می شود و آن را فرمانبردار می کند نفس
سگ گردد و بس لازم است که نفس
فرمانبردار باشد و از سرکشی
قوله ۱۲
ص ۱۵ قوله آن عجب نبود که میش الخ
مراد از میش عقل و روح و از
گرگ نفس و شیطان است یعنی
نفوذ روح و عقل بر نفس محل
است عجب نیست بلکه موافق
مصلحت بودن عقل و روح نفس
را لقبه از تجربیات باشد ۱۲

عالمی را لقمه کرد و در کشید
معدهٔ اش نعره زنان هل من مزید

چونکه جزو و دوزخست این نفس ها
طبع کل دارد همیشه جزوها

هر که مُرد اندر تنِ او نفس گبر
مر ورا فرمان برد خورشید و ابر

نفسِ خود را کش جهانی زنده کن
خواجه کُشتست او را بنده کن

کُشتنِ این کار عقل و هوش نیست
شیرِ باطن سخرهٔ خرگوش نیست

این قدم حق را بود کو را کشد
غیرِ حق خود کی کمانِ او کشد

در کمان نِه سهم الا تیر راست
این کمان را باز گون کج تیرهاست

راست شو چون تیر وا ره از کمان
کز کمان هر راست بجهد بیگمان

چونکه واگشتم ز پیکارِ برون
روی آوردم به پیکارِ درون

قد رجعنا من جهادِ الأصغریم
با بتی اندر جهادِ اکبریم

ای شها کشتیم ما خصمِ برون
ماند خصمی زو بتر در اندرون

گفت از حق خواهیم و توفیق و لطاف
تا بسوزن بر کنم این کوهِ قاف

سهل شیری دان که صفها بشکند
شیرِ آن باشد که خود را بشکند

گاو نفسِ خویش را اوّل بکش
تا شود روحِ خفی زنده بهش

هین بکش او را که بهرِ آن ولی
هر دمی قصدِ عزیزی میکنی

نفسِ کشتی باز رستی ز اعتذار
کس ترا دشمن نماند در دیار

رحم بر جانِ خود آر و بر عمر مکن
طبع را بر عقلِ خود سروَر مکن

---

۱ فی نسخة اخری
۲ فی نسخة اخری
۳ فی نسخة اخری
۴ فی نسخة اخری
۵ فی نسخة اخری
۶ فی نسخة اخری
۷ فی نسخة اخری
۸ فی نسخة اخری
۹ فی نسخة اخری
۱۰ فی نسخة اخری
۱۱ فی نسخة اخری
۱۲ فی نسخة اخری
۱۳ فی نسخة اخری
۱۴ فی نسخة اخری
۱۵ فی نسخة اخری
۱۶ فی نسخة اخری
۱۷ فی نسخة اخری
۱۸ فی نسخة اخری
۱۹ فی نسخة اخری
۲۰ فی نسخة اخری
۲۱ فی نسخة اخری
۲۲ فی نسخة اخری
۲۳ فی نسخة اخری
۲۴ فی نسخة اخری
۲۵ فی نسخة اخری
۲۶ فی نسخة اخری
۲۷ فی نسخة اخری
۲۸ فی نسخة اخری
۲۹ فی نسخة اخری
۳۰ فی نسخة اخری
۳۱ فی نسخة اخری
۳۲ فی نسخة اخری
۳۳ فی نسخة اخری
۳۴ فی نسخة اخری
۳۵ فی نسخة اخری
۳۶ فی نسخة اخری
۳۷ فی نسخة اخری
۳۸ فی نسخة اخری
۳۹ فی نسخة اخری
۴۰ فی نسخة اخری
۴۱ فی نسخة اخری
۴۲ فی نسخة اخری
۴۳ فی نسخة اخری
۴۴ فی نسخة اخری
۴۵ فی نسخة اخری
۴۶ فی نسخة اخری
۴۷ فی نسخة اخری
۴۸ فی نسخة اخری
۴۹ فی نسخة اخری
۵۰ فی نسخة اخری
۵۱ فی نسخة اخری
۵۲ فی نسخة اخری
۵۳ فی نسخة اخری
۵۴ فی نسخة اخری
۵۵ فی نسخة اخری
۵۶ فی نسخة اخری
۵۷ فی نسخة اخری
۵۸ فی نسخة اخری
۵۹ فی نسخة اخری
۶۰ فی نسخة اخری
۶۱ فی نسخة اخری
۶۲ فی نسخة اخری
۶۳ فی نسخة اخری
۶۴ فی نسخة اخری
۶۵ فی نسخة اخری
۶۶ فی نسخة اخری
۶۷ فی نسخة اخری
۶۸ فی نسخة اخری
۶۹ فی نسخة اخری
۷۰ فی نسخة اخری
۷۱ فی نسخة اخری
۷۲ فی نسخة اخری
۷۳ فی نسخة اخری
۷۴ فی نسخة اخری
۷۵ فی نسخة اخری
۷۶ فی نسخة اخری
۷۷ فی نسخة اخری
۷۸ فی نسخة اخری
۷۹ فی نسخة اخری
۸۰ فی نسخة اخری
۸۱ فی نسخة اخری
۸۲ فی نسخة اخری
۸۳ فی نسخة اخری
۸۴ فی نسخة اخری
۸۵ فی نسخة اخری
۸۶ فی نسخة اخری
۸۷ فی نسخة اخری
۸۸ فی نسخة اخری
۸۹ فی نسخة اخری
۹۰ فی نسخة اخری
۹۱ فی نسخة اخری
۹۲ فی نسخة اخری
۹۳ فی نسخة اخری
۹۴ فی نسخة اخری
۹۵ فی نسخة اخری
۹۶ فی نسخة اخری
۹۷ فی نسخة اخری
۹۸ فی نسخة اخری
۹۹ فی نسخة اخری
۱۰۰ فی نسخة اخری

سالها خربنده بودی بس بود
زانکه خربنده زخر واپس رود

ترکِ عیسی کرده خر پرورده
لاجرم چون خر برون پرورده

غیرِ فهم و جان که در گاو و خرست
آدمی را عقل و جانِ دیگرست

بیشه آمد وجودِ آدمی
پر حذر شو زین وجود ارزادمی

گردِ نفس و روزگارِ او مپیچ
هرچه آن نه کارِ حق هیچست هیچ

نفسِ تست آن مادرِ بدخاصیت
که فسادِ اوست در هر ناحیت

از وی این دنیای دون بر تست تنگ
از پیِ او با حق و با خلق جنگ

نفس میخواهد که تا ویران کند
خلق را گمراه و سرگردان کند

نفسِ خود را زن شناس از زن مگیر
زانکه زن جزویست نفست کل شر

مشورت با نفسِ خود گر میکنی
هرچه گوید کن خلافِ آن دنی

گر نماز و روزه میفرمایدت
نفس مکارست و مکری زایدت

نفس را تسبیح و مصحف در یمین
خنجر و شمشیر اندر آستین

مصحف و سالوس او با و رمکن
خویش با او هم سر و هم سر مکن

نفس مدبر عهدست و زاز و کشتنیست
او دنی و قبله گاهِ او دنیست

نفس اگرچه زیرکست و خورده دان
قبله اش دنیاست او را مرده دان

دشمنی داری چنین در سرِ خویش
مانعِ عقلست و خصمِ جان و کیش

نانِ جو خاکا خرامست و فسوس
نفس را در پیش نه نانِ عبوس

دشمن راه خدا را خوار دار — دزد را منبر منه بردار دار

مراد از دشمن پسر کش باشد ۱۲

دزد را تو دست ببریدن پسند — از بریدن عاجزی دستش به بند

هندی سوالی

گر نه بندی دست او دست تو بست — گر تو پایش نشکنی پایت شکست

گرگ درّنده ست نفس تو یقین — چه بهانه می نهی بر هر قرین

پس ترا هر غم که پیش آید ز درد — بر کسی تهمت منه بر خویش کرد

همچو فرعونی که موسی اهشته بود — طفلگان خلق را سر می ربود

آن عدو در خانهٔ او آن کور دل — با عدو خوش بیگناهان را مذل

چه خرابت میکند نفس لعین — دور می اندازدت سخت این قرین

در خبر بشنو تو این پند نکو — بَین جَنبیکُم وَ لَکُم اَعدَا عدو

طمع طراق این عدو مشنو گریز — کو چو ابلیس ست در رنج و ستیز

سخنان چرب و شیرین ۱۲

بر تو او از بهر دنیا در نبرد — آن عذاب سرمدی را اهل کرد

چه عجب گر مرگ را آسان کند — او ز سحر خویش صد چندان کند

آدمی اندر بلا گشته بدست — نفس کافر نعمتست و گر بست

تو سلیمان شو که تا دیوان تو — سنگ برّ ندازی بی ایوان تو

تو سلیمان باش بی وسواس و ریو — تا ترا فرمان برد جنّی و دیو

خاتم تو این دلست و هوشدار — تا نگردد دیو را خاتم شکار

جان که او دنبالهٔ زاغان پرد — زاغ او را سوی گورستان برد

قوله صلی الله علیه وسلم فرموده از کلام حضرت
صاحب ۱۲

نفس تن کو بهاء دو پهلوی تو جاودان دارد ۱۲

هین مرو اندر پی نفسِ چو زاغ
کو بگورستان برونی سوی باغ

گر روی رو در پیِ عنقای دل
سوی قافِ مسجدِ اقصای دل

در ضلالت هست صد گل را گله
نفس زشت است کفر ناک و بدسگاله

زین سبب میگویم ای بنده فقیر
سلسله از گردنِ سگ بر مگیر

گر معلم گشت این سگ سگ مباش
باش دُگ نفسه کو بدرگ است

جمله قرآن شرحِ خبثِ نفسهاست
بنگر اندر مصحف آن خشت کجاست

ذکرِ نفسِ عادیان کالت نیافت
در قتالِ انبیا موی شگافت

مر بشر را پنجه و ناخن مباد
که ز دین اندیشد آنگه نی سداد

قرن قرن از نفسِ شوم بی ادب
ناگهان اندر جهان میزد لهب

تو ستوری هم که نفست غالبست
حکم غالب ابوداهی خودپرست

خر نخواندت اسپ خواندت ذوالجلال
اسپِ تازی را عرب گوید تعال

قُلْ تَعالَوْا قُلْ تَعالَوْا گفت رب
ای ستورانِ رمیده از ادب

میر آخر بود حق را مصطفی
بهرِ ستورانِ نفسِ پر جفا

هین که إنَّ اللهَ یَدعُو والسَّلام
تا ریاضت تان دهم من رأفضم

زین ستوران لب لگدها خورده ام
از لگدهایش نباشد چاره

لاجرم[۱] اغلب بلا بر انبیاست — که ریاضت دادن خامان بلاست

انچه[۲] در فرعون هست اندر تو هست — لیک اژدر در هات محبوس چیست

آتشت را هیزم فرعون نیست — زانکه چون فرعون اورا عون نیست

حکایت

یک حکایت بشنو از تاریخ گوی — تا بری زین راز سر پوشیده بوی

مار گیری رفت سوی کوهسار — تا بگیرد او بافسونها شکار

او همی جستی یکی مار شگرف — گرد کوهستان و در ایام برف

اژدهای مرده دید آنجا عظیم — که دلش از شکل او شد پر ز بیم

مار گیر اندر زمستان شد پدید — مار میجست اژدهای مرده دید

مار گیر از بهر[۳] حیرانی[۴] خلق — مار گیر اینست نادانی خلق

آدمی کوهست چون مفتون شود — کوه اندر مار حیران چون شود

خویشتن نشناخت مسکین آدمی — از فزونی آمد و شد در کمی

صد هزاران مار که حیران اوست — او چرا حیران شد ست و مار دوست

مار گیر آن اژدها را بر گرفت — سوی بغداد آمد از بهر شگفت

کژدهای چون ستون خانه — میکشیدش از پی دالگانه

او همی مرده گمان برد ش و لیک — زنده بود و او ندیدش نیک نیک

او ز سرماها و برف افسرده بود — زنده بود و شکل مرده مینمود

---

۱ قوله لاجرم چون انبیا علیهم الصلوٰة والسلام را بای قهر از گریبان چون شدند لا محاله از دست شکنجه ان سنج و الم بر بود

۲ قوله انچه در فرعون هست اندر تو هست یعنی نفس سرکش مثل فرعون تست نیز دارای مگر کسب نقصان اسباب او فرعونیت حاجت آمد اگر

۳ قوله از بهر یعنی مار گیر بجهت شکار مار را اختیار کرده است ۱۲

۴ قوله حیرانی خلق یعنی گمان ایشان در باب مرده بودن مار ۱۲

نسخه سنه ۱۹۳۵ برای نمایش

۵۲ قوله آدمی یعنی انسان با جناب کبریا شرف و عقل را لکن هر گونه عنایت فرموده است پس مقام افسوس است که انسان قدر خود را نشناخته از ترقی به تنزل می گراید و خود را ذلیل می گرداند ۱۲

عالمی[51] افسرده است و نامِ او جماد — جامد افسرده بود ای اوستاد

باش تا خورشیدِ حشر آید عیان — تا به بینی جنبشِ جسمِ جهان

این سخن پایان ندارد مار گیر — میکشید آن مار را با صد زجیر

تا به بغداد آمد آن هنگامه جو — تا نهد هنگامه بر چار سو

بر لبِ شط مرد هنگامه نهاد — غلغله در شهرِ بغداد اوفتاد

مار گیری اژدها آورده است — بوالعجب نادر شکاری کرده است

جمع آمد صد هزاران خام[52] ریش — صیدِ او گشته چو آوازِ لبهیش

منتظر ایشان و او هم منتظر — تا که جمع آیند خلقی منتشر

مردم و هنگامه افزون تر شود — گدیه[53] و توزیغ[54] نیکوتر شود

جمع آمد صد هزاران ژاژ خا — حلقه کرده پشتِ پا بر پشتِ پا

مر ورا از زن خبر نی از دِحام — فتنه در هم چون قیامت خاص و عام

اژدها کز زهر او افسرده بود — زیرِ صد گونه پلاس و پرده بود

بسته بودش بارسنهای غلیظ[55] — احتیاطی کرده بودش آن حفیظ

در درنگ و انتظارِ اتفاق — تا فت بر آن مار خورشیدِ عراق

آفتابِ گرم سیرش گرم کرد — رفت از اعضای او اخلاطِ سرد

مرده بود و زنده گشت و اژدها — اژدها بر خویش جنبیدن گرفت

خلق را از جنبشِ آن مرده مار — گشت شان آن یک تحیر صد هزار

---

[51] عالم یعنی عالم اشکال محسوسه

[52] خام ریش یعنی ناتراشیده ریش

[53] گدیه یعنی گدایی

[54] توزیغ یعنی پراگندگی

[55] بارسنهای غلیظ یعنی مضبوط و بابند آهن

با تحیر نعرها انگیختند — جملگی از جنبشش بگریختند

۵۱ می شکست او بند زان بانگ بلند — هر طرف میرفت چاقا چاق تند

بندها بشکست و بیرون شد ز زیر — اژدهای زشت غرّان همچو شیر

در هزیمت بس خلائق کشته شد — وز فتاد و کشتگان صد پشته شد

مار گیر از ترس بر جا خشک گشت — که چه آورد م من از کهسار و دشت

گرگ را بیدار کرد آن کور میش — رفت نادان سوی عزرائیل خویش

اژدها یک لقمه کرد آن کیج را — سهل باشد خون خوری جیحج را

خویش را بر استنی پیچیده بست — استخوان خورده را در هم شکست (۱۲ اما ایجاج)

نفست اژدرهاست او کی مرده است — از غم بی آلتی افسرده است

۵۲ گر بیابد آلت فرعون او — که بامر او همی گشت آب جو

آنکه او بنیاد فرعونی نهد — راه صد موسی و صد هارون زند

۵۳ گر شکست آن اژدها از دست فقر — پیشه گردد زمال و جاه صقر

اژدهارا دار در برف فراق — هین مکش او را بخورشید عراق

تا فسرده می بود آن اژدهات — لقمهٔ اوئی چو او یابد نجات

مات کن اورا و ایمن شو ز مات — رحم کم کن نیست او از اهل صلات

مار شهوت را بکش در ابتدا — ورنه اینک گشت مارت اژدها

۵۴ کان تف خورشید شهوت برزند — آن خفاشِ مرده ریگت پر زند

حاشیه بر صفحه ۱۹۶

۵۱ قوله می شکست یعنی از زور کار آگاه گردد و از بیکاره جمع شود و بگریزد

۵۲ قوله گر بیابد آلت فرعون یعنی نفس را سامان فرعونی حاصل گردد و جان شود که از بیکاران بگریزد و در یاران گردد

۵۳ قوله گر شکست یعنی بی سامانی گردد است و اگر این پیشه را مال و جاه حاصل گردد چنین گردد ۱۲

میکشش او را در جهاد و در قتال | مرد و اراللہ نیست زیک الوصال

باب هفتاد و سوم در آفت شهوت

آفتِ این در هوا و شهوتست | ورنه اینجا شربت اندر شربتست
بندهٔ شهوت ندارد اوخلاص | جز بفضلِ ایزد و انعامِ خاص
عاقبت بینی نشانِ نورِ تست | شهوتِ خاکی حقیقت گورِ تست
زاتشِ شهوت نسوزد اهلِ دین | باقیان را برده تا قعرِ زمین
گردنِ خر گیر و سوی راه کش | سوی رهبانان و ره وا ناخوش
هین مهل خر را و دست ازوی مدار | زانکه میل اوست سوی سبزه زار
گر یکے دم تو بغفلت واهلیش | او رود در سنگها سوی حشیش
نارِ بیرونی بآبے بفسرد | نارِ شهوت تا ابد وزخ می برد
چه کشد این نار را نورِ خدا | نورِ ابراهیم را ساز اوستا
نارِ شهوت می تپد را مد بآب | زانکه دارد طبعِ دوزخ در عذاب
نارِ شهوت را چه چاره نورِ دین | نورِ کم اطفاءُ نارِ الکافرین
تا زنارِ نفسِ چون نمرودِ تو | وارهد این جسمِ همچون عودِ تو
رستم ار چه با سر و سبلت بود | دام پاگیرش یقین شهوت بود
چون برانده شهوت و پرِ تخیلت بر | لنگ گشتی وان خیال از تو گریخت
پر نگهدارد چنین شهوت مران | تا پرِ میلت نبرد سوی جنان

بر او زاری کند ۱۲
قولہ آفت این یعنی در دین عالم
آنچه از آفات دیگر و بلیات یاران
بر اثر بسبب خواهش نفس پرسد
وعده دهد بجهان صد گونه نقشها
باین وجه گمراهان از اهل حق
بفهم تحت میرسد و مدار عمل دین
عالم است ۱۲
قولہ از کشش یعنی خواهش
نفس بر اهل دین غالب نمی شود
۱۹۶
در آفت شهوت
وصلے اللہ علی سیدنا محمد و آلہ و صحبہ وسلم
محل انداز د ۱۲
یعنی آتش نفس خود
ملت ابراهیم حنیف
گشت ۱۲
قولہ رستم یعنی اگر
انسان بزرگ هم باشد نفس او را
باشد بگاه خواهش نفس پست
غالب آید چنانچه بزرگان دین
قولہ چون برانده
نفس شهوت را بر تو مسلط نشود ۱۲

خلق پندارند عشرت میکنند — بر خیالی پرِّ خود بر میکنند

زان عوانِ مقتضی که شهوتست — دل اسیرِ حرص و آز و آفتست

دُمِّ این استورِ نفست شهوتست — زین سبب پس پس رود آن خود پرست

شهوتِ او را که دُم آمد زتن — ای مبدل شهوتِ عُقبیش کن

چون نه بندی شهوتش را از عفیف — سر کند آن شهوت از عقلِ شریف

حکایت

آن یکی با شمع بر میگشت روز — گردِ بازاری دلش با عشق سوز

بوالفضولی گفت او را کای فلان — هین چه می جویی بسوی هر دکان

هین چه میگردی تو جویان با چراغ — در میانِ روزِ روشن چیست لاغ

گفت میجویم بهر سو آدمی — که بود حی از حیاتِ او دمی

گفت هست از مرد این بازار پُر — مرد مانند آخر ای دانای حُر

گفت خواهم مرد بر جاده دوره — در رهِ خشم و بهنگامِ شره

این نه مردانند اینها صورتند — مردهٔ نانند و کشتهٔ شهوتند

وقتِ خشم و وقتِ شهوت مرد کو — طالبِ مردی دوانم کو بکو

کو درین دو حال مردی در جهان — تا فدایِ او کنم امروز جان

ترکِ خشم و شهوت و حرص آوری — هست مردی ورگِ پیغمبری

حکایت

خلق پندارند عشرت میکنند — برخیالی پرِّ خود بر میکنند

زان عوانِ مقتضی که شهوتست — دل اسیرِ حرص و آز و آفتست

دُمِّ این استورِ نفست شهوتست — زین سبب پس پس رود آن خود پرست

شهوتِ او را که دُم آمد زتن — ای مبدل شهوتِ عُقبیش کن

چون نه بندی شهوتش را از عفیف — سر کند آن شهوت از عقلِ شریف

حکایت

آن یکی با شمع بر میگشت روز — گردِ بازاری دلش با عشق سوز

بوالفضولی گفت او را کای فلان — هین چه می جویی بسوی هر دکان

هین چه میگردی تو جویان با چراغ — در میانِ روزِ روشن چیست لاغ

گفت میجویم بهر سو آدمی — که بود حی از حیاتِ او دمی

گفت هست از مرد این بازار پُر — مرد مانند آخر ای دانای حُر

گفت خواهم مرد بر جاده دوره — در رهِ خشم و بهنگامِ شره

این نه مردانند اینها صورتند — مردهٔ نانند و کشتهٔ شهوتند

وقتِ خشم و وقتِ شهوت مرد کو — طالبِ مردی دوانم کو بکو

کو درین دو حال مردی در جهان — تا فدایِ او کنم امروز جان

ترکِ خشم و شهوت و حرص آوری — هست مردی ورگِ پیغمبری

گفت استاد احولی را کاندر آ — رو برون آر از دو تاق آن شیشه را

گفت احول زان دو شیشه من کدام — پیش تو آرم بکن شرحی تمام

گفت استاد آن دو شیشه نیست رو — احولی بگذار و افزون بین مشو

گفت ای استاد مرا طعنه مزن — گفت استا زان دو یک را در شکن

چون یکی بشکست هر دو شد ز چشم — مرد احول گردد از میلان خشم

خشم و شهوت مرد را احول کند — ز استقامت روح را مبدل کند

چون غرض آمد هنر پوشیده شد — صد حجاب از دل بسوی دیده شد

چون دهد قاضی بدل رشوت قرار — کی شناسد ظالم از مظلوم زار

عقل ضد شهوتست ای پهلوان — آنکه شهوت می تند عقلش مخوان

باب هفتاد و چهارم در عقل

عقل را قربان کن اندر عشق دوست — عقل را یاری ازان سویست کوست

ای ببرده عقل هر یه تا آله — عقل آنجا کمتر است از خاک راه

عقل چون سایه بود حق آفتاب — سایه را با آفتاب او چه تاب

عقل چون شحنه است چون سلطان رسید — شحنه بیچاره در کنجی خزید

عقل کامل را قرین کن با خرد — تا که باز آید خرد از خوی بد

وای آنکه عقل او ماده بود — نفس زشتش نر و آماده بود

لاجرم مغلوب باشد عقل او — جز سوی خسران نباشد نقل او

ای خنک آنکس که عقلش نر بود — نفس زشتش مادهٔ و مضطر بود

بس نکو گفت آن رسولِ خوش نواز — ذرهٔ عقلت به از صوم و نماز

زانکه عقلت جوهرست این دو عرض — این دو در تکمیلِ آن شد معترض

گر ترا کم عقلی مباد اگبر را — شو میش بی آب دار و ابر را

گفت پیغمبر که احمق هر که هست — او عدوِّ ما و غولِ رهزنست

هر که او عاقل بود او جانِ ماست — روحِ او و روح او ریحانِ ماست

عقل دشنامم دهد من راضیم — زانکه فیضی دارد از فیاضیم

نبود آن دشنامِ او بیفائده — نبود آن مهمانیش بی مائده

احمق ار حلوا نهد اندر لبم — من ازان حلوای او اندر تپم

ز احمقان بگریز چون عیسی ز گور — صحبتِ احمق بسی خونها که ریخت

گفت رنجِ احمقی قهرِ خداست — رنجِ کوری نیست قهر آن ابتلاست

ابتلا رنجیست کو رحم آورد — احمقی رنجیست کو زخم آورد

آن گریز عیسیٰ نی از بیم بود — ایمن ست و از پیِ تعلیم بود

جهد کن تا پیرِ عقل و دین شوی — تا چو عقلِ کل تو باطن بین شوی

ای بسا کس را ریشِ سیاه و مرد پیر — بسا ای بسا ریشِ سفید و دل چو قیر

شیخ که بُد پیر یعنی مو سفید — معنیِ این موبدان ای بی امید

هست آن موی سیه هستیِ او — تا ز هستیش نمانده تارِ مو

چو ز انکس نیست عقل جای عقل — چو هست و نفس زشت میش

چو عقل سالار از تکمیل باز ایستاد و بر ابتلا

رفتن نمیتواند ۱۲

قوله از انکه عقل جوهرست و عرض عقل

قوله از انکه عقل جوهرست و عرض عقل

قوله از انکه عقل جوهرست و عرض عقل

چوں کہ ہستیش نماند پیرا وست
گر سیہ مو باشد او باخود دو ست

ہست آن موی سیہ وصف بشر
نی سفیدی موی اندر ریش و سر

کم نشین بر اسپ توسن بدلگام
عقل و دل را پیشوا کن والسلام

از بلیس[۵۱] او پیر تر خود کے بود
چونکہ عقلش نیست اولاشی بود

عقل[۵۲] و دلہا بیگمانی عرشیند
در حجاب از نور عرشی میزنید

تا چہ عالمہاست در سودای عقل
تا چہ بانہاست این دریای عقل

عقل[۵۳] از جان گشت با ادراک و فر
روح اورا کے شود زیر نظر

لیکہ جان در عقل تاثیری کند
زان اثر آن عقل تدبیری کند

عقل جزوی را وزیر خود بگیر
عقل کل را سازای سلطان وزیر

عقل جزوی عقل را بدنام کرد
کام دنیا مرورا بے کام کرد

عقل[۵۴] کل را گفت ما زاغ البصر
عقل جزوی میکند ہر سو نظر

عقل ما زاغست نور خاصگان
عقل زاغ استاد گور مردگان

زین[۵۵] قدم زین عقل رو بیزار شو
چشم عیسے جو و برخور دار شو

غیر آن[۵۶] عقل تو حق را عقلہاست
کہ بدان تدبیر اسباب شماست

کہ بدین عقل آوری ارزاق را
زان دگر مفرش کنی اطباق را

آفت مرغست چشم کام بین
مخلص مرغست عقل دام بین

چونکہ عقل تو عقیلہ مردمست
آن نہ عقلست آن چہ مردہ کژدمست

ماجرائی مرد و زن افتاد نقل
آن مثال نفس خود میدان و عقل

دریاب یا پایان عقل — عشق است و این
وز نکی آنہا ز نور — رابنست از شی معلی
دلہا پر عقل و دل — گفت ذکم ۱۲
از ابلیس زیادہ بیا — محض لاشی ست اورا
برج خاکی کل عقل ندارد — قولہ از یلیم

چہ گمراہی ایشان کہ فرمودہ ۱۲
قولہ عقل انسان پرتو
[redacted] روح او را کی حاصل
کہ او است پس عقل بارد و ح
کی در خیال خود آرد و ہمین کہ
اگر گاہ روح در عقل تاثیری
بیکند گاہ از عقل کارہائے
شایستہ بظہور می آید ۱۲
قولہ عقل کل
عقل کل ذات بارکات جناب
رسالت مآبست صلی اللہ
علیہ وسلم و از عقل جزوی
مقصد تحصیل کسب معاش
دنیوی خاصل باشد ۱۲
مراد از عقل جزوی قسم
دوم عقل یکہ از عقل جزوی بیشتر
قولہ غیران بینی
عقل تراچنین اندر استعداد
باشد کہ بواسطہ خود نزدیک حاصل
سنی و اگر آن عقل کامل بابست
آنست تراچنان رتبہ حاصل
شود کہ دیگران او تو کامیاب
نشوند ۱۲

این زن و مردی که نفس ست و خرد — نیک پابستیست بهر نیک و بد

این دو پابسته درین خاکی سرا — روز و شب در جنگ و اندر ماجرا

زن همیخواهد حوایج خانگاه — یعنی آب رود و نان و خوان و جاه

نفس همچون زن پی چاره گری — گاه خاکی گاه جوید سروری

عقل خود زین فکرها آگاه نیست — در دماغش جز غم الله نیست

عقل باید نورده چون آفتاب — تا زند تیغی که نبود جز صواب

ورنه عقلت نیست با عقل دگر — یار باش و مشورت کن ای پسر

عقل خود با عقل یاری یار کن — آمر هم شوری بخوان و کار کن

باد و عقل از بس بلاها وارهی — پای خود بر اوج گردونها نهی

زین سر از حیرت گر این عقلت رود — هر سر مویت سر و عقلی بود

عقل ایمانی چو شحنه عادلست — پاسبان و حاکم شهر دلست

عقل او باشد که او با مشعله ست — او دلیل و پیشوای قافله ست

این تفاوت عقلها را نیک دان — در مراتب از زمین تا آسمان

هست عقلی همچو قرص آفتاب — هست عقلی کمتر از ذره شهاب

هست عقلی چون چراغ سرخوشی — هست عقلی چون ستاره آتشی

هست پنهانی شقاوت عقل را — کی بیابد منزلی بی نقل را

گلشنی کز عقل روید خرمنیست — گلشنی کز نفس روید یک دمیست

---

۵۱ قوله نفس و خرد نیک پابستیست الخ یعنی انسان را باید که در تحصیل عاصل کردن عقل و خرد سعی تمام بجا آورد و بخطای از وی صادر نشود ۱۲

۵۲ قوله آمر هم شوری بخوان الخ یعنی بر شورت صادر شده است ۱۲

۵۳ قوله زین سر اگر از سر تو عقل جزوی زایل شود همه تن سر و عقل کامل شوی ۱۲

۵۴ قوله هست پنهانی الخ یعنی عقل ناقص که در وی شقاوت پنهانی مضمر ست کجا منزل بی نقل را که عبارت از طالم باقی ست خواهد یافت ۱۲

گلشنے کز گل ز مدگردد تباہ | گلشنے کز دل ز مد وافر حیا
صیقل عقلت بدان داد ست حق | کہ بدو روشن کنی دل را ورق

باب ہفتاد و پنجم در قلب

ہر کسے[۵۱] زاندازۂ روشندلی | عیب خود را بیند بقدر صیقلی
ہر کہ صیقل بیش کرد او بیش دید | بیشتر آید بر و صورت پدید
پس چو آہن گرچہ تیرہ ہیکلے | صیقلے کن صیقلے کن صیقلے
صیقلے کن یکدو روزہ سینہ را | دفتر خود ساز آن آئینہ را
تا دولت آئینہ گردد پر صور | اندرو ہر سو ملیحے سیمبر
آئینہ دل چون کنی صافی و پاک | نقشہا بینی برون از آب و خاک
ہم ببینی نقش و ہم نقاش را | فرش دولت را و ہم فراش را
آہن ار چہ تیرہ و بے نور بود | صیقلے آن تیرگی از وے ربود
گر تن خاکی غلیظ و تیرہ است | صیقلش کن زانکہ صیقل گیرہ است
صیقلے دید آہن و خوش کرد رو | تا کہ صورتہا توان دیدن درو
تا در و اشکال غیبی رو دہد | عکس حوری و ملک در وی جہد
خانۂ آن دل کہ ماند بے ضیا | از شعاع آفتاب کبریا
تنگ و تاریکست چون جان جہود | بی نوا از ذوق سلطان ودود
گوہر[۵۲] بہتر از چنین دل مر ترا | آخر از کوری دل خود برتر آ

[۵۱] قولہ ہر کسے الخ یعنی ہر شخص بقدر صفائی قلب معائبہ آثار غیب می نماید ۱۲
[۵۲] قولہ گوہر بہتر الخ ۲۰۲ در نسخہ صفائی قلب مذکور است لیس بجوہر ست کہ در دل خود بیں می باید کہ در دل خود ۱۲

همچو موسی نور کی باید ز جیب
سحرهٔ استاد و شاگرد و کتیب

رو برہ دل رو کہ تو جزوِ دلی
ہین نہ بندہ پادشاہِ عادلی (یعنی خدای تعالے ۱۲)

بندگیِ او بہ از سلطانی ست
کہ انا خیر دمِ شیطانی ست

صاحبِ دل جو اگر بیجان بود
جلبش دل شو گر تو خود سلطانہ

موجبِ ایمان نباشد معجزات
بوی جنسیت کند جذبِ صفات

معجزات از بہرِ قہرِ دشمنست
بوی جنسیت پیِ دل بردنست

صاحبِ دل آئینہ شمس رو بود
حق از و در شش جہت ناظر شود

آن کہ زرقِ او خوش آید مر ترا
او ولی تست نی خاصِ خدا

ہر کہ بر خوی و بر طبعِ تو زیست
پیشِ طبعِ تو دلیست نبیست

رو ہوا بگذار تا خویت شود
وان مشامِ عنبرینِ لویت شود

از ہوا رانی دماغت فاسدست
مشک و عنبر پیشِ مغزت کاسدست

یک سبد برنان تر ابر فرقِ سر
تو ہمی جوئی لبِ نان در بدر

در سرِ خود پیچ وا اہلِ خیره سری
رو در دلِ زن چرا بر ہر دری

تا بزانوی میانِ آب جو
غافل از خود این و آن تو آب جو

پس ہم آب و پیشِ روی اوست آن
اندر آب و بیخبر ز آبِ روان

منقذی داری بہ بحرِ ای آبگیر
تنگ دار از جستنِ آب از غدیر

چشمهٔ شیرست در تو بی کنار
تو چرا ای شیر جوئی اوتفار

ز بہر آب و پیش روی او ست آن + اندر آبی بیخبر از آبِ روان

۱۲ قولہ ہمچو موسی الخ یعنی معجزات باعث ایمان نباشد و ایمان باشد بدون معجزات ۱۲

۱۲ قولہ صاحب دل یعنی نصیحت صاحب دل ۱۲

۱۲ قولہ صاحب دل شاہد دارد و شاہد ۱۲

۱۲ قولہ ہر کہ بر خوی و طبعِ تو زیست یعنی کہ موافق خواہش و طبع تو ۱۲

۱۲ قولہ ہوا رانی یعنی کہ موافق ہوا سخن می گوید از احکام شریعت ۱۲

۱۲ قولہ منقذی داری یعنی چاہ نقاذ و مخزن راہ تو بسوے دریاست پس عاشق تنگ نباید از تلاش و آب از حوض چو کہ گفتہ اند ۔ خاک از تو دہ آب از تو بردار ۱۲

رو نعت نبوی نگنجد بخوان — دل طلب کن دل منه بر استخوان

کان جمال دل جمال باقیست — دولتش از آب حیوان ساقیست

عرش با آن نور و با پهنای خویش — چون بدید او را برفت از جای خویش

گفت پیغمبر که حق فرموده است — من نگنجم هیچ در بالا و پست

در زمین و آسمان و عرش نیز — من نگنجم این یقین دان ای عزیز

در دل مومن بگنجم ای عجب — گر مرا جوئی دران دلها طلب

در کف حق بهره داد و بهر زین — قلب مومن هست بین الاصبعین

اصبع[1] لطفست و قهری درمیان — کلک دل با قبض و بسطی زین بنان

ای قلم بنگر گرا جلالیستی — که میان اصبعین کیستی

دیدهٔ دل هست بین الاصبعین — چون قلم در دست کاتب ای حسین

یوسف وقتی و خورشید سما — زین چه و زندان برآی و رو نما

دل که او[2] بسته غم و خندیدنست — تو مگو که لائق آن دیدنست

گام در صحرای دل باید نهاد — زانکه در صحرای گل نبود گشاد

ایمن آبا دست دل ای دوستان — چشمها و گلستان در گلستان

گرد پایه دل همیگردای پسر — هان زپایه حوض تن میکن حذر

دل چو نبود تن چه داند گفتگو — دل نجوید تن چه داند جستجو

ای دل از کین و کراهت پاک شو — وانگهان الحمد خوان چالاک شو

---

[1] قولہ اصبع یعنی دو دست قدرت جناب باری لطف و قهر او در دو موجودست و دل انسان از بین انگشت قدرت الٰہی سرشتہ و فرق دارد ۱۲

[2] قولہ دل که او یعنی دل که از ارباب سرور و نشاط دوران و از ظهور رنج و غم و اندوه آن دل لیاقت دیدار محبوب ندارد ۱۲

بر زبان الحمد و اکراه درون — از زبان تلبیس باشد با فسون

حمد گفتی[۵۱] کو نشانِ حامدون — نی برونت هست اثری اندرون

حمدِ عارف مر خدا را راستست — که گواهِ حمدِ او شد پاوُدست

از چه تاریک است چشمش بر کشید — وز تگِ زندانِ دنیا نش خرید

هست دل مانندهٔ خانهٔ کلان — خانهٔ دل را نهان همسایگان

از شگاف و روزنِ دیوارها — مطلع گردند بر اسرارها

وانکه دل بیدار دارد چشمِ سر — گر بخسپد بر کشاید صد بصر

طوطیی[۵۲] کاید ز وحی آوازِ او — پیش ز آغازِ وجود آغازِ او

اندرون[۵۳] تست آن طوطی نهان — عکسِ او را دیدهٔ بر این و آن

میر و شادیت را تو شاد از و — می پذیری[۵۴] ظلم را چون داد از و

دل تو این آلوده را پنداشتی[۵۵] — لاجرم دل زاهلِ[۵۶] دل برداشتی

تو همی گوئی مرا دل نیز هست — دل فرازِ عرش باشد نی به پست

نی دل اندر صدر هزاران خاص و عام — در یکی باشد کدامست آن کدام

آن دلی کز آسمانها برترست — آن دلِ ابدال یا پیغمبرست

آن[۵۷] دلی آور که قطبِ عالمست — جانِ جان و جانِ جانِ آدمست

نورِ نورِ چشم خود نورِ دلست — نورِ چشم از نورِ دلها حاصلست

باز نورِ نورِ دل نورِ خداست — کو ز نورِ عقل و حس پاک و جداست

ز جانِ جانِ جانِ آمد است

---

۴۱ قوله مرصع الخ یعنی این حمد و ثنای تو از زبان است و دل تو در وسواس پریشان نه از اثر و نظام ۱۲

۴۲ قوله طوطی جان الخ مراد از طوطی دل صافی است که از آلودگی پاک شده و عیب بینی از او زایل گشته ۱۲

۴۳ قوله طوطی وجود مطلق است مراد از طوطی تو در باطن تو پنهان است یعنی طوطی دل تو در باطن تو پنهان است ۱۲

۴۴ قوله دل تو این آلوده را پنداشتی یعنی آن دل صافی را که مورد تجلیات الهی باشد و در او نقوش غیر نباشد ۱۲

نورِ دل را نورِ حق تزیین بود | معنیِ نورٌ علیٰ نور این بود
وانگهان گفته خدا که ننگرم | من بظاهر من بباطن بنگرم
منظرِ حق دل بود در دو سرا | که نظر در شاه آید شاه را
نی نظرگاهِ شعاع آن آفتاب | پس نظرگاهِ خدا دل نی تنست
حق همیگوید نظر ما بر دلست | نیست بر صورت که آن آب و گلست
ننگرم در تو دران دل بنگرم | تحفه آور ای جان برد م

حکایت

دید موسی یک شبانی را براه | کو همیگفت ای خدا و ای آله
ای خدای من فدایت جانِ من | جمله بزهای و خان و مانِ من
گر به بینم خانه ات را بر دوام | روغن و شیرت بیارم صبح و شام
هم بپیرونا نهای روغنین | دیگهلئے جوغرات ناز نین
سازم و آرم به پیشت صبح و شام | از من آوردن ز تو خوردن طعام
تو کجائی تا شوم من چاکرت | چارقت دوزم کنم شانه سرت
کفشتا را پاره بود پاره زنم | ور بود در پای خاری را کنم
ور ترا بیماریی آید به پیش | من ترا غمخوار باشم همچو خویش
وشکت بوسم بمالم پایکت | وقتِ خواب آید برویم جایکت
ای خدای تو همه بزهای من | ای بیادت هیهی هیهای من

ملف آن جزات ۱۲
برگ کفش
۲۰۶

زین نمط میبود و میگفت آن شبان
گفت با آنکس که ما را آفرید

گفت موسی با شبانی خیره سر شدی
گفت موسی با شبانی کم کن این سخن

این چه قرآن است و چه کفر است و فشار
گنده کفر تو جهان را گنده کرد

چارق و پاتابه لایق مر ترا است
گر بمالی زین سخن تو حلق را

دوستی بیخبر خود دشمنیست
شیر آن نوشد که در نشو و نماست

لم یلد لم یولد او را لایق ست
گفت ای موسی دهانم دوختی

جامه را بدرید و آهی کرد و تفت
حق تعالی کرد با موسی خطاب

وحی آمد سوی موسی از خدا
تو برای وصل کردن آمدی

تا توانی پا منه اندر فراق

گفت موسی با که هستی ای فلان
این زمین و چرخ از آن آمد پدید

خود مسلمان ناشده کافر شدی
زین همه باشد منزه ذوالمنن

پنبه اندر دهان خود فشار
کفر تو دیبای دین را رنده کرد

آفتابی را چنینها کی سزاست
آتشی آید بسوزد خلق را

حق تعالی زین چنین خدمت غنیست
چارق آن پوشد که آن محتاج پاست

والد و مولود را او خالق ست
وز پشیمانی تو جانم سوختی

سرنهاد اندر بیابان و برفت
بندهٔ ما را چرا کردی عتاب

بندهٔ ما را ز ما کردی جدا
یا برای فصل کردن آمدی

ابغض الاشیاء عندی الطلاق

هر کسے را سیرتے بنہادہ ام
ہر یکی را اصطلاحی دادہ ام

ہندیان را اصطلاحِ ہند مدح
سندیان را اصطلاحِ سند مدح

در حقِ او مدح و در حقِ تو ذم
در حقِ او شہد و در حقِ تو سم

ما برای از پاک و ناپاکی ہمہ
وز گران جانی و چالاکی ہمہ

مار و با نرا ننگریم و قال را
مار و ان را بنگریم و حال را

ناظرِ قلبم اگر خاشع بود
گر چہ گفتِ لفظِ ناخاضع بود

چند ازین الفاظ و اضمار و مجاز
سوز خواہم سوز با آن سوز ساز

موسیا آدابِ دانان دیگرند
سوختہ جان و روانان دیگرند

گر خطا گوید ورا خاطے مگو
گر بود پر خون شہید او را مشو

خون شہیدان را ز آب اولیتر ست
این خطا از صد ثواب اولیتر ست

گر زبانت کج بود معنیت راست
آن کجی لفظ مقبولِ خدا ست

تو ز سرمستان قلاوزی مجو
جامہ چاکان را چہ فرمائی رفو

چونکہ موسی این عتاب از حق شنید
در بیابان از پیِ چوپان دوید

بر نشانِ پای آن سرگشتہ رام
گرد از رہ بیابان برفشاند

عاقبت دریافت اورا او بدید
گفت مژدہ دہ کہ دستوری رسید

ہیچ آدابی و ترتیبے مجوی
ہر چہ میخواہد دلِ تنگت بگوی

کفر تو دین ست و دینت نورِ جان
ایمنی وز تو جہانی در امان

ہر یکی را اصطلاحی دادہ ام
سندیان را اصطلاحِ سند مدح

در حقِ او شہد و در حقِ تو سم
وز گران جانی و چالاکی ہمہ

مار و ان را بنگریم و حال را
گر چہ گفتِ لفظِ ناخاضع بود

سوز خواہم سوز با آن سوز ساز
سوختہ جان و روانان دیگرند

گر بود پر خون شہید او را مشو
این خطا از صد ثواب اولیتر ست

آن کجی لفظ مقبولِ خدا ست
جامہ چاکان را چہ فرمائی رفو

در بیابان از پیِ چوپان دوید
گرد از رہ بیابان برفشاند

گفت مژدہ دہ کہ دستوری رسید
ہر چہ میخواہد دلِ تنگت بگوی

ایمنی وز تو جہانی در امان

ای معافِ یَفعَلُ اللهُ مایَشا — بی محابا روزبان را برگشا

گفت ای موسی ازان سورقه ام[۵۱] — صد هزاران سال زان بگذشته ام

تا زیانه بر زدی اسپم بگشت — گنبدی کرد و زگردون برگذشت

محرمِ ناسوت ما لاهوت باد — آفرین بر دست و بر بازوت باد

هان و هان گر حمد گوئی ور سپاس — همچو نا فرجام آن چوپان شناس

حمد تو[۵۲] نسبت بدان گر بهر چیست — لیک آن نسبت بحق هم ابتر است

رو دهانِ خویشتن را پاک کن — روحِ خود را چابک و چالاک کن

باب هفتاد و ششم در روح

بحثِ جان اندر مقامِ دیگر است — بادهٔ جان را قوامِ دیگر است

بحثِ عقلی گر دُر و مرجان بود — آن دگر باشد که بحثِ جان بود

بحثِ عقل و حس[۵۳] از ان دان یا سبب — بحثِ جانی یا عجب یا بوالعجب

آبِ صافی در گلی پنهان شده — جانِ صافی بسته ابدان شده

چون بحق بیدار نبود جانِ ما — هست بیداری چو در بندانِ ما

جان[۵۴] همه روز از لگد کوبِ خیال — در زیان و سود از خوفِ زوال

نی صفائی ماندش نی لطف و فر — نی بسوی آسمان راهِ سفر

روح میبردت سوی چرخِ برین — سوی آب و گل شدی در اسفلین

خویشتن را مسخ کردی زین شغول — زان وجودی کو بدان رشکِ عقول

[۵۱] قوله گفت ای موسی ازان سورقه ام یعنی چوپان گفت که ای موسی از تنبیه نوران حالات و کیفیت گرد و اشتر باجلال ازل شنیده و چون بکار تو عالمست از اقوال خلق شرمنده ست آفرین بر تو کز امور ما لست را

[۵۲] قوله حمد تو نسبت بدان گر بهر چیست یعنی حمد تو بخدا بر اعتبار الفاظ که بدو میدهی نسبتی ندارد زیرا که او منزه است از صفات حادثه و الفاظ محدثه

[۵۳] قوله بحث عقل و حس یعنی عقل از اثر نمیتواند منتقل شود بمؤثر پس از شکوک و شبهات خالی نباشد و جان که کار شناسد بیذوق وجدان ست هم مشاهدهٔ جمال جانان و هم سیر گلستان اطمینان میکند ۱۲

[۵۴] قوله جان همه روز از لگد کوب خیال یعنی جان تا در تن خاکی جا گرفته است شب و روز از خیال سود و زیان و تشویش می باشد و صفائی ذاتی او بکدورت مبدل میگردد ۱۲

جانِ ہمعنی درین رہ بےخلاف — ہست ہمچون تیغِ چوبین در غلاف
تا غلاف اندر بود بی قیمت است — چون برون شد سوختن را آلت است
اسپِ ہمت سوی آخور تاختی — آدمِ مسجود را نشناختی
آخر آدم زادۂ ای ناخلف — چند پنداری تو پستی را شرف
صورتِ رفعت بود افلاک را — معنیِ رفعت روانِ پاک را
صورتِ رفعت برایِ جسمہاست — جسمہا را پیشِ معنی اسمہاست
روح ہمچون صالح و تن ناقہ است — روح اندر وصل و تن در فاقہ است
روحِ صالح قابلِ آفات نیست — زخم بر ناقہ بود بر ذات نیست
ناقۂ جسم ولی را بندہ باش — تا شوی با روحِ صالح خواجہ تاش
عیسیِ روحِ تو با تو حاضرست — نصرت از وے خواہ کو خوش ناصرست
لیک پیکارِ تنِ پر استخوان — بر دلِ عیسیٰ منہ تو ہر زمان
روح خود را متصل کن ای فلان — زود بار اوراحِ قدسِ سالکان
روحِ محجوب از لقایش در عذاب — روحِ واصل در بقا پاک از حجاب
آینہ آہن برایِ نقشہاست — آینہ سیمایِ جانِ سنگین بہاست
آینہ جان نیست الا روی یار — روی آن یاری کہ باشد زان دیار
جانِ اول مظہرِ درگاہ شد — جانِ جانِ خود مظہرِ اللہ شد
روحہایی کز قفسہا رستہ اند — انبیا و مہبرِ شایستہ اند

صالح علیہ السلام را فرمود رسانید ۱۲
نوا نشنید و ایذایی کہ میدانید
بر ناقہ رسانیدند ۱۲

۵۳ قولہ لیک پیکار تن الخ
الزام نفس بروح نباید گذاشت
زیرا کہ روح را با نفس برابر
موافقتی نباشد ۱۲

۵۴ قولہ آینہ سیمایِ جان الخ
آینۂ جان بسیار بیش قیمت
ست کہ در وجہ جمال صورت
الٰہی مشاہدہ میکردد ۱۲

۵۵ قولہ آینہ جان نیست الخ
آینۂ جان صورت روی یار
نیست و مراد از یار یار
کامل باشد ۱۲

۵۶ روحہایی کز قفسہا الخ
روحہای کاملین
آن ارواح پاک کہ از لطافت نفس
و شہوات نفسانی پاک و صاف
و ذات انبیا علیہم السلام و اولیا
را دریافتہ اند ۱۲

۵۱ قولہ صورت الخ
افتد نیز در نظام
۵۲ قولہ صالح الخ
را فتی نیست
جثۂ جسم مانند
ام درع را نتوانی
ست و ام را پیش
کہ جنتی نباشد ۱۲
صالح علیہ السلام
نوا نشنید و ایذایی
بر ناقہ رسانیدند ۱۲
۵۳ قولہ لیک پیکار الخ
الزام نفس بروح
موافقتی نباشد ۱۲
۵۴ قولہ آینہ سیمایِ الخ
آینۂ جان بسیار
ست کہ در وجہ جمال
آلہی مشاہدہ میکردد ۱۲
۵۵ قولہ آینہ جان الخ
آینۂ جان
نیست و مراد از یار
کامل باشد ۱۲
۵۶ روحہایی کز الخ
روحہای کاملین
آن ارواح پاک
و ذات انبیا علیہم السلام
را دریافتہ اند ۱۲

مرغ کو اندر قفس زندانیست — ور بجوید رستن از نادانیست
مرغ را اندر قفس زان سبزه زار — نی خورش ماند درست و نی صبر و قرار
سر ز هر سوراخ بیرون میکند — تا بود کین بند از پا برکند
چون دل و جانش چنین بیرون بود — آن قفس را در کشائی چون بود
هبطوا افگند جان را در بدن — تا بگل پنهان کند دُرِّ عدن
ای که جان را بهر تن میسوختی — سوختی جان را و تن را فروختی
ای دریغا ای دریغا ای دریغ — کان چنان ماهی نهان شد زیر میغ
هر گیارا کش بود میل علا — بر مزید ست و حیات و در نما
چونکه گردانید سر سوی زمین — در کمی و خشکی و نقص و عنین
میل روحت چون سوی بالا بود — در تزاید مر جعت آنجا بود
ورنگون سازی سرت سوی زمین — آفلی حق لا احب الافلین
فی السما رزقکم شنیده — اندرین پستی چه بر چیده
هر چه در پستیست آمد از علا — چشم را سوی بلندی نه هلا
هر ندائی که ترا بالا کشید — آن ندا مید ان که از بالا رسید
تو بتن حیوان بجانی از ملک — تا روی هم بر زمین هم بر فلک
گر نرفتی تو بجان بر آسمان — کمتر از حیوان شدی این را بخوان
جبرئیلی را بر استین بسته — پر و بالش را بصد جا خسته

ای خواجه تو مغز را رها کرده ای پوست — از بهر خدا بکوش تا مغز شوی
مغز آن باشد که او بماند در راه — پوست آن باشد که او شود با کاه

پیش او گوسالہ بریان آوری
گہ کشی اورا بکہدان آوری

کہ بخور اینست مارا لوت لوت
نیست اورا جز لقاء اللہ قوت

قدر جان را آن ندانی ای فلان
کہ بداد بت حق بہ بخشش ہا ایگان

زیر و بالا پیش و پس وصف تن ست
بی جہتہا ذات جانِ روشنست

گر تو خود را پیش و پس داری گمان
بستہ حسی و محرومی ز جان

قبلۂ جان را چو پنہان کردہ اند
ہر کسی رو جانبی آوردہ اند

خود غریبی در جہان چون شمس نیست
شمسِ جان باقیست کورا امس نیست

شمس تبریزی درون و خارج اگرچہ ہست فرد
می توان ہم مثلِ او تصویر کرد

شمس جان کو خارج آمد از اثیر
نبود ش در ذہن و در خارج نظیر

احسن التقویم در والتین بخوان
کہ گرامی گوہرستای دوست جان

این گہر از ہر دو عالم برترست
ہین بجز زین طفلِ جاہل کو خرست

پیش خر خرمہرہ و گوہر یکی ست
آن پشیکا ورا دُر و دریا یکی ست

احسن التقویم از عرش او فزون
احسن التقویم از فکرت برون

جسم را نبود بجز جان بہرہ
جسم پیشِ بحرِ جان چون قطرہ

حد جسمت یک دو گز خود بیش نیست
جانِ تو تا آسمان جولان کنیست

تا ببغداد و سمرقندای ہمام
روح را اندر تصرف نیم گام

دو درم سنگست پیہ چشمِ تان
نورِ روشش تا عنانِ آسمان

ف ۵۱ فرد پیش از پیدا شدن آدم علیہ السلام
ف ۵۲ فرد شمس در ظاہر بصفات چیزہا ماند
ف ۵۳ قولہ احسن التقویم یعنی
ف ۵۴ قولہ در دو درم سنگ یعنی

جان زریش وسبلت تن عاریست — لیک تن بیجان بود مردار نیست

موسیِ جان سینه را سینا کند — طوطیان کور را بینا کند

خسرو شیرین جان نوبت زدست — لاجرم در شهر قند ارزان شدست

یوسفان[۵۱] غیب لشکر می کشند — تنگهای قند و مصری میرسند

اشتران مصر را روسوی ما — بشنوید ای طوطیان بانگ درا

شهر ما فردا پر از شکر شود — شکر از نیستان ترش تر شود

در شکر غلطید ای حلوائیان — همچو طوطی کوریِ صفرائیان

میکشد حق راستان را راست کشد — قسم باطل باطلان را می کشد

معده حلوائی بود حلوا کشد — معده صفرائی بود سرکا کشد

هیچ مگذار از تپ صفرا اثر[۵۲] — تا بیابی از دهان طعم شکر

نیشکر کو بید کار اینست و بس — جان برافشانید یار اینست و بس

یک ترش[۵۳] در شهر ما اکنون نماند — چونکه شیرین خسروان را برنشاند

نقل بر نقلست و می بر می هلا — بر مناره رو بزن بانگ صلا

سرکه نه ساله شیرین می شود — سنگ مرمر لعل و زرّین می شود

آفتاب اندر فلک دستک زنان — ذرّه ها چون عاشقان بازی کنان

چشمها مخمور شد از سبزه زار — گل شکوفه می کند بر شاخسار

چشم دولت سحر مطلق می کند — روح شد منصور انا الحق می کند

---

۵۱ قوله یوسفان غیب الخ
غرض ازین بیان آنست که
سر جان از غایت لطافت منزه
است از دریافت حواس ظاهری
و آن مانند سر یار از نظرها
پوشیده و مستور است و نعمت
آخروی بمعارف عقلی بحاصل
میشود و برای این مطلب
بمثل محسوس تمثیل فرموده
و در پیرایه الطافت سر مزبور
طبع باشد فرسوده در سر
بهشت یعنی رخصت طبیعت
بر طبع می باشد و از بیخانست
سر حضرت صلی الله علیه وسلم

۲۱۳ و نمود و اند الومن حلو و کنت الطاهر ۱۲

۵۲ قوله هیچ مگذار ظاهر
کبرائی اهل صفرا شیرینی حزر
میکنند لهذا میفرمایند که صفرا
را زائل کن تا قابل خوردن
شیرینی باشی و مراد از مضر
همان خواهش نفسانی باشد
و بس ۱۲

۵۳ قوله یک ترش الخ
اشعار بیان لذت یاد حق و از
فیضان مبدء فیاض بکمال فصاحت
و بلاغت میفرمایند ۱۲

روح بازست وطبایع زاغها
دار دا ز زاغان وچغدان داغها

او بماند درمیان شان زار زار
همچو بوبکری میان سبزوار

میلِ تن در سبزه وآبِ روان
زان بود که اصلِ او آمد ازان

میلِ جان اندر حیات و دیدنست
زانکه اندر لامکان اصلِ لیست

میلِ جان در حکمتست و در علوم
میلِ تن در باغ و راغست و کروم

میلِ تن در کسب اسباب و علف
زین محبت را یحبّون را بدان

چونکه هر جزوی بجویدار تفاق
چون بود جانِ غریب اندر فراق

گویدای اجزای پستی فرشیم
غربتِ من سخت تر من عرشیم

جهد کن تا جان مخلّد گردد ست
تا بروز مرگ برگی باشدت

باب هفتاد و هفتم در موتِ فجار

مرگِ هر یک ای پسر همرنگِ اوست
پیشِ دشمن دشمن و بر دوست دوست

ای که می ترسی ز مرگ اندر فرار
آن ز خود ترسانی ای جان هوشدار

خلق در بازار یکسان میروند
آن یکی در ذوق و دیگر در گزند

همچنین در مرگ یکسان میرویم
نیم در خسران و نیمی خرّدیم

عاقبت آید صباحی خشم دار
چند باشد مهلت آخر شرم دار

عذر خود از شه بخواه ای پرحسد
پیش ازان که بر تو آن روزی رسد

هین بده ای زاغ این جان باز باش — پیشِ تبدیلِ خدا جانباز باش
کشتن و مردن که بر نفس و تن ست — چون انار و سیب را شکستنست
آنچه شیرینست او شد نار و انگ — وانکه بوسیدست نبود غیرِ بانگ
آنچه با معنیست خود پیدا شود — آنچه بوسیدست او رسوا شود
گوید اندر نزع از جان آه مرگ — این زمان کردت ز خود آگاه مرگ
در دقائق خویش را دریاختی — رمزِ مردن این زمان دریافتی
پس عزا بر خود کنید ای خفتگان — زانکه بد مرگیست این خوابِ گران
دردها از مرگ می آید رسول — از رسولش رو مگردان ای فضول
مرگ کین جمله ازو در وحشتند — می کنند این قوم بر وی ریشخند

باب هفتاد و هشتم در موتِ ابرار و احرار

از برون آوازِ شان آید زوین — که رهِ رستن ترا اینست این
ما بدین رستیم زین تنگین قفس — جز که این ره نیست چاره زین نفس
ظاهرش مرگ و بباطن زندگی — ظاهرش ابتر نهان پایندگی
تلخ نبود پیشِ ایشان مرگِ تن — چون روند از چاه و زندان در چمن
تلخ کی باشد کسی را کش برند — از میانِ زهرماران سوی قند
روحِ سلطانی ز زندانی بجست — جامه چه دریم و چه خائیم دست
رفت آن طاؤسِ عرشی سوی عرش — چون رسید از ها تفانش بوی عرش

چونکه ایشان خسرو دین بوده اند
وقت شادی شد چو بشکستند بند

سوی شا دروان دولت تاختند
کنده وز نجیر را انداختند

جان مجرد گشته از غوغای تن
می پرد با پر دل بی پای تن

جسم ظاهر عاقبت خود در فتنیست
تا ابد معنی نخواهد شادزیست

آن عتاب ار رفت هم بر پوست رفت
دوست بی آزار سوی دوست رفت

بط راز اشکستن کشتی چه غم
کشتیش بر آب بس باشد قدم

مرگ بی مرگی بود ما را حلال
برگ بی برگی بود ما را نوال

ما بها و خون بها را یافتیم
جانب جان باختن بشتافتیم

ما بمردیم و بکلی کاستیم
بانگ حق آمد همه برخاستیم

بانگ حق اندر حجاب و بی حجیب
آن دهد که داد مریم را ز جیب

ای فناتان نیست کرده زیر پوست
باز گردید از عدم زاواز دوست

انبیا را تنگ آمد این جهان
چون شهان رفتند اندر لامکان

آن توئی که بی بدن داری بدن
پس مترس از جسم جان بیرون شدن

گر نخواهد بی بدن جان تو زیست
فی السما رزقکم روزی کیست

گر نخواهد زیست جان بی این بدن
پس فلک ایوان که خواهد شدن

ور نه کردی زندگانی منیر
یک دو دم ماندست مردانه بمیر

بهر روز مرگ این دم مرده باش
تا شوی با عشق سرمد خواجه تاش

خلق گوید مُرد آن مسکین فلان
تو بگوئی زنده ام ای غافلان

گر تنِ من هیچ تنها خفته است
هشت جنت در دلم بشگفته است

جان چو خفته در گل و نسرین بود
چه غم ست ار تن دران سرگین بود

وز رحم زادن جنین را رفتنست
در جهان او راز نو بشگفتنست

چون مرا سوی اجل عشق و هواست
نهی لا تُلقُوا بِاَیدیکُم مراست

زانکه نهی از دانهٔ شیرین بود
تلخ را خود نهی حاجت کی شود

دانهٔ مردن مرا شیرین شدست
بل هُم اَحیاءٌ پیِ من آمدست

دانهٔ کش تلخ باشد مغز و پوست
تلخی و مکروهیش خود نهیِ اوست

مرگ شیرین گشت و نقلی زین سرا
چون قفص هشتن پریدن مرغ را

چون تمنّوا الموت گفتای صادقین
صادقم جان را برافشانم برین

چون نَفَختُ بودم از لطفِ خدا
نفخ حق باشم زنایِ تن جدا

صورتِ تن گر بمیرد من کیم
نفس کم ناید که چون من باقیم

حملهٔ دیگر بمیرم از بشر
تا برارم از ملائک پا و سر

بار دیگر از ملک قربان شوم
آنچه اندر وهم ناید آن شوم

خنجر و شمشیر شد ریحانِ من
مرگِ من شد بزمِ نرگسدانِ من

در هوایِ عشقِ حق رقصان شوید
همچو قرصِ بدر بی نقصان شوید

جانهایِ بسته اندر آب و گل
چون رهند از آب و گلها شاد دل

جمله ۱۲ نفس کز بهر من باقیست + نفس کز بهر تن گوید منم

---

۵۱ دادن مرا لازم آمد ۱۲

۵۲ قوله چون نفختُ چون بفرمود این کریمه ایزد برحق از روح در من دمیده است پس مناسبست که تن را اگذارد بشه بازاین جزو را بکل ارسانم ۱۲

۵۳ قوله جمله دیگر یعنی اینجا جائز نیست بشریت را پاره کم تا بدرد ملائکه بریم و آن رتبه مرا حاصل شود که دوم دلگمان کسی نپنداید ۱۲

۵۴ قوله در هوای عشق حق رقصان شوید خاصان صادق در عشق معشوق

۵۵ قوله جانها ۱۲

چشم شان در رقص و جانها خود مپرس
وانکه گردد جان از آنها خود مپرس

عمر و مرگ این هر دو باحق خوش بود
بی خدا آب حیات آتش شود

هر که دید او نباشد دفع مرگ
دوست نبود که نه میوشش نه برگ

کار آن کار ست ای مشتاق مست
کاندران کاری رسد مرگت خوشست

شد نشان صدق ایمان ای جوان
آنکه آمد خوش ترا مرگ اندران

گر نشد ایمان تو ای جان چنین
نیست کامل رو بجو اکمال دین

شد هوای مرگ طوف صادقان
که جهودان را بدین دم امتحان

در نبی فرمود کای قوم یهود
صادقان را مرگ باشد گنج و سود

همچنان که آرزوی سود هست
آرزوی مرگ دون زان به ست

یک جهودی اینقدر زهره نداشت
چون محمد این علم را بر فراشت

مرگ پیش از مرگ اینست ای فتا
اینچنین فرمود ما را مصطفی

گفت موتوا قبل موتکم من قبل ان
یا تی الموت تموتوا یا تفتن

رو بگورستان دمی خامش نشین
آن خموشان سخنگو را ببین

لیک اگر یک رنگ بینی خاکشان
نیست یکسان حالت چالاکشان

هیچ مرده نیست پر حسرت ز مرگ
حسرتش آنست کش کم داد برگ

ور نه از چاهی بصحرا او فتاد
در میان دولت و عیش و گشاد

مقعد صدق و جلیس حق شده
رسته زین آب و گل و آتشکده

از برای مصدوقان بمرگ + بگذرانید این تمنا بر زبان

راست گفتست آن سپهدار بشر
که هر آن کو کرد از دنیا گذر

نیستش درد و دریغ و غبن موت
بلکه هستش صد دریغ از بهر فوت

که چرا قبله نکردم مرگ را
مخزن هر دولت و هر برگ را

قبله کردم من همه عمر از حول
آن خیالاتی که گم شد در اجل

حسرت آن مردگان از مرگ نیست
زانست کز این نقش پا گردیم نیست

مانند دیدیم آنکه آن نقش ست و بس
لیکه او بر هر یکی دارد شرف

آن یکی میگفت خوش بودی جهان
گر نبودی پای مرگ اندر میان

آن دگر گفتا نبودی مرگ هیچ
می نیرزیدی جهان هیچ هیچ

عمرها بر طبل عشقت ای صنم
اِنّ فی موتی حیاتی میزنم

کار من سربازی و نیچو یشیست
کار شاهنشاه من بخشیست

گر ببرد او بقهر خود سرم
شاه بخشد شصت جان دیگرم

فخر آن سر که کف شاهش برد
ننگ آن سر کو بغیری بنگرد

غیر شه را بهر آن لاکرده ام
کز لبوی شه تو لا کرده ام

من نیم سگ شیر حقم حق پرست
شیر حق آنست کز صورت برست

شیر دنیا خواهد آبادی و برگ
شیر مولی جوید آزادی و مرگ

سیف و خنجر چون گل و ریحان او
نرگس و نسرین عدو و جان او

دائما از شوق یارب گوی باد
پیش چوگان محبت گوی باد

حکایت در بیانِ توبهٔ نصوح چنانکه شیراز پستان بیرون آید و باز
به پستان نرود و آنکه توبه نصوح کرده باشد هرگز از ان گناه
یاد نه کند بطریق رغبت بلکه هر دم نفرتش افزون شود و آن نفرت
دلیلِ آن باشد که آن تائب لذتِ قبول یافته است ازان
شهوتِ اول بی لذت شده این لذت بجای آن نشست
چنانکه ؎ نبرد عشق را جز عشق دیگر ❊ چرا یاری نگیری زو
بحوتر ❊ آنکه دلش باز بآن گناه رغبت میشود علامتِ آنست
که لذتِ قبول نیافته است و لذتِ قبول گناه نه نشسته است
و نیره للیسری نشده است و نیسره للعسری بروی باقیست
و یافته شود و الحر یکفیه الاشارة۔

بود مردی پیش ازین نامش نصوح	بدزدِ لاکی زنان او را فتوح
بود روی او چو رخسارِ زنان	مردیِ خود را همین کرد او نهان
او بحجامِ زنان دلاک بود	در دغا و حیله بس چالاک بود
سالها میکرد دلاکی و کس	بو نبرد از حالتِ آن بُلهوس
زانکه آواز و رخش زن وار بود	لیکِ شهوت کامل و بیدار بود

کان دعای شیخ نه چون هر دعاست | فانیست و گفتِ او گفتِ خداست
چون خدا از خود سوال و گد کند | پس دعای خویش را چون رد کند
یک سبب انگیخت صنعِ ذوالجلال | کز رهانیدش ز نفرین و وبال
اندران حمام پری کرد و طشت | گوهری از دختر شه یاوه گشت
گوهری از حلقه‌های گوشِ او | یاوه گشت و هر زنی در جستجو
پس درِ حمام را بستند سخت | تا بجویند اول اندر پیچ رخت
رختها جستند چون پیدا نشد | وز دو گوهر نیز هم رسوا نشد
پس بسجد جستن گرفتند از گزاف | در دهان و گوش و اندر هر شگاف
در شگافِ تحت و فوق و در طرف | جستجو کردند دور از هر طرف
بانگ آمد که همه عریان شوید | هر که هستید از عجوز و از نوید
یک بیک را حاجبه جستن گرفت | تا پدید آمد گهر در نه شگفت
آن نصوح از ترس شد در خلوتی | روی زرد و لب کبود از خشیتی
پیشِ چشمِ خویشِ او میدید مرگ | سخت میلرزید او مانند برگ
گفت یارب بارها برگشته ام | توبها و عهدها بشکسته ام
کرده ام آنها که از من می سزید | تا چنین سیلِ سیاهی در رسید

من اگر این بار تضرع کنم
پس دگر کی شنود دعا و سخن
این همین زاید و صد قطره دگر
که در افتد دم بگلا و دعوان
تا نبیند دم صبح او فنی چنین
نوبها میکرد او بر جانِ خویش
روسیه تر از سیاهی دیده پیش
ای صفا و ای ضیا چندان بگفت
کان در و دیوار با او گشت جفت

جمله زاستیم پیش آی نصوح
گشت بیهوش آنزمان پرّید روح

همچو دیوار شکسته در فتاد
هوش و عقلش رفت آنساعت نیافتاد

چونکه هوشش رفت از تن آنزمان
سرّ او با حق بپیوست از نهان

چون تهی گشت و وجود او نماند
باز جانش را خدا در پیش خواند

چون شکست آن کشتی او بی مراد
در کنار رحمت دریا فتاد

جان بحق پیوست چون بیهوش شد
موج رحمت آنزمان در جوش شد

چونکه جانش وارهید از تنگ تن
رفت شادان پیش اصل خویشتن

جان چو بازو تن مرا و را کنده
پای بسته پر شکسته بنده

چونکه هوشش رفت و پایش برکشاد
می پرید آن باز سوی کیقباد

چونکه دریاهای رحمت جوش کرد
سنگها هم آب حیوان نوش کرد

ذرّهٔ لاغر شگرف و زفت شد
فرش خاکی اطلس و زربفت شد

مردهٔ صد ساله بیرون شد ز گور
دیو ملعون شد بخوبی رشک حور

این همه روی زمین سرسبز شد
چوب خشک اشگوفه کرد و نغز شد

گرگ با بره حریفی می شده
نا امید آن خوشدل و خوش پی شده

بانگ آمد ناگهان که رفت بیم
شد پدید آن گم شده دُرّ یتیم

آنچه گفتیدم ز بد از صد یکیست | بر من این کشفست اگر کس را شکیست
کس چه میداند ز من جز اندکے | وز هزاران جمله بد فعلی یکے
من همی آن دانم و ستّارِ من | جرمها و زشتیِ کردارِ من
اول ابلیسی مرا استاد بود | بعد از ان ابلیس پیشم باد بود
حق بدید آن بسله و نادیده کرد | تا نگردم در فضیحت روئے زرد
باز رحمت پوستین دوزیم کرد | توبهٔ شیرین چو جان روزیم کرد
هر چه کردم جمله ناکرده گرفت | طاعتِ ناکرده آورده گرفت
همچو سروِ سوسنم آزاد کرد | همچو بخت و دولتم دلشاد کرد
نامِ من در نامهٔ پاکان نوشت | دوزخی بودم بخشیدم بهشت
عفو کردم جملگی جرم و گناه | شد سفید آن نامه و روئ سیاه
آه کردم چون رسن شد آهِ من | گشت آویزان رسن در چاهِ من
آن رسن بگرفتم و بیرون شدم | شاد و زفت و فربه و گلگون شدم
در بنِ چاهی همیبودم اسیر | روز و شب اندر فغان و در نفیر
از هوس در تنگنا بودم ز بون | بر همه عالم منم گنجم کنون
آفرینها بر تو باد ای خدا | ناگهان کردی مرا از غم جدا

بعد از ان محنت که بارد دگر

قصیدہ در منقبت پیران پیر دستگیر روشن ضمیر محبوب سبحانی
قطب ربانی غوث اعظم حضرت سیدنا ابو محمد شیخ عبد القادر جیلانی
الحسنی الحسینی قدس سرہ العزیز مصنفہ جناب مولوی صوفی
ولایت حسین صاحب قادری چشتی صابری امروہوی دامت فیوضہم

مہ تابانِ وحدت آفتابِ سبحِ عرفانی
جنابِ قطبِ ربانی محی الدین جیلانی

علی کے لاڈلے اور شبر و شبیر کے جانی
رسول اللہ کے آرام جان محبوب سبحانی

مریدی لاتخف سی کہلگیا یہ راز پنہانی
غلامِ غوث اعظم کو نہین کچھ خوف شیطانی

خدا نے دی تھی شہ کو وعظ مین تاثیر روحانی
جو سنگین دل بھی سنتے تھے تو دل ہو جاتے تھے پانی

شرف ہر خاندان پر قادری مشرب کا روشن ہے
ستارونمین منور جس طرح ہو مہر نورانی

تمہاری سلسلہ مین جو کوئی داخل ہوا شاہا
اوسی حاصل ہوا فضلِ خدا سے قربِ ربانی

کیا جسپر سلوک اوسکو بقا کا مرتبہ بخشا
پڑی جس پر نگاہِ جذب اوسکو کر دیا فانی

کیا دامانِ امیدِ گدا کو پر گہر دم مین
ترا دستِ عطا ہی یا ہی شاہا ابرِ نیسانی

۷۸۶

الا ان اولیاء اللہ لا خوف علیہم ولا ہم یحزنون

الحمد للہ والمنہ

مثنوی حضرت خواجہ باقی باللہ

مع

تذکرہ حالات حضرت مصنف رحمۃ اللہ

مولفہ

جامع علوم معقول و منقول حاوی فروع و اصول ماہر علوم عرفان و واقف اسرار سبحان

جناب مولانا مولوی احمد حسین خان صاحب

قادری نقشبندی امروہوی

سنہ ۱۳۲۸ھ



بعد حمد خدائے دوجہان ونعت رسول فخر عالم وعالمیان فقیر بیچیدان احمد حسین خان قادری نقشبندی مجددی مظہری نعیم اللہی حکیم بادشاہی امروہوی غفر اللہ ذنوبہ وستر عیوبہ بخدمت ناظرین باتمکین مثنوی شریف ہذا عرض پرداز ہے کہ اس کتاب نایاب سلک جواہر بے بہا ونظم دُرِ غرا کے مصنف قدس سرہ العزیز کا نام نامی اور اسم گرامی مشہور وآشکار کالشمس فی نصف النہار ہے آپ کے صحیح اور مختصر حالات کا تذکرہ عام فہم اردو زبان مین قلمبند کرکے ہدیۂ شایقین کیا جاتا ہے تاکہ مثنوی شریف کے ساتھ ساتھ اُس کے مطالعہ سے بھی ارباب صدق ویقین بہرہ اندوز ہون اور فیضان حاصل کرین وَاللّٰہُ وَلِیُّ التَّوْفِیْقِ وَھُوَ خَیْرُ رَفِیْقٍ ۵

یہ مثنوی مصنفۂ آفتاب چرخ ہدایت وایمان شمع بزم ولایت وعرفان دستگیر بیکسان فریادرس حاجتمندان۔ ماحی بدع وطغیان سرحلقۂ عرفای زمان۔ پیشوائے کاملین وکملان غوث وقت وقطب دوران چراغ خانۂ خواجگان نقشبندان۔ واقف اسرار اللہ حضرت خواجہ سید رضی الدین محمد المعروف بہ خواجہ باقی باللہ حاجت روائے خلق اللہ

ابن قاضی عبد السلام کابلی قدس سرہٗ العزیز آپکا مولدِ شریف خاص شہر کابل اور سنہ ولادت باسعادت نوسو اکہتر ہجری ہے۔

یون تو زمانۂ طفولیت ہی سے آپ کی جبین صلاحیت آگین سے آثار بزرگی اور تقدس نمایان اور انوارِ ولایت و معرفت تابان۔ اور طبیعت نیک طویت تفرید و تجرید پسند اور چہرۂ اقدس سے کمالات فقر درخشان تھے اور کم سنی ہی سے آپ کتب درسیہ علوم عربیہ کی تحصیل علامۂ وقت حضرت **مولنا محمد صادق** حلوائی کی خدمت مین کر رہے تھے ہنوز فارغ التحصیل نہ ہونے پائے تھے کہ جذبۂ عشقِ الٰہی اور ولولۂ جوش و خروش نامتناہی جو فطرۃً آپ کے خمیر مین داخل اور پہلے ہی سے قدرۃً آپکو حاصل تھا موج زن اور شعلہ افگن ہوگیا۔

آپ تعلیم علوم ظاہری سے برخاستہ خاطر ہوکر فقرائے کاملین مجاذیب و سالکین کے تلاش مین مختلف امصار و دیار مین تشریف لے گئے اور اون کی جستجو مین شہر بشہر صحرا بصحرا پھرتے پھرتے شہر **ماوراالنھر** مین پہونچے جو اوس زمانہ مین مادای علمار و فضلا اور مرجع فقرا و اولیا تھا۔ مشائخ وقت کی خدمات مین ملاقی اور اونسے جویائے نشانِ دُرِ مقصود و گوہر مطلوب ہوے۔ بعض بزرگون کے معتقد ہوکر اونکی خدمت مین بیعت حاصل کرنے کے ارادہ سے استخارہ بھی لیا۔ حضرت **خواجہ محمد پارسا** رحمۃ اللہ علیہ کی روح پرفتوح سے یہ ارشاد ہوا کہ تعلیم سلوک بعد کر و اول اخلاق کی اصلاح لازم ہے۔ آپ نے حسبہٗ بعد تکمیلِ تہذیبِ اخلاق پہلے حضرت **خواجہ عبید خلیفۂ مولنا لطف اللہ** خلیفہ **مولنا خواجگی دہیدی** قدس اسرارہم کی خدمت فیضدرجت مین بیعت توبہ و انابت حاصل فرمائی۔ بعدہ حضرت **افتخار شیخ** سمرقندی خلیفۂ خاندان کبار **خواجہ احمد یسوی** رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت مین۔ پھر اس کے بعد حضرت **خواجہ**

امیر عبد اللہ بلخی رح کی خدمت مین مگرانِ آخرالذکر بزرگ سے مصافحہ کرتے
ہی آپ کو نعمایت غیر مترقبہ حاصل ہوئین اور تا قیامت برکات باقی رہنے کی امید بندھی
اور خطرات اور وساوس سے ایک حد تک نگاہداشت ہوگئی

پھر کچھ عرصہ کے بعد آپ کو عالمِ مثال یعنے خواب مین ذاتِ خاص حضرتِ خواجہ
بزرگ خواجہ بہاء الدین محمد نقشبند رضی اللہ عنہ سے بیعت توبہ نصیب ہوئی
جس سے آپ کو استقامت تامہ اور جمعیت دائمہ حاصل ہوگئی - اور یہ نوبت پہونچی کہ
آپ نے اپنے تمام عزیز و اقارب دوست احباب اور سب مشاغل اور جملہ کار و بار کو
یک لخت چھوڑ چھاڑ کر زاویہ خلوت اور گوشۂ عزلت اختیار کر لیا ہمہ وقت یاد الہی مین
محو اور مستغرق تھے - ایسی آتشِ عشق و محبت مشتعل ہوی اور محبِ حقیقی سے ملنے کی
آرزو اور تمنا دامنگیر ہوی کہ آپ شب و روز بے تاب و بے قرار نالان و گریان رہتے
تھے - آپ کی والدہ ماجدہ اس کیفیت کو بمقتضائے شفقت مادری برداشت نہین
کر سکتی تھین اور بعض اوقات بے اختیار ہو کر بارگاہِ احدیت مین نہایت گریہ و زار
کے ساتھ مناجات کرتی تھین کہ اے پاک پروردگار میرا فرزند تیری طلب اور محبت
مین سرگشتہ اور دنیا سے برگشتہ اور شب و روز تیری یاد سے بیگانہ اور عزیزون سے بیگانہ ہو کر
ذکر مین محو اور مشغول ہے اور تیرے ملنے کی آرزو اور جستجو مین تمام لذائذِ دنیا اوس نے
چھوڑ دین اوس کے مصائب اور تکلیفات کا صدمہ مجھسے برداشت نہین ہو سکتا ہے
اوسکی حالتِ زار پر رحم فرما اور اوس کو اپنے وصل سے بہرہ ور کر - خدا تعالی نے آپکی
یہ دعا قبول فرمائی اور حضرت کو آپکی مرادین کامیاب کر دیا چنانچہ آپ ارشاد فرماتے
ہین کہ مین اپنی والدہ ماجدہ کی دعا کی برکت سے کامیاب ہوا گو مین نے بھی بیتا

اور بے قراری اور حصولِ مدعا کے لئے بے چینی ضرور برداشت کی لیکن میری محنت اور مشقت اور مجاہدہ اور ریاضت کو اولیاءِ متقدمین کی ریاضت سے کچھ بھی نسبت نہین ہے

آپ کی والدہ ماجدہ کی کیفیت یہ تھی کہ آپ خاندان سیادت آل پاک جناب مصطفےٰ صلعم اور اولادِ خاصِ علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ نہایت ہی صالحہ اور عابدہ و زاہدہ اور بڑی ہی صابرہ اور شاکرہ بی بی تھین - باوجودیکہ آپ کی خدمت مین بہت سی خادمہ اور کنیزین موجود تھین لیکن فقرا اور درویشون کے لئے آپ خود روٹی تنور مین لگاتی تھین اور خود بنفسِ نفیس کھانا ترتیب دیکر بھیجتی تھین اور خود سب کے فارغ ہو چکنے کے بعد کچھ بچا کچا کھانا سوکھی سوکھی روٹی پر قناعت کرتین اور شب کو سب کے بعد بوریہ وغیرہ کا فرش کراکے اوس پر سو جاتی تھین - آپ نے حضرۃ ممدوحہ کی جب یہ حالت ملاحظہ فرمائی تو آپکو بلحاظ اُنکے ضعف و ناتوانی کے یہ کیفیت نہایت شاق گزری اور آپ نے دوسرے صاحبون کو اس خدمت کی بجاآوری کے لئے ارشاد فرمادیا -

جب حضرۃ ممدوحہ کو اس کا علم ہوا تو آپ بہت آزردہ ہوئین اور بارگاہ احدیت مین نہایت گریہ وزاری کے ساتھ عرض کیا کہ یارب العلمین مجھسے اس خدمت کی ادائی مین ضرور کچھ قصور یا غلطی سرزد ہوئی ہے کہ مجھسے یہ خدمت علیحدہ کردینے کے لئے تو نے حکم دیدیا ہے - حضرت کو جب اس کا علم ہوا تو آپ نے بعد معذرت پھر اس خدمت کو حضرۃ ممدوحہ کے تفویض فرمادیا -

اِس کے بعد آپ کشمیر تشریف لے گئے وہان حضرت شیخ بابا ولی نقشبندی قدس سرہ العزیز کی خدمت مین حاضر رہکر اونکے فیوضیات سے بہرہ اندوز ہوے اور اونکی برکاتِ توجہ سے آپ پر درِ قبولیت کشادہ ہوا چنانچہ آپ نے ارشاد فرمایا ہے

کہ "جناب ممدوح کے آستانۂ مبارک سے اِس فقیر کو بھی بقدرِ استعداد وظرف نفحات ربانیہ نمود ہوئے"

اِس کے بعد آپ پر عینیتِ معہودہ حضراتِ خواجگان علیہم الرضوان جلوہ گر ہوئی اور اون کے ارواحِ طیبات بشارتِ فیض اشارت دینے اور تلقینات فرمانے لگین اور اُنکی توجہات اور برکات کی امداد سے آپ پر دائرۂ عینیت زیادہ وسیع ہوگیا اور راہِ سلوک اچھی طرح کشادہ اور روشن اور جمعیت مزید حاصل ہوئی۔

بعض بعض بزرگون کی روح پر فتوح سے بطریق اویسیت بھی آپ کو فیضان حاصل ہوا ہے جن کے نامون کی تفصیل آپ نے اپنی مثنوی شریف مین فرمائی ہے۔ حضرت خواجۂ بزرگ **خواجہ بہاؤالدین محمد نقشبند** رح اور حضرت **خواجہ ابو الحسن خرقانی** رح اور حضرت خواجہ **ابو القاسم گرگانی** رح اور حضرت **رسولِ خدا** صلعم۔ روح پر فتوح حضرت **سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم** سے آپ کو بدرجۂ غایت نسبتی خصوصیت حاصل تھی۔ جیساکہ منقول ہے کہ آپ ایک روز نماز پڑھا رہے تھے اور اچھی طرح سے رو بقبلہ تھے پیچھے سے نمازیون نے دیکھا کہ آپ ہمکو بھی اچھی طرح دیکھ رہے ہین جس سے اون کے بدن پر رعشہ پیدا ہوگیا جیون تیون کرکے نماز کو پورا کیا اور نماز کے بعد آپ کی خدمت مین یہ ماجرا عرض کیا تو ارشاد فرمایا کہ اس کو ہرگز ہرگز کسی پر ظاہر نہ کرنا۔ آپ کی یہ کیفیت بالکل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے واقعہ سے مطابق ہے۔

یون تو آپ سے بے شمار خوارقِ عادات اور کرامات ظہور مین آئی ہین جن کا احصا ناممکن ہے۔ مگر مشتے نمونہ از خروارے بعض بعض واقعات کا ذکر کیا جاتا ہے۔

ایک شخص نے ایک باکرہ عورت سے نکاح کیا۔ کئی سال گذر گئے تھے کہ وہ اوس سے

ہم بستر نہ ہوسکا اور ہمہ قسم کے ادویہ و ادعیہ کا استعمال کیا مگر مطلق کوئی اثر نہوا۔ وہ شخص آپ کے اوصاف سُن کر خدمتِ مبارک مین حاضر ہوا۔ اُسوقت آپ گھوڑے پر سوار ہوکر کہین تشریف لے جارہے تھے اُس نے آنکر آپکے گھوڑے کی لگام پکڑلی اور حال بیان کرکے زوال نامرادی کا خواستگار رہوا۔ آپ نے تین دفعہ اُس سے سخت معانقہ کیا اور فرمایا کہ ابھی جاکر ہم بستر ہو۔ چنانچہ اُسی وقت اُس نے اپنے اندر عجیب و غریب قوت پائی اور بسہولت تمام وہ عورت پر قادر ہوا۔

ایک ضعیفہ کا تین چار سالہ لڑکا حصار فیروز آباد کی دیوار سے جس کے نیچے فرش پختہ ہے تقریباً تیس (۳۰) گز اونچائی سے نیچے گر پڑا اور کانون کے سوراخون سے خون جاری ہوکر اُس کا دم ٹوٹ گیا۔ اُسکی ماں گریہ و زاری کرنے لگی اور نہایت بیقرار ہوئی اوس نے بجز آپ کے خدمت مین عرض کرنے کے اور کوئی چارہ نہ دیکھا۔ بالآخر اوس لڑکے کو آپ کے قدمون پر لیجاکر ڈال دیا اور اوس کی زندگی کے لئے التماس کیا۔ آپکی عادت شریف تھی کہ اپنی توجہ و تصرف کو لوگون کے نگاہ سے پوشیدہ رکھتے تھے آپ نے ایک طب کی کتاب طلب کرکے دیکھی اور ارشاد فرمایا کہ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ یہ لڑکا مرنے کا نہین ہے۔ حاضرین کو تعجب ہوا کہ ایسی کونسی کتاب ہے جس سے ایسا معلوم ہوسکے تھوڑی دیر آپ خاموش رہے اُس کے بعد دیکھا گیا لڑکا اصلی حال پر تندرست ہوگیا۔ جب حاضرین کو ثابت ہوا کہ آپ کی کرامت تھی۔

ایک بزرگ خواجہ برہان جو ایک حد تک سلوک طے کئے ہوئے تھے آپ کی خدمت مبارک مین حصول فیضان کے غرض سے حاضر ہوئے تو آپ نے اپنے تصور کے لئے ارشاد فرمایا چونکہ یہ ارشاد ابتدائی تعلیم سے متعلق تھا اور وہ صاحب منتہی تھے اسلئے اونکو

سخت تعجب ہوا اور اونہون نے لوگون سے اِسکا ذکر کیا کہ اگر آپ مراقبہ مقامات عالیہ تعلم فرماتے تو مناسب تھا۔ سب نے کہا کہ آپ کو حضرت کے ارشاد کے تعمیل کرنا چاہیئے اِن خیالات کی ضرورت نہین ہے پس اونھون نے نیک عقیدہ کے ساتھ اِس ارشاد کی تعمیل کی اور تصور بہ درجہ اتم محویت کے ساتھ کیا چندہی روز مین نسبتِ عظیم حاصل ہوگئی اور بڑھاپے مین ایسا جذبہ پیدا ہوا کہ کئی جوان اُنکو نہین سنبھال سکتے تھے۔

ایک سپاھی نے خلاف شیوۂ مروت آپکے بعض ہمسایون پر جور وظلم کیا آپ اُسکی یہ حرکت دیکھکر سخت بے چین ہوگئے اور اُس سپاھی کو نصیحت کی لیکن بوجہ کمال بدبختی کے اُس نے آپکی نصیحت قبول نہ کی مظلوم کے حال پر کمال شفقت ورحم دلی کرنے کے باعث آپ نہایت متغیر الحال ہوگئے اور ظالم سے فرمایا یہ لوگ فقرائے خواجگان بزرگوار کے قرب وجوار مین رہتے ہین جو نہایت غیور ہین۔ خبردار رہنا۔ چنانچہ دو تین روز کے درمیان مین چوری کی تہمت مین گرفتار ہوا۔ اور مارا گیا۔

آپ کی شفقت ورحمدلی کی کیفیت یہ تھی کہ ایک وقت شہر لاہور مین قحط سالی ہوی آپ بھی وہین تشریف رکھتے تھے کئی روز تک آپ نے کھانا نہین کھایا۔ جب آپکے سامنے کھانا لایا جاتا تھا تو فرماتے انصاف سے بعید ہے کہ کوئی بھوکا پیاسا گلی کوچون مین اپنی جان دے۔ اور ہم کھانا کھائین آپ کھانا بھوکون کے لئے بھجوا دیتے اور خود قوتِ روحانی پر جو بمصداق اَنَا عِنْدَ مُنْکَسِرَۃِ قُلُوْبِھِمْ میراثِ اولیا ہے بسر کرتے تھے

بسا اوقات ایسا ہوا ہے کہ آپ سواری پر سوار ہوتے اور کسی غریب مسکین کو پیدل چلتے ہوے دیکھتے آپ سواری سے اتر پڑتے اور سواری پر اوسکو سوار کرتے اور خود پیادہ پا ختم منزل تک جاتے اور سر پر چادر یا رومال ڈال لیتے تاکہ کسی دوست کو

اس پر اطلاع نہ ہو۔

آپ حیوانات پر بھی شفقت فرمایا کرتے تھے ایک روز آپ نماز تہجد کیلئے اوٹھے اور بلّی آپ کی لحاف مین سوگئی آپ صبح تک سردی کی تکلیف برداشت کرتے رہے لیکن بلی کو لحاف سے نہ نکالا۔

ایک روز آپ لاہور کی کسی مسجد مین نماز پڑھنے کے لئے تشریف لے گئے اثنار نماز مین ایک مہیب آواز آپ کے سینہ فیض گنجینہ سے ظاہر ہوی کہ نمازی حیران و ششدر ہو گئے۔ آپ نماز سے فارغ ہوتے ہی مکان کو تشریف لے گئے اور کئی روز تک مکان مین ہی نماز پڑہا کئے ؎ این ندا از غیب بود و ہ بیگمان + گرچہ از حلقوم او گشتہ عیان

باوجود حصول کمالات و مقامات عالیہ آپ مسند ارشاد پر بیٹھنا پسند نہین فرماتے تھے بلکہ اکثر امصار و دیار کشمیر و لاہور بلخ و بخارا ماوراء النہر و بدخشان کا سفر کر کے مشائخ کی خدمتون مین حاضر ہو کر اپنے احوال کی تصحیح فرماتے رہتے تھے۔

ابتدائے زمانہ مین آپ لاہور مین ایک مجذوب درویش کی خدمت مین تشریف لیجایا کرتے تھے مگر وہ اصلا آپ کی طرف توجہ نہ کرتا تھا اگر کبھی آپ اوس کا تعاقب فرماتے تو وہ آپ کو گالیان دیتا تھا پتھر مارتا تھا یا متنفر ہو کر بھاگ جاتا تھا مگر آپ نے استقلال کو ہاتھ سے نہ دیا اور اوس کی خدمت مین برابر حاضر ہوتے رہے اتفاق سے ایک روز اوس کو خیال آگیا آپ کو اپنے قریب بلا کر آپ کے حصول مدعا کے لئے بہت دعا کی اور آپ وہان سے رخصت ہوے۔

پھر آپ **مولنا شیر غالی** رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت مین تشریف لے گئے اون سے ملکر راہی سمرقند ہوے اثنار سفر مین بعض دوستون کے نام آپنے خطوط

لکھے ہین اونکی پیشانی پر یہ شعر تحریر فرمایا ؎ من از محیطِ محبت نشان ہمی دیدم +
کہ استخوانِ عزیزان بہ ساحل افتادست + اس سفر مین آپ نے بعض واقعات مین
حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھا کہ ارشاد فرماتے ہین کہ آپ مولنا
خواجہ امکنگی رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت مین حاضر ہون - اس کے بعد آپ نے حضرت
مولنا ممدوح کو خواب مین دیکھا وہ خود یہ ارشاد فرماتے ہین کہ "اے فرزند ہماری آنکھ تمہارے
راہ پر لگی ہوئی ہے جلد آؤ" اس بشارت سے آپ کو کمال خوشی و خرمی حاصل ہوی
اور اس بیت کو ورد زبان فرمایا ؎ میگذشتم ز عمر آسودہ کہ ناگہ زکمین + عالم آشوب
نگاہے سر راہے بگرفت + مقام در مقام اور منزل بہ منزل آپ سفر کرتے ہوے
آستانہ عالیہ حضرت مولنا خواجہ محمد آدم امکنگی عرف مولنا خواجگی رحمۃ اللہ علیہ
پر پہونچے آپ شہر سمرقند کے ایک معمر اور مستند بزرگ اور سربرآوردہ مشائخ سے تھے آپکو
اپنے والد بزرگوار خواجہ درویش محمد بخاری رحمۃ اللہ علیہ مولف لب لباب مثنوی
معنوی سے خرقہ و خلافت پہونچی تھی اونکو اون کے مامون حضرت خواجہ محمد زاہد
رحمۃ اللہ علیہ سے اونکو زبدۃ الاخیار حضرت خواجہ محمد عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ سے
آپ نے مولنا ممدوح کی دست مبارک پر بیعت کی مولنا آپ کے حال اور مقام
عالی سے مطلع ہوئے اور آپ پر وفورِ عنایات اور توجہات خاص مبذول فرمائین
تین شبانہ روز آپ سے تخلیہ فرمایا اور اسرار خاص سے سرفرازی بخشی اور یہ ارشاد ہوا
کہ آپ کا معاملہ بہ برکت اکابر سلسلہ علیہ انجام کو پہونچ چکا ہے اب آپ ہندوستان
تشریف لیجائے اور خلق اللہ کو فیض پہونچائے کہ آپ سے اس سلسلہ کو بہت فروغ
اور رونق حاصل ہوگی - اور طالبان خدا مستفید ہون گے - ہر چند کہ آپ نے براہ

عجز و انکساری اپنے نقص و قصور کا اعتراف کر کے معافی چاہی اور بہت کچھ معذرت کی لیکن جناب مولانا نے استخارہ لیا اور موافق آیا تو بہت اصرار فرمایا اور آپ کو خلافت تامہ عنایت فرما کر دہلی کی طرف رخصت کیا آپ ہی جناب مولٰنا کے خلیفۂ اکبر مشہور ہوئے۔

بہ تعمیل ارشاد فیض بنیاد جب آپ راہی شہر دہلی ہوئے تو یہ شعر ورد زبان تھا ؎

شکر شکن شوند ہمہ طوطیانِ ہند + زین قند پارسی کہ بہ بنگالہ میرود + آپ کے رخصت ہو چکنے کے بعد جناب مولٰنا کے قدیم دوستون کو آپ کے اس قدر جلد خلیفہ ہو کر رخصت ہو جانے پر بہت رشک آیا اور غیرت آئی اور جناب ممدوح کی خدمت مین یہ معاملہ پیش ہوا تو ارشاد ہوا کہ آپ صاحبون کو امر واقعی کی کچھ خبر نہین ہے درحقیقت اس نوجوان کا معاملہ تربیت درجۂ کمال کو پہونچا کر ہمارے پاس بھیجا گیا تھا اوس نے ہمارے پاس آکر صرف تصحیح حال فرمائی ہے بے شک جو شخص اس طرح آئیگا وہ اسی طرح جائیگا۔

آپ ہندوستان مین داخل ہوئے اور ایک سال تک لاہور مین مقیم رہے وہان کے اکثر علماء اور صوفیہ کرام آپ کی خدمت مین مستفید ہوئے۔ پھر آپ شہر دہلی مین تشریف فرما ہوئے (جو اوس زمانہ مین دارالاولیاء اور بیت الفقراء تھا) اور قلعہ فیروزی مین مقیم ہوئے۔ جو لب دریائے جمن واقع اور نہایت ہی دلکشا مقام ہے۔ وہان بکثرت آپ کی طرف خلق اللہ کے رجوعات ہوئی اور تھوڑے ہی عرصہ مین مرجع خلائق ہو گئے۔ ہزارہا آدمی آپ کا معتقد تھا مگر آپ بہت ہی کم لوگون کو مرید کرتے تھے بعض بعض صاحبون کو حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی رحمۃ اللہ کی درگاہ سے آپ کے دست مبارک پر بیعت کرنے کے لئے ارشاد ہوا اور حاضر خدمت ہوئے مگر آپ نے معذرت فرمائی

اور ارشاد کیا کہ وہ کوئی دوسرے بزرگ ہون گے جن کے لئے ارشاد ہوا ہے مین نے نہین کیا اور یہ ارشاد کیا۔

آپ کے خلفا کی تفصیل یہ ہے شیخ تاج الدین رحمۃ اللہ علیہ خواجہ حسام الدین احمد رحمۃ اللہ علیہ شیخ الہ داد رحمۃ اللہ علیہ اور امام ربانی مجدد الف ثانی شیخ احمد فاروقی سرہندی رحمۃ اللہ علیہ بعض شجرون مین حضرت امیر سید ابو العلا اکبر آبادی رحمۃ اللہ علیہ کو بھی آپ کے خلفا مین لکھا ہے اور اکثر مین اون کے مرشد کا نام سید عبد اللہ مرقوم ہے جو بواسطہ خواجہ یحییٰ و خواجہ عبد الحق حضرت خواجہ عبید اللہ احرار رحمۃ اللہ علیہ تک پہونچتے ہین۔

جناب خواجہ علیہ الرحمہ کا عرف خواجہ باقی باللہ رحمۃ اللہ علیہ مشتہر ہونے کی وجہ عامہ خلائق مین یہ مشہور ہے کہ آپ سے کسی شخص نے بقا باللہ کے معنی دریافت کئے تھے۔ آپ نے ارشاد فرمایا میان زبانی سمجھانی کی بات نہین ہے اوس نے عرض کیا کہ حضرت جس طرح ممکن ہو ارشاد فرمائے۔ آپ نے فرمایا کہ ہماری وفات کے وقت ہم سے دریافت کرنا جب آپ کو بعمر چالیس ۴۰ سال وسط جمادی الثانی ۱۰۱۲ھ مین مرض الموت لاحق ہوا تو اس شخص نے حاضر خدمت فیض درجت ہو کر عرض کیا کہ اب وعدہ ایفا فرمایا جائے تو آپ نے فرمایا کہ جو شخص ہمارے جنازہ کی نماز پڑھائے تم اوس سے یہہ دریافت کر لینا جب آپ نے بتاریخ ۲۵ جمادی الثانی ۱۰۱۲ھ روز شنبہ وصال فرمایا تو یہ شخص نماز جنازہ کے وقت حاضر تھا کہین سے ایک شخص برقع پوش آیا۔ سب نے اوس کو آگے بڑھایا اوس نے نماز پڑھائی اور نماز پڑھا کر وہ چلا یہ صاحب اوس کے پیچھے پیچھے ہوے یہانتک کہ وہ آبادی سے باہر نکل گیا اور جنگل آگیا اور اوس نے

بڑے بڑے قدم رکھنے شروع کئے اس شخص نے دوڑکر اونکا دامن پکڑ لیا اور عرض حال کیا۔ اونھون نے منہ پھیر کر اس کے طرف کو دیکھا تو وہ خود حضرت خواجہ صاحب ہی تھے یہ ہیبت زدہ ہوکر بیہوش ہوگیا اور وہ چلے گئے جب اسکو ہوش آیا تو اس نے اور لوگون کو اسکی اطلاع کی آپ اس نام سے مشہور ہوگئے **مزار شریف** آپ کا دہلی مین بیرون اجمیری دروازہ قریب درگاہ قدم رسول زیارت گاہ خاص و عام ہے

قصیدہ مولف

لبالب بھر دے اے ساقی مئے باقی سے پیمانہ
کہ ہون مستِ الستِ اول سے مین جانا نکا دیوانہ

ملا ہے ساغرِ وحدت خمِ باقی باللہ سے
ازل سے ہی خمار اوسکا کہ ابتک ہون مین مستانہ

رہے مخمور تا محشر جو پی لے کوئی ایک جرعہ
یہ فیضِ ذاتِ مطلق ہے کہ ہی خواجہ کا میخانہ

شبستانِ ولایت کے وہی شمعِ ہدایت ہین
اونہین سے بزم ہے روشن اونہین کا ہونگین وانہ

نہین ممکن کہ وصفِ خواجہ ہووے کچھ رقم مجھسے
شہ دیجاہ ہین خواجہ میرے بکواس رندانہ

تمھارا نام ہے سید رضی الدین شاہ خواجہ
ہوے فانی ز خود باقی باللہ شانِ مردانہ

تمھارے فیض سے پہونچے گدا وشاہ مقصد کو
کسی کو دلق عرفان دی کسی کو تاجِ شاہانہ

قدومِ فیض کی برکت سے ہندوستان ہوا جنت
جو کفرستانِ باطل تھا بنا حق کا وہ کاشانہ

بہت مشتاق ہے احمد بھی مدت سے تجلی کا
دکھادو دلمین اے خواجہ کرو آباد ویرانہ

ف سلوک نقشبندیہ مین توحید وجودی کی تعلیم ابتداءً واقع ہوتی ہے بعد درجہ شہودی کا ہی یہ تینون سلسلے دونون کے جامع

بسم الله الرحمن الرحیم

خداوندا بفقرم راه بنمای
ز درے زان رہ سوے درگاہ بگشای

کہ از ناکامیِ خود کامیابم
ز افلاسی کلِ آرام یابم

غنا در فقر و فقر اندر غنا ام
بشویم دست ازین شوریدہ قلزم

شوم در فقر دریائے الٰہی
امانت دارِ دُرہائے الٰہی

ز آشوبِ دماغِ پُر تحیر
گہے خود را صدف بینم گہے در

گہے زین ہر دو بالاتر گزینم
صفاتِ بحر را در خود ببینم

بخشش آیم از موجِ تفکر
کنم دامانِ کوہ و دشت پُر دُر

بگیرم بر کف از در شاہوارے
ہم از خود بر خود افشانم نثارے

ز جوشِ سینہ چون گردم سبکسیر
بیندازم بنائے این کہن دیر

۲۳۸

کجا آن غرقهٔ بحرِ مطالب
که سر بیرون زامواجِ کواکب

وجودش موجِ الٰهی بیابد
ز اصلِ موج آگاهی بیابد

به بیند موج حُسنِ عشقِ یکدست
شود با موجِ عالمگیر سرمست

ز یک بحر است چه انفس چه آفاق
چه حسن و عشق چه قید و چه اطلاق

عجب بحریست خود در خود شناور
تعالی شانه الله اکبر

اگر علمی است از علمِ خدائیست
خودی و کبریائی با دو شاهیست

درین معموره کثرت را چه کار است
همین یکذات و دیگر اعتبار است

اگر قدرت وگر علم و اراده است
بظاهر پستیِ چندا و فتاده است

همان اصلِ نسب بے چند و چونست
ز هر نسبت که میدانی برونست

ز بحرِ جود او کونین جوئے
ز جوئے لطف او آدم بسوئے

بسوئے خاک و آتش او ندیده
خدا ایش جمله از آب آفریده

چو آبِ صاف خالی از کثافت
شده ظاهر ز بیرونش لطافت

لطافت عکسِ نورِ لا یزالی
نه آن عکسے که از اصلست خالی

چه عکس است این قدر از اصل معمور
چه نور است اینهمه سبحان ذی النور

زهے نورے که چندین بیش و کم ساخت
ز بحرش قطرهٔ بیرون نینداخت

چنین دانم که خود خواص خود بود
چو من در موج دریاره نوردم

ز فرق تا قدم گوهر گرفتم
چه گویم زیر چوگان ارادت

بشارت باد بختم را سعادت

منا جات بدرگاه قاضی الحاجات

خدا وندا درین چاه نفس گیر

قبولی گرچه از شیطان شنود
ز شیطان گوے رسوائی ربوده

همه ابلیس را فرزند بی‌قیل
خطابش قرة العین عزازیل

ز آتش زاده و دیو آدمی رنگ
باتش بارگی عالم از و تنگ

من بیچاره از دستش ز بونم
درون چاه او بارش نگونم

گهے در خشم و گه در آرزو خوار
میان آب و آتش دارم این کار

گهے در خلوت شیطان کشد رخت
در ایوان سیه بختان ز بد بخت

گهے در روے کارم پرده آرد
یقینم را بتاریکی گزارد

گهے نازد پئے کسب کمالات
دهد نقدم بتاراج خیالات

گهے این با قبول از بس عداوت
پئے جذب قلوب آرد ارادت

ز در ویشی کند شرح و بیانی
ز علم و شعر خواند داستانی

گه آمد در سکوت و در تفکر
شود اهل ارادت از تصور

که جانش غرق دریائے وجود است
برون از خلق در عین شهود است

زمانے در مناجات آورد روے
ز فکر آخرت گردیده یکسوے

که از بهر چه غم زهد کارم
ز سر لذات فردوسے ندارم

ازین غافل که دنیائے لعین را
بپرورده فساد کار دین را

باستادِ هوس تسلیم کردی — بحذ مشکبارش تعلیم کردی

نسیم غمزه پردازی بباغش — دمی طرفه دمیدی در دماغش

عنانِ عقل بگرفتی ز دستش — بشیرین عشوه دادی شکستش

طریقِ عشقبازی را نمودی — دلِ ناکرده کارش را ربودی

خود از هر سو عبیر افشان رسیدی — بآئینی که مے بایست دیدی

لباسِ مختلف پوشیده سرمست — ربودی صبرش از دل کارش از دست

بحمد الله که مسجودم که بودی — مدارِ بودنا بودم تو بودی

اگر در دیر و گر در کعبه بودم — بتو میگفتم از تو مے شنودم

تو بودی حلِّ چندین مشکلِ من — تو بودی راحتِ جان و دلِ من

همین سرگرمِ سودائے تو بودم — بهر جائے ثنائے تو بودم

اگرچه این سخن مستانه گفتم — غبارِ شرکِ چندین ساله رفتم

دو روزے اندرین بتخانه بودم — بسانِ سبحهٔ صد دانه بودم

بلے هر یک برآورده دکانے — بهر جا رنگی و هر سو نشانے

در توحید بر رویش کشادند — شعورم در دلِ ریشم نهادند

وجودِ رشته بر میگشت سوزان — بزد در خرمنِ صد رنگ پوشان

حکایت

در نعت حضرت سید اولین و آخرین محمد مصطفی
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

همان بے رنگی و بے اعتباری
دمادم میفزود دشت بیقراری

سرشک از دیده می بارید و میگفت
شگافِ سینه میخارید و میگفت

که هرکس را تمنائے محالیست
نهانی هر دلے را قیل و قالیست

مرا هم در دماغِ آرزو خیز
بخارے میدمد و نو میدی انگیز

که میدانم مرادم بر نیاید
ازین شش در کشادم بر نیاید

ولیک از قسمتِ قسّامِ ذوالمن
نصیحت ناشنو جائیست دامن

همین نابود خود میخواهد و بس
همین در آرزو میکاهد و بس

چو در حشر از لحد بیرون کنم سر
زمین بوسے نیابند اهلِ محشر

مبادا آندم شوم از خود گرفتار
به نفسی نفسیم افتد سر و کار

بفضلت در بهشت آیم خرامان
غبارِ قصر و باغ از من برافشان

دماغِ خود پرستی نیست در من
سر بالا و پستی نیست در من

بلے آنرا که چشمِ تیز بین است
ولے با داغِ خواهش همنشین است

برون از دوست آرامے ندارد
بخود قطعاً سر انجامے ندارد

من و این طفلِ نادان در خور و خواب
پئے آن راه گیرم اندرین باب

زمانے حلقهٔ این در زنم چست
کنم بندِ تعلق از همه سست

زمانے زانوے دل را بغل کرد
ازین بازار رو در دامن آرد

بهمه از خود وفا ع زینهار
ازین بیدرد دارا سنگ بر آرد

گهے با آتشِ درد دلم ساخت
گهے با دامنِ اشکم بر انداخت

ازین خونابه کاری چند روزے
بدامانِ که ریزم این شرارے

بیا تا ریزه ریزه این بخانه
بدوزم بر گریبان و بشانه

بیا تا خاصان را محرمِ راز
سرشکافشان زمین بوس شویم

بسلطانِ رسالت آرزو مند
چو در نظاره جا دیدار افگند

درین نظاره جا چشمم چنین است
تماشا را درین چشم یقین است

بلے گویم یقین تا بینش است
تماشا را یقین بینش است

جمال خود ز آئینه نمودند
قبول دیده را شاهد نمودند

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

مناجات

سهی سروی ز بستانِ خدائیست — ستونِ بارگاهِ کبریائیست
سرائی کون و دارد نورِ بینش — ازین فانوس شمعِ آفرینش
ملاذِ زندگی بخشش مشیر است — که روح القدس از من بهره گیر است
همان عیسی ازین دم بهره در بود — که در انفاسِ او چندان اثر بود
سرافیل است ابجد خوانِ این درس — نهاده گوش در سامانِ این درس
خوش مرآت نورِ لامکان را — صلا در داده بینائی جهان را
که هان در من چو دیدی بیشک و ریب — خدا بین آمدی در پرده غیب
درونِ پرده من بودم که آدم — ملک را بند مسجودی که کردم
جمالِ یوسف از من آبخور داشت — که عالم را جهان زیر و زبر داشت
دلش آهسته با خود در ترانه — که از تیرِ عجب دارم نشانه
شریفِ راز دارم دیگرے نیست — نهالِ عشق را جز من برے نیست
چنین دارم که اسرارش کماهی — خودش میداند و علمِ الٰهی
عروسِ خلقش اندر شرحِ اینست — که نورِ قدس در پرده نشین است
سرائے حسن و خلوتگاهِ عشقم — زمن جویندره من راهِ عشقم
صفاتِ دوست را بی نقل و تحویل — منم یک نسخه و یک نسخه تنزیل

چو در دل نور تحقیق آورد جوش — خبر دارد ز سر کن فیکون کار
حساب بندگی گردد فراموش — ازان لب نیز استغفار نیست
چو عشق تام رادی آب گیرد — بیک یک موی او صد گونه راز است
فرود آید خامه کاین مستمل دراز است — همین بس که بوقت تکلم سلامے

مناجات

بیا کآرزوے بینوایان — مرا از من بکلی وا رهانی
علی خیز از من کم مایه کاری — که کاری آید از دستم نیائی
دریغا آنچه در من آرزوئی است — ز بیم آنکه گویم ناروائی است
دریغا آنچه در من آرزوئی است — ز بیم آنکه گویم ناروائی است

درین بستان اگر خارے شود کم
کدامی مرغ خواہد داشت ماتم

ازین گلشن اگر برگے شود زرد
کہ خواہد خاک بر سر کرد ازین درد

چہ خواہد شد اگر دریا بجوشد
نقابے بر سر یک قطرہ پوشد

فلک گر تند بادے را بگمارد
کزین محفل غبارے را برآرد

بیا ای نوح طوفانے برانگیز
باین خاکِ ہوس آلودہ بستیز

اشارت کن بموجِ پر طلاطم
غبارے شرک از روی زمین گم

فرود آ ای کلیم اللہ ازین کوہ
تجلی کن باین فرعونِ اندوہ

عصارِ اژدہا صورت بجنبان
نمودِ چندرا نابود گردان

نما ای خواجہ ابروے ہلالی
بشبخون بر برین شوریدہ حالی

بگفت آور زبانِ گوہر افشان
غبارِ ہوش از مغزم برافشان

یکے روئے جہان افروز بنما
حجابِ ماہ و رشکِ روز بنما

بتے را گرمیِ بازار بشکن
خلل در طاقِ این کسریٰ بیفگن

بکن ویرانِ این شیطان منشوش
بہم برزن بساطِ آب و آتش

سر گردن کشی در سجدہ آور
ابوجہلِ ضلالت را بزن سر

گرفتم ناکس و گر تر زبانم
محمدؐ را رسول اللہ دانم

سخن‌ست از مروی و جوش زبانی — فرستادند لختی ارمغانی
ترحّم را شفیع خویش کردند — سر عجز فقیری پیش کردند
شب مجنون و بیداریش کردند — سر شک خون و خونخواریش کردند
همان کاهیدن و خواری نمودن — همان زاری و بیزاری نمودند
ازان سر بسته غم تعبیر کردند — بصد سنگین دلی تفسیر کردند
دل مجنون دران مجمع گزر داشت — دران صد پرده خود آهنگ دگر داشت
وگرنه راز غم خورّم ندارم — حدیث عشق از بیغم ندارم
سخن القصه در گرمی درآمد — عزیزان صنم را در خور آمد
بمیدان مروّت رخش راندند — به تسلیم و رضا گوهر فشاندند
نیست تقصیری درین باب — ولیکن تاب میباید کجا تاب
ینک رخ لیلی محیّا — ولی هوشی ز مجنون ماند اینجا
ن بیچاره سر در خویش است — خود افسون خود و خود خواب خویش است
پشه ازبا دل تنگ — بدامان سلیمانی بزد چنگ
سلیمان باورا احضار فرمود — حضور باد بود پشه پر بود
وزان پشه اگرچه ظلم ره داشت — ولی از غیر او بخت سیه داشت

حواس سر کشم گر دد معطل — ازین بهره که بر سر دیده بنشست
چه ظلمتها که بر جانم روانست — بهر جا عشوه انگیزی گذر کرد
درین خرمنهره آتشی افتاد — بهر سو شعله آتشی بر آورد
زمان فرصت مرا خوش آمنگ — بتو چشمم در اندازد که برخیز
بهر جا جلوه گر اصل وجود است — بهر پیکر نمود چند دارم نبود است
چه لیلی و چه شیرین چه عذرا — همه نور است سر تا دل و پیم!
نخستین کاو زبان بند دل آمد — نگار پرده و پیشیده دارند

فنون اہرمن از جان پذیرم
بکف بگرفتہ شمعے از رہ رفتم
نیارد نزد بینا جز حقارت
برسم علم توحید ار جبیرم
ولے رسمش ز تریاکی نشاید
گرفتم عین توحید است عالم
چو نور ذات بر دل حملہ آرد
دران موطن کہ دل آرام گیرد
دل علمیست در وے مندرج حال
چنین دل گر بوہم آمد عجب نیست
ازین معنی بہر صورت زند دست
کند یار از درون پردہ فریاد
ہنوزم خصمت دیوانگی نیست
نمیدانم خیرے جز درین راہ
بہ نامشروع گر اندک جمالست

مقام وہم خود را عین گیرم
بنادانی و کوری در چہ افتم
نظر ناکردہ دعوی بصارت
دران کشور بسے روشن ضمیرم
باندک زہرہ بے باکی نشاید
ازان جوش است چندین قیل و قالم
کجا تفصیل اسما را گذارد
دل از علم صفاتش کام گیرد
سر آمانی و بنیاد آمال
گمان بعد از وے بے سبب نیست
کہ باشد گردم از جام صفت مست
کہ وقتے عاشق شوریدہ خ
طریق شرع جز فرزانگی نیست
برون از شرع نیکی حاشا للہ
درو مضمر بسے مہر و جلالست

برآمد آفتابت از پچ و راست
تو اکنون خاطر از ما کی بپردازد
عدم پوشد کاندران مرآت نور است
امانت دار جانان جز علوم نیست
ازان کہ پرتو عین دارد

ادب اینست باقی ہر چہ بینی
بہ مطلق رہ مبر چون رہ نیابی
بہ نادر قید صورت کار خام است
بہ لانگاہ ذاتش رہ نجویی
بہ باطن از نظام ما بر آید
بہ ہر حرفی بہ بینی پرتو شیم
ز مقصود از ہمہ آفاق دور است
بہ گم کردی بسے گم کردہ راہت
ازین آئینہ زنگ خود بر انداز
بجمال دوست را اینجا ظہور است
علوم در حصہ لوح و قلم نیست
ہمہ خلوت از کونین دارد

حکایت خطاب بیدل و مطلوب
باز ماندگی از مطلوب
دلا تا چند ازین افسانہ گفتن
زخود تا کے دوی عالم بجوئی
چہ حیل در نفس ناخاص بودن
ہوا خواہ معنی بودن
دمے نقاش پیش آزر بودن
بیا سوز دل حقیقت ساز کردن
زوحدت قصہ آغاز کردن
خود اندر کثرت آئینہ بندی
چہ حیرت ہا ازین آئینہ خانہ
زبان در بستن و در راہ نطق
فرو خواندن سبق با بازار

جهان فانی است برفانی منه دل
ازین مشت مذبذب بند بگسل

چو بگسستی ز خود بند جهان را
گرفتی پرده نور لامکان را

شدی در پرده تصدیق و تسلیم
برون از فکر و استدلال و تعلیم

سبق از علم الرحمن گرفتی
ز دست موهبت ایمان گرفتی

چو در بحر یقین خود را سپردی
ز هر صنعے بصانع راه بردی

دلت زان بے نشان آگاه گردد
محبت مقتدائے راه گردد

زرا ہے گر نظر افتد گزندت
شود دور تسلسل پائے بندت

گہے ماند نجومت داغ بر دل
شوی گاه از طبائع پا بدر گل

گہے فکرت بتعطیل افگند گوئی
چو جسمانیہ در وہم آوری روئے

زہے نور یقین دانائے کارش
ہمان بر سادہ لوحیہا مدارش

دل اندر مخبر صادق نہادن
بران صدق مجرد و استادن

نذیر محبت ست گشتن
ز طور عقل خود بین در گذشتن

بہ صدق و محبت نیز رستن
بسان قطرہ در دریا شکستن

رہ سر بر آوردن ز دریا
حباب آسا ولیکن پائے برجا

باحکام شریعت سر نہادن
زمین استقامت بوسہ دادن

۲۴۷

سعادت نیست جز ذوق ارادت
ز ذوق اثبات الا اللہ یا بی

بہ ایمان مجدد راہ یابی
دوم آخر ز تجدید گزر نیست

ز استدلال و فکر ایجا اثر نیست
بود تجدید ایمان انجذابے

کہ از من مکتسب گردد جوابے

چو ما در دم ہیتوا اند بوقت آخر
درین تجدید دائم باش حاضر

کلی ناچیز در ما تخم ادراک
بشوق یستفز اندر تنا و تی و اثبات

اقتضائے امکان

بنخوشنل تراز روز جوانی

در آید پیک ایام در جواب اول در کام ائی

بنیاد پائے مقصود پیراود

نظر چون از تحیّر باز پرداخت
بسیمای سعادت دید و بشناخت

گرامی خواجهٔ احرار را دید
چه خواجه مخزنِ اسرار را دید

لب اندر معرفت گوهر فشان داشت
سخن از بهر تشنه نهانشان داشت

بگفت ای شاهدِ خلوتگهِ راز
که دلها در رهش آمد سر انداز

گهی از حُسنِ صورت سر برآرد
بجانِ عشقبازان حمله آرد

گه از صورت ملیح آمد نمودار
معنّی گردد از وی گرم بازار

ولی آنرا که در جانش اثر کرد
برون از جان و تن در خود سفر کرد

نثارِ جان شعارِ تن ببیند
پیِ مقصودِ خود از خود بپرداخت

به تحقیق آنکه انسان است این است
ز چشمِ غیر پنهان است این است

پیمبر چون زسرّش پرده برداشت
ظلومی لازمِ آن نامور ساخت

چو در انوارِ کل شد محو ناچیز
بهم بر زد دکانِ وهم و تمییز

ز خود بگذشت و گوی مردمی برد
امانت با امانت خواه بسپرد

کدامین ظلم ازین بسیار باشد
که بنده بی صفت بیکار باشد

تکبر نیز وصفِ ناگزیر است
مقلّد خود بنا چیزی اسیر است

نهایت رفت و آمد بی نهایت
چو کبر است این مبرّا از خیانت

بازار راه است
بارشا دیگری بایدرسید
وسکران باده خالی نیست جام
بازلف رنگ رنگ دبورق قاص بودم
بنوزم دل گرفتار نگاه است
بنوزم الدران بازار راه است
بنوزان جاده را از جان خرامم
بازشا دیگری بایدرسید
وسکران باده خالی نیست جام
بازلف رنگ رنگ دبورق قاص بودم
کنون دست من و دامانِ خواجه
چو در اوّل هدایت از تو دیدم
نهایت در هدایت از تو دیدم
که یابم پرورش دیدار قسمت
قوی دل بودم از خلق گریزت
امیدم بود کاین خاشاک نابود

کیا بم یوسفم را گاہ بیگاہ

مناجات

خداوندا مرا از من برون بر
دران قوم کہ یوسفانی فروشند
منم من گرد پوشش وجودست
زبان بند و صد گفت و شنودست
چو از نور ہدایت بال و پر یافت
بخلوت گاہ ایمان از ارادت
فرود آمد بہ تحقیق سعادت
ازین مہمان چنی نور ایمان
بہ تحقیق سعادت
بسلطان ارادت تاج بر داشت

حکایت

چو در خواب سیہ روز
ت کان مہ را چہ نام است
کبد غم کاہیدہ میدانشت
درد و ہمین سوز و ہمین ریش
افتہ جان در تقاضا

جمال یوسفی آمد جگر سوز
مقام خاطر افروزش کدام است
دماغے در ہوا شوریدہ میدانشت
نہ از معشوق آگاہی نہ از خویش
برون از شش جہت دل در تماشا

بنور غیب دیدی انچہ دیدی
نشاندی در دلم نخلے ز تجرید
فرو ناید دُرے بر ہر دکانی
کزان معنی بیابم دلنوازی
گرہ ہا بستہ دارم جملہ بکشائے
بسے محتاج و بسیارم طلبگار
شکستم از خمار بے نصیبی است
کجا این بار محنت را کشایم
سلیمان زبان دان از کہ پرسم

چو پے در پے شد آن نورِ شہادت
بیکبار از خود افتاد این عمارت

رسیدند این دو سه مرغِ خوش آواز
بقصدِ لامکان کردند پرواز

کنون در خود کہ می بینم وحیدم
نہ مومن نے مریدم نے شہیدم

چو کار اینجا رسید اے اصل پرکار
بکن نوعے کہ دانی جلوہ در کار

کنون دارم بجائے آن عمارت
پریشان بیقعے با صد خسارت

ازین برقع کہ مرکش باد در کار
بدستِ نفس و شیطانم گرفتار

عروسان گاہ گاہے برقع انداز
برون آیند در جولانگہِ ناز

برافگن برقع و در جلوہ کن رائے
عروسانِ جہان را پردہ بگشائے

درِ خواہش زبیباکی کشودم
درینمعنی دلیریہا نمودم

نقابے بر رخِ این ماجرا کش
خطے بر روئے این چین و چرا کش

نہادم دل بہر نوعی کہ باشم
بہ تسلیم آمدم وا اللہ اعلم

بیان نسبتِ حضرت خواجہ ابو الحسن خرقانی قدس سرہ العزیز

ولی کز چشمِ ہر بیننده مستور
بیفتد از خود و بالیست از دور

برون از خود مقامے برگزیند
ز بس کانتار جذبِ دوست چیند

کند در سینہ گوہر نشانے
ز اخلاقِ نبوت ترجمانے

بمصر آمد ولے از شوق پرجوش — هوائے وصل ہمخواب و ہم آغوش
نظر چون در عزیزش رہنمون شد — بلا از یکطرف چندان فزون شد
فریب روزگارش تنگدل ساخت — سلوکش از محبت منفعل ساخت
ہمی بارید بے پایان تگرگے — ز باغ آرزو نگذاشت برگے
ز کوہ رنج سیلی قد برافراخت — نشان عشرت از عالم برانداخت
برآمد تیغ برکف برق بیداد — بخرمن گاہ شادی دست بکشاد
ز لیخا را دران صحرا سے خونریز — خسے افتاد در چشم آتش انگیز
جہان تاریک شد چون تار گیسوش — بتاریکی درآمد چشم جادوش
چو ظلمت بست چشم از دین و دانش — نظر افتاد بر خود ناگہانش
نیرنگاہ جادوانہ — دلش شد تیر الفت را نشانہ
ں کز تیر ترکان پر برآورد — سپے نظارہ چشم دیگر آورد
واز آمد آن مرغ ہوس گشت — ز اقلیم شہادت چست بگذشت
یب افتاد با یوسف دو چارش — سر و شش غیب کرد امید وارش
دران امید روزے چند مے بود — بآن بود و مگر خرسند مے بود
سوے غیبش دے بکشادہ بودند — دران دریدہ بنہادہ بودند

چنون سید از عشق غریبش
چیزان نور یقین بیدار بختش
عروس غیب می گفتش سرانجام
بجان در سکاریکان بار بودش
چنانچہ از خود خبر کمتر یافت
چو بار از دیدہ امید می رفت
ہوس از پیرہ عشق جمال است
بجز عشق غریبش کار کس نیست

۲۵۱

ز کنعان ماہ کنعانی بدر شد
چو ملک مصر زد شد گرم بازار
بصد جان در خریداری درآمد
بلا را در طلبگاری درآمد
شد از سر تا قدم آشوب چشمش
بمقصودے دگر شد ہمتنش
بجاب چندیش مقصد شش بود

ز لیخا گشت ازین معنی خبردار
شد از سر تا قدم آشوب چشمش
بمقصودے دگر شد ہمتنش
بجاب چندیش مقصد شش بود

خلل میداد آئینِ طلب را
زیان میکرد عشقِ بوالعجب را

جوانی و جمال و بینش انداخت
سر و پائے تحمل جملہ انداخت

نمودندش کہ سنگِ راہت اینست
نظر بندِ دلِ آگاہت این است

تو بندِ سرو و یوسف بند بسیار
ازین ناجنسیت سرد است بازار

غرض تعلیم غیبش کرد تائید
بپایہ پایہ تا ایوانِ توحید

التجا بحضرت خواجہ بہاؤ الدین محمد نقشبند و خواجہ عبید اللہ احرار قدس سرہما

ہنوز ایوانِ استغنا بلند است
مگر فکرِ رسیدن ناپسند است

مگر ای خواجہ اندازی کمندے
شوی صیادِ چون من ناپسندے

بسے امید بے بنیاد دارم
کہ نی مردم نہ استعداد دارم

شکارِ لاغرم بے اعتبارم
متاعِ کت قبول افتد زہے

کسادیہائے بازارم یقینست
اگر کاریست للہ فی اللہ این

زمانے حسبۃً للہ برخیز
باین در خاک و خون افتادہ مگریز

قبولم کن کہ اقبالت تمامست
دران اقبال کارم را نظامست

قبولِ تو قبولِ نقشبند است
کہ در وحدت نہ چونی و نہ چند است

برون از خجلت آنجا راه یابم
ز اقبالش دلِ آگاه یابم

ابوالوقتِ دو عالم قطبِ ارشاد
بهاؤ الدین که دین شد از وے آباد

ز سنّت در جنید افگند آشوب
بسجدہ بایزیدش آستان روب

پیے تسکینِ مشتاقانِ دیدار
جمالِ مصطفےٰ را آئینہ دار

دران آئینہ می یابم محقق
سوادِ مَن رَآنِی قَدْ رَآیَ الْحَقّ

فنا فی اللہ خواجہ بس بلند است
مکن تاویل خواجہ نقشبند است

خلیفہ بود حق را در زمانہ
نمودش برزخے زان در میانہ

در تحقیق و بیان مراتب سلوک

چنین گویند دانایانِ اسرار
ز اصل و فرع بر معنی خبردار

کہ معشوقِ ازل در ہر شعورے
ز غمازان نہان دارد ظہورے

سرِ ہر ذرّہ بینائے جمالست
دلِ ہر ذرہ دریائے جمالست

نہ ہود و دوست پنہان ہر دلے راست
ہوائے وصل ہر بیحاصلے راست

ہمہ مانوس از نورِ شہود است
شہودش پایۂ چندین نمود است

ولے افگند بر حالش حجابے
گرفتارے بہر خاکے و آبے

شدہ بنیادِ این دیوانہ گشتن
پیے ہر رنگ و بو طفلانہ گشتن

به تسکینش ندارد هیچ کارے
یقین آن دیدنِ شورش ازانسوست

دران آرام نشیند غبارے
درین تسکین نمودے از تکاپوست

دربیانِ عقائدِ دین و شرائطِ سلوکِ راهِ یقین

بلا خواهندهٔ جذبِ الٰهی
تمنا دارِ فضلِ بادشاهی

سخنتین شرطِ این سودا یقینست
دوم سرمایهٔ این سودِ دین است

ببوم پاکِ تخمِ این زراعت
رفیقِ سنت و راهِ جماعت

عزیمت رونق و کردار کردن
برون زاسبابِ رخصت کار کردن

چهارم خدمتِ سلطانِ دینی
قبولِ خاطرِ مسند نشینی

به تحقیقِ سلف تقلید دیدن
قدم از جادهٔ بدعت کشیدن

زبستانش گلِ مقصود چیدن
بزیرِ سایه اش از خود رمیدن

نهادن بر خود و بایست خود بار
مرادش واشدن از جار

شود زین چار عنصر جانِ طالب
بنفخِ روحِ ربانی منا سب

ولیکن شرطِ چارم لازمی نیست
بقصدش سدِ باب محرمی نیست

بسا مرغان که علوی آشیانند
اویسی مشربِ و عیسی زمانند

حسنِ طالع و از لطفِ باطن
گرفته گوهر از اصلِ معادن

مناجات

بشامِ هجر و تاریکیٔ غار — بآن خوش عنکبوتے عنبرین کار

بجورے کز قریش و اقربا دید — بآشوبے کہ دشتِ کربلا دید

بدار و گیر بدر و حربِ خندق — بروزِ فتح و نورِ خصّصَ الحق

بآن شب کز سرائے اُمّہانی — رسیدہ در مقامِ لامکانے

بہ بیرون رفتن از آوازِ این دہ — بہ سُبحانَ الّذی اسرٰی بعبدہ

بدیدے آنکہ می بایست دیدن — بہ بیخود گفتن و بیخود شنیدن

بفقرے کز خودش درویش میداشت — سرِ اَلفقرُ فخری پیش میداشت

بآن قسمِ کاور در روزِ شفاعت — کند تدبیرِ مشتِ بے بضاعت

کہ این غافل کشاید چشم از نیخواب — دران حجرہ عنایت پرورش یاب

نہد در قرنِ اول آشیانہ — اویسِ ثانیش خواند زمانہ

اسیرِ زمانہ فارغ البال — بہ بینم ماضی و مستقبلش حال

گرچہ دورم از بختِ سیہ دل — توحالِ کسر مدی داری چہ مشکل

مرا دے نیست دریائے قدم را — ید طولیٰ است بازوئے عدم را

مرا گرچہ سراسر کارِ خام است — تمامم دان کہ این سودا تمام است

وگر نفسم مرادے را کند یاد
برآرم در جہادش تیغ بیداد

دمے بیرون زحول و قوۂ خویش
شوم در انتظارِ دولتِ خویش

سرم مستغرقِ بحرِ ہوایت
دلم مشتاقِ انوارِ لقایت

بتقدیرِ الٰہی شاد باشم
وزین خرسندگی آزاد باشم

سرِ تسلیم بنہم نیک و بد را
برانداز زخود بنیادِ خود را

چو بیرون شد ازین شش در وجودم
ہمان انکارِ من ہرگز نبودم

بمرگِ اختیاری راہ بردم
ز مردن پیشتر خود را سپردم

دمے دریاد گردآرم زبان را
رسانم اللہ اللہ گوشِ جان را

بسر گرمیِ آن شیرین ترانہ
درآیم در سماعِ عاشقانہ

دماغم بر درد جیبِ تحمل
فتد در کشورِ دانش تزلزل

شوم واقف ز اطوارِ نگہداشت
برآرم دست در کارِ نگہداشت

بنفیِ غیر و تسدیدِ خواطر
برانداز م بخواست از منفی

زمانے از حضورِ غیر آزاد
نگہدارندۂ خود را کنم یاد

پس انگہ در پئے تحقیقِ اخلاص
بہ بحرِ نامرادی گشتہ غواص

دلم گوید کہ سودائے ندارم
بجز عشقش تمنائے ندارم

دران خلوت که چشم جان نگنجد
بجز نظارهٔ جانان نگنجد

بجز نظارهٔ چیزے دریں نہ
خود از نظارگی نام و نشان نہ

نظر ہم نیست اینجا جز تحیر
فَاِنَّ الذّاتَ مَمْنُوعٌ التَّفَکُّر

درین بستان بود نخلِ برومند
دلِ آگاه و جانِ آرزومند

ولیکن بر بجز خونِ جگر نیست
گلے جز خارِ حسرت در نظر نیست

دو معنی حاصلست آزادگان را
بدامِ عاشقی افتادگان را

یکے در دِ طلب دیگر فسردن
باستغنائے مطلب راه بردن

چگفتم حاصلے غیر از عدم نیست
کسے را شرکت اندر بیش و کم نیست

اگر درویش درویش است انیست
سخن کوته که جاے گفتگو نیست

لب بیچون و مطلب بیچگونہ
نہ این را مثل و مانے آنرا نمونہ

ست خانهٔ فارغ زغوغا
ذکثرت دور و از نسبت مبرا

بیان نسبت و تحریص بطلب تنزیہ مطلوب حقیقی

نم را چو توفیقے رفیق است
بیارم انچہ لابُدّ طریق است

لذشتن اول از خود شرط کار است
فراغت چو بسے بے اعتبار است

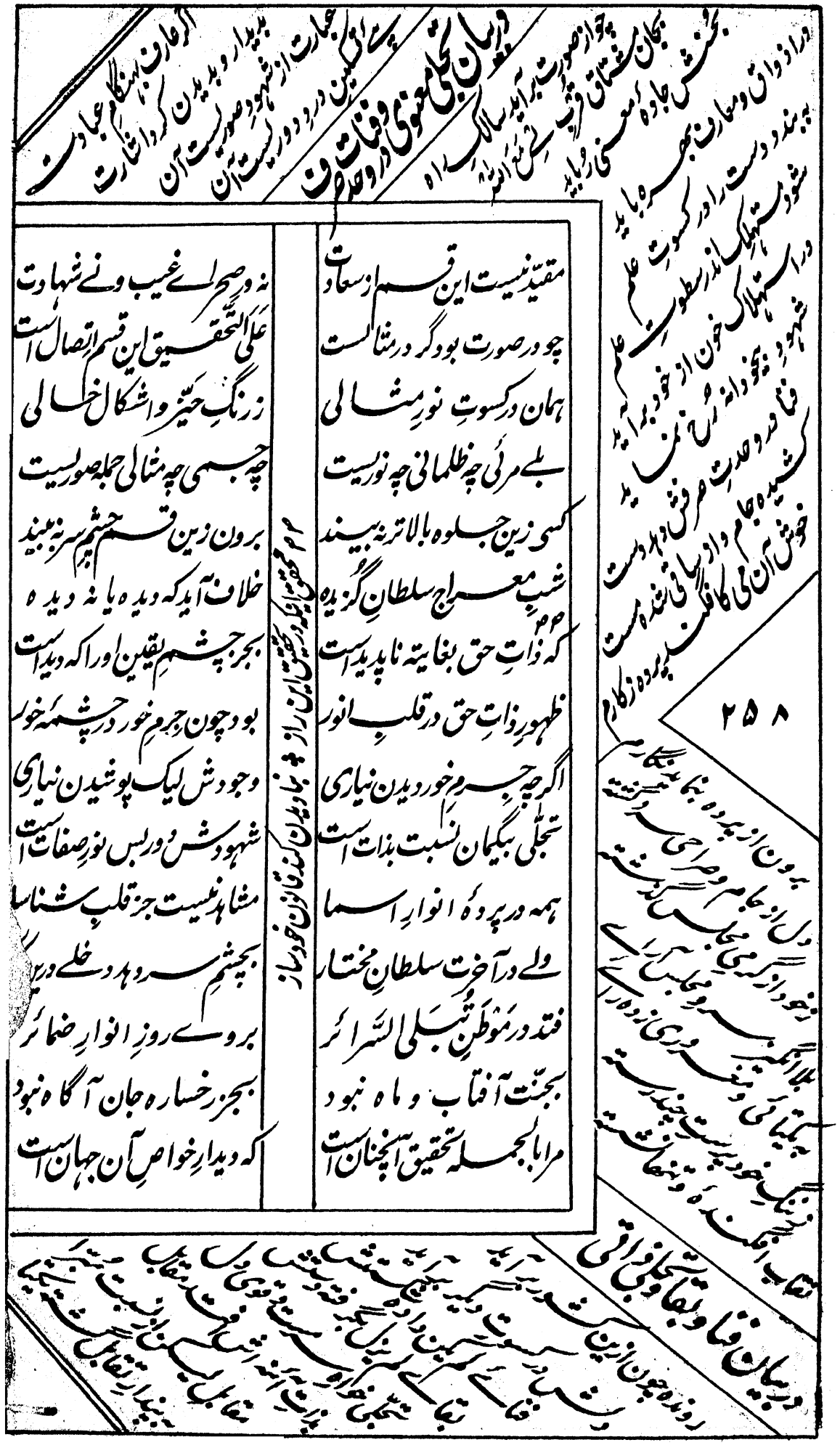
ہمہ لذاتِ روحانی حرام است
حظوظِ نفسِ ظلمانی کدام است

در بیان تجلی محبوبی در وقت فنا و وحدت

مقید نیست این قسم از سعادت — نه در صحرای غیب و نی شهادت
چو در صورت بود گر در مثالست — علی التحقیق این قسم اتصالست
همان در رکسوت نور مثالی — ز رنگ حیز و اشکال خالی
بلے مرئی چه ظلمانی چه نوریست — چه جسمی چه مثالی جمله صوریست
کسی زین جلوه بالاتر نه بیند — برون زین قسم چشم سر نه بیند
شب معراج سلطان گزیده — خلاف آید که دیده یا نه دیده
که ذات حق بغایت ناپدیداست — بجز چشم یقین او را که دیداست
ظهور ذات حق در قلب انور — بود چون جرم خورشید در چشمه خور
اگرچه جرم خورشید نیاری — وجودش لیک پوشیدن نیاری
تجلی بیگمان نسبت بذات است — شهودش در بس نور صفات است
همه در پرده انوار اسما — مشاهد نیست جز قلب شناسا
ولے در آخرت سلطان مختار — بچشم سر دهد خلعت دیدار
فتد در موطن تبلی السرائر — بروے روز انوار ضمائر
بجنت آفتاب و ماه نبود — بجز رخساره جان آگاه نبود
مرا بالجمله تحقیق آنچنان است — که دیدار خواص آن جهان است

مرا در تحقیق این راز فرمود که بنا دیدن کند قانون خود ساز

بگفتا تا توانی در ریاضت — بکوش و جاده کن سعی و رعایت
بپرهیز و ز اخلاق و معارف بهره یابد — بمنزل دست را در کسوت علم
شهود و تجلی ذات را در کسوت علم — در اسمای تنزل کن نظر بر
شهود و تجلی ذات از خود بر آید — فنا در وحدت صرف شود بر
کشیده جام و او ساقی شده مست — خوش آن می کافکند پرده ز کارم



شود نورِ یقین مستِ نظاره — دل و چشم و خیال افتد کناره
یقینے تا حدِ حق الیقینش — یقینے مقصد و معراجِ دینش
یقینے اسمِ اُلمومن نقابش — زہر وہم و گمان بیرون حسابش
یقینے اصلِ دیدانِ جہانے — یقینے تیز گردِ لامکانے
درینموطن مجالِ آگہے نیست — مشاعر را درین خلوت رہے نیست
کہ برہانِ وجودش ہم وجود است — شہودش را دلیلش ہم شہود است

دربیانِ تجلّیِ ذاتی و تجلّیِ معنوی و تجلّیِ صوری و علمِ حضوری

حضورِ ذات اگر در خلوتِ جان — بود بے پردہ کشفِ ذاتی است آن
وگر علمی بود علمِ حضوری است — ولے در پردہ کان امرِ ضروری است
ولے علمی حصولی شد مقامش — تجلّیِ معنوی دانند نامش
اگر در صورتے مرئی کند روے — تجلّیِ صوری خواند سخن گوے
دو جا لیکن ظہور این جمالست — یکے در حسن و دیگر در مثالست

دربیانِ تحقیقِ علم الیقین و عین الیقین و حق الیقین و مراتبِ آن

دلم دو شینہ در فکرِ یقین بود — در اطوارِ ظہورش تیز بین بود
کہ یارب شاہدِ عین الیقین چیست — دران عین الیقین مقصودِ این چیست

ظہور از خود ولیکن از خود نہان است
تعالی اللہ چہ عالی قدرتست این
نیابد چہ زیبا حکمتست این
چنان آن نوزاد کتا فتہاے دور
جدا از اصل خود گیرد ظہورے
نظر بر عکسش افتد رنگ و بو را
بود علم الیقین نامش ازو را
چو ادراکِ مرکب بگسلد تار
ادراکِ بسیط افتد سروکار

چو بگذارد ز درکِ ادراکِ گستاخ
کمالست اعترافِ ما عرفناک
ازینجا ما عرفناک آغاز گردد
ازین رو عین الیقین نامش نہادند
ازین مے نیست باقی تا قیامت
کلیمِ طورِ ما از خود گذشتن
ازین می تشنہ لب باید چشیدن

در تحقیق تجلیات و کشف
در بیان وحدت وجود

چو از وجهے شک آمد در وجودش — مدارے نیست چندان بر شهودش
خلیل از سرِ صوری چون برافشاند — کتاب لا احب الآفلین خواند
محقق راست اندر پرده رازے — دلش با پردگی دارد نیازے
وزین دم جلوهٔ عین الیقین است — ولیکن جلوهٔ خلوت نشین است
باصلِ خود رسید آن نورِ جاوید — برهنه از لباسِ بیم و امید
حضورِ ذات در مراتِ نور است — ازان عین الیقین نورِ حضور است
چو در علم از مقامِ خود برون بود — ز نسبتهاے گوناگون دروں بود
بسے ناحق شناسی میشد آنجا — سراسر ناسپاسی میشد آنجا
چو توحید آمد اسقاطِ اضافت — یقین دارا ست ز اسبب کشافت
درین معموره جز حق الیقین چیست — بجز حق واقفِ علم الیقین کیست
که در حق الیقین از غیر بر نیست — یقین را رتبه زین بیشتر نیست
درین موطن که مطلق کشف این است — شود روشن که مطلق نور دین است
محقق شد ازین علمِ مسلم — که وجدانِ طلب آمد مقدم
نهایت درج بوده در بدایت — تعالی الله زهے نورِ هدایت
چه خوش گفت آن حکیم کارآگاه — چو سائل با الیقین گفتش مراد

وری ساده رخشانست اینجا | توجه عین وجدان است اینجا
ید چون در استیلا توجه | شود چون ذکر ناپیدا توجه
از خورشید وحدت نور گیرد | وجودش جملگی مذکور گیرد
س از نور خود علمی و هر دوست | چگویم الله الله رمزی نیکوست
ن ره هر که انوار خدا یافت | به تحقیق انتها در ابتدا یافت
ن از صورت معنی نگار است | مجرد از تماشا انتظار است
ا کن بکار علم افروز | بیاب این انتظار آدمی سوز
دت بخش ایمان محقق | اگر علمست در عین است و در حق
نی درین ره میتوان دید | زهی برگشته بخت آنکس که نشنید
تدبیر است اینکه گفتم | بیکتائی مشیر است اینکه گفتم
ون بر و کز توحد ایست | خودی بگذار کاین از خودستایست
نچه می باید شدن | تو دانی و قبول راه بردن

بدر خود را خواجه محمد عبد الله و خواجه محمد عبید الله که در یکسال متولد شدند

ط طراوت جوانی | بی برگ گذشت زندگانی
نمیده بوی فرزند | بودم سروی بسایه خورسند

۲۶۱

افتاد درین سیاه خانه
خورشید گزید خوابگاهش
کاینک شب و روشنی ماهش
انگشت هلال در دهانش
کاین شعله عزیز جوانش بود
زین سقف دریچه کاشانش بود
نظاره گیان دریاستاد و ند
خورتیز بشرق شد گریزان
کاید بپناه صبح خیزان
زین طاقنشاط طاقطاق افروز
شد و این شب چو بهار اندوز
کاینک بهوای نیم این بود
از ملکوت فلک افتاد و
کاین سلام بشکل آدمی زاد

در خانهٔ کمترین غلامے
شد بندہ یکے بزرگ نامے

این نام خجستہ ٔ ملک زاد
انشاء اللہ شفیعِ من باد

بردر گہِ خواجہ ام رساند
گوید ز من آن سخن کہ داند

گوید کہ ز سرِّ کارم آگاہ
او مفلس و من خزینہ ٔ شاہ

کارش ہمہ گردِ من تنیدن
اُنسش بخیالم آرمیدن

من بودم و نقدِ خانہ ٔ او
سرگرمیِ آستانہ ٔ او

بیچارہ قلندرے تہیدست
می بود خزینہ دار پیوست

چون باغِ طبیعتش بر آورد
در میوہ جمالِ من اثر کرد

چشمِ ملکی شناخت زادش
زانروے بمن لقب نہادش

القصہ دران گذشتنِ روز
آمد بزمین چو بادِ نوروز

کردند موذنانِ اسلام
تکبیرِ اذان بگوشش ام

تا قطرہ ٔ او ثبات یابد
دینِ ابوین در نیابد

برخیز ہلا موذنِ غیب
در گوشِ من آر بانگ لاریب

این خستہ بسے نیاز مند است
یک شہد از لیت پسند است

گر یکدمِ اللہ از تو گیرم
واللہ کہ ہمان زمان بمیرم

ای دوست این مرکب این عمر خوشخط خوش شکر خوش شکر خوش شکر

رهبرِ الله ار شوم نیست — حاجت بسماعِ اکبرم نیست
در پیشِ من آن الف عظیم است — دانم که صراطِ مستقیم است
من یکدمِ سر دنام دارم — یک شعشعهٔ حیات کامدارم
از شعشعهٔ کفایتست این کار — چون من بردم چه کم چه بسیار
چون در نگری غرض تمام است — سررشتهٔ شعشعه هم بجام است
گر بحر رسد بقشنه کامے — سیرابیِ اوست هم زجامے
نه نه غلطم مقامِ درویش — عالی است ز حرفِ اندک و بیش
دریاے ازل بسے شگرف است — سبحانک تُبتُ این چه حرف است
ای لیس کمثلهِ نقابت — سررشتهٔ عقل سدِّ بابت
خرقهٔ عاقلی دریدم — ایمانِ محمدی گزیدم
سدِّ تفکرم چه حاصل — آن خواجه بس ست عقلِ کامل
پیچیدان همه گمانم — تحقیقِ رهِ چنین کدانم
گویند که خلقِ ناشناسا — گویند که عاقلست و دانا
استادم و دانشم کتابم — دانی که من از کدام یابم
قلم که نخورده شیرِ مادر — افتاده همان بخاک و خون در

در ظلمتِ شب چو ساعتِ قدر — از شعشعهٔ چراغ گردند ستارگان برون
با نورِ تجربت خردمند — از شیشهٔ چراغ گردند ستارگان برون
در آیِ خرافتِ کرد و پیوند — از شیشهٔ چراغ گردند ستارگان برون
با خودِ جهت کمالِ سرمد — از شیشهٔ چراغ گردند ستارگان برون
خورشیدِ پیِ ازل سرآمد — از شیشهٔ چراغ گردند ستارگان برون
در بین شب آفتاب بردست — از شیشهٔ چراغ گردند ستارگان برون
با صبح پسین شتاب بردست — از شیشهٔ چراغ گردند ستارگان برون
آنرا در معرفت کشودند — از شیشهٔ چراغ گردند ستارگان برون
تمثالِ طلسمِ خود نمودند — از شیشهٔ چراغ گردند ستارگان برون

ایضاً ساقی نامه

آن تیره به قلزم قتاگم — روشن به حجاب اختفا گم

خور نیز حجاب نور دارد — در پرده چنین ظهور دارد

گر پرده ز روی خود کشاید — خود نیز باختفا درآید

یارب که طلسم خود کشائی — این طفلک ما بما ببخشائی

خود را بنظام خود گزارد — چون نخل زدانه سر برآرد

چندین همه آفتاب رفتند — در بحر تو چون حباب رفتند

این قطره هم از شمار ایشان — در موج خودش مکن پریشان

باشد کامم از و برآید — چون بنمیش از تو یاد آید

بس تشنه و بس خرابم ای دوست — در حسرت یک دمم آبم اید و

هر جا که ترشحی تو بینم — در العطش آیم و نوشم

ای بحر طرب بکام من شو — امروز یکی بجام من شو

من جام چه میکنم گدایم — مشتاق توام دهی نهایم

اکنون دهنم گشاده بهتر — بحر سخن ایستاده بهتر

زین گفت و شنود حاصلی نیست — حیران و خموش بایدم زیست

ین صورِ تو عرشِ آشیانست	اسرارِ عجب در و نہان است
نہ بارِ کفن نہ قیدِ قبار	اوّل قدمش مقامِ دیدار
ایمان بر منہ بادۂ تو	فردوس دلے کشادۂ تو
دوزخ صفتے کہ از تو دوراست	سُبحَانَ اللہ عجیب صوراست
ین گرچہ کہ آتشین دماغم	از نگہتِ تو شگفتہ باغم
امی زاہد خام طبع بیکار	خود را گرو دو جرعہ میدار
در پائے طبیعتت خرامست	یکقطرہ ز دُردِ مے تمام است

تتمّہ

مشتمل بر منقبت حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی خواجہ شیخ احمد فاروقی

سندی خلیفہ اکبر حضرت خواجہ باقی باللہ رحمہ اللہ مصنفہ جناب

شاہ مرشدنا مولوی احمد حسین خان صاحب قادری نقشبندی

مجددی مظہری نعیم اللہی حکیم بادشاہی امروہوی دامت فیوضہم

ھادے ای خدا رو ضہ مجدد الف ثانی کا	کہ ہون مدت سی مین شیدا مجدد الف ثانی کا
امِ علمِ ربّانی علیم سرِّ یزدانی	بیان کس منہ سے ہو تربہ مجدد الف ثانی کا

نہ بھلکا کوئی متوالا مجدد الف ثانی کا
مذہبِ حق وہی ہے جو رکھے اسرار سے بستہ
یہی ہے راہ تیسرا مجدد الف ثانی کا
طریقت احمدی ہے مجدد دل نے بخشا ہے
اویسی احمد ہے ربّہ مجدد الف ثانی کا
ہاشمی وہ مسند آرائے محمد ظاہر و باطن
الم نشرح بنا سینہ مجدد الف ثانی کا
ملا تجرہ طریقت کا ہم صدیق و حیدر سے
نسب فاروق اعظم کا مجدد الف ثانی کا
شاہ احمد سعی کیا مجدد الف ثانی کا کیا حق
محمد و عثمان کا کیا حق مجدد الف ثانی کا
طریق صابریہ علیہ ابن بندہ سجادہ ابا جد سے
کمین کیا رتبہ اعلیٰ مجدد الف ثانی کا
کمال اشرفی شاہ قادری کے فیض سے
جہان میں تھا وجود آیا مجدد الف ثانی کا
طریق قادری کا فیض پایا فخر سے
مصنف الف ثانی مجدد الف ثانی کا

سید شاہ فخر الدین احمد عرف نصیر علی بادشاہ قادری نقشبندی آبادی ۱۲

احد

طریقِ نقشبندی مین فیوضِ خواجہ باقی سے
بنا ہے سینہ گنجینہ مجدد الفِ ثانی

خلیفہ اور بھی ہین خواجہ باقی باللہ کے
مگر سب سے فزون پایا مجدد الفِ ثانی

دقائق سے ہوے واقف حقایق کے ہوے کاشف
تمیزِ عبد و رب حصہ مجدد الفِ ثانی کا

جھلک سے ایک تجلی کے ہوے موسیٰ خود فتہ
ہی ذاتِ بحت نظارہ مجدد الفِ ثانی کا

نگاہِ فیض سے دیتے ہین وہ جذب و سلوک اکدم
ہی سکر و صحو سب یکجا مجدد الفِ ثانی کا

کھلے کیون جب پاے وہ احمد کا احمد مین
کہ جلوہ ہے احد کا یا مجدد الفِ ثانی کا

ایضاً

پلا دے ساقیا ساغر مجدد الفِ ثانی کا
کہ ہون مشتاق مین یکسر مجدد الفِ ثانی کا

پلا دے وہ مئے عرفان کہ زائل ہو خودی جس سے
رہون مخمور تا محشر مجدد الفِ ثانی کا

رہے نام و نشان میرا نہ کچھ ذات و صفت باقی
رہے باقی رخِ انور مجدد الفِ ثانی کا

ہین درج گوہرِ معنی وہ برجِ مہرِ عرفانی
جہان مین نور ہے گھر گھر مجدد الفِ ثانی کا

عوام انکے اشارے پہ ہین خاصانِ حق یکدم
یہ ہی مخصوص ایک جوہر مجدد الفِ ثانی کا

کرامات انکے ہین لاکھون عیان ہی عالم آب
بنا نا قطب و غوث اکثر مجدد الفِ ثانی کا

جناب غوثِ اعظم نے خبر دی انکی آمد کی
نہوگا کوئی بھی ہمسر مجدد الفِ ثانی کا

مٹا دی شرک کی ظلمت کیا اسلام کو روشن
طریقہ سب مین ہی بہتر مجدد الفِ ثانی کا

سر سر ہند اوترتے ہین لئے نور مطبق قدسی
مگر ہے آج عرس اسجا مجدد الف ثانی کا

دم مرگ اور لحد مین پھر قیامت کی بھی میعاد
وسیلہ ہے ہمین بیکا مجدد الف ثانی کا

بہا لیجاتا ہے اک نام لینے سے فقط اسکو
مجھے فیضان کا دریا مجدد الف ثانی کا

جو شان مجدد کو مانا نہین ہے
تو شان رسالت کو جانا نہین ہے

ادائے مجدد پہ دل دیچکا ہون
مرا دل کسی بت کا شیدا نہین ہے

رہا فخر انسان کی حد سے وہ قاصر
مجدد کے در تک جو پہونچا نہین ہے

نظر مین سما یا ہے کوے مجدد
ترا نقشہ اے خلد جچتا نہین ہے

کہان بندگی چھوڑ کر اوسکی جاؤن
کہ ایسا کوئی اور مولی نہین ہے

ہی در کا سگ ہون نہ چھوڑون یہ عصمت
کہ اس بن کوئی اور آقا نہین ہے

ورد کی لینا مشکل بنی مین
کہ حامی کوئی اور اوسکا نہین ہے

موآؤ کہ سرکار مجدد دیکھین
روکش خلد وہ دربار مجدد دیکھین

نا ہووے اگر قبہ قصر جنت
روضہ پاک پر انوار مجدد دیکھین

ہووین اگر شوق سے اللہ والے
ملین قسمت سے تو زوار مجدد دیکھین

دیکھنا ہو جسکو جمال حق کا
سیدھی قسمت ہو تو دیدار مجدد دیکھین

اگر نقد ارادت تو خریدو کونین
تاجرو آؤ کہ بازار مجدد دیکھین

ہے احمد حسین شاہ پیر طریقت — نظر ان پہ اپنی جما کر تو دیکھو
جو دران کا پایا وہ پایا خدا کو — چلو بھائی در انکا پا کر تو دیکھو
یہ حقگو بھی اک خادم کمترین ہے — غلامی مین احمد کی آکر تو دیکھو

وله ایضاً

مزہ مَن رَآنِی کا پا کر تو دیکھو — ذرا قدر رائی الحق سمجھا کر تو دیکھو
بہت سی سنے ہونگے تم لن ترانی — صدارت ارنی سنا کر تو دیکھو
نہو نا اُمید حق کی رحمت سے ہرگز — فلا تقنطوا دل مین لا کر تو دیکھو
پرستش نکیجیو کبھی غیر حق کی — بلی قول اپنا نبھا کر تو دیکھو
بھٹکتے ہو چو طرف کیا ڈھونڈتے ہو — ندا نحن اقرب کی پا کر تو دیکھو
اگر چاہتے تم ہو سیر الی اللہ — دل مردہ زندہ بنا کر تو دیکھو
ہو ظلمات غفلت مین کیون تم مقید — ہوا اللہ کی راگ گا کر تو دیکھو
دل اشقیا ہے حجر سا ولیکن — کلام اطمی سنا کر تو
سب آفاق و انفس ہین تسبیح حق مین — او دصرکان دل کی لگا کر تو دیکھو
بھولا دو سبھی غیر حق لا الہ سے — مزہ وحدہٗ کا اوٹھا کر تو دیکھو
خدا و اذکروا اللہ کہا ہے عزیزو — خدا کی طرف دل لگا کر تو دیکھو

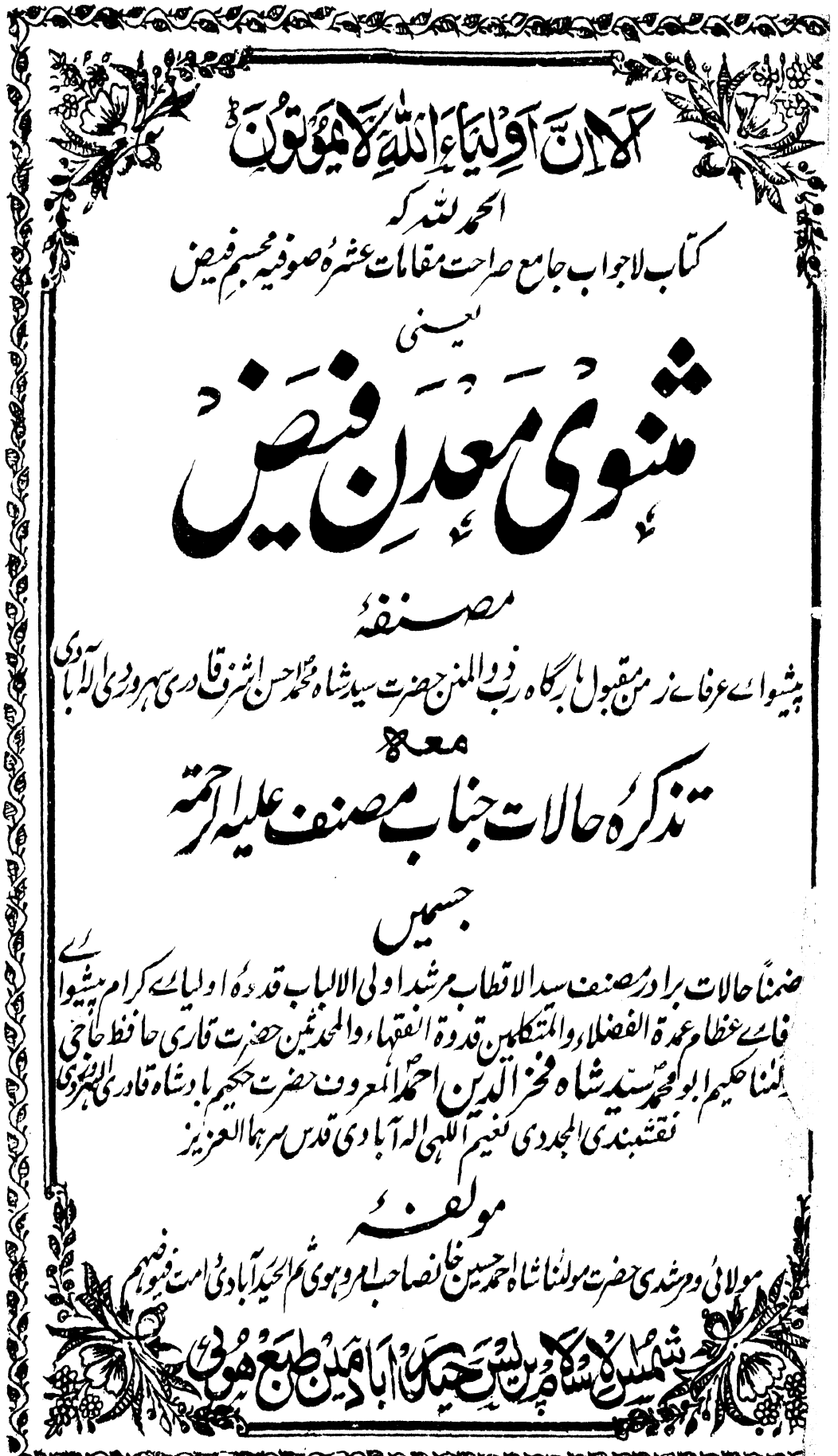
غلامان سے انتقا کی فضیلت
تقوے کو دل مین جاگر تو دیکھو
ایمنشہ ہو ثبات ہی سے تمکن
گل فیر صالحہ کا کر تو دیکھو
الحاد و دانی بقا کی ہے خواہش
اٹھا کر تو دیکھو
یمن احمد حسین شاہ ہادی
ناسوتی برقہ اٹھا کر تو دیکھو
اگر جاودانی
حضوری مین اس شہ کی آکر تو دیکھو
آئے تحقیق مین اشرف الخلق آدم
شرافت کو اپنی سمجھا کر تو دیکھو
صفای دل چاہتے ہو تو حق
غلامی کی لذت اوٹھا کر تو دیکھو
دانای راز احمدی احمد حسین ابن
کشاف اسرار سرمدی احمد حسین ابن
ہمن کیون نہ سالکان طریقت کی پیر ہون
موصول وصل ازلی احمد حسین ابن

ایضاً

سالکون کے پیشوا ابن احمد حسین
بے ریا اور باخدا ابن احمد حسین
عاشقون کے مقتدا ابن احمد حسین

رباعی

جمیع اخلاق ابن احمد حسین
سالکان راہ حق کے ابن احمد حسین
شہر آفاق ابن احمد حسین



الا ان اولیاء اللہ لا یموتون

الحمد للہ کہ

کتاب لاجواب جامع صراحت مقامات عشرۂ صوفیہ مجسم فیض

یعنی

مثنوی معدن فیض

مصنفہ

پیشوائے عرفائے زمن مقبول بارگاہ رب ذوالمنن حضرت سید شاہ محمد حسن اشرف قادری سہروردی الہ آبادی

معہ

تذکرۂ حالات جناب مصنف علیہ الرحمۃ

جسمیں

ضمناً حالات برادر مصنف سید الاقطاب مرشدا ولی الالباب قدوۂ اولیائے کرام پیشوائے فضلائے عظام عمدۃ الفضلاء والمتکلمین قدوۃ الفقہاء والمحدثین حضرت قاری حافظ حاجی المنا حکیم ابو محمد سید شاہ فخر الدین احمد المعروف حضرت حکیم بادشاہ قادری الہروی نقشبندی المجددی نعیم اللہی الہ آبادی قدس سرہما العزیز

مولفہ

مولائی ومرشدی حضرت مولنا شاہ احمد حسین خانصاحب امروہوی ثم الحیدرآبادی دامت فیوضہم

شمس الاسلام پریس حیدرآباد میں طبع ہوئی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تذکرہ

بعد حمد خدائے رب العالمین ونعت حضرت سید المرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وصحبہ اجمعین۔ خاکپائے درو

فقیر احمد حسین خاں ابن قطب زماں حضرت حافظ محمد عباس علیخاں الامروہی مرید وخلیفہ رشید نیز پیر

رشد وہدایت گوہر دریائے زہد وولایت حقایق ومعارف آگاہ فضیلت وکمالات دستگاہ عالی انساب

علوی الانتساب سید الاقطاب مرشد اولی الالباب مشعلہ شبستان طریقت قافلہ سالار شاہراہ حقیقت

امام صوفیہ ریاضت ساقی میکدہ افاضت قدوہ اولیائے کرام قطب اقطاب عظام عمدۃ الفضلاء

والمتکلمین قدوۃ الفقہاء والمحدثین زبدۃ القراء والمفسرین حافظ کلام اللہ حاجی بیت اللہ مولنا

ومرشدنا حضرت ابو محمد حکیم سید فخر الدین احمد القادری السہروردی النقشبندی المجددی عرف حضرت

حکیم بادشاہ الہ آبادی فرزند پنجمین وخلیفہ جانشین قطب الاقطاب حضرت سید شاہ محمد زماں

الالہ آبادی فرزند وسجادہ درگاہ حضرت غوث زماں سید شاہ محمد رفیع الزماں القادری الا

خلیفہ وجانشین وہمشیرہ زادہ حضرت مولنا سید شاہ محمد قائم القادری الالہ آبادی خلیفہ

فرزند رشید حضرت سید شاہ عبد اللطیف القادری السہروردی خدمت بابرکت ناظر

میں عرض پرداز ہی کہ اگرچہ بموجب مقولہ مشہور اُنْظُرُوْا اِلٰی مَا قَالَ وَلَا تَنْظُرُوْا اِلٰی مَنْ قَالَ

(یعنے کلام کو دیکھو کہ کس پایہ کا ہی نہ متکلم کو کہ وہ کون شخص ہے) مصنف مثنوی علیہ الرحمہ کی سوانح عمر

کی چنداں ضرورت نہ تھی لیکن چونکہ عِنْدَ ذِکْرِ الْاَبْرَارِ یُنْزَلُ الرَّحْمَۃُ بزرگان دین کے ذکر کے وقت

رحمت نازل ہوتی ہی۔ اور فرمایا حضرت جنید بغدادی رحمۃ اللہ علیہ نے کہ حِکَایَاتُ الْمَشَایِخِ جُنُوْدٌ

مِنْ جُنُوْدِ اللّٰہِ اسکا ترجمہ مولنا جامی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب بہارستان میں منظوم فرمایا ہی ذ

هجوم نفس و هوا کز سپاه شیطانند | چو زور بر دل مرد خدا پرست آورد | بجز جنود حکایات رنجمایان را | حیته تاب آنکه بریں رہزناں شکست آورد

لہذا ضرور ہوا کہ مختصر تذکرہ بھی حضرت مصنف علیہ الرحمہ کا پیشکش ناظرین کیا جائے واضح ہو کہ مصنف
شریف علیہ الرحمہ کا نام نامی و اسم گرامی حضرت سید شاہ محمد حسن المتخلص بہ اشرف الحسنی الحسینی القادری
آبادی رحمۃ اللہ علیہ ہے آپ اپنے والد ماجد قطب الاقطاب حضرت سید شاہ محمد زماں قادری علیہ الرحمۃ
خلیفہ اعظم تھے آپکے خاندانی حالات منشی محمد علی المتخلص بہ الفت مرحوم نے جو منظوم کئے ہیں یہ ہیں نظم

پس و ال از ان ہادی راہ دیں | کہ او زندہ جاوید کرد این چنیں | دریں شہر طرح اقامت نہاد | در فیض بر شہریاں بر کشاد

چو پرسی زمن نام شہر و دیار | کنم بر تو با طرز خوش آشکار | دیارے کہ آبادیش از خداست | زبس شہرہا پیش ہر شہر ہاست

ا جانبش بحرہائے جمیل | روانند چوں چشمہ سلسبیل | بنام الہ است آبادیش | زدادی امین ببیداد یش

ت ایں شہر منیو سواد | بر فعت ز کیوان زدل بردہ یاد | خصوصاً دوائر کہ از کاملاں | بنا یافتہ چوں فضائے جناں

کہ ہر یک بلند از عروج سماست | تو گوئی یکے از بروج سماست | ز برج فلک رتبہ ہائیش جداست | کہ ہر دائرہ مرکز اولیاست

دریں شہر فرخ بسمت جنوب | زینے بسے زندہ و جائے خوب | دریں خاک پاک آں ولایت پناہ | بنا کرد کیواں نشان خانقاہ

نبی و چاہل کیوائے ومہ | بسے قبرہا اندریں خانقہ | باوان اکبر بوجہ کفاف | بنام ہمیں شاہ دیں مد معاف

لش را شوی خواستگار | بداں شانزدہ الف اندر شمار | چو زر وہست این خانقہ را بنا | لہذا بنامش کنم ابتدا

ی ہدایت باللہ اضم | شود اسم پاکش عیاں چوں علم | طریقت آب و فضیلت پناہ | ہدایت کن خلق سوئے الہ

بدآں مفخر عارفاں | لقب شاہ بدیع الزماں | کہ در عہد سلطان فرخ سیر | رسید آں معانی باین نامور

بر فعتش آسماں | بر و رشک یعنی رفیع الزماں | کہ بعیت در ابو ذر خال خویش | از و رونق خانقہ گشت بیش

ہرت بنامش گرفت | ہمہ شہر فیضان عامش گرفت | سن رحلت او کہ اشرف بگفت | ازیں بعد آنرا بباید نہفت

گارم من آنرا پئے یادگار | قطعہ تاریخ | کہ باشد سن رحلتش را شمار

الزماں شاہ عالیمقام | بدیع الزمان و سرا پا مدید | ز خمخانۂ عشق در جام شوق | چو او کس مئے وصل کمتر کشید

یہ از بہر دیدار حق | چو او عارفے چشم گیتی ندید | گذشت از جہاں بر تمنائے وصل | ندائے خدا چوں بگوشش رسید

| تباریخ آں کرد اشرف چو فکر | بگفتم بلے در بہشت آرمید ۱۲۰۸ھ

حضرت مولنا سید محمد قائم رحمۃ اللہ خلیفہ و جانشین اپنے پدر بزرگوار قطب الاقطاب حضرت سید شاہ عبد اللطیف رحمۃ اللہ علیہ عرف نواب عبد اللطیف خاں بہادر تھے نواب صاحب بعہد جلال الدین محمد اکبر بادشاہ غازی ممالک مشرقی ہند صوبجات بنگال وغیرہ کے خدمت صوبہ داری پر ممتاز اور خطاب نوابی سے سرفراز تھے یکایک جاذبۂ عشق الٰہی آپ کے قلب اطہر میں شعلہ زن ہوا۔ یکبارگی منصب صوبہ داری و جاہ و جلال دنیاوی کو مثل بادشاہ ابراہیم بن ادہم بلخی ترک کرکے شہر جونپور میں شیخ وقت حضرت شاہ راجو محمد رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے جو (۴) واسطوں سے حضرت شیخ ابراہیم قوام الدین فاروقی رحمۃ اللہ علیہ خلیفہ حضرت مخدوم جہانیاں جہاں گشت تک پہونچتے ہیں اور اُن کے دست مبارک پر بیعت فرمائی آپ ہی کے آستانہ عالیہ پر قیام اختیار کیا حتی کہ خلافت تامہ عطا ہوئی اور کلاہ و خرقہ سے سرفرازی بخشی گئی پس حسب الحکم مرخص ہوکر شہر الہ آباد میں بہ محلہ یحییٰ پور رونق افروز ہوئے۔ جب بادشاہ کو اطلاع ہوئی تو آپکے اس کنارہ کشی فرمانے سے بہت رنج و صدمہ ہوا۔ بالآخر مصارف خانقاہ و فقرا و خدام کے واسطے بہت سے دیہات جاگیر آپ کی خدمت میں بطور نذر گزرانے آپنے اوس سند پر بعد دعا کے یہ تحریر فرمایا کہ اے ظل سبحانی مجھکو آیۃ شریف وَفِي السَّمَاءِ رِزْقُكُمْ وَمَا تُوعَدُونَ پر یقین کامل ہے۔ لہذا اس سے مجھکو معاف فرمایا جاے اور اوسکو واپس فرمادیا۔ آپنے سنہ ۹۳۹ھ میں وصال فرمایا مزار شریف الہ آباد میں ہے نظم

ز سادات و ز خاندان شریف	لطیف النسب شاہ عبد اللطیف	بعہد جلال و فر اکبری	سرافراز بود دست بر سروری
قوی بازو و دست چنگال بود	ہر خدا صوبات بنگال بود	کہ در مفت صوبات ہندوستاں	نیرزد یکے ہم بہ آنہا بہا
بہ آخر چو خوف خدا بر فزود	بیکبارگی ترک منصب نمود	چو شاہ بلخ ترک شاہی نمود	توکل بفضل الٰہی نمود
بچشمان کم دیدہ آں جاہ را	پسندیدہ از بہر آں راہ را	لباس فقیرانہ در بر گرفت	یکے تاج مردانہ بر سر گرفت
بپائے طلب با دل جز نیاز	از انجا گرفتہ رہ جونپور	بر شاہ راجو محمد برفت	از انیشاں کلاہ خلافت گرفت
ازاں پس بہ تعمیل ارشاد شاں	رسیدہ بایں شہر منوشاں	بر آں زندہ جا کہ ذکرش گذشت	بیاد خدا بر توکل نشست
دمی کایں فقیر و قایع نگر	غمے گشت و چوں جایۂ خود ندید	بنام کویش بہر کفاف	بسے کالکی وہ نمودہ معاف
مثالش فرستاد و منت نمود	بہ تسلیمش او را چو دولت نمود	پیش باز پس داد بعد از دعا	نوشتش کہ بر رزقکم فی السما

را اعتقادے قوی شد شہا	کنونم بحالِ خودم کن رہا	غرض کردہ از بذلِ سلطان ہا	زخود کرد عہدِ قناعت وفا
بوزیں دارِ فانی بسوے ارم	سفر کرد آں شاہِ عالی ہمم	سنِ رحلتِ آں ملایک شیم	رقم کردہ شد ہا بے شیخ عجم
مرا در پسر بود قایم بنام	محمد بفرقش گرفتہ قیام	بفرقش محمد تقلبش خدا	درون و برولش زدنیا جدا
	یکے فاضلے بود صاحب جمال	شہ سیومی را ہماں بود خال	

بالآخر بعد سرحلقہ عارفاں حضرت سید شاہ رفیع الزماں قادری قدس سرہ العزیز آپ کے صاحبزادہ قطب الاقطاب حضرت سید شاہ محمد زماں قادری رحمۃ اللہ علیہ سجادہ نشین خانقاہِ شریف ہوے آپکے کمالات کا صیت آوازہ چار دانگِ عالم میں مشتہر ہوا اور آپکی ذات بابرکات مرجع عالم و عالمیاں ہوگئی۔ ہزارہا آدمی اوس آفتاب عالمتاب کے فیضان سے کامیاب ہوے اور بیشمار خوارق اور کرامات آپ سے ظہور میں آئیں۔ ایک واقعہ بطور نمونہ از خروارے یہ ہے کہ بروز عاشورہ حضرت کے یہاں فاتحہ کیلئے شربت تیار ہوا تھا اور سپر فاتحہ پڑھی گئی لیکن آپکے پاے مبارک کی ٹھوکر سے کسی قدر شربت گر گیا لوگوں نے خدمت مبارک میں تصدیعہ کیا۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ دیکھو ٹہلیا شربت سے بھری ہوئی ہے دیکھا گیا تو واقعی ٹہلیا لبالب پُر تھی۔ بتاریخ ۲۲ شوال المکرم ۱۲۵۲ ہجری وصال فرمایا مزار اقدس الہ آباد میں ہے۔ نظم

واوسمی شہرِ مرسلاں	خدائے محمد محمد زماں	زبس صاحبِ خرقِ عادات بود	خداوند کشف و کرامات بود
بے بہست از کشفِ او	ولیکن منم بسکہ ایجاز گو	بہر نمونہ ازاں اندکے	زبسیار کم یعنے از صد یکے
خورد ست در گوشِ ما	بلاکاست و کم نمایم رقم	بعاشورہ شہر اندوہ زا	بیومِ بکاؤ بروزِ عزا
با نوشاہِ عالیجناب	کہ بس پایِ سابو عفت مآب	سبوہاے شربت پر از زائحہ	بر و خواندہ از صدق و اخلاص فاتحہ
عد اشتہ بود از بہرِ آں	کہ سیراب سازد لبِ تشنگاں	رساند بروحِ شہیداں ثواب	کہ ایزد بہ بخشش کند کامیاب
پیرانہ سالی و ضعفِ بصر	بناگہ زپاے شہِ نامور	چو واژوں سبو گشت شربت فتاد	باستاد خاموش آں خوش نہاد
ش با جرا با نوے نیک تن	برسمے کہ گویند با شوے زن	بد و گفت خندہ زناں کیں چہ شد	بچشمِ تو آلا مکاں بیں چہ شد
شربتِ پاک مقسومِ خاک	جوابش بفرمود شہ با تپاک	عبث شور کردن ترا عادت است	بہیں ایں سبو پیچہ از شربت است
ہر کس کہ خواہی بدہ	بمن عیب کوتہ نگاہے منہ	نظر چوں فگندند سوے سبو	خود آں بدیرا زشربت مشکبو

بدیں گونہ اکثر کرامات شاں — بدارند مردم بسے بر زباں — لہذا بریں میکنم اکتفا — کہ مشتے نمونہ ز خروارہا
نویسم کنوں قطع تاریخ آں — کہ آنرا نوشت اشرف خوش بیاں — آں محمد کو ملقب بود بہ باشاہ زماں — نقل فرمود از جہاں بر طارم اعلیٰ
چو ان گنج شش قلب او آمد صدائے از غیبی — جست ازیں بند قفس شاد اں سوئے مولیٰ رفت — ازیں دیدار جانان باد دل
قطب عالم ہادیٔ دیں قدوۂ اہل صفا — زیں تن خاکی براوج منزل علیا رفت — وائے زیں تودۂ خاکی ز فرق
گفت لبیک اجابت چوں بداعی اجل — زود در وقت سحر در جنت الماوا رفت — ہائے واویلا چنیں گفت اشرف زار و حزیں — سال تاریخش چنیں گفت اشرف زار و حزیں ۱۲۸۲ھ از دنیا

آپکے سات صاحبزادے بدیں تفصیل تھے (۱) حضرت سید شاہ ظہور الحسن قادری (۲) حضرت سید شاہ نور الحسن قادری (۳) حضرت سید شاہ علی حسن قادری (۴) حضرت سید شاہ محمد حسن اشرف قادری مصنف مثنوی معدن فیض (۵) مرشدی و مولائی حضرت مولانا حکیم سید شاہ فخر الدین احمد قادری نقشبندی عرف حضرت حکیم بادشاہ قبلہ (۶) مولوی حضرت حکیم سید شاہ علی حیدر قادری (۷) حضرت سید شاہ محمد عباس قادری قدس اللہ اسرارہم اضاء اللہ انوارہم

اس محل پر صرف فرزند چہارم رحمۃ اللہ علیہ مصنف مثنوی معدن فیض کے کیفیت تحریر کرنیکی ضرورت ہی آپکے حالات جو آپکے برادر حقیقی حضرت پیر و مرشد حکیم بادشاہ قدس سرہ العزیز نے اپنے خاندانی حالات کے تذکرہ کے ضمن میں تحریر فرمائے ہیں یہ ہیں کہ جناب اشرف الاولیاء سر حلقۂ صوفیہ صافیہ مقبول بارگاہ ذوالمنن حضرت **سید شاہ محمد حسن صاحب اشرف** فرزند چارمی حضرت قطب الاقطاب دوران با برگزیدۂ یزدان حضرت سید شاہ محمد زماں قدس سرہ الرحمن کہ قبل سجادہ نشینی فقیر مرید و خلیفہ اجا بودہ اند۔ واز صرف و نحو و ضروریات دین آگاہی میداشتند و کتب درسیۂ تصوف بوجہ کمال و ملازمت احدے اختیار نفرمودند۔ کثیر الصوم والصلوٰۃ بودند۔ وگاہے صوم ایام بیض ترک نہ وستہ شوال و دیگر صوم کہ در سنت واقع شدہ بموجب آں عمل می آوردند و سخن عارفاں میگفتند۔ مولوی روم قدس سرہ العزیز اکثر در مطالعہ میداشتند۔ وغوامض آں بوجہ احسن میکشودند۔ و معارف از منبع طبعش جوش میزد۔ و دُرہائے مضامین عرفاں از صدف دانش بیروں می آمد تصنیف مثل مثنوی معدن فیض مصابیح و منظومہ کیدانی بفقہ و دیوان اشرف و کلام اشرف بنعت و مدح اشرف تصوف و ترانہ عشق وغیرہ از جناب ممدوح بر صفحۂ روزگار یادگار است۔ و آنحضرت

تحقیق قدم زده بودند- علمائے ظاہر اکثر باجناب موصوف بعلم توحید کہ از والدِ ماجدِ خود اکتساب کردہ بودند
مناظرہ میکردند و مغلوب میشدند- فقیر بعد انفراغ تحصیل علوم تا مدت دہ سال بخدمت حضرت ایشاں
استفادہ علوم باطنیہ نمودہ ام و مباحثہ بسیار میکردم و بمطلب فایز میشدم- جناب ایشاں بفنا و بقا
شرف گشتہ بمشاہدۂ حق استغراقے داشتند- و در نسبتِ باطن و ازدیادِ جمعیت باطن و نفی خواطر
از دل و دماغ ترقیات میکردند- تصفیہ و تزکیہ از رذائل نقدِ حال ایشاں بود- لذت و حلاوت
اطاعت و نفرت از بدعت و معصیت داشتند- آدابِ ظاہر و باطن و انوار و برکات کہ در صحبت
جنابِ مرحوم حاصل بود و بآں تہذیب نفوس سالکاں میشد غالب است کہ چنیں سعادات بنہد بزرگان
سلف طالبانرا دست میداد- و بہ تزکیۂ قلب و تصفیہ باطن و صفائی نیت و پاکی طینت و کرم
جبلی و مروت فطری و سائرِ خصالِ رضیہ و شمائلِ مرضیہ نظیر نداشتند- و مریدیکم میگر فتند اجل خلیفہ
و مریدِ حضرت ایشاں شیخ ہدایت اللہ اونامی برادر زادۂ شاہ نذر محمد تم الکانفوری ہستند و جناب
مغفور را حیات چنداں وفا نکرد و بعمر چہل سالگی بمرض تپ دق و سل مبتلا شدہ در سن یکہزار
و دو صد و شصت و پنج ہجری داعیِ اجل را لبیک اجابت گفتند و شربتِ وصال چشیدند-
جناب ممدوح را فرزند نیست ارجمند کہ متصف بصفات حمیدہ اند المسمی سید شاہ حمید حسن سلمہ اللہ
من آفات الزمن و ایشاں ہم صاحب اولاد اند فقط لیکن کمی سال کا عرصہ ہوا کہ آپ کا انتقال ہو گیا۔

نسخہ شجرۃ العارفین مصنفہ منشی محمد علی الفت الہ آبادی رحمۃ اللہ علیہ

بپایم ازاں ہفت گردوں جناب	محمد حسن شاہ اشرف خطاب	لطیف و بدیع و رفیع المکاں	چراغ سمی نبی زماں
سر سالکاں افسر عارفان	شہ زیب بخش سر برجہاں	خداوند دیوان حمد خدا	ثناخوان ایشاں امام الہدی
ز ایں را تصانیف فیضانی است	کہ آں معدن فیض و کیدانی است	دگر ما حریفاں و تصنیف چند	بعلم تصوف ز فکر بلند
ز لطف مضامین بسیاختہ	بسے شہرہ در خلق انداختہ	براورنگ دیں شاہ آزادہ بود	خداوند تسبیح و سجادہ بود
بغا بعمر سن اربعیں	سوے خلد گردید رحلت گزیں	ہم ایں شاہ را ہست شہزادہ	بباغ سخا سرو آزادہ
متاع جہان و دلیر زمن	کہ نامش علم گشت حید حسن	کہ او از نژاد یل خیبر است	ہمہ سیرتش سیرت حیدر است

بتاریخ ہفتم ربیع نخست | دریں باغ ایں سرو رعنا بر است | چو دیدند روشن ہمہ از سمن | خطابش نمودند مظہر حسن
ز فکر شہ میر دیں نام جو | شد ایں اسم تاریخ میلاد او | چو ایں دُر ز کان صفا گوہر است | خطاب خوشش بندہ حیدر است
کہ یعنی بہ تضمین لفظ غلام | بہ حیدر ز تاریخیش گشت نام ۱۰۷۱ ۲۹۳ | بفضل خدای قادر بے نیاز | بعمر و باقبال ایں سہ

غزل الفت در مدح حضرت اشرف قدس سرہ

بیفزاے برکات لاانتہا | طفیل شہ اشرف الاو
سعادت خانہ زادی گوہر او | سیادت زیب فرق افسر او | بچشم اہل بینش بہ ز اکسیر | نماید جلوہ ہا خاک د
ز سرداران بزم شعر امروز | نمی بینیم کسے را ہمسر او | ہمانا نالہ موزوں کردنش را | شدہ عشق حقیقی ر
با وستادی کسے راز ان بگزیم | کہ بودہ خضر معنی رہبر او | بس اے الفت مقام خود نگہدار | کجائی تو کجا شان د

حالات حضرت حکیم پادشاہ قدس سرہ مصنف تذکرہ

باوج وصف او گر مرغ فکرت | پر و افتد ز خود بال و

جناب مستطاب مرجع کاملان فخر علماء ہندوستان جامع الفضائل کامل الخصائل فاضل اجل عالم با
ملائک شیم صاحب جود و کرم بہشتی رو رضوان خو پیشوائے ارباب صدق و صفا مقتدائے اصحاب حلم
افصح الفصحا ابلغ البلغاء اختر تابندہ فلک سخندانی رشک انوری در روشن بیانی افتخار فخر راز
نوائے سعدی شیرازی مطلع انوار طریقت متبع اسرار حقیقت نائب مناب شریعت مصطفے قایم مقا
علی مرتضی مقرب حضرت ایزد تعالی حاج بیت اللہ حافظ کلام اللہ علامی فہامی نادر کلامی افضل ا
واکرم الحکماء عالی نساب علوی انتساب سید الاقطاب مرشد اولی الالباب صاحب المقامات العلیہ و
علوم عقلیہ و نقلیہ امام صومعہ ریاضت ساقی میکدہ افاضت امام المتورعین سند الفقہاء و المحدثین
و مرشدنا مولنا ابو محمد حضرت سید شاہ فخر الدین احمد المعروف بحکیم پادشاہ آل نبی رفیعی القادری ال
النقشبندی المجددی قدس سرہ العزیز۔ ابتداءً آپ نے علوم ظاہری معقول و منقول کی تحص
شہر لکھنؤ میں بعہد حکومت نصیر الدین حیدر جنت منزل بادشاہ وقت بہ محل سرائے مولوی محمد حیدر م
دس سال تک مقیم رہکر علماء فرنگی محل و دیگر متعدد فضلائے نامی و گرامی کی خدمت میں فر
اور علم حدیث اور فن قرأت وغیرہ دوسرے علماء ماہرین فن سے تحصیل فرمایا آپکے اساتذہ کی
یہ ہیں مولنا مولوی محمد نعمت اللہ و مولانا مولوی محمد معین و مولنا محمد اصغر و مولنا مفتی محمد ولی ا

ومولنا اخوند شیر محمد ولاتی ومولنا مولوی حسین احمد وحضرت سید عبد الرحمن مدنی۔

(۱) مولنا مولوی محمد نعمت اللہ ابن ملا نور اللہ بن ملا محمد ولی بن قاضی غلام مصطفے بن ملا محمد اسعد بن ملا قطب الشہید جلیل القدر علمار فرنگی محل لکھنؤ سے تھے آپنے کل علوم درسیہ اپنے والد اور چچا مفتی محمد ظہور اللہ سے تحصیل کئے تھے علوم معقولات بالخصوص فن ریاضی میں آپکو ید طولیٰ حاصل تھا عرصۂ دراز تک بلدۂ لکھنؤ اور شہر فیض آباد میں آپ مفتی رہے پھر والی بڑودہ نے آپکو بلا کر نہایت اعزاز واحترام کے ساتھ خدمت بزرگانہ سے سفرار کیا علمار کے سوا طبقۂ امرا اور رؤسا میں بھی آپکا کمال احترام تھا۔ سنہ ۱۲۹۰ میں بمقام بنارس آپنے وفات فرمائی اب لکھنؤ میں آپ کے نبیرگان مولوی برکت اللہ مترجم تذکرہ الاولیا وغیرہ اور مولوی عظمت اللہ موجود ہیں۔

(۲) مولانا مولوی ملا محمد معین بن ملا مبین بن ملا محب اللہ بن ملا احمد عبد الحق بن ملا محمد سعید بن ملا قطب الشہید مستند علمار فرنگی محل سے تھے آپنے اکثر علوم درسیہ اپنے والد بزرگوار سے اور بعض اپنے برادران بزرگ ملا محمد حیدر اور ملا محمد صفدر سے حاصل کئے تھے۔ اکثر کتب درسیہ پر آپنے حاشیے بھی تحریر کئے آپکی تصانیف کی تفصیل حسب ذیل ہے۔ ترجمہ اصحاب الرموز حصن حصین۔ غایۃ البیان سیل وبحر مواج من الحیوان حاشیہ شرح ہدایۃ الحکمۃ۔ تفسیر آیات المیراث۔ رسالہ القرءۃ خلف الامام۔ منیہ فی تحریم المتعہ۔ مجموعہ الخطب والفتاوی آپنے ۱۲۵۸ میں وفات فرمائی آپکی اولاد لکھنؤ میں موجود ہے

(۳) مولنا مفتی محمد اصغر بن مفتی احمد ابی الرحم بن ملا محمد یعقوب بن ملا محمد عبد العزیز بن ملا محمد سعید بن ملا قطب الشہید آپ مشہور فاضل خاندان علمار فرنگی محل سے تھے آپنے بعد حفظ کرنیکے کلام اللہ شریف کتب درسیہ کی تحصیل اپنے والد بزرگوار اور ملا محمد مبین رح کے خدمت میں فرمائی اور عالم تحریر جامع معقول ومنقول ہوے۔ منقول میں خاصتہً علم فقہ واصول میں آپکو کمال حاصل تھا خدمت افتا آپکے تفویض ہوئی۔ کئی درسیہ کتابوں پر آپنے حاشیے تحریر فرمائے۔ چنانچہ مصنف کتاب خیر العمل نے آپکی فقاہت اور لطافت ظاہری وباطن کی تعریف فرمائی ہے۔ ۱۹ رجب ۱۲۵۵ میں آپنے وفات فرمائی آپکے پیروتے مفتی محمد یوسف داماد مولنا مولوی محمد عبد الحی مرحوم زینت افزائے لکھنؤ موجود ہیں۔

(۴) مولٰنا مفتی محمد ولی اللہ بن ملا حبیب اللہ بن ملا محب اللہ بن ملا احمد عبدالحق بن ملا محمد سعید بن ملا قطب الشہید آپ جلیل الشان فاضل خاندانِ علمارِ فرنگی محل سے تھے۔ آپنے کل علوم و فنون درسیہ کی تحصیل اپنے والد بزرگوار اور چچا مولٰنا محمد مبین اور مفتی محمد ظہور اللہ اور مولٰنا عبدالقدوس سے فرمائی مختلف علوم میں کثیر التعداد کتب آپکے تصانیف سے صفحۂ ہستی پر یادگار موجود ہیں جنکی تفصیل یہ ہے۔ حاشیہ بر (حاشیہ سید زاہد رسالۂ قطبیہ) حاشیہ بر (حاشیہ زاہد بہ تہذیب الجلالیہ) حاشیہ بر (شرح ہدایۃ الحکمۃ صدری) حاشیہ بر (شرح عقائد الجلالی) رسالۂ ایقاظات فی بحث العلم شرح ایقاظات۔ رسالہ در مسئلہ تشکیک۔ رسالہ بحث کلامی ہذا کاذب۔ شرح مسلم العلوم شرح مسلم الثبوت رسالۂ فارسی متعلق انتظام ریاست و سلطنت۔ رسالہ فارسی عمدۃ الوسائل۔ رسالہ فارسی اعضاء الاربعہ بشجرۃ الطیبہ۔ تفسیر قرآن مجید ۸ جلدیں۔ حاشیہ بر (حاشیہ میر زاہد بہ شرح مواقف) وغیرہ وغیرہ آپ اپنے ہمعصر علما اور امرا کی نگاہ میں نہایت ہی محترم اور محتشم تھے ۱۱۷۰ھ میں آپنے وفات پائی۔

(۵) مولانا اخوند شیر محمد ولایتی رحمۃ اللہ علیہ شاگرد رشید مولٰنا مولوی رشید الدین خان صاحب دہلوی و مولٰنا مولوی مفتی محمد ظہور اللہ فرنگی محل مشہور و معروف فضلا سے تھے۔

(۶) مولٰنا مولوی حسین احمد مرحوم ارشد تلامذۂ حضرت مولٰنا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلو

(۷) مولٰنا مولوی حافظ سید عبدالرحمٰن مدنی قطب وقت محی اللیل ساکن متصل جدارِ حرم شر جلیل القدر محدث علماءِ حجاز عرب سے تھے قرأت اور علم تجوید میں بھی آپ کو کمال حاصل تھا آپکی دریافت نہیں ہوسکتی۔ بعد تحصیل کتب متداولہ و تکمیل علوم درسیہ اولاً حضرت قبلہ باطنی حسب تعلیم سلسلۂ قادریہ سہروردیہ اپنے والد بزرگوار قطب الاقطاب حضرت سید شاہ القادری قدس سرہ کے خدمت میں فرمائی بعد وصال پدر بزرگوار و برادر معظم مصنف شہ ہذا آپ سجادہ نشین خانقاہ شریف ہوے بعد تکمیل سلسلہ ہذا آپنے اپنے خسر حضرت مولانا محمد عاشق عرف میر فرخ علی میاں سے جو سادات محترم کڑہ سے تھے اور انکا سلسلہ نسب جنا فرزند حضرت امام موسی کاظم رضی اللہ عنہ تک منتہی ہوتا ہے بعد بیعت طریقہ عالیہ نقشبند

ازت تامہ پائی ۔ اور خرقہ اور خلافت سے مشرف ہوے ۔ سند اجازت دلائل الخیرات و قصیدہ بردہ آپ نے
نخ الدلائل سید علی بن یوسف ملک الباشلی المدنی اور سند اجازت حزب البحر و طریق نماز تہجد و دیگر
شیار مخصوص طریق نقشبندیہ حضرت شاہ احمد سعید احمدی مجددی سے زمانہ حج بیت اللہ ۱۲۷۵ھ میں
اصل فرمائے ۔ تھوڑے ہی عرصہ میں آپ کے کمالات اور حالات کا عالمگیر شہرہ اور آوازہ بلند ہوا
طرف سے عاشقان خدا و طالبان راہ صفا جوق جوق آنے لگے صدہا ہزارہا آدمی آپکے فیوضات
اہری و باطنی کے برکات سے مستفید ہو کر کامل و مکمل ہو گئے ۔ نظم

ان ہفت خور نیز پنجمیں	کہ بر نام او میکند فخر دیں	جبینش پر از نور فضل و کمال	سہی سرو از جویبار جلال
یقہ و آب شریعت پناہ	بملک فضیلت یکے بادشاہ	رہ معرفت را شہ سالکاں	سمند افگن عرصۂ لامکاں
ث فقیہ و کلیم	ادیب و طبیب و لبیب و حکیم	گزیں نائب سید المرسلیں	حسینی نسب سالک راہ دیں
یضان در دلی	دلش گنج سر خفی و جلی	چو با فخر رازی و از بو علی	دہم نسبتش با شد از جاہلی
د آنہا ادیب و طبیب	یکے را نہ بد عالم معنی نصیب	نہ ازم کہ حکمت نہ ہی کند	کہ در فقر خود بادشاہی کند
ں فرزند ترز قطب سما	پئے خیمۂ دین حق او تاد ہاست	ستون شریعت دستش بپا	محل سلوک از رخش پر ضیا
ز دست فیضان او	کہ تشنہ لباں از رہ چار سو	چہ ڈھاکھی چہ بنگالی و ہوگلے	چہ سندھی چہ کشمیری کابلے
س و مرہٹ چہ گجراتیاں	چہ از وسط ہند و چہ پیواتیاں	چہ نیپال و لاہور و ملتانیاں	چہ سلہٹ چہ بلوچ و مکرانیاں
ر نوی و خراسانیاں	بسی مشہدی و صفاہانیاں	ارادت بدیں چشمہ آوردہ اند	بدخواہ خود فیضہا بردہ اند
یاں شاہ آزادہ اند	درایدوں خداوند سجادہ اند	مرایں شاہ را ہم یکے شہریار	چو در یتیم آمدہ یادگار
طبعش بلیغ و کلامش فصیح	نخ ار ملیح ست نامش مسیح	خداوند چو بد از جنبش عیاں	ملقب شدہ با مسیح الزماں
ضیلت پناہ ست و حکمت مآب	ازیں رو مسیحا ست او را خطاب	چو آباد اجداد صاحب طریق	بفضل و علوم ست بحر عمیق
شد علامۂ روزگار	ہمہ دانی اش بر ہمہ آشکار	شہ صوفیاں و سر نحویاں	امام ادیبان نادر بیاں
عانی و فن بیاں	سبق بر دبر ذہن پیشینیاں	بہ معقول و منقول و فقہ و اصول	بہ تفسیر قرآن و حکم رسول
رایض بہ فتوی دہی	بہ پیش از شباب آمدش آگہی	درآیدوں بفضل خدائے کریم	جوانست و در دلی راسخ

بگویند او را حکیم ہمام	کہ بر ذات او گشت حکمت تمام	بتشخیص او بسکہ نازد دوا	کہ بر دست او کرد بیعت شفا
خدایا تو این شاہ و شہزادہ را	کز و زندہ ہست سجادہ را	بفضلت کہ بر فرق مستر شداں	بسے سالہا ظل گستر بماں

حضرت قبلہ کے رشید تلامذہ کی تفصیل یہ ہے

(۱) حضرت مولٰنا و مرشدنا مولوی سید شاہ حکیم مسیح الدین احمد صاحب صاحبزادہ و جانشین مدظلہ العالی (۲) جناب مولٰنا مولوی محمد عبد السبحان صاحب مرحوم (۳) جناب مولٰنا مولوی سید شاہ امیر الدین احمد صاحب برادرزادہ حضرت قبلہ دامت فیوضہم (۴) جناب مولانا مولوی سید شاہ حافظ احمد حسن صاحب مرحوم برادرزادۂ حضرت قبلہ (۵) مولوی اشرف علی صاحب اور **خلفاء** کی تفصیل یہ ہے (۱) مولٰنا و مرشدنا حضرت صاحبزادہ صاحب دامت فیوضہم آپکے زمانہ کم سنی کی کیفیت اشعار ماسبق سے واضح ہوتی ہے فی زمانہ آپکے علم و فضل کمالات ظاہری و باطنی کی شہرت تام ہے و ذات بابرکات مرجع خاص و عام ہے۔ بہت سے تلامذہ علوم ظاہری علم فقہ و اصول اور حدیث و تفسیر و علم ادب و معانی حکمت و فلسفہ ہیئت و ریاضی سے مستفید ہیں بالخصوص فن طبابت سے جسمیں آپ اسم با مسمّٰی مسیح وقت ہیں صدہا بلکہ ہزارہا آدمی آپکے فیضان سے منتفع ہو رہے ہیں اور کمالات علم باطنی و ودیعت الٰہی بطور توارث آباً عن جدٍ آپ کی ذات سرچشمۂ آب حیات تک پہونچا اوس سے بھی ایک عالم بہرہ یاب ہوا اور خاندان مریدی سے مفتخر ہے ادام اللہ ظلہم العالی ما دام الایام و اللیالی۔

آپکی اولاد کی تفصیل یہ ہے کہ بڑی صاحبزادی صاحبہ ہیں اونکے صاحبزادہ جناب سید شاہ حکیم انوار احمد صاحب ہیں جو بہت اور پانچ صاحبزادہ تھے۔ بڑے صاحبزادہ جناب حافظ مولوی حکیم شاہ سید حسن صاحب مرحوم تھے جو باوجود کم سنی کے علوم درسیہ اور کتب متداولہ سے فارغ التحصیل ہو کر فن طبابت میں شہرۂ آفاق تھے کیوں نہ کہ سوائے کمالات علمی اور زہد و تقوی کے اللہ تعالی نے دست شفا بخش عطا فرمایا تھا کوئی مریض ایسا نہ ہوگا کہ اوسنے آپکی خدمت میں رجوع کیا ہو اور اسکو شفا حاصل نہوئی ہو اکثر صحت یاب ہو جاتے تھے اور اسوجہ سے آپکا آوازہ تمام شہر الہ آباد اور گرد و نواح میں بلکہ دور دراز کے امصار و دیار میں ایسا کچھ ہو گیا تھا کہ دوسرے طبیبوں کے مطب بند اور ڈاکٹری علاج کی بیقدری ہو گئی تھی بقضائے الٰہی

عین عالم شباب میں بعمر ۲۸ سال ۸ ماہ بتاریخ ۲۲ رجب المرجب ۱۳۲۶ھ شب جمعہ وصال فرمایا۔ تمام اہل شہر اور واقفین کے دل اس صدمۂ جانکاہ سے مقصدوم ہیں۔

دوسرے صاحبزادہ جناب مولوی شاہ سید حسین صاحب مرحوم تھے انھوں نے بھی مثل اپنے برادر بزرگوار کے علم حاصل فرمایا تھا بعمر ۲۴ سال بتاریخ ۴ شوال المکرم ۱۳۲۶ھ وصال فرمایا ؎

پھول تو دو دن بہارِ جانفزا دکھلا گئے	حسرت اُن غنچوں پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے۔

تیسرے صاحبزادہ جناب مولٰنا سید شاہ حکیم محمد احسن سلمہ اللہ تعالیٰ ہیں اور چوتھے صاحبزادے جناب مولٰنا سید شاہ محمد محسن سلمہ اللہ تعالیٰ ہیں جو تحصیل علوم و فنون میں مشغول ہیں امید ہے کہ عنقریب اپنے آبائی کمالات میں دستگاہِ کامل حاصل فرما کر جلوہ افروز مسندِ آبائی ہو کر فیض رسانِ خلایق ہونگے۔ اَللّٰھُمَّ اَبْقَاھُمْ عَلٰی رُءُوْسِنَا۔ پانچویں صاحبزادہ جناب سید شاہ محمود تھے جنھوں نے زمانہ خوردسالی ہی میں وفات فرمائی۔

دوسرے خلیفہ والدی و مرشدی جناب حافظ حاجی محمد عباس علیخاں امروہی قدس سرہ بن محمد دلدار علیخاں[1] راجہ علیخاں المعروف بہ غلام مولیٰ خاں بن محمد شمس الدین خاں[2] بن شیخ درویش محمد[3] المخاطب بہ (نواب پیش علیخانِ اول عرض مکرر و نائب میر بخشی و داروغہ توپخانہ رسالہ والا شاہی بالاشاہی ائی و منصبدارِ باون ہزاری دربارِ شاہانِ دہلی حضرت محمد فرخ سیر و محمد شاہ نور اللہ مضجعہما) عبدالحکیم المقلب بہ شیخ ماکھن المخاطب بہ حکیم علیخاں بن شیخ جان محمد ملجی غفر اللہ لہم تھے۔ ۱۲۰۲ھ آمیں بمقام امروہہ تولد ہوے۔ بارہ سال کی عمر میں حافظ کلام اللہ ہو گئے اور تقریباً ۱۴ سے عرصہ میں حسب ضرورت فارسی اور عربی کی تحصیل تا بہ شرح ملا جامی فرمائی۔ کم سنی ہی میں والد بزرگوار نے وفات فرمائی اور خانگی کاروبار انتظام دیہات جاگیرات آپکے ذمہ ہوا۔ اسی سال ہنگامۂ غدر شروع ہوا۔ جسمیں نامور شرفا اور معززا مرا بے خان و مان ہو گئے چنانچہ خاندان کے بھی کل جاگیرات اور ملک و املاک لاوارث قرار پا کر ضبط سرکار انگریزی ہو گئی۔ بعد غدر ۱۲۷۴ھ آمیں حضرت حکیم بادشاہ صاحب قبلہ قدس سرہ العزیز کے خدمتِ مبارک میں الہ آباد

[1] ۱۲۱۲ھ وفات ۱۲۷۲ھ ۶۰ سال [2] ۱۲۱۲ھ وفات ۱۲۷۹ھ ۶۷ سال [3] ۱۲۱۲ھ وفات ۱۲۷۹ھ ۶۷ سال

حاضر ہوکر مرید ہوے۔ اور ایک عرصہ تک آپکے آستانۂ عالیہ پر مقیم رہے حتی کہ شرف خلافت تامہ اور خرقہ سے سرفراز ہوکر مرخص و مامور بقیام اقلیم وطن ہوے۔ ۵۲ سال کامل مسند ارشاد پر متمکن رہے صدہا بلکہ ہزارہا آدمی آپکے مرید ممالک مغرب و شمال ہند و پنجاب اور اطراف کابل میں موجود ہیں دونوں طریقے یعنے قادریہ و نقشبندیہ کے سلوک کی کامل تعلیم دیتے تھے۔ اور مسائل مشکلہ تصوف وحدت الوجود وحدت الشہود کو بسہولت اور بصراحت منکشف فرماتے تھے۔ آپ بنسبت صحیحہ مکملہ شیوخ متقدمین سے منتضی کشف و کرامات تو کوئی چیز قابل تذکرہ نہیں ہیں صدہا سے زیادہ ہونگے اکثر روزمرہ ظہور میں آتی رہتی تھیں البتہ مایۂ افتخار آپکے پیر و مرشد کا یہ ارشاد ہے جو آپ اکثر فرمایا کرتے تھے اگر خدا تعالے[1] بروز حشر مجھ سے فرمائیگا کہ ہمارے واسطے کیا لائے ہو تو میں اپنے حافظ جی کو پیش کردونگا کہ یارب العزت میں یہ تحفہ تیرے لئے لایا ہوں آپ سے متعدد خلفاء ہوے بعض کے اسماء یہ ہیں (۱) سید راحت علی امروہی مرحوم المتوفی بتاریخ ۳ محرم ۱۳۱۰ھ (۲) مولوی محمد عماد الدین بجھرایونی (۳) مولوی تسلیم احمد صابری امروہی اگرچہ انھوں نے من بعد سلسلۂ صابریہ چشتیہ میں دوسرے شیوخ سے بھی استفادہ کیا ہے (۴) حکیم سید کفایت علی احراری بلب گڈھی مرحوم المتوفی ۱۴ رجب ۱۳۲۰ھ روز دوشنبہ (۵) حافظ عبد اللطیف خاں امیوری (۶) مولوی سید رحمت علی سنبھلی المتوفی ۲۰ صفر ۱۳۲۱ھ (۷) حافظ سید ارشاد علی مرادآبادی (۸) محمد اکبر شاہ امروہی (۹) شاہزادہ محمد امیر الملک عرف مرزا بلاقی دہلوی (۱۰) حافظ محمد رحمت اللہ اور (۱۱) خادم درگاہ شریف راقم الحروف عفی عنہ۔

حضرت حافظ صاحب قبلہ بلغ شعبان المعظم ۱۳۲۱ھ روز جمعہ بعد نماز جمعہ علیل ہوے اور بتاریخ رمضان المبارک روز پنجشنبہ ۱۳۲۱ھ بعد نماز ظہر وصال فرمایا اور اوسی شب میں باغ روضۂ نواب محمد درویش علیخاں میں مدفون ہوے۔ قطعہ تاریخ وصال از شاہزادہ محمد امیر الملک تیموری عرف مرزا بلاقی دہلوی

حافظ عباس علیشاہ امام اقطاب	بود ہر نخطہ بحق شاغل و واصل بحق	سال وصلش نوشت این احقر	مرشد عارف و کامل بحق
			۱۳۲۱ھ

[1] حضرت مرزا مظہر جان جانان شہید رح نے بھی جناب قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ کے شان ارشاد فرمایا تھا کہ اگر خدائے تعالی بروز حشر مجھ سے ارشاد فرمائیگا کہ دنیا سے ہمارے واسطے کیا لائے ہو میں قاضی صاحب کو بارگاہ الہی میں پیش کردونگا ۱۲

تیسرے خلیفہ جناب خواجہ محمد سلطان لاہوری قدس سرہ العزیز تھے جو لاہور میں رہے آپکے بہت سے مریدین اور بعض خلفاء موجود ہیں مزار شریف لاہور میں ہے
چوتھے خلیفہ حکیم سید شاہ محمد رضا تھے جنھوں نے بلاد پورب میں قیام فرمایا تھا اونکا مزار شریف ناصری گنج مضلع گیا میں ہے اگرچہ حضرت
حکیم مادشاہ صاحب قبلہ قدس سرہ العزیز بسبب مشغلہ تعلیم علوم دینیات فقہ واصول وحدیث وتفسیر اور توجہات باطنی حلقہ ذکر وشغل ومراقبات بہت
عدیم الفرصت رہتے تھے تاہم تصنیفات بھی فرمائے ہیں۔ جیسے ازالۃ الشکوک والاوہام وتقویۃ الایمان نذیر البشیر ردمولوی بشیر الدین صاحب
سہسوانی۔ فائحہ فی جواز الفاتحہ۔ ورسالہ مولد شریف وغیرہ اور گاہے گاہے نظم بھی فرماتے تھے۔ نظم

بسم اللہ کنم آغاز شرح مطلب ما
کلید قفل گنج قلب وحل جملہ مشکلہا
بہ بحر معرفت رفتند بھر گوہر معنی
مگر آن بی نشانہ را نے نشان ست نہ بیسا حلہا

رہی پر پیچ وبیم وزد وقطاع الطریق ایدل
چہ سان سالم روی بی نشان ما خویش ومنزلہا
بیا اے جان من بہ پیچم ساعتے بنشینم
کہ بی پیر طریقت کے توانی قطع منزلہا

بزد طرب بزم ما کہ در گوشم ہمی آید
صدائے انحدی ہر دم چو صہوات جلاجلہا
سبو کینہ شتو اینجا خوش خوان مصرعۂ حافظ
الا یا ایہا الساقی ادر کاساً وناولہا

عکسے فتاد از رخ زیبا بجام ما
صبح فراق خندہ زند کے بشام ما
تا لذتے ز لعل لبت در دہان ماست
ریزد مدام شیر وشکر از کلام ما

دریائے بی نشان دُر معنی کجا رسد
زین سعی وکوشش وطلب ناتمام ما
اے فخر فکر ذات کمن دام باز چین
عنقائے لامکان نشود صید دام ما

فغان از دست صیاد یکہ آورد از چمن ما را
بہ بیم دست وپائے آنکہ برساند وطن ما را
دو چشمم کور شد از گریہ در شوق رخ یوسف
علاجش نیست اکنون جز بہ بوئے پیرہن ما را

بشیرین لب شدم مفتون وداد جان شیرین را
سزد گر مرحبا گوید برین آن کوہکن ما را
برائے خلق می پوشم عبا وجبہ پشمین
پئے خالق بس است ایں جامہ ودلق کہن ما را

فنا فی اللہ گر دیدم حیات جاودان دیدم
چو برخیزم بیا بنگر ہمارہ وکفن ما را
ہنجیکہ خواست کرد قضا روان بران
در ایں خواجہ نیست تصرف غلام را

مدام از خم احدت خورندے
زین بادہ بہرہ نیست ہمہ خاص وعام را
اے فخر بادہ نوش وبمستی وعیش کوش
بگذار ایں عمامہ وتسبیح دام را

بیا باغ دل از نور ایمان شما
رونق گلزار جان از آب حیوان شما
تلخ باشد در دہانم ذوق شیرینی وقند
گر نہم لب بر لب لعل بدخشان شما

رسول اللہ جمال خود نما
بر من مشتاق جمال خود نما
شوق پابوست زحد افزون شدہ
شعشۂ نور نعال خود نما

تو کہ نور مطلقے واحمدی
نور ذات باکمال خود نما
از تلطف پر وبال خود نما
بلا یرا وج تدلی یکزمان

فخر از ہجر تو بے صبر وسکونست
جز بپر تو رخسار تو در کون ومکان نیست
بر دعوی من حاجت برہان وبیان نیست

بنگر کہ چسان تافتہ نور رخ خورشید
خود دال بر آن گشت وعیانست ونہان نیست
نقصان نہ پذیرد گل حسن تو ز دوران
آلان کما کان بلاغ تو خزان نیست

تا کہ نگویم بکسے سر سویدا
در مذہب عشاق چنین است وچنان نیست
محرم جذبش نبینند سوئے غیر
بستہ رشتۂ محبت اوست

ہم صاف وبادہ گلگون مراد کار نیست
بوئے زلفت ست کردہ حاجت خمار نیست
بلبل گلزار قدسم ونہ ارم سپوئے خلد
خلد وفردوس برین ہمہ از رخ دلدار نیست

همچو فرہاد م بپیش شیرین گردکوہسا — مسکن من روز و شب جز دامن کہسار نیست — عاشقی و بت پرستی عاشقان را لازم بود — التفات عاشقان با سبحہ و زنار نیست

غیر مینا جملہ باہم دشمن یکدیگرند — پیش ما ہم جملہ معشوق اند و کس اغیار نیست — بیخود و حیران مستم از شراب بیخودی — فخرا در راہ حق جز بیخودی درکار نیست

دو چشم ناظر رخسار یار ماست — مرا با جنت و دوزخ چہ کار ماست — دو عالم را کشیدہ در تہ تیغ — ہنوز آن تیغ ابرو آبدار ماست

بیا دآن دلارام و خوش اندام — بسان ابر چشم اشکبار ماست — بیا اے جان جان ناتوانم — دلم چون مرغ بسمل بیقرار ماست

ہمین جستم در اکوے و بازار — بحمد اللہ کہ بارم در کنار ماست — دلم با یار و دست من بکار ماست

نہ تنہا من ببوے گل شدم مست — کہ شمل من بشاخ گل ہزار ماست — ہمہ تن داغ دار و لالہ زار ماست

چہ خوش گفت است صائب در جواب — بیا دش گیسرکان وصف نگار ماست — دو عالم یک فروغ حسن یار ماست

بپرس اے فخر از جوہر شناسان — کلام تو چو در آبدار ماست — آدم از ترک خودی مرد خدا میگردد

آنقدر شوق تو دارد دل مضطر بما — دمبدم سوے تو چون قبلہ نما میگردد — شیشہ دل چو مصفا شود از زنگ غم

فخر ایوان تو و درست و مقام تو بلند — زین سبب اہل نظر رو بتو پا میگردد — بیگمان صورت خود جلوہ نما میگردد

رباعی

از قطرہ چو سیل آب می باید شد — وز ذرہ چو آفتاب می باید شد — سوزان سوزان کباب می باید شد

پروانہ صفت بگرد شمع رویش

بتاریخ ۲۳ ربیع الثانی سنہ ۱۳۰۳ بعمر ۷۵ سال وصال فرمایا مزار پر انوار الہ آباد میں ہے قطعہ تاریخ مصنفہ سید وارث علی رئیس موضع

اوتاد عصر و قطب زمان شمس روزگار — اہل کمال اہل سلوک اہل قدر و جاہ — تھے فخر راز علم و عمل زہد میں فرید — معروف بادشاہ فقیر انہ

غوث و فقیر و دست مرید و نکو گیر — ابدال عہد حال تھی اور مقتدا پناہ — تکیہ پہ اپنے فخر نہ مسند پہ ناز تھا — ایسے فقیر دل تھے باین

تھی در حقیقت آپکی ذات اونکی صفات — باطن بھی صاف اہل بصیرت تھی واہ واہ — جس کو رد دل پہ چشم توجہ سے کی نگاہ — پہچاننے لگا وہ معما معرفت

ذکر و مراقبہ میں گذرتی تھی ساری رات — ہر شام سے تھا شغل یہی تا دم نگاہ — ان کا مومنین کسے جو تصرف اپنی عم — پھر کیا ہوا وسکی کشف و کر

ہر علم میں عبور تھا ہر فن میں تھا کمال — نقصان نہ تھا ذرا بھی یہ روشن ہے مثل ماہ — دم بھر تی ہیں مسیح یہ قانون طب تھا ضبط — حکمت میں بوعلی سے زیا

لاحق ہوا وہ نہیں مرض الموت ناگہان — پہونچا زمان قرب جو نزدیک آ گیا — خود دست بیع پیر رضا و قضا ہوے — کی حکم نقشبند اجل پر چو

محو لقائے یار ہوی پھیری سب سے آنکھ — شوق وصال دوست میں دی جان خاص اگا — جان دیکے مرکے منزل جانان میں پہونچی آج — کہتے ہیں جذب عشق اسی

خلوت سرائے قبر میں جلوہ فرما ہوئے — مردان پارسا کی جو ہے خاص جا گاہ — فکر سن وفات میں وارث نہ جان کہو — کہہ آہ آہ آہ مسلم کا

اور دفن نقش کا ہے مجدد یہ ماوہ — آباد اب رہے ویرانہ خانقاہ — **غزلیات حضرت اشرف علیہ ا**

۱۳۰۳

جادو نگہے راہ زنے چشم سیاہے — آرام ربائے بت سرمست خمارے
شمشیر کشے کینہ وری سینہ خراشے — دلرام کنے فتنہ قدے صبر شکارے
لعلی سخنے نکتہ وری شہد مقالے — شکر شکنے نعل لبے نوش گوارے
بیداد گرے کج روشے طرفہ ادائے — آتش فگنے ماہ وشے لالہ عذارے
تازہ چمنے گلبدنے کبک خرامے — آہو نظرے فتنہ سرے رشک بہارے
زہرہ صفتے شمع رخے نغمہ سرائے — طنّاز جوانے صنمے نکتہ گذارے
پرسید چو اشرف کہ تو ئی خلق فریبی — ازراہ تبختر سخنے گفت کہ آرے
شدم بسوئے چمن بارہا بوے کسے — گہے شگفتہ ندیدم گلے زروے کسے
کجا روم زکہ پرسم چگونہ صبر کنم — کہ گم شدست دل زارِ من بکوے کسے
ازار حیف نیامد گہے ببالینم — گذشت عمرِ عزیزم بآرزوے کسے
سرشک وار دلم خون شد و زدیدہ چکید — کہ خود چو پیک رود بہر جستجوے کسے
دلم بفرقتِ محراب ابروے خمدار — چو مرغِ قبلہ نما میطپد بکوے کسے
مدام از تپِ فرقت بجغدِ شبِ غم — دلم چو شمع بسوزد بیادِ روے کسے
چو وقتِ نزع ببالینم آمد از سرِ ناز — کشادہ ماند چو نرگس دو دیدہ سوئے کسے
خوشا نصیب تہی قسمتم کہ بعدِ فنا — کنند دفن مرا دوستان بکوے کسے

بلغ العلے بکمالہ
کشف الدجی بجمالہ
زضلعِ رحمت لاتقنطوا تو باد تا ابدالابد
کہ ملحوظ شد بدرِ صمد بخدا تو لی و ترا سزد
بہمہ دینہ و ہم بلد شدہ این ترانہ خوشرو
بمقامِ قدس چو چشمہ زد بریسید مژدہ بچار حد
بلغ العلے بکمالہ
کشف الدجی بجمالہ
چو رسید اشرف اینہا بنصفہا طالع مرتضا
بخیم خم دے نجناب قادر کریما
بلغ العلے بکمالہ
کشف الدجی بجمالہ
حسنت جمیع خصالہ وصلوا علیہ وآلہ

مثنوی معدنِ فیض

بسم اللہ الرحمن الرحیم

وصفِ تو یارب نباشد حدِ کس — تو بآن وصفی که خود گفتی وبس
نیست جز تو خالقِ هر دو سرا — ذاتِ پاکِ تست بیچون و چرا
مر توئی پروردگارِ انس و جان — نیست مانندِ تو چیزے در جهان
در صفاتِ خویشتن یکتا توئی — قادر و قیوم و بے همتا توئی
در دو عالم نیست انبازِ تو کس — وصفِ بے چونی سزائے تست وبس
خالقِ بے آله و فکرت توئی — رازقِ بے بخل و بے بیت تعدی
میرسد بر ذاتِ تو وصفِ بقا — که نداری ابتدا و انتها
نیست تغییرے بذاتت اے صمد — در ازل بودی و باشی تا ابد
انچه بودی همچنان هستی کنون — ذاتِ تو باشد ز فکرِ ما برون

مدح مداحان و وصف واصفان — در جنابت هست یکسر بی نشان
آنچه از کلک قدر کردی رقم — نیست خالی از ره عدل و حکم
بهتر از وی ناید از کس زینهار — که کند نقشی به از وی آشکار
نیست در صنع تو نقصان و زیان — آنچه میبایست کردی آنچنان
از سریر عرش تا فرش بسیط — علم تو باشد بجمله شی محیط
نیست محجوب از تو چیزی در جهان — نزد تو یکسانست پیدا و نهان
هرچه هست اندر زمین و آسمان — جمله از تقدیر تو گردد عیان
کفر و ایمان رنج و راحت خیر و شر — صحت و بیماری و نفع و ضرر
اندک و بسیار از خورد و کلان — طاعت و عصیان و از سود و زیان
کی پدید آید بجز تقدیر تو — زانکه باشد جمله در تسخیر تو
جمع گر آیند از جن و بشر — ور ز شیاطین و ملائک سر بسر
بی قضا و حکم تو در دو سرا — ذره را کس نجنباند ز جا
نیست بی تو اختیار هیچکس — که زند جز خواهش تو یک نفس
تو سمیعی تو خبیری تو بصیر — تو علیمی تو کلیمی تو نصیر
هرچه باشد در جهان بعد و قریب — بشنوی بی گوش ای رب مجیب

تقریبی از فضل و حکمت و تعلیم
تقریبی از عدل و حکمت و تعلیم
تقریبی از سازی بارگاه عدل
تقریبی از سازی بارگاه عدل
تقریبی از سازی بارگاه عدل
تقریبی از سازی بارگاه عدل
تقریبی از سازی بارگاه عدل
تقریبی از سازی بارگاه عدل
تقریبی از سازی بارگاه عدل
تقریبی از سازی بارگاه عدل

قطره را در صدف گهر کنی — گر بشود شکل عجیب و خوشنما
ذره را در جهان افسر کنی — با هزاران خوبی و لطف و صفا
جسم آدم ساختی از خشت خاک — قطره را در صدف گهر کنی
باز از قدرت دمیدی روح پاک — ذره را در جهان افسر کنی
نوح از تو یافت زان طوفان امان — جسم آدم ساختی از خشت خاک
خلیل آتش نمودی بوستان — باز از قدرت دمیدی روح پاک
گشت از قهر تو فرعون غرق نیل — نوح از تو یافت زان طوفان امان
شد هلاک از تشنه حصم برگمان — خلیل آتش نمودی بوستان
گشت در راه بقا و چون روان — گشت از قهر تو فرعون غرق نیل
ای که نیست از جهان بیت و بلند — شد هلاک از تشنه حصم برگمان
تو بقا باشی فقط بس بی گمان — گشت در راه بقا و چون روان
ای که نامم تو نکردی هست کار — ای که نیست از جهان بیت و بلند
جز تو قیمت چه آید از عدم — تو بقا باشی فقط بس بی گمان

مناجات بقاضی الحاجات

همتو ما را جان دهی و هم ستوان — شکر تو هرگز نگنجد در بیان
از که آید شکرِ تو اندر حصار — نعمت افزون ز حد ست و شمار
هستیِ مطلق ندارد جز تو کس — ما سزاوارِ فنا هستیم و بس
در جنابِ اقدست اے کبریا — نیست کس را طاقتِ چون و چرا
هر چه باشد در زمین و آسمان — جمله اندر یادِ تو تسبیح خوان
در حریمت ره نیابد فکرِ کس — کی رود بر آسمان بانگِ مگس
چون کند وصفِ تو کلکِ دلفگار — موی را با شعله افتاد ست کار
حمدِ پاکت موجبِ زیب بیانست — رونق و آرایشِ بزم دهانست
هر چه موجود ست این نقش و نگار — شد عیان از کلکِ صنعِ کردگار
صانعی کز قدرتِ بی ریب و رنگ — لعل پیدا می کند از بطنِ سنگ
واحد القهار و ربٌّ ذو الجلال — ملکِ او خالی ز نقصان و زوال
هر دو عالم تابعِ فرمانِ اوست — انبیا و اولیا حیرانِ اوست
قدسیان در حیرت و فکرت مدام — کس نشد واقف ازان عالی مقام
عقلِ کل را در جنابِ ذو المنن — یک سرِ مو نیست تابِ دم زدن
کلکِ او از کاف و نون نقشی بست — عالم از قیدِ عدم در حالِ رست

بیکسان را مرتوئی فریادرس — غیر تو مارا که باشد دادرس
هرکه روی عجز مالد در رهت — کی بگردد ناامید از درگهت
جمله عصیانم ببخش ای کردگار — لائق فعلم مکن با من توکار
روز و شب این نفس و شیطان لعین — میکنند آواره ام از راه دین
وارها اکنون مرا از دام نفس — تا شوم فارغ تمام از کام نفس
توبه ده بر کردهای خود مرا — رشته جانم ببخش از ماسوا
سرد کن بر خاطرم دنیای دون — چشمه حکمت روان کن از درون
قطع کن از غیر خود امید و بیم — دار فارغ از سر نار و نعیم
در دلم ده نور تقوی و ورع — پاک گردان از همه حرص و طمع
ز همه اعمال و اخلاق رزیل — در پناهم دار ای رب جلیل
پای من کن در توکل استوار — بسته اسباب و اکسابم مدار
صبر ده مارا بهر رنج و الم — بلکه غیر خود ز جمله کیف و کم
بر نعیم خویش بینائی بده — با سپاس خویش گویائی بده
بخل و خشم و جهل و پندار و حسد — دور دار از خاطر من ای صمد
سینه از علم و ادب معمور دار — عدل و حلم و جود در قلبم سپار

حبّ غیر از خاطرم گردان بدر — وه مرا از سرّ پنهانی خبر
غیرتے وه تا نه بینم سوی غیر — چشم نکشایم گهے بر روے غیر
پرده غفلت ز چشم دل کشا — تا بهر شے بینم انوار ترا
یارب از قید خودی آزاد کن — وز تجلیهائے خود دلشاد کن
آتش عشق از دل من بر فروز — چشم جان از ماسوائے خود بدوز
در مکان قبر و تلقینم رسان — باده وصلت بکام دل چکان
در جهان تا زنده باشم اے اله — هم بایمان دار و هم با عزّ و جاه
وقت جان کندن چو آید بر سرم — خلعت تصدیق نه اندر برم
خاتمه بالخیر کن از فضل خویش — لطف کن بر حالم از اندازه بیش
چون سوال از من کند منکر نکیر — بر زبانم ده جواب دلپذیر
مرقد من روضهٔ جنت بکن — خاک ما را مورد رحمت بکن
روز محشر چون بخیزم از مزار — مشکلم آسان بکن اے کردگار
مصطفے را کن شفاعت خواه ما — تا برآید مطلب و دلخواه ما
حشر ما کن در گروه سالکان — بعد ازان جا بر سوے دارالجنان
هم در آنجا اشرف دلخسته را — از ره الطاف دیدارت نما

صد چو اسکندر غلام درگهش — صد سلیمان بندهٔ خاک رهش

داور عالم پناه و کوه حلم — مالک گردون شکوه شهر علم

افضل و اشرف ز هر خلق خدا — مهتر و بهتر عزیز دوسرا

مرجع کل معدن فهم و خرد — مقبل درگاه الله الصمد

روشن از نورش زمین و آسمان — امی و تعلیم فرمائی جهان

صدر بدر اوّلین و آخرین — فیض بخش هر کهین و هر مهین

ترجمان قدس و انوار قدم — منبع احسان و هر علم و حکم

سرور سرخیل بزم اصفیا — مرشد و هادی جمع اتقیا

قدوهٔ ذیشان جیش مرسلین — مهبط اسرار رب العالمین

ظاهر اسرار اسرار ازل — مظهر انوار نور لم یزل

مشرق مهر سپهر والضحی — آفتاب آسمان طاها و ها

خازن گنجینهٔ اخلاص رب — زیب بخش مسند بزم ادب

نه فلک از رتبهٔ او پایه — هفت کوکب از رخ او سایه

عالمی در سایهٔ او شاد کام — یافت ملک دین ز جهدش انتظام

از قدر عناش کس سایه ندید — عالمی را لیک در سایه کشید

قصه باید کرد اینجا مختصر
در ثنای آن رسول انس و جان
هیچ کس را نیست یارای بیان
نعمت حق یافت بود و اشتهار
با دو را و آل و اصحابش سلام
آن چهار اصحاب رکن کاخ دین
قدر ایشان برتر از چرخ برین
پیشوای صدق و دریای کرم

هر یکے بود ند از راہِ سداد
داشت می باید ز جملہ اعتقاد

انس با ایشان رہِ اسلام و دین
بغض با ایشان طریقِ کفر و کین

حق تعالیٰ کرد بر ایشان ثنا
در کلامِ پاکِ خود با صد صفا

عقل در تعریفِ ایشان منفعل
فہم در توصیفِ ایشان پا بگل

رحمتِ حق باد بر ایشان مدام
بر ہمہ اصحاب و یاران والسّلام

بعد حمدِ پاک ربِّ دو سرا
وز پسِ نعتِ رسولِ مجتبےٰ

از سرِ توفیقِ ربِّ کردگار
کردم آغاز این کتابِ فیض بار

ہست لازم بر تو ای اہلِ قبول
کہ نہ پیچے سر ز گفتارِ عدول

شد بنائے این کتابِ با صفا
بر کلامِ کبریا و مصطفےٰ

ہر کہ بر این پند ہا سازد عمل
کارِ او گردد مصون از ہر خلل

در دو عالم باشد آنکس بہرہ مند
وز ہمہ آفات ماند بے گزند

ہم خدا خوشنود ز و ہم مصطفےٰ
ہم بیابد عاقبت نیکو جزا

یکہزار و دو صد و پنجاہ و پنج
بود کین پر دُر شدہ مانندِ گنج

معدنِ فیض است نامِ این کتاب
فیضِ حاصل کن ازو ای کامیاب

یارب از لطف و کرم این نقش را
دہ رواج اندر جہان بہرِ خدا

جای غفلت نیست این دار الفنا — ساز و برگ خود بکن ای باصفا

دل مبند بر زندگی مستعار — فکر مرگ خویشتن بسیار دار

ناگهان برسر رسد پیک اجل — همچنان پای تو ماند در وحل

ترک دنیا کن اگر مردانه‌ئی — سه طلاقش ده اگر فرزانه‌ئی

چیست دنیا پیر زالی نابکار — می رود همواره از یاری بیار

جلوهٔ خود می نماید در جهان — می برد صبر از دل پیر و جوان

می فریبد مرد را در سوی خویش — می کند دیوانه از جادوی خویش

چون کند مفتون خود با خود برو — پردهٔ ناموس او را بر درو

پس بخونریزی او بندد کمر — عاقبت سازد هلاکش سر بسر

حضرت عیسی بکشف خویشتن — دید دنیا را بشکل پیرزن

گفت دارے چند شوہر در جہان — گفت ناید در عدد تعداد آن

گفت بستند از جہان رخت سفر — یا کہ دادندت طلاق ای بی‌خبر

گفت نه کشتم همه را از فتور — با هزاران سحر و با صد مکر و زور

گفت بس باشد عجب زین احمقان — کہ ترا بینند در کار چنان

وان زمان دارند رغبت سوی تو — عبرتے نارند بر خود اندرو

هر قدر باشد تعلق در جهان — وقتِ مردن آنقدر رنجِ روان
لذتِ دنیا چو یابی در جهان — رنج و رسوائی بود انجامِ آن
کارِ دنیا را نباشد اختصار — گر یکے باشد شود چندین هزار
عیسیٰ مریم بگفت ای با سکون — هر که باشد طالبِ دنیای دون
حالِ او چون تشنه باشد که آن — آب نوشیده است از بحرِ روان
همچو مستسقے بنوشد هر قدر — عطشِ او هر دم فزاید بیشتر
ثمرهٔ او عاقبت باشد هلاک — سیر نبود تا نه آید زیرِ خاک
گفت پیغمبر که خلاقِ مجید — هیچ دشمن تر ز دنیا نا فرید
تا که دنیا آفریدست از حکم — ننگریست او را ز انظارِ کرم
گوسفندے مرده دید آنمصطفے — گفت می بینید این مردار را
خوار تر افتاده است اینجا چسان — که کسے این را نگیرد در جهان
با خداوندے که جانِ مصطفے — هست اندر حکمِ او با صد رضا
که بود دنیا بنزدِ کردگار — خوار تر زین گوسفندِ بی وقار
حق تعالیٰ هر چه دارد خوار تر — حیف چون داری عزیزش ای پسر
حُبِّ دنیا هست اصلِ هر خطا — خیز دازو صد هزاران شاخها

سخت باشد اهلِ دنیا را حساب — گه نجاتِ شان نباشد از عذاب

هر که دارد حبِّ دنیا در جهان — بندهٔ ابلیس باشد بیگمان

چون متاعِ دنیوی آمد قلیل — میلِ او در دل چه داری ای خلیل

بوهریره گفت روزی از رسول — گفت خواهی دید دنیا را عدول

دستِ من بگرفت آن فخرِ زمان — برد بر سرگین دانی همچنان

که دران مُد استخوانِ خرقها — وز پلیدیها و هم از خرقها

گفت این سرها پر از حرص و هوا — بوده اند همشکل سرهای شما

این زمان هستند چون عظمِ رمیم — زود خاکستر شوند ای ذی نعیم

وین پلیدیها که می بینی عیان — بد طعامِ رنگِ رنگِ مردمان

بصد کوشش بدست آورده اند — وین چنین بگذاشته می بگذرند

اینکه بینی خرقها و جامها — هست زیبِ شان که پر اندازِ هوا

مرکبِ ایشان بود این استخوان — که بگشتند بر و گردِ جهان

جملگی دنیاست این ای باوقار — هر که خواهد که برین گرید نزار

کو بکن گریه که باشد جایِ آن — پس گرستند حاضرانِ آن زمان

حالِ دنیا چون بدین خواهی بود — دل دران بستن نه دینداری بود

قصهٔ دنیا بشکل خواب دان

این جهان با کس وفاداری نکرد
وای حسرت داد و غمخواری نکرد
ای برادر سوی گورستان نگر
تا ببینی حال زار و پیکرش
کز وجودشان نمانده هیچ نشان
مالدار است که در دنیای دون
گنجها از نقدها اینها نهشتند

در غم دنیای دون جان داده اند
در لحد بی دست و پا افتاده اند

خان و مان شان شده یکسر خراب
منزل و آرامگاه شان خراب

کس نشد از دوستان همراه شان
هر یکی تنها سفر کرد از جهان

مال و زر هرگز کسی با خود نبرد
عاقبت در حسرتش جان داده مرد

در پریشانی فتادند عاقبت
بر همه شد تنگ راه عافیت

عبرتی باید ولی الالباب را
سوز چشم خویش کحل خواب را

مرگ بهر تست دایم در کمین
فکر رفتن کن بحال خود ببین

بازگشت تو برب العالمین
مسکن و ماوای تو زیر زمین

رشتهٔ دنیا گسل بهر و دود
تا بکی مانی دلا در تار و پود

شیوهٔ اهل دلان کن اختیار
بوالفضولی را روا هرگز مدار

قصهٔ قارون ندانی ای پسر
کاندرین دنیا چه دید از مال و زر

چون مآلت نیست جز ملک عدم
پس چرا سرگشتهٔ بهر درم

در دل هر کس که باشد حب مال
کی بیابد در جهان نور کمال

اندرین عالم منه دل ای عزیز
گر تو خواهی تا شوی زاهل تمیز

بر دل هر کس که دنیا سر و شد
او درین عالم ز اهل درد شد

بازن و فرزند یا با سیم و زر
یا که اسپ یا شتر یا گاؤ خر

قبلهٔ تو گر بود این چیزها
کی نمازت نزد حق باشد روا

اسم طاعت هست بر وے از گمان
طاعت آن باشد که سازی بے نشان

کانچنان از بهر تو فرمود رب
که شوی خاشع[۵۱] دران با صد ادب

خاشع آن باشد که دانی ایجوان
که چه سازی و چه گوئی از زبان

هم کجا استاده ای با نیاز
و ز پئے خدمت که هستی در نماز

دل نداری مائل چیزے دگر
با خدا هم راز باشی سر بسر

دست و پا و چشم و گوش و جمله تن
باشد اندر حکم ربِّ ذوالمنن

طاعت انگه باشد اے اهلِ نیاز
آن زمان گردد بر و اسم نماز

هست این دنیای عام ای با صفا
هم شنود دنیای خاصانِ خدا

گر بدون حق بچیزے بنگری
یا بچیزے بشکل حق انس آوری

وانچه آن بار احتِ نفس و تن است
آن همه دنیائے تست ای حق پرست

مصطفےٰ آن پیشوائے انبیا
کانچنان فرمود از راهِ عطا

نیست[۵۲] راحت از برائے مومنان
غیر دیدارِ خداوندِ جهان

نزدِ من چیزے درین جائے گذار
نیست دشمن تر ز دنیا زینهار

[۵۱] قال اللہ تعالیٰ قد افلح المومنون الذین ہم فی صلاتہم خاشعون ۱۲ [۵۲] قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم الراحۃ للمومنین ہی دون الجنۃ ۱۲ منہ

من الدنیا الا ان جبریل اخبرنی عن اللہ عز وجل فیقول یا محمد

هر چه باشد باعث ذکر خدا
هم ازان ذکرست ای اهل صفا

اصل دنیا آن بود اندر جهان
که نصیبی نبود از عقبی دران

هر چه دل در بند آن باشد ترا
هست دنیا کان ز حق سازد جدا

و انچه نبود قلب تو در بند آن
گرچه باشی تو همیشه اندران

چون نباشد در دل تو حب او
هیچ نقصانی نیارد بهر تو

خاک باشد یا که باشد سیم و زر
نزد تو یکسان درآید در نظر

هر چه در دنیا نه یاد حق بود
بهر خاصان آنهمه دنیا شود

و انچه در عقبی ندیدار خداست
آن همه از خواهشات نفس ماست

هر چه در دنیا بدان حاجت بود
این چنین دنیا کی از دنیا شود

هر چه آن از میل نفس آید عیان
هست دنیا از برای خاصگان

گر ز دنیا نیت عقبی بود
نیست دنیا آن پی مولی بود

گر کنی دنیا طلب اے بانیاز
تا شوی از خلق و عالم بے نیاز

بی گمان خسار تو اے نیکنام
تا بداند حشر چون ماه تمام

گر نباشد در کف تو هیچ شئے
قلب تو باشد مگر در بند وے

تا بچنگ خود درآرم از کجا
حب او پیدا بود در دل ترا

---

۱۲ قال اللہ تعالیٰ یا ایھا الذین اٰمنوا ما لکم اذا قیل لکم انفروا فی سبیل اللہ اثاقلتم الی الارض ارضیتم بالحیوٰۃ الدنیا من الاٰخرۃ فما متاع الحیوٰۃ الدنیا فی الاٰخرۃ الا قلیل

کز کفایت باشد او را بیشتر — در هلاک خویش هست او بیخبر
هر چه باشد زاید از قدر کفاف — آنهمه دنیا بود لے مرد صاف
هر کرا در حُبِّ دنیا بنگری — گفتهٔ او را بنخاطر ناوری
زانکه نبود راست در گفتار خویش — جوید از وی گرمی بازار خویش
که نباشد خالی از زرق و ریا — نسبتش باشد کجا با کبریا
اقتدای او مکن اے باعمل — تا نه افتد در رهِ دینت خلل
در دلِ هر کس که تخمِ زهد هست — گفتنِ مومن سزاوارِ وی است
در جهان دیوانهٔ غفلت مشو — تا توانی در رهِ شیطان مدو
جهد کن تا از جوانمردان شوی — بهرِ نان تا کی تو سرگردان شوی
عمرِ خود در حُبِّ دنیا کاستی — گه نه پیمودی تو راهِ راستی
حرصِ دنیا هست بس مذموم تر — مرد را سازد ذلیل و بے وقر
اے پسر بردار دل از حبِّ مال — تا نیابد مهرِ ایمانت زوال
تا توانی توشهٔ رفتن بساز — وز تغافل دائما کن احتراز
دین مکن ضائع پئے دنیائے دون — پا منه بیرون ز حدِّ خود برون
مگذر از اندازهٔ راهِ ادب — لا یُحِبُّ المُعتَدِین فرمود رب

حق بر ایشان در قیامت خشمناک — منهمک گردند در دنیا چو خاک
ملک های او دائما بر بسته اند — تا بمیرد او ز دنیا کنده اند
وانکه لایعنی بود مالایعنیش — آرزوی آن کند دور از یقین
تا بمیرد او ز دنیا کنده اند — وانکه لایعنی بود مالایعنیش
آرزوی آن کند دور از یقین — تا بمیرد او ز دنیا کنده اند

حیف تو غافل ازین اندر جهان
جان و دل را باختی در حُبِّ آن

آنچنان دیوانه بر رنگِ او
که نه سنجی هیچ شے را همسنگِ او

دین خود کردی پئے دنیا تلف
گوهرِ مقصود افگندی ز کف

بهرِ دنیا غافلی از کبریا
غیرتے ناید ترا اے بیحیا

دولتِ باقی به فانی میدهی
من ندانم عاقلی یا ابلهی

خود بگیر انصافِ خود از خویشتن
کین چه عقل ست و چه فهم اے جانِ من

هر که مبغوضِ خدا دارد حسب
از خدا نازل شود بر وے غضب

همچو مردار ست این دارِ جهان
گرد او چندین هزاران از سگان

ریزهٔ او می برند از هر طرف
وز حسد بر یکدگر غوغائے عف

عاقبت سازند آن یکیک کنار
همچنان ماند بجا این نابکار

صد عجب باشد ز تو اے نیکخو
که نسازی ترک و داری حُبِّ او

حُبِّ دنیا ثمرهٔ گاو و خرے
ترکِ دنیا قوتِ پیغمبرے

حُبِّ دنیا راسِ هر جرم و خطا
ترکِ دنیا فرقِ هر فعلِ رضا

حُبِّ دنیا منبعِ حرص و طمع
ترکِ دنیا چشمهٔ زهد و ورع

حُبِّ دنیا تیرگیِ چشمِ جان
ترکِ دنیا نورِ عینِ دو جهان

گفت پیغمبر که توبه از گناه
هر که از افعالِ بد توبه نمود
توبهٔ او حق پذیرد پیش ازان
نورِ توبه هم کرا تابد بدل
چون دران نورِ هدایت بنگرد
خویش را مسموم بیند چون ازان
نادم و شرمنده گردد لاجرم
در پیِ تدبیر آید گرد و بجان
روز و شب اندیشه آن سم کند
اشکِ حسرت ریزد از چشمانِ او
شهوت و حرص و هوا ترک آورد
از تنِ خود برکند لبسِ جفا
نورِ عرفان ست اصلِ این بیان
هر کرا محبوب میدارد اله
توبه واجب هست بر تو هر نفس

من بهر روزے کنم هفتاد بار
چون کسے باشد که خاطی گه نبود
که رسد جان بر گلو غرغر کنان
بر گناهان گرد و از حق منفعل
جرمِ خود را از هر قاتل بشمرد
بیگمان ازوی هراس آید بجان
وز هلاکِ خود بترسد و مبدم
بهر دفعِ او بکوشد هر زمان
وز مقیِّ توبه قی هر دم کند
آتشِ غیرت بسوزد جان او
وز دلِ خود پردهٔ غفلت درد
گستراند بهر خود فرشِ وفا
توبهٔ خالص همه خیزد ازان
میدهد بر جرمِ خویش انتباه
نیست مستغنی ز توبه هیچکس

توبہ دست ست از نگر فتنی — توبہ پا ست از نا رفتنی
نقل باید با ہمہ اندامہا — از خطا و معصیت سوے خدا
تا بان را سہ مقام ست اے پسر — یاد گیرش گر تو ہستی باخبر
عذر کردن از گناہان از زبان — وز جوارح باز استادن از ان
دل پشیمان بودن از یاد خطا — ہر زمان نالیدن از خوف خدا
از پس ہر جرم ہر کہ استغفار کرد — بہر او کفارہ طیار کرد
ہر کہ استغفار گوید بیشمار — رزق او افزون کند پروردگار
کرد ارشاد آن شہ علم لدن — کز پس ہر زشتی نیکی بکن
نیکی توبہ را از جا برد — آب ہمچون شوخ جامہ را برد
توبہ ہر کس بود محبوب رب — از جوانان لیک میدارد احب
گر ترا باشد تمنائے فلاح — توبہ کن ہر لحظہ اے اہل صلاح
کفر و اصرار و قنوط و ایمنی — شرک و بخل و کینہ و کبر و منی
مکر و سحر و سرقہ و طمع و ہوا — ظلم و خشم و غیبت و بدع و ریا
ادر ناؤ از لواطت و ز فسوق — از قذوف و از خیانات و عقوق
از فواحش و ز نمیمت و ز مشکوک — از جزع و از غضب و ز لخم خوک

از نفاق و از حسد و ز سوء ظن — از دروغ و از ریا و از عجب
ترک توبہ کن ازین جملہ خطا — تا بان را دوست میدارد خدا
باز گشتن زود طریق اتقیاست — کہ بہ جرم و خطا اصرار کار اشقیاست
از کبایر کہ تو نازی بر اجتناب — حق تعالی گفت در ام الکتاب
از ذرہ فضل و کرم استعفا — عفو کرد از ہفت ضعف اصل را
چیست توبہ آنکہ پذیرد بے گمان — توبہ او حق تعالی در زمان
گفت انبیاران رسول کردگار — کہ بہ توبہ آید آن جرم و گناہ
پس بگو چون جرم کرد و توبہ نیست — از کجا او را امید مغفرت

جرم خود بیند منافق چون مگس
کان به بینی می نشیند بر نفس

باز از انجا می پرد جای دگر
همچنین سهلش به بیند از نظر

گفت پیغمبر که قبل از نزع جان
از پیے توبه دو پیدائے مردمان

اے مسلمانان بترسید از خدا
پاک گردانید دل را از عصی

نیک باید جمله را اقعا کلم
گفت حق لا تبطلوا اعمالکم

دور باشید از هوائے مال و جاه
کان کند قلب شما سخت و سیاه

توبه کن از خوردن مال یتیم
گر ترا خوفے بود از روز بیم

بر زبان توبه و در دل حقد و کین
توبه زین توبه بکن اے اهل دین

چون نمودی توبه حاصل کن ثبات
وز خدا هر دم طلب راه نجات

هر که بر توبه شود ثابت قدم
نور حق تابد بقلبش دمبدم

هر که بر خود پرده عصمت درد
وقت مردن حسرتے در دل برد

مهلت یک روز خواهد از ملک
تا کنم توبه ز هر عصیان و شک

گوید ش بسیار بوده روزها
چون نکردی توبه از راه خطا

ساعت عمرت کنون آخر رسید
هیچ روزے نیست اکنون اے عنید

گردد آنگه ساعتے مهلت طلب
گوید ش ساعت نماندای بے ادب

پاک شو از کدورت عصیان و ثبات
تا بجائے کہ ملک دریا بی مکان

حق تعالیٰ مر ترا پاک آفرید
روح تو در قالب تو بر دمید

امر تو تا تو امانت دادہ است
از خیانت دور دار اے با یقین

کاینچنان گفت آن رسولِ کبریا
بندهٔ باشد کہ از فعلِ عصا

داخلِ جنت شود از فضلِ حق
گر رود از بہر کرامت مستحق

کرد یاران این چنین از وی سوال
کان چگونہ باشد اے عالی خصال

گفت از وے چون گناہے سر زند
او بدل ہر دم پشیمانی کشد

وان گنہ پیشِ او باشد مدام
تا رسد در جنتِ دار السلام

قلبِ مومن ہمچو آئینہ بود
ظلمتے از ہر گنہ در وے رسد

وز عبادت میرسد نورے بدل
ظلمتِ عصیان شود زو مضمحل[1]

گر تو خواہی نورِ ذاتِ کردگار
ظلمتے بر روے آئینہ مدار

گر کنی اصرار بر کارِ زبون
جوہرِ دل زو بگردد قیر گون

آزمان تیمار او مشکل بود
کوششش بیہودہ لاحاصل بود

ہمچو آئینہ کہ زنگارش بخورد
وز رخِ او نور را یکسر ببرد

اینچنین کس توبہ نتواند نمود
ور کند او را نباشد ہیچ سود

زانکہ نبود توبۂ او جز زبان
قلبِ او آگہ نگردد یک زمان

ہر کہ جرمِ خورد را بیند حقیر
آن گنہ در حقِ او گردد کبیر

وحشتِ عصیان بکن از دل بدر
تا بیابی انسِ طاعت اے پسر

[1] کہ کامل ہر متوال ان لا یکنت قلبہ بنکتۃ سوداء

خصمِ خود کرده بسے اہلِ زمن
مالِ شان برده زراهِ مکر و فن

ناگهان فضلِ خدایش یار شد
در زمان مشغولِ استغفار شد

باز گشته از همه جرم و خطا
روی دل کرده بسوے کبریا

انچه نزدش بود از مال و درم
یک بیک با خصم داده از ندم

میتوانست انچه خصمِ خویش را
شاد کرده از سرِ خوفِ خدا

تا همه زر پیشِ خصمان بر نهاد
جامه هم از تن برون کرده بداد

مردے آمد گفت ای پاکیزه خو
که مرا چیزے زهمی باید ز تو

تهمتے آندم به نزدِ خویش داشت
از میانت بهرِ او بیرون گذاشت

عهدِ توبه با خدائے خود به بست
خود نهان اندر گوِ آبی نشست

گفت حق ما را چنین توبه کنید
چنگِ خود در دامنِ عصمت زنید

گفت پیغمبر که خلّاقِ جهان
شاد تر از توبه میگردد ازان

که بود شخصے بدشتِ هولناک
خسپد آنجا همچنان بر روے خاک

اشتری دارد که اسبابِ طعام
هر چه میدارد برو باشد تمام

چون شود بیدار اشتر گم بود
خیزد و در جستجوے او شود

بیم آن باشد که از لب تشنگی
میرد از شدّت بصد دلتنگی

از تغافل معصیتہا رخ نمود
جرم در دیوانِ حق بسیار شد

حرفِ عصیان در دلِ خود یافت
خواست تا باز آید از کردارِ خویش

مرهمِ توبه نهد بر شامِ ریش
بر نمیدانست کان عصیانِ من

بود یک عابد ترا روزگار
حق گشاده

پس بنزدِ عالمے نیکو خصال
رفت واز وے هم نمودہ این سوال

گفت اورا مرترا توبہ بود ❊
لیک زینجا فتنت بهتر شود

هست این جائے فساد از بهرِ تو
رو فلانجا اے جوانِ نیکخو

کان زمین هست از پئے اهلِ صلاح
باشد آنجا بهرِ تو روئے فلاح

چون جوابِ آن بگوشِ او فتاد
از ندامت روئے خود آنسو نهاد

درمیانِ راه فرمانش رسید
یک قدم برداشتن طاقت ندید

میل کردہ آنطرف از صدرِ خویش
تا ازانجا افگند خود را بپیش

قدسیان را کشمکش آمد بهم
یک سوئے رحمت دگر سوئے الم

چون تخالف درمیانِ شان بخاست
هر یکے برگفت کان در جائے ماست

حق تعالیٰ گفت کآنجا در روند
وان زمین را در مساحت آورند

گر قرین باشد ازان اهلِ صلاح
مستحقِ رحمت است و هم فلاح

ور بود نزدیک با اهلِ فساد
لائقِ تعذیب باشد آنعباد

چون به پیمودند اورا قدسیان
یافتہ شبرے بجائے صالحان

قدسیانِ رحمتِ پروردگار
جانِ او بردند با عز و وقار

گر تو میخواهی مکانِ تائبان
یکنفس غافل مباش اے مهربان

قیمتش هرکس نداند بیخطر
میدهد او را که خواهد کردگار

نیست توبه آن بضاعت در جهان
کان بود در خانهٔ هر مومنان

صد هزاران خلق را ایمان دهند
کی چنین توبه را آسان دهند

میدهند او را که شایسته بود
وز همه آفاق وارسته بود

در حق دل توبه را تریاق دان
بلکه او را آب حیوان ایجوان

نور توبه هر کجا تابان شود
کی در آنجا ظلمت عصیان بود

این سعادت را مده از دست خویش
ورنه بس حسرت بری ای پاک کیش

هر که او تائب نگردد در جهان
حق شمارا او کند در ظالمان

در بیان صبر که عبارت از حبس نفس است از متابعت هوی

هر چه آید بر سر تو از قضا
در صبوری کوش اے مرد خدا

صبر باشد حبس نفس اے دین شعار
صبر در هر پیشه ها آید بکار

در بلا و نعمت و در خیر و شر
صبر باید کرد اے جان پدر

در نشست و خاست و گفت و شنود
صبر بیاید ترا اے اهل جود

صبر را آنرو خیر البشر
گفت مفتاح الفرج اندر صبر

دوم آن باشد که از هر منهیات
باز داری دست خود را بر کتاب سبق زنی

گر قرینان بدت بر وے شوند
تا ترا در کار عصیان افگنند

اندرانجا خویش را داری صبور
گفته کس را نیاری در حضور

سوم آن باشد که از رنج و بلا
انچه آید بر تو از حکم خدا

از کسے هرگز نخواهی یاوری
التجا در حضرت حق آوری

اینچنین اندیشه سازی آزمان
کین بلا را وقت باشد بیگمان

چون در آید وقت از من بگذرد
یا قضا آید مرا زینجا برد

زین دو معنی یک به پیش آید مرا
کی کند این هر دو را جز کبریا

همچنین قسم چهارم را بدان
که گناهی پیشت آید ناگهان

نفس و شیطان و هوا و یار بد
شهوت و پندار و غفلت جا برد

جمله گرد آیند تا از حق ترا
اندران عصیان درآرند اے فتا

تو در آنجا صبر گیری ایچوان
خویش را داری نگه زین دشمنان

تابع ایشان نگردی زینهار
بلکه با ایشان منافی کار زار

زانکه حق فرمود در قرآن چنین
هست دشمن باشما دیو لعین

هم تو با او دشمنی گیری بجا
سر نیاری زیر فرمان هوا

پس بہر کارے کہ پیش آید کنون — نیست تدبیرے بجز صبر و سکون

ہر کہ او صابر نباشد در جہان — پیش حق قدرے نیابد بیگمان

ہمچو نخلے کو ندارد بیخہا — یاد صرصر چون وزد افتد ز جا

گر نباشد بیخ صبر اندر میان — نخل ایمان ہم بیفتد ہمچنان

گر کنی در ہفت جا این ہفت چیز — بیگمان پیش خدا گردی عزیز

ہر کرا بر این ہمہ باشد نظر — در حقیقت صابر آنستای پسر

آنچہ حق فرمود مدح صابران — راست آید در حق او آن زمان

نعمت دنیا ز عز خود مبین — رنج و محنت ہست آب مؤمنین

اینچنین گفت آن رسول نیک خو — کہ خدا چون بندہ را دارد عدو

با ملک گوید برو سویش کنون — نعمت من ساز بہر او فزون

بغض دارم زو ز آوازش ہمین — ہمچنین از خواندنش اے بالیقین

ور خدا چون دوست دارد بندہ را — با ملک گوید رسان سویش بلا

دوست میدارم ورا اندر جہان — خواندن و آوازِ او را ہمچنان

تو دلان اکنون کہ این اسباب و جاہ — از کرامات ہود اے دین پناہ

کار خاصان نیست جز رنج و تعب — بر مصائب صبر کن اے با ادب

قال اللہ تعالی وَالصّٰبِرِیْنَ فِی الْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ وَحِیْنَ الْبَاْسِ اُولٰٓئِکَ الَّذِیْنَ صَدَقُوْا وَاُولٰٓئِکَ ہُمُ الْمُتَّقُوْنَ ۱۲

۳۰۹

تا بیابی اے پسر نیکو جزا — صبر پیکار است اگر حاصل شود

بہتر از دنیا و ما فیہا بود — در خبر آمد ز خیر المرسلین

کہ خدای انس و جان گوید چنین — ای کہ سوی او نسیم رحم آید ز تو

با نبی یا ولد و یا مال و زر — او بصبر نیک تر آید بپیش

ہم ز صبر ما آید ہم ز ما — کہ حساب از روز جزا

این پیان آید بصبر خاصگان — یک جرعہ صبر خاصگان

جملہ عالم صبر را نعمت کنند — زین کرد ہان صبر را محنت کنند

این بگو دنیا و آن ہا ذرہ ئی — نعمت دنیا ز دشمن بلاست

رنج و راحت را بیکسان بنگرند
بلکه در رنج و بلا راحت برند

رنج این عالم زیغما بشمرند
جانِ خود را در مصائب پرورند

مردِ حق را تا نباشد این مقام
کی بجائے اولیا یابد قیام

از کنوزِ[۵] حق بود رنج و بلا
کی دهد حق با کسے جز اولیا

در دعا گفتی رسولِ حق چنین
آنقدر یا رب بده مارا الیقین

کہ نگاهِ من بسوے تو بود
سختیِ دنیا همه آسان شود

هر کسے را صبر کے بخشد خدا
میدهد او را که میداند سزا

انچه اندک تر بود با مردمان
نیست جز صبر و یقین اندر جهان

هر که آن مستغرقِ[۶] مُثلی بود
کے دلِ او از بلا آگه شود

صبر بر دنیاے دون باید ترا
صبر از ذکرِ خدا باشد خطا

هیچ صبرت نیست از کارِ جهان
صبر چون داری ز خلّاقِ جهان

صبر کن بر نعمت و مال و منال
صبر کن بر شوکت و جاه و جلال

هر که صابر نیست بر رنج و الم
در محبت نیست صادق لاجرم

صبر چون ایوب کن اندر بلا
تا بیابی صحت و عیش و بها

صبر کن بر تلخیِ صبر اے پسر
عاقبت شیرین شود همچون شکر

[۵] کنوز الجمع کنز وهو المال المدفون تحت الارض والمراد بها هنا الخزائن الالهیة [۶] مستغرق مثلی ای مستغرق فی بلاء مثل الانبیاء علیهم السلام اذ البلاء موکل بالامثل فالامثل

گر بود راضی و صابر اندران
آن بلا تیمار با سر شد بهر آن

حق تعالی از کرم آن بنده را
میکند از مقبلان با صفا

گر تو هستی راست در دعوای خویش
اینهمه آور بجا اے پاک کیش

تا همه گفت و شنودت حق بود
مردی و چالاکیت با ور شود

در بیان شکر حق سبحانه

اے پسر بر خویش فضل حق شناس
باش دائم بر رہ شکر و سپاس

نعمتش بر بندگان بسیار دان
رہ نیابد ہیچکس بر حد آن

ہر دو عالم ہست غرق نعمتش
کس نباشد بے نصیب از رحمتش

گر نمائی نعمت او را شمار
در حد و اندازہ ناید زینهار

در جہان چیزے کہ نتوانی شمرد
کے بشکر او توانی راہ برد

لیک دانستی چو جملہ از خدا
شکر آن مجمل ہمیکردی ادا

گفت موسیٰ در مناجات اے کریم
کافریدی آدم از صنع قدیم

نعمت ہر گوندہا او دادہ عطا
او سپاس تو چہ سان کردہ ادا

گفت دانست آنہمہ از حضرتم
علم او بودہ سپاس نعمتم

ہر چہ ہست از حق ہمہ نعمت بود
بر ہمہ شکرے تراوا واجب شود

شکر کن بر هر نفس اے بایقین
کین مدد از غیب می آید همین

هر زمان در خویش دار انتقال
گر می دل را بجنباند اعتدال

گر نیابد این مدد ها سوے تو
کے قیام تو بود اے نیک خو

قصهٔ داؤد نشنیدی مگر
کاماده و پیش رب البحر و بر

که سپاس نعمتم گردان ادا
گفت داؤد اے خدائے دو سرا

انچه نعمت آمد از تو سوے من
شکر آن کردم ادا اے ذوالمنن

حکم شد از درگه رب جلیل
تا نگه دارد دمم او جبرئیل

چون دمش بگرفت جبریل امین
گفت از جبریل داؤد این چنین

دست خود را از گلویم باز دار
تا برآرم این نفس اے غمگسار

انچه طاعت کرده ام در عمر خویش
سه یکے دادم بتو اے پاک کیش

گفت جبریل اے نبی با صفا
نیست فرمان از جناب کبریا

گفت دست خود بنه ای جبرئیل
نصف طاعت بهر تو کردم سبیل

تا نفس از من برآید این زمان
گفت فرمان نیست از رب جهان

گفت و دو بخشش از همه طاعت ترا
دادمت ای خاص درگاه خدا

دست خود را باز دار از من کنون
تا نفس از من همین آید برون

نیست از محبوب و مکروهت خبر — چون کنی شکرِ خدائے داد گر

هر که سازد در جهان شکرِ نعیم — نعمتش افزون کند ربِّ کریم

ور کند کفرانِ نعمت در جهان — در عذابِ سخت افتد بیگمان

شکرِ نعمت هم ز توفیقش بدان — کے شود بے فضلِ او کارِ جهان

گرچه پایانی ندارد نعمتِ او — شکرِ آن لازم بود اے نیک خو

هر چه از حق دور گرداند ترا — نعمتش هرگز مدان اے باوفا

نعمت آن باشد که اندر کار دین — دل فراغت باشدت اندر یقین

آفریده هر چه حق اندر جهان — چار قسم آمد بحقِ مردمان

اول آن باشد که در هر دو سرا — سود دارد از پے خلقِ خدا

همچو علم و خلقِ نیکو در جهان — در حقیقت نعمت اینست ایجوان

دوم آن باشد که در دنیا و دین — جز زیان هرگز نباشد بالیقین

همچو نادانی و بدخوئی ز کس — در حقیقت هم بلا اینست و بس

سوم آن باشد که در دنیائی دون — راحت است ای مومنِ اهلِ درون

زان دران عالم بود رنج و بلا — همچو نعمتهائے دنیا اے فتا

هست این نعمت بنزدِ ابلهان — لعنت بلا با عارفان و عاقلان

بر بلا هم شکر کن اے باخبر — که بلائے هم بود زان صعب تر
هر که باشد مستحق چوب و دست — گر رهند از مشت جای شکر هست
از بزرگے گفت شخصے این سخن — که بد زدی شد همه کالائے من
گفت شکرے کن که شیطان لعین — نرخت ایمانت نبرد ای اهل دین
هم بلائے کاندرین دنیا بود — بیگمان کفارهٔ عصیان شود
هر چه یابی در جهان رنج و عقاب — اجر باشد بهر تو روز حساب
گر فتادی رنج تو در روز دین — سخت تر بودے ترا اے بالیقین
گر بلائی حق بغرق تو گماشت — از هزاران درامان خود بداشت
گر بهر عضوے چنین بودی بلا — تو چه کردی ایچوان باوفا
حق تعالی چون مکروه اینچنین — پس سپاس او بکن اے اهل دین
هر چه از محبوب رنج و محنت است — در حق خاصان مثال نعمت است
اصل نعمت این بودای باصفا — کز خدا هرگز نخواهی جز خدا
جنت عدن است جای شاکران — ساغلین باشد مکان کافران
شاکرے راهر کجا افتد گذر — آن زمین سازد تفاخر بر دگر
که عزیزے از عزیزان خدا — ساخته بر من گذر با صد صفا

پس تهید ستی و ذل و رنجها — هر یکے این نعمت است ای باصفا
درجهٔ شکر از صبوری فاضل است — رتبهٔ شاکر ز صابر کامل است
زانکه خیز و شکر از کان رضا — سر زند صبر از گریبان بلا
صبر از رنج و محن ظاهر شود — شکر از نظارهٔ منعم بود
گفت پیغمبر امام مرسلین — کاین چنین فرمود رب العالمین
هر که بنهد گردن خود بر قضا — وز صبوری پیشه آید در بلا
بر نعیم شکر گوید در جهان — من نویسم نام او با صادقان
هم برانگیزم بصدیقان ورا — وانکه ندهد بر قضاے من رضا
هم نباشد در بلاے من صبور — بر نعیم من نگردد هم شکور
پس بده او را خبر تو اینچنین — که خداے خویش جز من برگزین
شاکران و راضیان هر دو یک اند — تا رضا ندهند شاکر کے شوند
شکر باشد کے مسلم بی رضا — هم رضا بے شکر کے باشد روا

در بیان رضا که عبارت از خشنودی نفس است در چیزی که با بند رسد یا فوت شود و بر اتغیر خلق

باش دایم در رضاے کردگار — کوش در خوشنودی پروردگار
هر چه آید بر سر تو از قضا — پا منه بیرون ز میدان رضا

خاصه از خاصگان حق شود — هر که پسند قضاے اکبر یا
نزد حق عاصی بود اے باصفا — هم قضاے کافران باشد روا
هم رضا باید بران اصحاب وفا — واجب آمد بر قضا راضی شدن
در هواے نفس پا بیرون زدن — خشم گیری یک نفس خویش را
محظوظ و مشهور تو حرص و هوا

میکند میگوید و هم میخورد — هم بهر جائے کہ خواہد میرود
کفر خود مخفی نماید اندران — خویشتن را بشمرد از راضیان
کرد این راہ چنین قوم پلید — تا توانی بر مگرد اے اہل دید
ہر کرا عقل و تمیزے در سراست — ترک امر و نہی سازد کافر است
تا ترا حاصل بود عقل و تمیز — امر و نہی از تو نخیزد اے عزیز
ہیچکس کامل نبودہ در رضا — چون گروہ مرسلان باصفا
امر و نہی حق چو زیشان برنخواست — دیگرے را این سخن بس کے سزاست
گر تو خواہی تا نیفتی در ہوا — دور شو زین قوم و زین راہ خطا
شد رضا ایدال مقام بس رزین — کی رسد ہر کس درانجائے گزین
ہر کہ بروے فضل حق باشد تمام — او بیابد در رضائے حق قیام
ہر کہ آرد استقامت بر رضا — رتبۂ او کس نداند جز خدا
در میان بندگی و خواجگی — ہست سترے کس ندارد آگہی
آنکسانی را مگر باشد خبر — کاندران جائے مہین باشد گذر
داوری ہرگز مکن بر این سخن — وز سر انکار با من دم مزن
گوش کن از گوش جان اے نیکخو — تا بیان این سخن گویم ز تو

فرمان گویند سلطان آن بود — قابل گردد ہر کہ با شاہی کند
بندۂ کو بندۂ سلطان بود — ملک فکری کن زیر ان بہر چہ کرد
بر رضائے او کند پیل و خرد — حق تعالی ایمنان اے نیکنام
در رضا باشند راضیان باشد مدام
گفتۂ ابدان زاہدان اے جوان — ہم بدین معنی دلیل آمد عیان
گر نبودے این رضا محمود کار — از رضا کے گشتے کس خلاق جہان

در بیان قناعت

مرضی حق از همه جسته بدان — طالب او باش دایم در جهان
از رضای حق اگر خواهی نشان — دم مزن در کار خلّاق جهان
آنچه آید از قضای ذوالمنن — ترک کن آری اختیار خویشتن
هم کن اهیت نسازی از قضا — هم بود در بیجان الفت در رها
پارسائی گفت روزی اینچنین — کآب باران نیک بارد بر زمین
گفت هاتف اینچنین در گوش او — کسی ز بون بارید است ای نیکخو
هر چه پیدا کرد رب ذوالمنن — بهتر است اندر مقام خویشتن
بر رضای حق هر آنکس سر نهاد — باب جنت را بروی خود گشاد
آن رضا باشد که رب دوسرا — در عبودیت پسندد مر ترا
هم تو سازی بر ربوبیت پسند — شادمان باشی ازو اندر گزند
گر پسندد از تو حق صد سال کار — مثل آن ساعت نباشد در شمار
کانچه او سازد بحکمت ایجوان — تو پسندی زود بصد جان و روان
در خبر آمد رضینا بالقضا — پا منه بیرون ز تسلیم و رضا
آن بود اصل رضا ای جان من — که نبینی جز خدائے ذوالمنن
هر زمان مستغرق نورش شوی — وز صفات خویشتن بیرون روی

قلب قانع مظهر لطف خداست
گنجے از گنجینهای کبریاست

پس قناعت کن بعالم اے پسر
کز قناعت نیست کارے خوتر

هر کرا نور قناعت در دل است
نعمت دنیا و دینش حاصل است

گر شود صبر و قناعت حاصلت
چشمهٔ حکمت بجوشد از دلت

ریزهٔ خوان قناعت هر که چید
بر سریر استراحت آرمید

قلب قانع هر کرا بخشد خدا
دولت هر دو جهان سازد عطا

در نهد تاج سعادت بر سرش
افگند زحمت ولایت در برش

باز دارد از بلائے دو جهان
راحت و رحمت فرستد سوی آن

از خداوند کرامت سازدش
در محب خویشتن بشمارد ش

فارغ از فکر جهان سازد ورا
مقصد او جمله گرداند روا

ظاهر و باطن سزائے حق کند
وز همه بند جهان مطلق کند

جاودان حق را بستآن عبید
کار باشد بے همه گفت و شنید

در جهان هرگز ز انظار آنکه
قلب او خالی نباشد هیچگاه

هر دلی کز غیر فارغ باشد آن
از خدا خالی نباشد بیگمان

از چه آنکس یافت این عالی مقام
زانکه او را هر چه حق دارد انعام

خواستن چیزے زدونان ای پسر — پیش مرد انست از مردن بتر

در سوال هر کس که بگشاید زبان — مبتلا در فقر ماند جاودان

هر که بگشاید لب خود در سوال — مصحف تکریم بیش افتد اندر زوال

گر تو هستی صاحب عقل و ادب — بهر حاجت پیش کس مگشای لب

فقر و فاقه پیشهٔ مردان بود — عیش و عشرت کار بدکیشان بود

تا نسازی رنج دنیا اختیار — احت عقبیٰ نیابی زینهار

تلخی خود ای عزیز با عمل — بهتر از شیرینی اهل دول

نان جو خوردن بصد شکر و طرب — به که پیش کس ستادن از ادب

هر کرا پائے قناعت محکم است — بیگمان از حلقهٔ صافی دم است

گر تمنائے غنا داری پسر — جز قناعت نیست تدبیری دگر

گفت موسیٰ اے خدائے اهل داد — که تونگر ترکه باشد از عباد

گفت باشد آنکه قانع اندران — آنچه من او را دهم اندر جهان

گر غنا جوئی بجمع نقد و مال — حاصلت چیزے نگردد جز ملال

مال و زر چندانکه گردد بیشمار — احتیاج تو زیک گردد هزار

پس قناعت از پئے تو بهتر است — صد خطر در کثرت سیم و زر است

مال را در بند گردن نانهند — هر که در بند آورد معذور نیست

گر ترا مال است بر درویش بخش — بهر درویش و مسکین باش خویش

در بزرگان بیری ازین دارد فنا — حسرتے ماند بے در دل ترا

گوشهٔ عزلت گزین ای بوالهوس — تا بکی مرسوپری مثل مگس

وقت روحی اگر بیابد ترا — در جهان هرگز نه بینی ترا

گر تو در تن پروری ای بیصفا — از جهان و از بهشت افتی جدا

از جهان و از بهشت افتی جدا — گر تو در تن پروری بندی گرا

زانکه از دم دم بکاهد صد غم — تن پروری

وصف انسانی اگر داری بجان
کم خور و کم خواب کم گو اے جوان

کم بخلق آمیز و در خلوت نشین
بگذر از حرص و هوا و مکر و کین

مرغِ روحت کی پرد بر لامکان
بسته سنگِ هوس بر بالِ آن

گر سبکتر باشی از حرص و هوا
ور رسی تا فرده قربِ خدا

مست شو از بادهٔ ذکرِ خدا
قلبِ خود صافی کن از زنگِ سوا

تا ترا سرِ خدا گردد عیان
فارغ آئی از همه بندِ جهان

جز خدا هرگز نیاسائی دمے
یک بود پیشِ تو هر بیش و کمی

لیک چون افتادهٔ اندر حجاب
زان نمیدانی خطا را از صواب

بے قناعت این همه باشد محال
زانکه محرومی است طامع از کمال

ای برادر بیش از قسمت مخواه
پیش از قسمت نیابی هیچگاه

قرض کس بر خود مکن ای باخبر
باش مستغنی بماند کس بسر

نفس را در بند کردن نزدِ من
از تقاضا بهتر آمد بے سخن

تندرستی گر ترا می بایدت
عادتِ کم خوردنی می شایدت

هر که بسیار خواری عادت است
بهر او صد ذلت و صد آفت است

هست سیری موجبِ رنج و سقم
هست سیری باعثِ درد و الم

گر پری معده گردد حاصلت — نور عرفان کشته گردد در دلت

گفت پیغمبر رسول با تمیز — مورث تاریکی دل شد سه چیز

حب خوردن حب گفتن حب نوم — احذر زین هر سه اے سالار قوم

گفت احیوا قلبکم اے مردمان — از قلیل ضحک و نوم اندر جهان

طهروا القلب بالجوع و انظروا — عظمت الله تعالے من خضوا

گفت پیغمبر که اقرب از شما — هست با من بالیقین روز جزا

آنکه جوع و فکر او در راه دین — بیشتر باشد ورا اندر زمین

در حدیثے دیده ام ای باخبر — جوع آمد مغز طاعت سر بسر

فکر یک نیمه عبادت آمده — خوردن کم جمله طاعت آمده

سیر گردد هر که در دار جهان — گرسنه باشد بعقبے بیگمان

وقت سیری در نماز ای دین پناه — در مناجات خدا لذت مخواه

گرسنه باشی اگر اندر جهان — باب جنت را بکوبی ای جوان

جز مهاخیز و زسیری اے پسر — تا توانی ساز از سیری حذر

نفس کافر را بجز بشمشیر جوع — کی توانی کشت ای اهل خشوع

چون ز اکل و شرب پر گردد شکم — کاهلی و غفلت آید لاجرم

لاجرم اندر زمین آرد فساد — حق تعالی گر ندارد نقد و سیم

خالی از حکمت مدان فعل حکیم — مومنا زا گر نداده مال و زر

این نه از بے قدری ایشان نگر — داشت از ایشان نه دنیا را خطر

بلکه ایشان را ز دنیا دور تر — نعمت دنیا بود بهر خطر

نعمت عقبی برای متقی — نعمت دنیا بود بهر شقی

خوف سازد که نباید زینهار — تا نباشد بهر او ناسازگار
همچنان دنیای دون را آن کریم — دور میدارد ز یاران سلیم
قیمت دنیا اگر پیش خدا — یک پر پشه بُدی اے باصفا
هیچ کافر را ندادی در جهان — شربت آبی که نوشیدی بجان
پس مباش ایدل بحرص او رسیم — فاستعذ من مکر شیطان الرجیم
حرص سازد آدمی را بے وقر — تا بکے از حرص گردی در بدر
حرص مردم را بچاه غم برد — مرغ را در بند صیاد آورد
حرص دنیا بس بود بهر مومن تر — افگند اندر رهِ دین صد خطر
گر بگلزار قناعت بگذری — غنچگی را همچو گل از هم دری
عشر مومن آن بود اے اهل راز — که شود از خلق و عالم بے نیاز
گفت پیغمبر که بنگر سوی آن — که بود دون تو در دار جهان
ناسپاس نعمت حق آوری — وز رهِ صبر و قناعت نگذری
وا کما ابلیس میگوید ترا — که قناعت میکنی بهر چرا
که فلان بسیار دارد مال و زر — تو ز دنیا چون همی سازی حذر
هم فلان عالم فلان زاهد فلان — میخورد مال حرام اندر جهان

تا نگردی از زیان کاران دین
وز همه نفرید گان بی یقین

راه حق راست گر بایدت ترا
این بیان را یاد داری با صفا

که قناعت کن بکار این جهان
کن عمل در کار دین بر عکس آن

هست در دنیا بسی رنج و تعب
هست در عقبی بسی عیش و طرب

هر چه در روی زمینی اشتغال
حشر تو با او کند در یوم تعال

هر کسی با جفت خود فردا بود
هر کسی با مقصدش یکجا بود

هر کسی باشد بیار خویشتن
بد بجای بد حسن جای حسن

هر چه امروز اندرانی ای جوان
بالیقین پیشت بود فردا همان

هر چه تو امروز میسازی عمل
پیش تو آرند فردا ای دغل

هر چه میگوئی بخوانی لاجرم
تا که ننشینی بخیزندت بهم

می پرستی هر چه امروزی پسر
بیگمان فردا بخیزی همگر

هر چه تو امروز مشغولی در آن
لاجرم فردا شوی مشغول آن

هر چه کاری عاقبت دروی هم آن
هر چه گوئی عاقبت شنوی همان

گر بکاری تخم جو اندر زمین
گه از و گندم نروید بالیقین

ور فشانی تخم گندم در جهان
جو از و هرگز نروید همچنان

گر نسازی زاد راه آخرت
پس چه کار آید ترا سیم و زرت

صبر کن بر هر چه داری نوش و نیش
یک زمان غافل مباش از زاد خویش

آنکه هر دم از پی دنیا دود
عاقبت بی بهره از دنیا رود

هر کرا میراث پیغمبر دهند
درویش گنج قناعت در نهد

فانع آن باشد به پیش کبریا
کز دل و جان فارغ آید از سوا

ظاهر و باطن بکار حق بود
وز همه فکر جهان فارغ شود

گر نباشد متصف بر وصف این
کاهلی دان در ره دنیا و دین

پند اشرف بشنو و دولت پذیر
باش فارغ از در شاه و امیر

در عبادات خدا مصروف باش
خاک بر فرق هوا و نفس پاش

هر که این گفتار اشرف گوش کرد
دیگ ایمان از دل و جوش کرد

در بیان توکل که عبارت از سر سببی است و در چیزیکه از احاطه قدرت بشر بیرون باشد

بر توکل باش ای جان پدر
تا گذر از تدبیر نفس بد گهر

کن توکل بر همه کردارها
خویش را مگذار در آزارها

دار چشم دل بر رب المنن
باش فارغ ز اختیار خویشتن

حول و قوت جمله باشد از خدا
از میان بردار خود را ای فتا

شد توکل مخ اخلاص اے امین — هم عماد دین و هم حبر یقین

بهر مومن لازم است این هر سه چیز — بگذر از راه توکل اے عزیز

هر کرا اخلاص نبود در جهان — بیگمان بوئی نفاق آید ازان

گر عماد دین نباشد اے پسر — دین تو باشد همیشه در خطر

نیست گر حبر یقین اے ذوالکرم — بر سبیل فتنه باشی لاجرم

هر که متوکل نباشد در جهان — دارد ایمانش سه رخنه بیگمان

هر سرائے کاندران رخنه شود — بیم زردان لاجرم در وی بود

رخت ایمان را اگر داری عزیز — رخنهٔ ایمان به بند اے پرتمیز

شد توکل فرض بهر مومنین — کاینچنان فرمود حق اے باتقین

که توکل آوریدا اے مردمان — گر شما هستید از گروندگان

هر که در راه توکل پا نهد — عاقبت یزدان بدو مقصد دهد

گر توکل آوری بر کبریا — بیحساب آئی بجنت ای فتا

بگذر از اسباب و اکساب جهان — باش متوکل بر رب انس و جان

رزق تو موقوف بر اسباب نیست — روزیت معطوف بر اکساب نیست

بر کرمهائے خدا کن اعتماد — تا رهی از هر بلا و هر فساد

ثانوی پنج سال از ما سوا
آنروی بر وعدهٔ حق استوار
راح پنداری سوی این کارزار
آنچه آید در گمانت آن کن
گر بنالی از زوال نخل و حرص انسان کن
شاکن اے خیر باشاندر جهان
نیست زر لقمهٔ حق سهو و خطا
جمله با حکمت بود منع و عطا
بر توکل کن اعتماد

در توکل کاهلی برز در بازو دو
در توکل بیمان است سوی کس
نیست نقصان توکل را طلب
بر توکل کاهلی ای بوالهوس
بیک قلب خود بسوی حق انداز
دست پای خویش عاطل مدار

گر بود از قدر حاجت بیشتر
از توکل دور گردی سر بسر

راه تقوی گیر اے اہل ادب
وَاجْمَعُوا فرمود احمد در طلب

رزق را از معصیت حاصل مکن
در دلت اندیشهٔ باطل مکن

گر برزاقیتش داری وثوق
چون روی از بهر روزی در فسوق

مال دنیا کن براہ حق نثار
دست و دل از کار باطل دور دار

ہر کرا صبر و توکل حاصلست
در مقام زہد و تقوی کامل است

ہر چه مشغولت کند از راہ دین
گرد او ہرگز مگرد اے بایقین

ہر که دل بندد بچیزے غیر جان
ہمچنانش برگذارند اندران

بہر روزی میدوی ہر سو چرا
رزق خود ہموار میجوید ترا

نزد حق باشد کنوز دو جہان
کے منافق را بود ایقان آن

چون من و تو وعدهٔ ساز و اگر
مطمئن گردد دل تو سر بسر

حیف چون ناید بقلب تو ثبوت
وعدهٔ حَیّ الَّذِی لَا یَمُوتُ

ہر که دل بر وعدهٔ خالق ببست
از ہمه شغل جہان فارغ نشست

وانکه دل بر وعدهٔ مخلوق بست
داد اندر پنجهٔ ابلیس دست

با توکل باش دایم ایجوان
دامن دل کش ز اسباب جہان

معنی تسلیم اے اہلِ صفا
ہست اطمینانِ دل با کبریا

ہست در تدبیر صد رنج و عنا
ہست در تسلیم صد عیش و غنا

شیوۂ پیغمبران تسلیم بود
حق چہا از بہرِ شان رحمت نمود

ہر کہ سر بر عتبۂ تسلیم سود
بر سریرِ سرفرازی جا نمود

درجۂ تسلیم باشد بس عظیم
دامنِ او گیر اے مردِ سلیم

تا نجاتِ خود دران نبود یقین
از خدا ہرگز مخواہ اے اہلِ دین

کے روا باشد مفوض را چنان
کہ صلاحِ نفس جوید در جہان

لیک گر از امر و نہیِ حق بود
خواستن از بہرِ تو بہتر شود

وانچہ باشد اندران مشکِ نجات
دست گیری از طلب ای نیکذات

گر تو پرسی اصلِ تفویض ای پسر
انچہ پیش آید ترا از خیر و شر

سوی خود ہرگز مبین در ہیچ شے
جملہ میدان از درِ درگاہِ حی

دست را برکش ز جملہ حیلہا
کارِ خود بگذار سوی کبریا

از تصرف دستِ خود کوتاہ کن
تکیۂ خود بر درِ اللہ کن

باش فارغ در جہان از ہر طلب
بر درِ تفویض نشین از ادب

پا بنہ بر فرقِ تسلیم ای عزیز
تا چہ می آید ز درگاہِ عزیز

۱۳۲۶

تا توانی در رہِ باطل مکوش
جملہ احکامِ خدا را در بجوش

تا مفوض باشی ای اہلِ صفا
گر چنین باشی بماہ کبریا

ناظر احوال تو باشد خدا
واجب آید بر حق از راہِ کرم

کہ نگہبان تو باشد لاجرم
باز دارد ہر دم ترا از ہر بلا

مشکل تو جملہ گردانند روا
از خطائے در وجود آید ترا

حق تعالیٰ چون نماز و روزہ را بطفیلِ عطا
است آن را در تفویض در ریاضت ہا بنہاد

درود عالم بر او باشد بنجات
کہ مفوض است در کارِ جہان

از حقیقت تا مجاز آمد بجان

زانکه تفویض از کسے حاصل شود
که ورا اخلاص حق در دل بود

دیدهٔ او بر خدا باشد بصیر
داند حق را کافی و رب قدیر

هر چه سازد بر خدا دارد نظر
کار را او اخلاص باشد سر بسر

کس مقام او نداند زینهار
کے شناسد قدر را و جز کردگار

در بیان تقوی و ورع که اختیار کردن اعمال است جمیله و ترک افعال رزیله

هیچ پیدا از تقوی و ورع
باش یکسر تارک حرص و طمع

قوت خود کن در جهان اکل حلال
تا ترا حاصل شود نور کمال

حق تعالی گفت با پیغمبران
که کلوا من طیبات اندر جهان

مصطفے زان گفت بر هر مومنان
که تلاش اکل طیب فرض دان

گر نباشد اکل تو از طیبات
سود ندارد بهر تو صوم و صلوات

هست بر بیت المقدس یک ملک
میکند هر شب ندا بی ریب و شک

که خورد هر کس که بی وجه عدیل
نست و فرضش نسازد حق قبول

هر که چل روز اکل او باشد حلال
که ز حرمت هیچ نبود اتصال

حق دلش از نور حکمت مل کند
حب دنیا از دلش زائل کند

اکل طیب گر خوری ای کامیاب
هر دعائی تو کند حق مستجاب

تا نسازی قوت خود را از حلال
ره نیابی در حریم ذوالجلال

لقمهٔ تو گر نباشد از حلال
هفت اندامِ تو افتد در وبال

گر بخواهی در نخواهی ای پسر
لاجرم در معصیت افتی بسر

ور ترا اکلِ حلال آید بدست
خود بخود قلبِ تو گردد حق پرست

هر زمان یابی ز حق توفیقِ خیر
میلِ تو هرگز نباشد سوی غیر

سر نهی بر طاعتِ ربِّ جهان
خالی از ذکرش نباشی یک زمان

پس ورع باشد پیئے تو کیمیا
که مسِّ قلب تو سازد جدا

تا نپیچی سر ز شبهات و حرام
کارِ دین از تو نیاید بر نظام

لوثِ شبهت هر چه بینی اندران
گر تو مردی باش ازوی برکران

هر که چل روز از رهِ شبهت خورد
قلبِ او تاریکی و زنگ آورد

حضرتِ صدیق از دستِ غلام
کاسهٔ شیری فرو برده بکام

بعد از ان آگاه شد از وجهِ آن
کرد قی انگشت کرده در دهان

بیم آن بوده که از رنج و عنا
روحِ او از قالبش گردد جدا

خواست استظهار در درگاهِ حی
هر چه بیرون نامد از رگهای وی

در دهانِ تو سن نفسِ حرون
نه لگامی از ورع ای باسکون

از سرِ ظلمات و مکر و حیلها
هر چه پایی میخوری ای بی حیا

وعظ گوئی خود کنی بر عکسِ آن
مسیفروشی دینِ خود از بهرِ نان

لقمهای چرب میجوئی مدام
میکنی فربه شکم را از حرام

خرقهٔ تزویر را بر تن کشی
نعمت هر گونه از هر جا چشی

از برای لذتِ حلوائی تر
شیر مادر میکنی مالِ دگر

نیست فرقت از حلال و از حرام
انچه باشد زود تر آری بکام

میکنی وحدت ز ریا بهرِ شکم
صوف میپوشی پی مال و درم

میزنی حلقه بباب اغنیا
میکشی زرازره زرق و ریا

کی بود قدر تو تسبیح و دلق
تا نه دوزی چشم خود از سوی خلق

خود بده انصاف خود ای پر طمع
کاین چه دین است و چه تقوی و ورع

از برای لقمهای چرب و تر
سر همین تابی ز ربِّ بحر و بر

نانِ خشک از دست رنج خود بکام
خوشتر است از لقمهٔ چرب و حرام

جامهٔ خود از پلاس شوخکین
بهتر است از جامهٔ ابریشمین

تابعِ لذاتِ نفسانی مباش
گیر آزادی چو زندانی مباش

مجتنب شو از درِ شاه و امیر
چند در دامِ هوا باشی اسیر

خوردن و خفتن همه را جمع مکن
پرده غیریت از هم شق مکن

تا که بوئے زان ورع آید ترا
باز مانی از خیال ما سوا

پائے خود کن در عزیمت استوار
بر رخ همت بود نور کمال

کار بر خست بود نقص جمال
دور شو از راه بدعت سر بسر

سر بنه بر سنت خیر البشر
باش هر دم پیرو اهل صفا

گر تو داری خواهش راه خدا
از حرام و شرک و از شبهت حذر

راه تقوی گیر و از شهوت گذر
بل طریق پاکی جان و دل است

اکل طیب پاکی جسم گل است
هیچ از طاعت نگردد حاصلت

تا نگردد پاکی جسم و دلت
بلکه سازد دور از پروردگار

هیچ طاعت بے ورع ناید بکار
تا گذاری از سر عجز وضوء

در نماز آید طهارت بالضرور
راست آید کے از و زهد و ورع

هر کرا در دل بود حرص طمع
از تو فرق نیک و بد باشد محال

تا اسیر شهوتی ای با کمال
بیگمان جایش بود دار السلام

هر که پرهیزد ز شبهات و حرام
کی ز سر حق پاید آگهے

هر که از تقوی دلش باشد تهی

راه تقوی گیر ای این نقص ... تقوی ست ترس آخر ... خطا گشتن ... جدا

تقوی

هست تقوی مرآت حسن و جمال
هست تقوی باعث قرب وصال
هست تقوی پرورد دل پاسبان
هست تقوی ز زینت طاعات ذب
لذت تقوی نیابی تا بکام
متقی هم کس کم باشد در جهان

در ورع تمام تو کی کردی تمام
تا بشنوی از دولت تنگ
بیگمان

نزدیک باشد کم
کی تواند اندران نور خدا

تقوا ای علم
کی باشد اصفا

درمان کن نقص طاعت کم
مقصود از خلقت آدمیت

در طاعت

تا توانی کوش اندر بندگی — بندگی آمد لباسِ زندگی
بندگی مصباحِ قلبِ آدمی است — بندگی اصل الاصول مردمی است
از سرِ آلایشِ عالم گذر — بند اندر بندگیِ حق کمر
دل منور میشود از بندگی — بی عبادت نیست لطفِ زندگی
فرقِ طاعت گر نهی پیشِ خدا — حق دهد اندر دلت نورِ هدا
راغبِ طاعت شود مردِ سعید — کی شود این کار از دستِ پلید
همچو طاعت نیست کاری خوبتر — فرصتِ خود را غنیمت در شمر
نیست هرگز اعتمادِ زندگی — بندگی کن عذر کن بر بندگی
بسته دار هر دم پیِ طاعت میان — بندگی را مایهٔ عقبیٰ بدان
پنبهٔ غفلت ز گوشِ دل برآر — عمرِ رفته باز ناید زینهار
میرود عمرِ عزیزت همچو باد — فکرِ زادِ خویش کن اے نیک زاد
مفت ایامِ جوانی میرود — حیف لطفِ زندگانی میرود
راهِ طاعت در جوانی پیش گیر — کی شود کارِ جوان از دستِ پیر
گر تو داری قوتے در جسم و تن — همچو مردان حمله مردانه زن
قدر بشناس اے عزیزِ باکمال — نیست ایامِ جوانی را بدل

تا توانی کوش در طاعت بکوش — فرصت از کف مده ای نیک هوش
آن مشو نادان که بیکار است و مست — تا توانی وقت را غنیمت شمار
کارِ خود امروز کن ای نیک زاد — تا نگوید کس که باشی نابکار
در ره حق دیده از غفلت بدوز — مغتنم دان وقت این نیک روز
حیف قدرِ جان نمیدانی کنون — وای آنگه کز جهان آئی برون
هیچ قدرِ زندگی نشناختی — وقتِ مرگ از دست خود را باختی

نقد را از دست خود انداختی — وقت را ضایع بیهوده گذاشتی
دل ز نادانی بغفلت باختی — وقت را ضایع بیهوده گذاشتی
در فضای عشق طاعت باختن — سر بسوی آستان حق نهادن
عجز و زاری پیش رب العالمین — سوی او آوردن از جان التجا
راکعان از رکعت و سجده بپا — خیز خود بگشا ز غفلت دیده را
چون سفر در پیش داری ای عزیز — ساز و برگ خود بگیر از بهر راه
چون سفر در پیش داری ای عزیز — ساز و برگ خود بگیر از بهر راه

گر کنی عمر عزیز خود تلف
زود واز حسرت بمالی هر دو کف

کار فردا ساز امروز ای عمود
چون رسد فردا بجز حسرت چه سود

قبل رحلت ساز کن رخت سفر
تا نیفتی در بلائے صعب تر

گرم رو اندر رهِ باطل مشو
یکدم از یادِ خدا غافل مشو

یکدم اندر ذکرِ رب الانس و جان
بهتر است از نعمتِ کون و مکان

یکنفس ضائع مگردان زینهار
باش در پاسِ نفس لیل و نهار

میهمانے میرسد سویت مدام
بهرِ مهمان سنت آمد احترام

باش هر دم همدمِ ذکرِ خفی
خاطرِ غیر از دلت گردان نفی

بهرِ طاعت حق ترا چون آفرید
بد بود غفلت ز طاعت ای مجید

در عبادت همتِ خود بر گمار
روی دل از هر طرف سویش بیار

در عبادت کوش اکنون ای جوان
کے همیشه زنده مانی در جهان

کوش اکنون در عملِ ایجانِ پاک
نی در آندم که شوی پنهان بخاک

خواب نوشین از سرِ خود دور دار
تا رسی بر منزلِ دار القرار

در غمِ دین باش اے مردِ یقین
روزگارِ خود مکن ضایع چنین

مست باش از بادهٔ طاعت مدام
تا شوی روزِ قیامت شاد کام

دور تر از حضرت مولی بود
بنده کان یک لمحه باشد از عجب دور

طاعتی کان عجب آرد در وجود
ماتمی دان از جحیم قعر دور

بنده کن یک لمحه باشد از ریا
موجب بعد است از رب السما

در خیال خویش دانندی مباش
بنده کن یک دم ز خودبینی مباش

بنده کن پیوسته طاعت را بجان
دور میدارد ز رحمت دو جهان

بنده کن یک لمحه باشد از هوا
ظلمت شاید ز ره تابد ضیا

بنده کن یک دم ز خودرائی بپرداز
تا نیفتی در بلائے صعب باز

بنده کن یک لمحه خالص کن ز ریا
تا نیفتی در عذابِ کبریا

بنده کن یک دم ز خودبینی بساز
تا نیفتی در بلائے صعب باز

بنده کن یک لمحه خالص کن ز ریا
تا نیفتی در عذابِ کبریا

بنده کن یک دم ز خودرائی بپرداز
تا نیفتی در بلائے صعب باز

بنده کن پیوسته طاعت را بجان
دور میدارد ز رحمت دو جهان

بنده کن یک لمحه باشد از هوا
ظلمت شاید ز ره تابد ضیا

در خیال خویش دانندی مباش
بنده کن یک دم ز خودبینی مباش

حرص رنگش هست و آئینه دل است — طاعتِ شایسته بهرش صیقل است

پیشتر از حرص دل را کن بری — تا درونش جلوهٔ حق بنگری

در عباداتِ خدا شو بالیقین — فارغ از اندیشهٔ دنیا و دین

گر شوی از فکرِ دنیا مضطرب — دور خواهی ماندنت از قربِ رب

گر درین ره پا چو مردان میزنی — دور باش از فکرِ دنیا ردنی

گر عبادت از پئے دنیا بود — پیشِ مردان کارِ نازیبا بود

بهرِ دنیا گر عبادت میکنی — خویشتن را در مصیبت میکنی

بندگی گر بهرِ حور و جنت است — از برائے اهلِ عرفان آفت است

چیست حرص دین و دنیا جانِ من — در عبادت مایهٔ رنج و محن

تا توانی خویشتن را رنگنی — در خیالِ کسبِ دنیا ردنی

چیست دنیا اے عزیزِ باصفا — سر بسر سرمایهٔ رنج و عنا

چیست دنیا ردنی اے نیکخو شخصال — از برائے مردِ حق وجهِ نکال

چیست دنیا ردنی اے ماحیا — منزلِ آفات و جائے هر بلا

چیست دنیا اے عزیزِ جانِ من — بهرِ عارف هر زمان و جر محن

تا توانی در پئے دنیا مباش — غافل از یادِ خدائے ما مباش

طاعت شایسته کن از بهرِ حق — غفلت یاد خدا شاید مکن

تا شوی فوز و فلاح آرامگی — طاعت شایسته کن از بهرِ حق

در دلت آید بجا نور و صفا — بندگی کن بندگی ایخو شخصال

خاص از بهرِ خدائے ذوالجلال — بندگی کن بندگی ایخو شخصال

تا توانی بانگ شان اندر بندگی — گوشه گیری بندگی بهرِ ثواب

در مذمت دنیا و مدح طاعت

گر شوی عاصی ز ترکِ طاعتِ حق — در دلت آید بجا نور و صفا

در دلت تابد بجا نور و صفا — خاص از بهرِ خدائے ذوالجلال

از برائے طاعت گردی بری — بندگی کن بندگی ایخو شخصال

گر شوی از طاعت حق بری — خاص از بهرِ خدائے ذوالجلال

طاعت شایسته کن از بهرِ حق — غفلت یاد خدا شاید مکن

تا شوی فوز و فلاح آرامگی — طاعت شایسته کن از بهرِ حق

در دلت آید بجا نور و صفا — بندگی کن بندگی ایخو شخصال

خاص از بهرِ خدائے ذوالجلال — بندگی کن بندگی ایخو شخصال

تا توانی بانگ شان اندر بندگی — گوشه گیری بندگی بهرِ ثواب

در مذمت دنیا و مدح طاعت

گر شوی عاصی ز ترکِ طاعتِ حق — در دلت آید بجا نور و صفا

در دلت تابد بجا نور و صفا — خاص از بهرِ خدائے ذوالجلال

از برائے طاعت گردی بری — بندگی کن بندگی ایخو شخصال

گر شوی از طاعت حق بری — خاص از بهرِ خدائے ذوالجلال

از عبادت در عبودیت گذر
وز عبودیت بعبدیت نگر

شد عبودیت مقامِ اولیاء
عبدیت آمد مقامِ انبیاء

گر عبادت آوری اے اہلِ دین
در دلت پیدا شود علم الیقین

در مقامِ تو عبودیت بود
در دلت عین الیقین حاصل شود

در عبودیت کجا یابی مقام
تا برون نائی ز خود اے نیکنام

تا برون نائی ز بندِ ما و من
اصلِ طاعت کی شناسی جانِ من

در عبودیت فنائے خویش کن
ہستیٔ خود را بکن از بیخ و بُن

ہر کہ بنہد در عبودیت قدم
آگہش سازند از سرِّ قدم

گر نشان خواہی ز عبدیت بجان
تا شود حق الیقین حاصل ترا

پند اشرف گوش کن اے اہلِ دین
ہیچکس پندی نگوید ہمچنین

ہر کرا گفتار اشرف شد پسند
گشت آن در ہر دو عالم ارجمند

در بیانِ اخلاص کہ پاک کردن عمل است از لوثِ ریا

اے پسر اخلاص باید جاں خدا
پاک کن کارِ خود از لوثِ ریا

ہر کرا اخلاص نبود در عمل
کے شود خالی ز اغراض و علل

جمله باشد اجر گر داری خلوص
ورنه باشی در طریق دین لصوص

خیر گردان نیت خود در جهان
انما الاعمال بالنیات دان

نیت مخلص بود باکردگار
نے پئے جنت بود نے بیم نار

هر که طاعت کرد از بهر بهشت
از پئے فرج و شکم تخمی بکشت

تا در آنجا گاو نفس خویش را
سیر گرداند بصد حرص و هوا

وانکه طاعت کرد از خوف جحیم
چون غلامی هست کو از ترس و بیم

میدود در حکم مولای هر زمان
تا زدوکوبش نسازد ناگهان

هر دو را نسبت نباشد با خدا
زانکه کارشان بود حرص و هوا

آن بود در پیش خدا محبوب تر
کان بهر کارے کند بر وے نظر

جز خدا هرگز نخواهد از خدا
ترک ساز و نعمت هر دو سرا

تا نسازی خویش را با حق فنا
کے نماید نور ایمانی ترا

از عبادت بهرهٔ آنکس را شود
که خلوص نیتش با حق بود

هر کرا دیدار حق محبوب نیست
با خدا اخلاص او محسوب نیست

صبح وحدت تا نگردد حاصلت
کے برآید مهر اخلاص از دلت

مهر اخلاص ار ترا آید بکف
نور حق بینی عیان از هر طرف

که برائے من نکردہ این عمل — نیتش بودہ باغراض و علل
گر تو خواہی نورِ اخلاص اے فتا — پاک شو از شبہت و شرک و ریا
اینچنین برگفتہ اند اہلِ دلان — کہ مثالِ علم را چون تخم دان
از پئے آن تخم گشت آمد عمل — آب آن باشد خلوصِ لم یزل
گر نباشد آبِ اخلاص اے پسر — کے شود کشتِ عمل سرسبز تر
جز خلوص از طاعتت مقصود نیست — گر خلوصت نیست ہیچت سود نیست
کردار شاد آن رسولِ نیک خو — نیتِ مومن بہ از کردارِ او
زانکہ نیت بے عمل طاعت بود — کار بے نیت عبادت کے شود
مردمی از قومِ اسرائیلیان — سوئے کوہِ ریگ آمد ناگہان
اندران ایام بودہ قحطِ سال — مردمان را بود بس رنج و ملال
گفت گر گندم بدی کوہِ رمل — کردمے جملہ بمحتاجان سہل
وحی آمد بر رسولِ آن زمن — کہ بگو او را کہ ربِّ ذوالمنن
صدقۂ تو از رہِ افضالِ خویش — شد ثواب از درگہِ من آنقدر
کرد مقبول درت اے پاک کیش — راست کرد آن نیتِ خود با خدا
کان ہمہ را صدقہ میدادے اگر — نفس را مدخل مدہ اے باصفا

وصفِ دل گیر و همه اعمالِ او — تابعِ حکمش بود افعالِ او
در رهِ حق هر که خاص الخاص شد — کار و بارش جمله با اخلاص شد
تا نباشد معرفت حاصل ترا — کے شود واقف ز اخلاصِ خدا
مصطفےٰ فرمود رب دو سرا — ننگرد بر شکل و اعمالِ شما
بنگرد بر قلب و نیت هر زمان — زانکه دل نیت گه آمد بیگمان
جز خلوص از طاعت مقصود نیست — گر خلوصت نیست هیچت سود نیست
حق تعالیٰ هر کرا اخلاص داد — چشمهٔ حکمت بروئے او گشاد
هست اخلاص هر عمل را همچو روح — گر کنی اخلاص یابی صد فتوح
از مئے اخلاص دائم مست باش — حرفِ غیر از لوحِ جانت بر تراش

در بیان تواضع که عبارت از رفعت است در دنیا و آخرت

با تواضع باش دائم در جهان — موجبِ رفعت تواضع را بدان
یاد دارم از حدیثِ مصطفےٰ — کز تواضع مرد یابد ارتقا
کس نه در عالم تواضع بر نمود — که نه حق آن بنده را عزی فزود
از تواضع هر که بر گیرد سبق — خلعتِ تکریم دریابد ز حق
در قیامت درجه اش گردد بلند — حق سلامت دارد ش از هر گزند

عاقلان کردند اکثر امتحان
کز تواضع مرد گردد کامران

مظهر لطف خدا باشد مدام
مردمان سازند او را احترام

گر تواضع راز دست خود دهی
گه نه بینی در جهان روز بهی

هر که باشد با تواضع در جهان
جای او باشد بجنت بیگمان

از تواضع سربلندیها شود
در دو عالم ارجمندیها شود

هر که در راه تواضع پا نهاد
حق بر و عالم از رفعت کشاد

در تواضع هست عز و مهتری
بی تواضع کی بیابی سروری

گر تمنای شرف داری بجان
پیشه خود کن تواضع در جهان

صد شرف دارد تواضع در شرف
آر این نقد گرامی را بکف

هر که در حشمت تواضع آورد
حق ز جمله مخلصانش بشمرد

باش متواضع مع المتواضعین
کبر و نخوت کن مع المتکبرین

گفت پیغمبر که با متواضعان
کن تواضع اے عزیز مهربان

تا نگردی از متکبران بینوا
کبر و نخوت کن ز دلے با صفا

صد قه باشد کبر با متکبرین
شد تواضع صدقه با متواضعین

از تواضع دست درویشان بگیر
تا بگیرد دست تو رب قدیر

هر که سازد خاکساری اختیار — سر بلندی یابد و عز و وقار
سرکشی هرگز مکن مانند نار — عاقبت خاکست بهر تو مدار
با کسی سختی مکن اندر جهان — ترس از سختی رب انس و جان
نرم گفتاری طریق عاقلانست — سخت گوئی از صفات جاهلانست
هر که باشد در جهان شیرین زبان — ماند از تلخی دوران بر کران
گر نهی فرق تواضع بر زمین — بگذرد فرقت ز چرخ هفتمین
گفت پیغمبر نه کس پیدا شود — که نه روز نجمیر بر فرقش بود
یک بسوی آسمان هفتمین — دیگرے بالا رض هفتم همچنین
چون کند مردم تواضع در جهان — حق کشدا و را بهفتم آسمان
ور بود از راه نخوت خویش بین — حق کشد سوئے زمین هفتمین
سوئے خود از دیده تحقیر بین — عزتے بر خود مناسے بایقین
هر که از نخوت کند در خود نگاه — بنگرد از قعر سوئے او آله
هر که در خود دید در وئے کس ندید — داند این آنکس که باشد اهل دید
هر که در راه خدا معنی فداند — خویشتن را کمتر از سگ بشمرند
قدر ایشان لاجرم پیش خدا — از فلک افزون بود در اعتلا

هیچکس را چون ز خود بینی بتر
از تواضع کے ترا باشد اثر

گر روی در مجلسِ اے اہلِ نگاہ
راضی باشی در کمینہ جائگاہ

گر بمجلس صدر جوئی اے پسر
باشی از وصفِ تواضع دور تر

ابتدا کردن سلام از مومنان
از تواضع یادگار است ایجوان

ہر کہ دنیا کمتر از خود بنگری
خویشتن را ازو فراتر آوری

وانکہ دنیا از تو دارد بیشتر
دار خود را ازو فروتر اے پسر

آن بود اصلِ تواضع ایجوان
کہ نہ بینی خویشتن را در جہان

تا برون نائی ز دعوی اے پسر
جامِ معنی کے دہندت سر بسر

تا نگردی نیست در ہستی حق
کے شوی جام بقا را مستحق

در بیان ترک تکبر و مذمت آن و معالجۂ او

ایجوان از راہِ نخوت در گذر
از وجودِ خود اگر داری خبر

کبر خود را دشمنِ اعظم بدان
کرد دشمن خالقِ ہر دو جہان

قلبِ متکبر بسے جا بر بود
جائے ہر جبّار در دوزخ شود

کبر و عظمت میسزد بر کبریا
دیگرے را کبر کے باشد روا

گفت حق اندر کتاب اے بایقین
نیست اہلِ کبر مومن روزِ دین

مرد هر یک ره خرامید ایجوان — بر سبیل فخر و با صد کبر و شان
وز ره نخوت نظر بر خود نمود — در زمین بر دوش فرق و دود
میرود زیر زمین تا این زمان — تا قیامت همچنین با شد روان
ایجوان اصل تو باشد از منی — کے سزا باشد ز تو تا و منی
هر که از بولین آید در ظهور — صد عجب باشد از و کبر و غرور
کبر و نخوت را ز خلق بدشمر — خلق و صف دل بود اے باهنر
خلق چون در قلب تو باشد نهان — لاجرم پیدا شود تاثیر آن
خلق کبر آنست اے اهل تمیز — که تو خود را در جهان دانی عزیز
زین سبب باوے ترا پیدا شود — نام این با دایجوان نخوت بود
خواسته من نفخة الکبر اے فتا — باخدائی خود پناه آن مصطفی
چون به پیچد در سر این باد غرور — دیگر انرا دون خود دانی ضرور
بنگری از راه نخوت در جهان — مردمان را بشمری از خادمان
در کلام و در نشست و خاستن — جوئی از هر یک تقدم بے سخن
چشمداری حرمت و تعظیم خویش — خویشتن را از همه سازی پیش
نشنوی از کس نصیحت در جهان — بلکه آئی در غضب بر ناصحان

از تکبر لاف در عالم مزن — گرچه هستی ایجوان شکر شکن
گشت فرعون از تکبر غرقِ نیل — دیو هم از کبر شد خوار و ذلیل
هر کرا فرعونیت در سر بود — ثمرهٔ او جز هلاکت کی شود
خودپسندی هست ایدل ناپسند — گر نیائی باز یابی زان گزند
بر مکش زنهار خود را از غرور — از رهِ پندار دایم باش دور
سرکشی از سر بدر کن ایجوان — عاقبت قدِّ تو باشد چون کمان
کبر را سه درجه دان اے باکمال — درجهٔ اول بود با ذوالجلال
هست این درجه ز هر دو سخت تر — همچو کبرِ دیو و فرعون اے پسر
وانکه کردند همسری با کبریا — ننگ کردند از عباداتِ خدا
درجهٔ دویم بود اے باوفا — با محمّد شافعِ روزِ جزا
کانچنان گفتند آن اهلِ قریش — که فرو ناریم سر مانندِ خویش
از چه مردِ محتشم نامد بما — وز ملک نامد بسوے ما چرا
رتبهٔ پیغمبری نشناختند — پردهٔ غفلت برخ انداختند
وانکه دانستند از راهِ غرور — منکرش گشتند با خود بالضرور
درجهٔ سویم بود با بندگان — که نه بینی از حقارت سوے شان

ام کم در و
من ورا سازم هلاک اندر جهان
پس ز پیغمبر کمر جز بر بت خان
تا نه بینی خویشتن را اے پسر
دیو حق را آنکه خود را نشناخت
زین سخن جز نیکخواهان آگاه کیست
معنت چیز آمد تکبر را سبب
علم و حسن و طاعت و زهد و نسب

هست از علم و عمل معجونِ او
علمی آن باشد شنوائے نیکخو

که شنوی از چشمِ باطن حق شناس
کبر را از بهرِ او دانی اساس

که بدست اوست کارِ دو جهان
کس ندارد پیشِ او تاب و توان

هم شناسی خویشتن را سر بسر
که ز من بود ذلیل و خوارتر

ناکس و نالایق و عاجز فقیر
مدبر و ناچیز و مجبور و حقیر

مسهل است این معرفت اے نیکخو
تا برآرد بیخ کبر از قلبِ تو

حق تعالی قدرت خود را ستود
در حقیقت حالِ تو با تو نمود

کارِ خود از اول و آخر نگر
وز میانه هم نگر اے باخبر

تا حقیقت منکشف گردد ترا
که چیئی و اصلت آمد از کجا

کارِ اول آن بود اے مردکار
کائی شئی خلقه را یاد دار

کز تو ناکس تر نباشد در جهان
که نه نامے داشتی و نه نشان

مسکنِ تو بود در کتمِ عدم
کانچنان فرمود ربّ ذوالکرم

لم یکن شیئاً ز گوشِ دل شنو
تا ترا باور شود اے نیک خو

خاک را پس آفریده ذوالجلال
خوار تر کز وے نباشد در مثال

نطفه و هم علقه را پس آفرید
کاست آبِ گنده و خونِ پلید

هیچ کارے تو بدست تو نکرد
تا شناسی عجز خود از نیکو

گر بیندیشی ز خود ناچیز تر
در جهان کس را نیابی اے پسر

گاه گردی تنگ دل از حر و بر د
گه کنی آه و فغان از رنج و درد

از میانه کار خود آگه شدی
بر فگن از فرق خود تاج خودی

آخرین کار خدا ید ل هم بدان
که به بندی حرمت هشتی ز ین جهان

نے سمع ماند نه قوت نے بصر
نے جمال و قالب و عضوے دگر

بلکه مردارے شوی اے بانیان
که همه بینی ز تو گیسه ر ند باز

گرم و حشرات زمین اندر مزار
لحم عضوے تو خورند اے بے قرار

عاقبت انگه شوی خاکے حقیر
کس بدان خواری بتو نبود نظیر

هم بدان خواری نباشد بس ترا
بلکه انگیزند در روز جزا

آورندت از برائے احتساب
در مقام خوف و جائے التهاب

آسمان بشگافته بینی عیان
هم فرو ریزیده بینی اختران

هم زمین بینی مبدل باوگر
شعله دوزخ برون آورده سر

سخت دوزخ را بغرش بنگری
نامه اعمال در کف آوری

هر چه باشد از فضیحتها رقم
خوانی یک یک را بتشویر و ندم

این علاج از روئے علمست ایجوان
لیکن از راہ عمل بشنو چنان

کز رہ کبر و غنا پرہیز کن
خویشتن را در تواضع تیز کن

در ہمہ احوال و افعال اے فتا
قبلۂ خود ساز خُلقِ مصطفےٰ

کہ تواضع پیشہ بودے ہر زمان
نان خوردے بر زمین چون بندگان

اینچنین فرمودے آنشاہِ یقین
کہ منم بندہ نشینم اینچنین

دست با درویش دادے تا نہ آن
بر گرفتہ دست بودے ہمچنان

از تواضع آن رسولِ حق پرست
جملہ کارِ خانہ خود کردے بدست

خانۂ رُفتے گاہ و دادے علف
ہر زمان از کبر بودے بر طرف

ہر کرا بیماری بودے چنان
کہ از و پرہیز کردندے جہان

مصطفےٰ با او بہم خوردے طعام
بود زینسان حالِ آن خیر الانام

ہر کہ خواندے آنپئے دعوت ورا
بے تکلف میشدے آن باصفا

ہر کسے را ابتدا کردے سلام
نان میخوردے بخدام و غلام

بر گرفتہ بود چیزے مصطفےٰ
کہ برد در خانۂ خود بے ریا

خواست شخصے تا کہ بر گیرد ز وے
زینہار او را نداد آن نیک پے

اینچنین فرمود زان حق پرست
کہ اہلِ کالا بہرِ او و للہ است

گر ترا کبر است بر حسن عیان
بین چه قاروراتِ داری در نهان

در مشانه در رگ و بینی و گوش
در شکم در ناف و فرج لے تیز هوش

زین نجاستها ے خود اے نیکخو
میکنی هر روز خود را شست و شو

گر نشوئی چند رونے خویش را
پاک باشد از تو مبرز خانها

آنزمان حسن تو کے با تو بود
تا بدان فخرے ترا پیدا شود

پس روا نبود تکبر بر جمال
که رود در هفته و یا ماه و سال

یا بیک بیماریِ گردد تباه
زشت تر آنگه شوی بے اشتباه

گر بود بر زور و قوت کبر تو
اینچنین اندیشه کن اے نیکخو

که اگر اندر رگے دردے شود
هیچ کس از تو نبود عاجز تر شود

گر رود موے به بینی یا بگوش
عاجز آئی اے جوانِ تیز هوش

ثمرهٔ نبود بجز عجز و هلاک
همچو بسمل در طپی بر روے خاک

ور درونِ پاے تو خارے خلد
قوتت برجا نماند اے ولد

گرچه بس باشد توانائی ترا
فخر چه بود اے جوانِ باصفا

که بسے گاؤ خر و شیر و سگان
از تو میدارند سبقت در توان

گفت پیغمبر که آن قوت نه است
کافگنی کس را و سازی زیر دست

که بود شاید که لطفِ کبریا
خاصیتِ ایمان با وسازد عطا

عاقبت آنکس ز من نیکو شود
کفر در انجام در نامم بود

پس بزرگی در نجاتِ آخرست
وان بعلمِ حق بود ای خودپرست

گر تو بیم خاتمت داری بپیش
کبر کی زیبد ترا ای پاک کیش

باش هر دم مشتغل در خوفِ آن
گه میاور چشم در خود یک زمان

که تکبر ذاتِ حق را واجب است
چون دران شرکت کنی ای خودپرست

حق تعالی دشمنی گیرد ز تو
چون شود انجام تو ای نیکخو

همچنین در جمله اسبابِ جهان
محترز باش از تکبر هر زمان

گر ترا حاصل شود این معرفت
بنگری نور تواضع در دلت

در بیان سخاوت و کرم و ایثار که عبارت است از عطا بسهولت و بخوشی تمام نفس و مقدم داشتن حاجت دیگری بر حاجت خود

در جهان بابِ کرم مفتوح دار
کز کرم بهتر نباشد هیچکار

گر تو مال و زر نداری ای فتا
باش قانع دور کن حرص و هوا

ور تو داری مال و زر اندر جهان
بگذر از بخل و سخا ورز ای جوان

در خبر گفت آنکه نیکو سیرت است
این سخا نخلیست در باغِ بهشت

در سخاوت هست بس فضل و ثواب — تا توانی روی خود را زو متاب
گر بهر انگشت داری صد هنر — کی بیابی بی سخا عز و وقر
صد کرامت هست در جود و عطا — منبع شیرین نباشد از سخا
تا توانی کار درویشان برآر — تا برآرد کار تو پروردگار
گر تو داری قوتی اندر جهان — از کرم بر گیر دست عاجزان
تا توانی در جهان احسان بکن — مرغ دل را تابع فرمان بکن
هم چو حاتم در جهان مشهور باش — در رهِ جود و کرم مسرور باش
لطف کن تا همچو حاتم در جهان — نامِ نیکِ تو بماند جاودان
رو مپیچ از سائلان این دین شعار — تا نپیچد روی از تو کردگار
سر زنش هرگز مکن با سائلان — مردمی کن آنچه باشد زآب و نان
نعمتِ عقبی اگر باید ترا — نعمتِ دنیا صرف کن بهرِ خدا
گر بدست آری دلی را ایجوان — صد مفاخر یابی از ربِّ جهان
گر دهی از دستِ محنت ارزنی — نزدِ حق بهتر بود از صد منی
هر که یک نیکی کند اندر جهان — حق تعالی ده به بخشد مثلِ آن
گر تو هستی طالبِ راهِ خدا — هر زمان کن خدمتِ اهلِ صفا

گر تو خواهی از جوانمردان سبق — هر چه داری کن پریشان بهر حق
آنچه داری دوست اے مرد خدا — صرف گردان در رضائے کبریا
کے ترا گردد نکوئی حاصلت — تا نسازی صرف محبوب دلت
هست در اُمّ الکتاب اے نیکبخت — لن تنالوا البر حتّے تنفقوا
گر تو خواهی مشرب اهل دلان — تا توانی را حتے در دل رسان
باغ عالم سبز کن از آب جود — تا بیابی باغ جنّت از درود
مهر بردار اے غنی از کیسها — صرف کن اینست کار اسخیا
هر که باشد با سخاوت در جهان — بیند او از حق فتوحات گران
دل بدست آر و سخاوت پیشه گیر — تا شود راضی ز تو رب قدیر
حق تعالی دوست میدارد سخا — گر چه باشد نیمه خرما ترا

حکایت

رابعهٔ بصری بصد شوق تمام — گشت روزے عازم بیت الحرام
چادرے بر سر کشید از عز و شان — موزه در پائے کرد و شد روان
چون بنزدیک خانه کعبه رسید — بهر طاعت زیر نخلے جا گزید
بود افتاده سگے تشنه دهان — رابعه را دید چون آن ناتوان

گفت کعبه مالکا شاهنشها — صد هزاران بندگانِ باصفا
آمدند اینجا بصد شوقِ درون — تا سعادتها برند از من کنون
رابعه را این چه لطف است و عطا — که کنی محروم چندین خلق را
گشت فرمان از درِ حق این چنین — که مرا سر نیست اے کعبه درین
که بسا اے هر که آید سوے تو — یک ثوابِ حج نویسیم بهرِ او
در محلِ رابعه گر بعدِ ازین — هر که سازد طوف یکره بالیقین
من همانا از رهِ لطف و کرم — بهرِ او هفتاد حج سازم رقم
پس بدان اے مومنِ نیکو شعار — رابعه چون یافت چندین اعتبار
که سگِ تشنه لبے را آب داد — قلبِ او را زان ترحم کرد شاد
چون تو سازی در حقِ انسان کرم — هفت صد یابی جزایش لاجرم
آفریدایان چو ربِّ دوسرا — کرد در هفتش در سخا و در حیا
کفر را چون آفریده کبریا — رهن گردانید در بخل و جفا
گر تو داری اے پسر دادش بده — هر که این خصلت ندارد مرده به
برگشا دستِ سخاوت برگشا — تا شوی ایدل ز ارباب سخا
دستِ خود بیرون کن اکنون جانِ من — بعدِ مردن کے برآری از کفن

حکایت

تا توانی خاطرِ مردمان — آورد ویش را
شاد کن تا شاد باشی از خدا — در نگر از چشمِ رحمت سوے خلق
رحم کن بر حالِ مرد و اهلِ دق — تا کنی جود و کرم اے با صفا
بعدِ مردن هم بماند ساطها

از پئے چندی بدستِ من فروش
گفت بیع کردم تو اے تیز ہوش

چون در آمد این سخن اندر میان
گشت این مردہ شتر را آنزمان

مرد چون بیدار شد از خوابِ خویش
دید کشتہ اشترِ خود را بپیش

بر سرِ دیگش نہادند آن گروہ
سر بسر بختند و خوردند از شکوہ

چون روان گشتند از انجا در زمان
کاروانے پیش آمد ناگہان

در میانِ قافلہ اے نیک خو
بود فرزندے ز فرزندانِ او

بانگ میکرد اہلِ اشتر را بنام
نامِ او میگفت با صد احترام

کہ فلان مردہ ز تو اشتر خرید
واقفی زین ماجرا اے اہلِ دید

گفت بفروشیدہ ام لیکن بخواب
قصۂ خود را از و گفتہ بشتاب

گفت مرد آن اشتر امنیست ایجوان
گیر از دستم ز لطفِ بیکران

کہ بدیدم دوش والد را بخواب
کاینچنین کردہ بحالِ من خطاب

گر تو فرزندِ منی این بخت را
رو فلانکس را بدہ اے باوفا

خیر آید اے پسر از مردگان
حیف باشد مسکی از زندگان

تا توانی در جوانمردی بکوش
ہر کسے را شاد دار از خورد و نوش

بہتری در ہر دو عالم از سخاست
اے برادر زین تغافل کے رواست

آن بود ایثار اے مردِ خدا — کانچہ باشد احتیاجِ آن ترا

باوجودِ احتیاجِ خود دران — صرف گردانی بکارِ دیگران

چون سخا آید بجدِّ خویشتن — نامِ او ایثار گردد بے سخن

اصلِ ایثار آن بود ای باکمال — کہ فدا باشی بحقِ از جان و مال

از ثواب و نامِ نیکو بگذری — جز رضاے او خیالے ناوری

مال و زر را گر دہی بہرِ ثواب — نزدِ خاصان ممسکی اے کامیاب

مگذر از ایثار اے اہلِ نعیم — فضلِ ایثار است نزدِ حق عظیم

گفت موسیٰ با جنابِ سرمدی — کہ مرا بنما مقامِ احمدی

گفت یارا ایش نمیداری ولے — با تو بنمایم از انجملہ یکے

چون نمود او را یکے از تجلیش — رفت ہوش از وے ز نورِ عظمتش

گفت یارب احمدِ خیر البشر — صدرِ بدرِ دو جہان نیکو سیر

یافت از چہ این مقامِ ارتقا — گفت حق از فیضِ ایثار و سخا

اے پسر برگفتۂ من کار بند — کز فتوت نیست کارے ارجمند

زاہدان را کارِ طاعت کردنست — کارِ مردان دل بدست آوردنست

گر ترا حق داد ایمان ایجوان — راحتے با بندگانِ حق رسان

مردی کن تا توانی اے پسر — وز بخیلی و خساست در گذر

آنچہ دادہ حق ترا اندر جہان — گر نمانی بخل ورزی ایجوان

زود باشد کز پئے آن بخل و رز — طوق باشد بہر تو در حشر گرز

دریغان گردنت بے قیل و قال — افگند از حکمِ ربت ذوالجلال

در خبر آمد ز خیر الانبیاء

هم هوائی کز نسیم آن در شوی
همچنین عجبی که سوی خود دوی

گفت پیغمبر شر کون و مکان
دور باشید از بخیل ای مردمان

کان جماعت کز شما بودند پیش
در هلاکت پا زدند از بخل خویش

بخل ایشانرا بخونریزی کشید
حلّ و حرمت را بیک جا آورید

ممسکان را نیست سوی جز زیان
بهر اوشان در سقر باشد مکان

نقد را در بند مگذار ای پسر
از چنین کس تا توانی الحذر

حاصل اهل کرم نزد یک رب
ز عالم مرد بخیل آمد محب

گرچه زاهد هم بود مرد بخیل
دشمن حق دان مخواه از من دلیل

گفت شخصی از رسول حق بپرسید
که ترا دم مال و زر بسیار هست

سائلی چون آشکارا میشود
آتشی دانم که بر من می فتد

گفت پیغمبر که بگریزم ز پیش
تا نسوزانی مرا از نار خویش

حاش لله که مرا بهر رشاد
حق فرستاده است در راه سداد

که اگر باشد بهر کن و مقام
الف الف از تو صلوة با نظام

یاد و از چشم تو جوهای آب
تا بروید نخلهای از نسکاب

وان زمان در بخل میری ناگهان
جز جهنم بهر تو نبود مکان

دور باش از صحبتِ این ناکسان — ورنه باشد بهرِ تو خسر و زیان

ممسکی ازبدترینِ علت است — بهرِ ممسک صد هزاران ذلت است

گر تو میخواهی علاجِ بخلِ خویش — بگذر از شهوت قناعت آر پیش

حبِ مال از حبِ شهوتها بود — چون رود شهوت سخا پیدا شود

صبر بر شهوت طلب از ذوالجلال — تا شوی مستغنی از مال و منال

اعتبارِ زندگی کمتر کنی — تا رهائی یابی از بخل اے غنی

در نگه میدار دایم مرگ را — یاد کن پیشینیان را اے فتا

کہ بجز حسرت نبردند از جهان — مال و زر سودے نکرده بهرِ شان

گر ترا بر مرگِ خود باشد خبر — سهل گردد بر تو خرجِ مال و زر

در سرِ فرزندگان در دل بود — کہ بقائے تو بقائے شان شود

بخل مکن تر بود آندم ترا — کن علاجِ او بدینسان اے فتا

بیم فقرِ شان چو در دل آیدت — اینچنین اندیشه آندم بایدت

کافریده هر کرا ربِ جهان — روزیش تقدیر کرده بیگمان

گر به تقدیرش تهی دستی بود — پس ز بخلِ تو تونگر کے شود

ور غنی از بهرِ او باشد نصیب — بیگمان سامانِ او گردد نصیب

در عشق روزی زد دنیا بگذرد
گر چه پس طاعت کنم در بخل
جائے او باشد جهنم بے دلیل
هست این پیمانِ حق اے بے خبر
چون درین آری تامل سر بسر
در عمل مشغول شو من بعد این
خطهٔ اول تهمدار اے این
گر مطیع خطهٔ اول شوی

چیست مال و زر نگردد از تو دور
چون بدین سانی ز وجدان باشد
حکمتِ حق آیدت در دل پدید
گر تهی خاطع تو گردد از سخا
علتِ بخل از تو گردد دور دور

زانکه تیمارِ ریا آسان بود — بخلِ طبعی آفتِ انسان بود
در تهِ دل چون نشیند حبِّ زر — آنزمان تیمار باشد سخت تر
هم مثالِ مال را چون مار دان — که سم و تریاق باشد اندران
هر که بی افسون بگیرد مار را — بیگمان گردد هلاک اے باصفا
زین سبب گفتن نشاید ایجوان — که نباشد در فنا عیب و زیان
گر صحابه بوده اند اهلِ غنا — همچو ابنِ عوف و عثمان باحیا
این سخن زینسان بود بی اشتباه — که ببیند گود کے مارِ سیاه
دستِ خود را سوے او سازد دراز — گفتنِ خود مار گردد اندفراز
چون کند قصدِ گرفتن در زمان — مار در دستش بپیچد ناگهان
بیگمان از زهرِ خود سازد هلاک — طفلِ مرده بر فتد بر روی خاک
پنج افسون هست بهرِ مارِ زر — تا شوی سالم ز زهرش اے پسر
اول آن باشد که دانی مال را — آفریده حق درین عالم چرا
بهرِ سازِ قوّت و مسکن بود — که ضروریِ تنِ مردم بود
قالبِ مردم شود بهرِ حواس — هم حواس از بهرِ عقل آمد اساس
عقل باشد از پیے دل بیگمان — تا نمانی معرفت حاصل ازان

انچه داری در نگه لے بالیقین — که مهیے باشدت در راه دین
انتظار حاجتت باشد دران — تا نمائی خرج در وے ایجوان
گر برین جمله فسون داری نظر — مال بهر تو نمید ارد ضرر
بهره یابی ز ترياق آنزمان — هیچ تاثیرے نیارد زهر آن
بهر این گفت آن امیر المومنین — که اگر دارد همه مال زمین
زاهد ست آن نزد خلاق جهان — گرچه نبود کس تونگر تر ازان
ور کند ترک همه لے بهر حق — نیست زاهد گیر از من این سبق
پس نمائی قبله دل لے عمود — زاد راه طاعت رب ودود
هست بر نیت مدار جمله کار — کار بے نیت ندارد اعتبار
هر کسے را چون نباشد زین خبر — هم نباشد زین عزیمت بهره ور
گر بود در روے عمل مشکل شود — نزد اهل عقل بهتر آن بود
کز فزون مال و زر گیری کنار — تا نگردد از پے تو ناگوار
گر نیارد مال و زر غفلت ترا — در رجه تو کم کند پیش خدا
یافت چون فرمان ز حق آن اعرف — مال و زر بسیار ماند اے اهل خوف
گفت بعضے از صحابه اینچنین — که برو ترسیم ازین مال لعین



گرچه باوے از جماعت نگذرم
سر نہم بر حکم ربّ ذو الکرم

مردمان گفتند از وے چون بود
گفت در موقف سوال از من شود

کای فلان ابن فلان این مال را
از کجا آوردی و خرجت کجا

من ندارم ہیچ یارائے جواب
تا حسابِ آن دہم روزِ حساب

آمدہ از مخبرِ صادق چنین
کہ بیاید مرد مے در روزِ دین

کردہ باشد مال را جمع از حرام
ہم بجرمت کردہ خرج و اہتمام

جانبِ دوزخ فرستند آن زمان
ہم کیے دیگر بیاید ہمچنان

کہ بجرمت جمع کردم مال و زر
در حلالش صرف کردہ سر بسر

ہم سوئے دوزخ برندش قدسیان
وان سوم کس را بیارند آنزمان

کردہ باشد کسب از وجہِ حلال
نفقہ کردہ در حلالِ ذو الجلال

از جنابِ کبریا فرمان شود
کہ نگہ دارید این را تا بود

کہ قصورے کردہ باشد در طلب
در طہارت در صلوٰۃ و در ادب

در رکوع و در سجود و در قعود
یا بوقتش یا بشرطش اے عمود

گوید اے خلّاقِ من ربِّ تعال
جمع کردم مال از کسبِ حلال

خرج کردم ہم بحق اے بے نیاز
ہیچ تقصیرے نکردم در نماز

تا برامست کشفِ این معنی شود
که فقیری از غنا بهتر بود

گرچه میدانی فسونِ مارِ زر
بهتر آمد مر ترا از وے حذر

که بسے افسونگرانِ هوشیار
عاقبت کشته شد نداز دستِ مار

پس مخافت هر چه بینی اندران
به نباشد گر نه زو گیری کران

حالِ مال و زر چو باشد اینچنین
بخل کے زیبد ترا اے مرد دین

علتِ بخل است بس مذموم تر
مرد را سازد ذلیل و بے وقر

مسهلِ بخل ست این علم و عمل
پاک سازد مر ترا از هر علل

مر سخاوت عزتت بالا کند
بخل در هر دو جهان رسوا کند

در بیان عدل و نصفت که بهترین اعمال است

تا توانی دادِ مظلومان بده
مرهمِ نصفت بزخمِ شان بنه

عدل کن اندر جهان اے کامگار
تا مکانِ تو بود دار القرار

نیست کارے بهتر از عدل و سداد
نیست کارے بدتر از ظلم و فساد

حق ترا چون کرد والی در جهان
پس بده دادِ عدالت هر زمان

والیِ عادل بود روزِ جزا
تحتِ ظلِ عرشِ ربِ دوسرا

گر تو خواهی سایهٔ عرشِ عظیم
از عدالت سر مپیچ ای ذی نعیم

تا توانی مر پس از حق از عدالت
بار رعیت سایهٔ رحمت فگن
خانهٔ جور از برای مسکینان بکن
بر سکے هر گز مکش از تیغ جفا
در رعیت فتنه ناکهان اندر بلا
در کم آزاری رضاے حق شناس
از خطا کاری منه هرگز اساس
تا کنی پیدا ز عدل ایمان یقین
بر یقین حق ازو فرض است و بس

عدل کن تا عاقبت یابی سلامت
تا توانی ظلم کن نبود روا
ظلم را دان زود پیمانه ز پے
هست اندر ملک رانی بس خطا
ظلم کاری صعب است اندر جهان
عدل کن تا عاقبت یابی امان

ملکِ تو از عدل یابد انتظام
تا توانی عدل کن اے شادکام

عادلانرا هر کسے تحسین کند
ظالمانرا هر کسے نفرین کند

خلق را در سایهٔ نصفت بدار
تا شوی در ظلِّ حق روزِ شمار

راهِ نصفت پیش گیر اے پاک کیش
خلق را وان همچو اهلِ بیتِ خویش

عدل فرما و رعایت پیشه کن
وز رهِ جور و ستم اندیشه کن

از کتابِ کبریا آئینه ساز
دار هر دم پیشِ خود اے بانیاز

از حدودِ شرع پا بیرون مکن
پیروی دیو و نفسِ دون مکن

در حدودِ خالقِ ارض و سما
بگذر از افراط و تفریط اے فتا

رایتِ ظلم ار تو گردانی بلند
زود یابی در مکافاتش گزند

دستِ ظلم هرگز میفراز اے ولد
تا نباشی مورِدِ لعنِ ابد

گر تو خواهی رفق در روزِ حساب
بارعیت رفق کن اے کامیاب

گر تو راهِ عنف گیری اختیار
عنف با تو آورد پروردگار

تا توانی دار راضی خلق را
لیک بر وفقِ شریعت اے فتا

گر تو خواهی نامِ نیک اندر جهان
داد خواهان را بده داد اے جوان

هان ز دستِ خود مده دامانِ داد
ورد هی افتد بملکِ تو فساد

سر کشد چون شعلهٔ نارِ غضب
سوخت گرداند همه رختِ ادب

بر خلافِ عقل و شرع اے دین شعار
تا توانی بر کسے خشمے میار

گفت در دوزخ دے باشد چنان
کہ ازان در کس نیاید لیک آن

کہ خلافِ شرع خشمِ خویش را
در جہان راند بخلقِ کبریا

تا غضب اندر دلِ مومن شود
دور تر از رحمتِ مومن بود

حلم در وقتِ غضب بہتر بود
صبر در وقتِ طمع خوشتر بود

رخ میفروز از غضب اندر جہان
تا بخشمِ حق نیفتی ناگہان

گر خوری خشمِ خود امروز اے فتا
وارہی فردا ز خشمِ کبریا

مولوی در مثنویِ خود نوشت
یاد باید کرد اے نیکو سرشت

گفت عیسیٰ را یکے ہوشیار سر
چیست در ہستی ز جملہ صعب تر

گفت ایجان صعب تر خشمِ خدا
کہ ازان دوزخ ہمی لرزد چو ما

گفت از خشمِ خدا چہ بود امان
گفت ترکِ خشمِ خود اندر جہان

ترکِ خشم و شہوت و حرص آوری
ہست مردی ورگِ پیغمبری

خشمِ عقلِ مرد را زائل کند
در گروہِ دام و دد داخل کند

تا نسازی خشم را از خود جدا
دولتے ہرگز نیابی از خدا

تا توانی از چنین دشمن گریز
خشم ازان آمد فرستادہ کردگار

تا صلاحِ تو شود واے باوقار
تا بود در ہر چہ نقصان و زیان

دفع او از خویشتن سازی ازان
پیچمان شہوت بذائت آفرید

تا کہ گردد آلتے سعید
کانچہ باشد از پے تو سود مند

جانب خود در کشی اے ارجمند
چارہ نبود تر ازین ہر دو بیم

آنچنان سازد ورا تاریک تر — که نیاید هیچ جا اندر نظر
وین بود مذموم زان اهلِ دلان — خشم را گفتند غولِ عقل دان
گر بود خشمِ تو ضعف اے پسر — بد بود این هم بر اهلِ نظر
که حیا در راهِ دین با کافران — خیز و از خشم و غضب اندر جهان
حق تعالے بارسولِ مجتبے — جاهدِ والکفار فرمود اے فتا
باشد این از ثمرهٔ خشم و غضب — پس چنین باید ترا اے باادب
که نباشد قوتِ خشم آنچنان — که بود افراط و تفریط اندران
بلکه باید معتدل با عقل و دین — نے ز راهِ حرص و کبر و ظلم و کین
آدمی تا زنده ماند اے پسر — اصلِ خشم از قلب او ناید بدر
خورد و نوش لیکن مهم است ای فتا — یاد کن آلکاظمین الغیظ را
خشم چون آید ترا اے پاک کیش — اختیارِ خود مده از دستِ خویش
تا خلافِ شرع ناید از تو کار — بر زبان جز حق نیاری زینهار
از ریاضت خشم را مغلوب کن — جمله عالم را بحق منسوب کن
غرق شو در بحرِ توحیدِ خدا — خلق را معذور دار اے باصفا
چون قلم آمد مسخر اے پسر — جمله حرکت را ز کاتب بر نگر

گر بروزِ بعث و نشرِ مردمان
کف بحسنات من ناید گران

من ازین که تو همیگوئی مرا
بد ترم دین سقط را هستم سزا

ور سبکتر کفهٔ عصیان بود
از کلامت چه مرا نقصان بود

وان یکی صدیق را دشنام داد
در جوابش گفت کای عالی نژاد

آنچه بر من از تو پوشیده تر است
بیشتر هست اے عزیز حق پرست

بود چون حالِ بزرگان اینچنین
پس شعارِ حلم کن اے اهلِ دین

حلم باشد مایهٔ فهم و خرد
آنکه حلمش نیست باشد همچو دد

حلم باشد موجبِ جاه و جلال
حلم باشد باعثِ نورِ کمال

بردباری خصلتِ پیغمبر است
بردباری عادتِ دین پرور است

مالکِ نفس هر که باشد در غضب
مورد رحمت بود از فضلِ رب

غایتِ حلم آن بود اے همنشین
آنکه زهرت داد بخشی انگبین

حلم و عفو آمد ز خلقِ نیکوان
خشم و قهر آمد ز اوصافِ سگان

سر مپیچ از عفو اے مردِ سلیم
فضلِ عفو آمد بنزدِ حق عظیم

عفو کردن خصلتِ میمون بود
لذتِ عفو از بیان بیرون بود

هر که داند لذتِ عفوِ گناه
جرم مجرم را نگیرد هیچگاه

انتقام عفو جائے خود بدار
جائے گل گل دار و جائے خار خار

تا رہائی یابی از بیشی و کم
نگذری از حکم ربِّ ذوالکرم

گفت پیغمبر سہ چیز آمد چنین
کہ بدان سوگند گویم با یقین

اول آن باشد کہ مالے در جہان
ناقص از صدقہ نگردد بیگمان

دوم آن کہ ہیچکس اے جانِ من
عفوِ تقصیرے نکرد از مرد و زن

کہ نہ حق آن بندہ را روزِ جزا
عزتے داد از رہِ فضل و عطا

سوم آنکہ ہیچکس بابِ سوالِ
در جہان نکشاد کان ربِّ تعال

باب درویشی نہ بر رویش کشاد
صدق اللہ و رسولِ پاک زاد

پس بکن عفو گنہ بہرِ ودود
خشمگین شود یر و خوشتر باش زود

فرض دان بر خویش تیمارِ غضب
تا نہ بینی در سقر رنج و تعب

خشم کینہ آورد در دل ترا
نیست مومن کینہ ور پیشِ خدا

چون بود کینہ حسد پیدا شود
از حسد ہم صد بلا برپا شود

ترکِ خشم است از صفاتِ اصفیا
ترکِ خشم است از خواصِ اتقیا

رفق کن با مردمان اے اہلِ دین
گفت پیغمبر رسولِ با یقین

بہرہ ور گردند از رفق ہر کرا
بہرۂ خود یافت در ہر دو سرا

حکایت

تا فراغت کرده از کردارِ خویش
در زمان آیم برون اے پاک کیش

عهد از و تا گشتنش با خود بسبت
خود در آنجا از برائے اوشست

مرد چون رفت اندرونِ بیتِ خود
مشتغل در کار و بارِ خویش شد

گشت چون در کار و بارت مشتغل
یادِ اسمعیل رفت از وے زدل

خانه اش را بود هم با بے دگر
زان طرف از بهرِ کارے شد بدر

بعد از سه روز آمد آنجوان
اندران موضع که بُد موعودِ آن

دید اسمعیل را با صد صفا
همچنان بنشسته بر بابِ سرا

گفت اے سرحلقهٔ اهلِ یقین
قدوهٔ ملت سرارباب دین

گرچه هنگامے دریغا جلوه گر
گفت از وقتیکه بنشاندی بدر

انتظارِ مقدمت بوده مرا
تا نمایم وعدهٔ خود را وفا

گفت من چون نادم اے دین شعار
تو چرا کردی پئے من انتظار

گفت با تو بود پیمانے مرا
کی خلافش داشتم بر خود روا

نامدی گر عمرها اے باوقار
من نمی رفتم ز کویت زینهار

لاجرم حق در کتابِ خویشتن
کرد اسمعیل را مدحِ حسن

که بعهدِ خویشتن کو شد بجان
صادق الوعده بود اندر جهان

گر تو پیش آری رہِ عہد و وفا
من کنم ارزانیت شہرِ شفا

خواجہ آدم آن غلامِ خویشتن
کرد آزاد از سرِ خلقِ حسن

وعدۂ خود کرد چون با حق وفا
یافت در حال از خدا جامِ شفا

حالِ پاکان بود در وعدہ چنین
بے وفائی کے بود زائینِ دین

چون وفا با مردمان باشد پسند
لاجرم با حق بود بس سودمند

کوش در ایفائے عہدِ کبریا
تا بیابی اے پسر نیکو جزا

روزِ میثاق آنچہ بستی عہد ہا
نقضِ آن از مردمی باشد کجا

وعدۂ قالُوا بَلیٰ چون کردۂ
پس بایفایش چرا افسردۂ

خیز و عہدِ خویشتن آور بجا
تا بیابی پیشِ حق عز و علا

گر وفا سازی بعہدِ کبریا
حق تعالےٰ عہدِ تو سازد وفا

وعدہ وائے ہست از روئے خبر
تا نہ بندی در خلافِ او کمر

گر تو داری اے پسر اوصافِ مرد
تا توانی از وفا داری مگرد

ہر کہ بردارد سر از خط و وفا
کے شود مقبولِ درگاہِ خدا

آمدہ در امتحان اے پر تمیز
کز وفاداری شود مردم عزیز

تا بعہدِ خود نباشی استوار
پیشِ کس ہرگز نیابی اعتبار

باوفا باشی اگر انور جہان
بخت اہل و فا کن اختیار

بے وفایان را نباشد اعتبار
دوستداری را نشاید بے وفا

باوفا کس کی باشد دوست خویش
زانکہ کار او نباشد جز وفا

ترجمہ قرآن مجید فارسی

صدق منجی کذب مُهلک یاد دار
کے شوی بے صدق ایجان رستگار

باخدا اخلاص کے گردد تمام
تا نباشد صدق در وے انضمام

ہمچنین صدق ایجوانِ باادب
کے شود کامل بجز اخلاص رب

چون رسد اخلاص بر حدِ تمام
صدق باشد نامِ او اے نیکنام

گر ترا باید صراط المستقیم
دامنِ صدق آر در کف ای حکیم

گفت پیغمبر کہ ہر کس در جہان
راستی ورزد بہر وقت و زمان

پیشِ حق آمز در اکرہ و بیان
مینویسند از گروہِ صادقان

از جنابِ کبریائے بالیقین
وحی بر داؤد آمد اینچنین

ہر کہ با ما راست باشد در نہان
راست گردانم بظاہر در جہان

ظاہر و باطن بحق گردان درست
بلکہ از ظاہر بباطن باش چست

گفت پیغمبر چنین اے کبریا
سرِّ من بہ از علانیت نما

ظاہرم را از سرِ لطفِ عمیم
نیک گردان ایخداوندِ کریم

خصلتے از صدق بالاتر کجاست
گو پسندِ خالقِ ارض و سماست

ہر کہ گردد از رہِ صدق و صفا
کے شود حاصل دلِ او را ضیا

صدق باشد موجبِ عز و ثواب
کذب باشد باعثِ ذل و عقاب

چیز نے دیگر آید اندر فہم کس
صدق گر جملے بنا شد از صلاح

کذب آمد اندرا نجا از مباح
چون بیان حرب و صلح مردوان

ہم بصلح مردمان بہتر شدست
لیک گر تبعیض گوئی فتن

نزد ارباب طریقت خوشترست
نیست باشد وے با کریا

تا نیفتی از رہ صدق و صفا

تا هوای مال و زر باشد ترا
بندهٔ سیم و زری اے باوفا

تا نه آزاد آئی از دنیائے دون
بندهٔ حق کے شوی اے باسکون

این تمام آزادیت آنگه شود
کز خود آزادی ترا حاصل بود

تا نماند هیچ خواهش در میان
جز خدا هرگز نخواهی در جهان

آنچه حق با تو کند از خیر و شر
راضی و شاکر بمانی اے پسر

هر که جزو دیدار حق جویان بود
صادقی اورا مسلم کے شود

کے بیابی لذت صدق و صفا
تا نگردی پاک از غیر خدا

هر که او واقف نگردد زین سبق
نام او صدیق نبود پیش حق

قسم دوم صدق در نیت بدان
که تقرب با خدا جوئی ازان

هیچ شے آمیخته با حق مکن
پردهٔ اخلاص خود را شق مکن

هر کرا جز حق سر دیگر شود
نزد ارباب صفا کاذب بود

قسم سوم صدق اندر عزم دان
که کسے عزمے کند اندر جهان

که اگر ملکم بخشد کردگار
پیشهٔ نصفت نمایم اختیار

ور بدست من فتد مال و درم
صرف گردانم بصدقه لاجرم

لیک باشد در تزلزل اندران
گه قوی گه سست باشد هر زمان

گفت آن پیغمبر اهل براق — کذب بالبی هست ز ابواب نفاق
جا بسجاد در سورهٔ والمرسلات — کاذبانرا ویل بین لایکذبات
برنگردد هر که زاقوال زور — در عذاب سخت افتد بالضرور
آنکه گوید کذب ولاف اندر سخن — از دو جانب بر شگافندش دهن
گفت پیغمبر که من دیدم چنان — که مرا مردی بگفتا ناگهان
که بخیز ای شافع روز جزا — خاستم دیدم چنان دو مردرا
یک نشسته یک ستاده سر بسر — چون بحال شان نظر کردم دگر
آهنی گرز نزد آن بر پای بود — در دهان این نشسته می ربود
می کشید آنرا بسوی آنچنان — که رسیدی حد کتف آنجوان
برکشیدی از دگر سو آنچنین — همچنین میکرد گفتم کیست این
گفت این کاذب بود تا این عذاب — باشدش در قبر تا یوم الحساب
کذب همچون ماه دو هفته بدان — که نجز نقصان نیارد در جهان
صدق را آمد مثال ماه نو — که نیارد جز کمال ای نیکخو
گر تو میخواهی کمال اندر جهان — بگذر از کذب و گذاف ابهتان
کذب و سوگند دروغ ای اهل دین — باشد از جمله کبائر بالیقین

در بیان خوف و خشیت

سید هم از بهرِ تو اکنون خجل
که چه باشد از کبائر سخت تر

هست شرک و هم عقوقِ والدین
بود آنگه مُتّکا جد الحسین

راست نیست و گفته این کلام
هم شماری قولِ زور اے نیکنام

بنده چون گوید دروغی از زبان
میرود میلے ملک از گندِ آن

از دروغ هر کس که مالِ کس برد
روزِ دین با خشم حق را بنگرد

هر که بر گوید دروغ اے باوقار
لعنتش گوید ملک هشتاد هزار

کاذبا نرا مورِ دِ لعنت بدان
الحذر از قهرِ خلّاقِ جهان

کذب ظن باشد حرام اے دینِ پناه
که نماید صورتِ دل را سیاه

گر بکذبے مصلحت باشد ترا
دل از و تاریک نبود اے فتا

چون بقصدِ خیر گوئی بیگمان
بهرِ تو حرمت ندارد ایچوان

گر بگیرد ظالمے اے باوقار
راستی آنجا نشاید زینهار

بلکه کذب آنجا بود از واجبات
تا که جانِ تو از و یابد نجات

ور بپرسد از زر و مالت ترا
گر نهان داری از و باشد روا

همچنین پرسد چو از رازے مگر
که ترا باشد در و خوف و ضرر

ور ترا از معصیت پرسش بود
بهرِ تو انکار آن رخصت بود

خائفان را وعدهٔ غفران بود — صد هزاران رحمت رضوان بود

علم و عرفان باعث خوف حق است — زانکه خوف از علم و عرفان مشتق است

تا نه بینی در خود اسباب هلاک — کے دران زنهار باشی ترسناک

گر بکار آخرت داری نظر — از هلاک خود بترس اے باخبر

هر چه باشد بر خلاف کبریا — جمله اسباب هلاک است اے فتا

آنکه بینا شد بعیب خویشتن — لاجرم ترسد ز رب ذوالمنن

هر که ترسد از خدائے انس و جان — ترسد از وے جمله شے اندر جهان

وانکه ایمن باشد از درگاه حی — حق بترساند ورا از جمله شے

هر که در دنیا بترسد از خدا — ایمنش سازد بعقبے کبریا

وانکه در دنیا بود ایمن ازان — خائفش دارد بعقبے بیگمان

خانهٔ دل زود تر ویران شود — گر نه خوف حق دران پنهان بود

گفت آن صدر الصدور انبیا — راس حکمت هست ترس کبریا

گفت عاقل تر ز جمله مردمان — هست ترسنده تر از حق در جهان

گر تو میخواهی نجات خود ز رب — گریه کن بر کردهٔ خود روز و شب

هر که بر یاد گنه گریان بود — بیحساب اندر جنان داخل شود

هفت کس یابند زیر عرش جاے — یک ازان هفت است اشک اندر خلا

یاد دارے مومن بیکو شعار — آنکه در خلوت بیاد حق بزار

آب از چشمان او بیرون رود — پس فشان خونابهٔ اشک از برش

تا شوی از بهر غفران مستحق — حرمت آدم بیک جرم و خطا

ساعتے گردد بے آب و بکا

دائما شور وفے دل باب نیاز
تا شوی اندر قیامت سرفراز

باش ترسان از خداوند جلیل
گریه کن بسیار خندان شو قلیل

خنده چون آید ترا اے پاک کیش
چون مکافات عمل داری به پیش

آتش خوف هر کرا در جان بود
همچو شمع از سوز دل گریان بود

گر سعادت بایدت اے نیک خو
باش هر دم در خضوع و در خشو

ظاهر و باطن بحق ترسنده باش
خواجگی بگذار و با حق بنده باش

خائف آن باشد که از بیم خدا
نفس خود را باز دارد از هوا

دل نگهدارد ز حب دنیوی
چشم خود دارد بکار آخروی

بر گناه خویشتن لرزان بود
وز هلاک خویشتن ترسان بود

سوز باشد در میان جان آن
گرید از خوف خدا روز و شبان

خواب و خورا ز دل فراموشش بود
در ره حق دیده و گوشش بود

بگذرد از لوث شبهات و حرام
عفت و تقوی بود کارش مدام

قلب او در فکرت و عبرت بود
کار او در حیرت و حسرت بود

ترسد از بیم قطیعت هر زمان
چشم وصلت دارد از رب جهان

بیشتر لرزان بود از بیم فصل
طاعتش باشد همه بر بوی وصل

خوف مصباحِ دلِ آمد ای پسر — که بدان بینا شوی بر خیر و شر
گر نباشد نورِ خوفِ کبریا — کی تمیز خیر و شر باشد ترا
خوف باشد از شعارِ عالمان — ایمنی آمد ز وصفِ جاهلان
پس مشو ایمن درین دارِ فنا — باش خائف از عذابِ کبریا
عرش میلرزد ز ترسِ کبریا — آسمان می گرید از خوفِ خدا
خائف و خاشع ز حق هر شب بود — ایمنی بهرِ تو شایان کی بود
گفت پیغمبر رسولِ باخبر — عرض کرد و هفد من نارِ سقر
پس بدیدم من دران نارِ طپان — یک فرشته از قومِ اسرائیلیان
که برای گریهٔ بود در عذاب — زانکه بسته داشت او را دو طناب
پس نداد ش بهرِ خوردن هیچ شی — هم فرو نگذاشت او را تا که وی
از خشاشِ ارض و حشراتِ زمین — برخورد آن گریهٔ اندوهگین
تا که مرد آن گریهٔ مسکین ز جوع — صدق الله و رسولِ با خشوع
پس مشو غافل چنین در خورد و خواب — دار از هر جرم و عصیان اجتناب
که برای گریهٔ آنزن چه دید — لاجرم خود را بدوزخ در کشید
چونتو صد چندان ازو در گناه — از چه خوف نیست از قهرِ الٰه

ترجمه

شغل بیهوده مکن اے نیکنام — نیست کس را اندرین عالم قیام
مرگ کس را در جهان نگذاشته — یک بیک را از میان برداشته
عاقبت کار تو افتد با اجل — یار غار تو نباشد جز عمل
چون بسعی حق نیاری سوے دل — عاقبت گردی نهان در زیر گل
گر تو داری قصد رفتن زیر خاک — چون دل خود را نداری چاک چاک
هست پیش تو چگونه روز سخت — حیف قلبت چون نگردد لخت لخت
از نهیب روز محشر یاد کن — هر زمان اندر درد دل فریاد کن
یاد کن صور سرافیل اے پسر — که خموشی عریان ز گور خود بدر
رخ بمیدان قیامت آوری — نامهٔ اعمال خود را بنگری
مهر بر یک نیزه تا بد آن زمان — زار باشد حال تو از سوز آن
غرق در آب عرق هر کس بود — همچو مس صحن زمین تفته شود
جملهٔ اعمال تو بر میزان نهند — کرده باشی آنچه پاداشت دهند
پلهٔ نیکی اگر باشد گران — جانب جنت فرستند آن زمان
کفهٔ عصیان اگر باشد ثقیل — جاے تو دوزخ شود بے قال و قیل
رفتنت بر پل صراط افتد ضرور — یا بصد اندوه و یا با صد سرور

از غرور و ایمنی پرهیز کن — جام دل از خوف حق لبریز کن
ایمنی کس را نباشد جز خدا — هر که ایمن شد فتاد اندر بلا
ترس کاری هر کرا در دل بود — در جنان از لطف حق داخل شود
خوف با طاعت باعث فضل آله — خوف با شد موجب ترک گناه
تا نگیرد خوف حق در دل قرار — لذت ایمان نیابی زینهار
ایمن او طاعت مشو اے اہل دین — خوف کن از مکر خیر الماکرین
فاسقے را گه نماید متقی — متقی را گه نماید او شقی
چون نبیند ایمنی شقی را از سعید — حیف چون خائف نه اے اہل دید
هیچکس آگه نباشد زینهار — که چه خواهد کرد با او کردگار
بے نیازی هست وصف کبریا — ایمنی از وے کجا زیبد ترا
آن بود ایمن ز مکر کردگار — که بود از خاسران روزگار
ایمنی از مکر حق باشد خطا — بلکه باید داشت ز و چشم عطا
گریه میکردند جبریل و رسول — وحی بر ایشان شده از حق نزول
که چرا و گریه آید دوستان — کرده ام ایمن شما را بیگمان
اینچنین گفتند با صد انتباه — که نه ایم ایمن ز مکرت اے آله

در بیان رجا

میگریستے بسکہ در روز و شبان
و خطِ اسود بر رخ و دوش عیان

اینچنین گفتے ز ترسِ کبریا
کہ نزادے کاشکے مادر مرا

عائشہ گفتے ز بیمِ حق چنان
کاشکے نامم نبودے در جہان

از حسن بصری بگفتند اینچنین
کہ چسان حالِ تو ہست اے اہلِ دین

گفت باشد حالِ آن مردم چسان
کہ بود بر کشتیِ بحر روان

بشکند کشتی یکایک از قضا
ہر یکے بر تختہ ماند جدا

ہمچنین حالِ من ست اندر جہان
من چہ گویم از شمائے مردمان

بود بس حالِ بزرگان اینچنین
خوف ناید چون ترا ای اہلِ دین

بر سرت پیکِ اجل بستہ کمر
حیفِ تو ایمن چنین اے بیخبر

باش در خوفِ خدا زار و نزار
خطرہ خوف از کسے دیگر میار

خوف صافی آنزمان گردد ترا
کہ نترسی جز خدائے دوسرا

چون ز حق باشد ہمہ نفع و ضرر
کے موحد جز خدا دارد خطر

در حقیقت مومن آن باشد کہ آن
جز خدا خائف نباشد در جہان

در حقِ خاصانِ درگاہِ کریم
از صفاتِ نقص دان امید بیم

التفاتِ دل اگر باشد در ان
باشد از جملہ حجاب از بہرِ شان

تا نویدے آید از درگاہِ رب
در مشامِ تو رسد بوے طرب

بر گناہِ خود چہ لرزی ہر زمان
فضل و رحمت ہست بہرِ عاصیان

بخشش و بخشایشِ پروردگار
ہست بیرون از حدِ فہم و شمار

گر پُرے از پُرمیِ ارض میداری گناہ
ہم پُرمیِ ارض دان فضلِ الٰہ

از ثریٰ گر جرم باشد تا سما
بخشد از توبہ اگر داری رجا

حق مصرّح بان ترا زان باشد ترا
کہ بود مادر بفرزندے فتا

گر شود یک نیکی از تو اے ولد
حق کند زاید در اتا ہفتصد

ور گناہے در وجود آید ز تو
کے نویسد زاید از یک فضلِ او

ناامید از حق مشو بر جرمِ خویش
لطفِ حق باشد ز عصیانِ تو بیش

ناامید از لطفِ حق شیطان بود
بہرِ مومن وعدۂ غفران بود

سرمتاب ہرگز ز امیدِ خدا
وعدۂ حق را یقین دان اے فتا

ہر کہ شد از وعدۂ حق ناامید
کے دلش از نورِ ایمان شد سفید

دل قوی دار اے عزیز با ادب
آیۂ لَا تَقْنَطُوا حرفِ مودب

گرچہ داری جرم و عصیان بے شمار
توبہ کن امیدِ آمرزش بدار

کلمۂ طیب باخلاصِ کریم
ہر کہ گوید در رود اندر نعیم

هر که دارد حسن ظن با کبریا
بیگمان نزدیک او باشد خدا

آنکه دارد سوء ظن با لطف حق
از برای قهر باشد مستحق

مگذر از حسن گمان های باصفا
بر گمان عهد خود باشد خدا

مالک دینار را شخصی بخواب
دید و پرسیدش که ای عالیجناب

لطف حق با تو چه کرده آشکار
گفت بودم با گناه بی شمار

پاک گردانیده شد عصیان من
که بحق می بود مارا حسن ظن

در خبر آمد که مردی در سقر
تا بده صد سال در یابد مقر

پس بگوید از سر آه و فغان
اسم یاحنان و منان از زبان

حق تعالی گوید از روح الامین
که بیارش در برا با من قرین

پرسد از بنده چنین رب کریم
جای خود چون یافتی اندر جحیم

گوید ای رب بدترین جایها
باز فرمان سقر گردد و را

چون برندا ورا بپس نگران شود
حق به بینائی او پرسان شود

گوید ای پروردگار دو سرا
بود حسن ظن بفضل تو مرا

که برون آری چو از نار جحیم
باز پس در وی نگردانی مقیم

حق کند از بهر او حکم چنان
بر گمانی که نموده آن زمان

بود یک قطرهٔ ناچیز تر — نے خبر از پا و نے هوشت ز سر
از عناصر قالب تو آفرید — روح پاک خویش در وے دمید
پس ترا سمع و بصر گشته عیان — حس و مس و جنبش و درک و توان
کرد پیدا بعد ازان با صد جمال — داد عقل و فهم و عرفان و کمال
نور ایمان در دلت تابان نمود — صد در حکمت بروے تو کشود
هر چه پیدا کرد در پست و دوسرا — برگزیدا از جمله عالم ترا
داد بر جمله شرف از فضل خویش — لطف بر تو کرد از اندازه بیش
طینت تو بر رهِ اسلام کرد — نام تو در مومنان ارقام کرد
صاحب انوار ایمانیت ساخت — واقف اسرار پنهانیت ساخت
قدسیان را کرد بر تو پاسبان — تا نگه دارند ز آفات جهان
میل طاعت در دل و جانت نهاد — مژدهٔ لا تقنطوا با تو بداد
اسپ و پیل و اشتر و گاو و خران — جمله را در حکم تو کرده روان
آسمان بهر تو در گردش مدام — مهر و مه بهر تو در تابش مدام
ابر را از بهر تو گریان نمود — برق را از بهر تو خندان نمود
خوان الوان نعم کرده عیان — تا غذائے خود کنی اندر جهان

بهر او نمداز خوان او هم نیک دید
نام بد مهمان دار ار نقشش نظر
گر چو بندی از جهان رخت سفر
دستگیر تو شود لطف خدا
جان تو با ذکر خود سازد جدا
در پناه ظل رحمت جاودان
نقد مقصود ترا بر کف نهد
قطع سازد جمله پیشت ره بپیش
داخل جنت کند از فضل خویش

در بیان رجا

ای خوشا روزے کہ بینی سوے حق — چشم جانِ تو فتد بر روے حق
در رسی بر اصلِ مقصودِ دلت — فرحتِ جاوید گردد حاصلت
کے شود دشوار از فضلِ خدا — کز شبِ حرمان و مد صبحِ رجا
اینہمہ آسان بود از لطفِ رب — کار بے سامان تو یابد سبب
ہر چہ نبود اندران وہم و گمان — ناگہان از غیب می آرد عیان
ہر کہ آن کو بد در اہلِ کرم — بہرِ او مفتوح باشد لا جرم
آنکہ ہر دم میکند لطف و عطا — نا امیدی کے ازو شاید ترا
حلقہ زن بر بابِ امید اے عطوف — باش خواہانِ قرب و دیدارِ رؤف
غایتِ امید قربِ کبریاست — دیدنِ دیدارِ رب دوسر است
تا رجا صادق نباشد در دلت — کے لقائے دوست گردد حاصلت
ہر کہ دارد چشم سوے کبریا — حق بحفظِ خویشتن گیرد ورا
بدگمان از حق مشو امیدوار — باش بر حکمش روان لیل و نہار
تا در آرد در گلستانِ جنان — برخوری از نخلِ طوبیٰ بیگمان
چون نسازد حق چنین اے با یقین — ذاتِ پاکش ہست خیر الراحمین
ذرۂ خیرے ہر کرا در دل بود — از جہنم بیگمان بیرون شود

از تعهد نگذری اندر جهان — تا شود ایمانِ تو کامل ازان
گر کشی دست از تعهد اے پسر — حکمِ آن نومیدی آمد سر بسر
گر نباشد تخمِ ایمانت سلیم — کان بود خالی ز ایقانِ کریم
کہ فضائے سینہ از اخلاقِ بد — پاک تر داری نہ چون کبر و حسد
ہم نباشی آبِ طاعاتِ خدا — از حماقت وان دران چشمِ رجا
کانچنان فرمود ختمِ انبیا — ہر کہ باشد تابعِ نفس و ہوا
چشمِ رحمت دار و از حق اندران — بیگمان احمق بود اندر جہان
این ہمہ آثارِ نومیدی بود — ثمرۂ او جز حماقت کے شود
پس ترا در ہر چہ باشد اختیار — چون کنی سامانِ آن اے دین شعار
چشمِ خود بر ثمرۂ آن داشتن — باشد این حکمِ رجا از ذوالمنن
ورنہ سازی ہیچ سامان اے فتی — احمقی باشد دران چشمِ رجا
چون زامرِ حق دلت باشد نفور — چشمِ رحمت از خدا باشد غرور
ابلہ است آن کو بامیدِ عطا — سر فرو ناورد بطاعاتِ خدا
زان سبب گفت آن رسولِ نیکخو — راست ناید کارِ دین پر آرزو
گر تو سازی توبہ از راہِ خطا — دار امیدِ قبول از کبریا

نام تو در را حمقان باشد حساب
اہل غفلت را رجا باید بکار
بلکہ زہر قاتل است اے دین شعار
اہل طاعت را رجا اکسیر دان
کہ بود زندہ از حق بیگمان
ای علیل از دولتے دیگر است
ای امیر لطف را شفائے دیگر است
شرم در دل از گناہ خویش دار
اشک عصیان گر روی پاکش از فضل حق امید دار

تا ترا قند در رجائے او مقل
گر تو پاکی تابع نفس و ہوا
کانچنان باید ترا خوف و رجا
گر تہی گردی گر شود روز جزا
ہم کس در روز اندر نیم
یک بماند جاودان اندر جحیم

ور منادی گردد از حق آنچنان — که کسی جز نیک نباشد در جنان

نگذری از راهِ حزم و احتیاط — سر نه پیچی از رجا و انبساط

نسبتِ هر دو بسوی خود کنی — راجی و خائفی بمانی از غنی

بهرِ مومن نعمتِ خوف و رجا — لازم و ملزوم آمد اے فتا

چون شود خوف و رجا یکجا بهم — لذّتِ ایمان بیابی لا جرم

هر کرا خوفِ خدا حاصل بود — بر رجائے حق دلش واصل شود

هر کرا باشد رجا با فضلِ حق — هم برائے خوف باشد مستحق

در خطر امید و در امید بیم — گنج اندر رنج و رنج اندر نعیم

لطف اندر قهر و قهر اندر کرم — ظلمت اندر نور و نور اندر ظلم

وصل اندر فصل و فصل اندر وصال — کامل اندر نقص و نقص اندر کمال

شغل اندر عزل و عزل اندر نصب — شب درونِ روز و روز آمد شب

از رموزِ خوف و اسرارِ رجا — با تو گفتم این بیانِ دلربا

فهم کن بر قدرِ فهمِ خویشتن — ورنه خاموشی گزین ایجانِ من

هر زمان میباش در امید و بیم — تا بیامرزد ترا ربِّ کریم

در بیان اختیار حیا که عبارت از شعبهٔ ایمان است

هر که شرمش نیست از خلقِ خدا — شرم کے دارد ز ربِّ دوسرا

چون رسد نزدیک تر دورِ زمان — اولین گیرند شرم از مردمان

برنگیرند از کسے شرم و حیا — لیک از حیضی و از ولدالزنا

گفت پیغمبر که در آخر زمان — دیو با مردم بود شرکت کنان

گه بفرزندانِ شان شرکت کند — شرکتِ خود را بصلبِ شان برد

مجتمع سازد بنونِ خویش را — با بنونِ مردم از روے دغا

عرض کردند اے رسولِ مهربان — که شناسد دیو را از مردمان

کرد ارشاد آن رسولِ محترم — دو علامت باشد او را الاجرم

اولاً شرمے ندارد در جهان — ثانیاً رحمے نیارد بر کسان

سُنّتِ پیغمبرانِ باصفا — عطر و مسواک و نکاح است و حیا

چون هلاکِ کس بخواهد کبریا — پاک بستاند ازو شرم و حیا

چون شود بے شرم گردد خشمگین — مبتلا باشد بفسق و ظلم و کین

رحم کمتر آورد بر مردمان — وز خیانت نگذرد اندر جهان

هیچ از دست و زبانش خلق را — عافیت نبود درین دارِ فنا

چون بدبینان قلبِ او قاسی شود — جُبّهٔ اسلام از قلبش کشد

بیا بشنو ازین گفتار و چون این را یقین دانی — ز شرم و بے حیائی دور شو تا در امان مانی

شرم و بے حیائی از علامات آخر زمان است

در بیان علمے که باعث تقویت خلق است

تا توانی علم و علمے کسب کن از بهر دین — تا شود علم و عمل در تو چو نور اندر عیان

علم را آموز تا گردی تو از اهلِ خدا — تا شود از علم و از عالم ترا نیکو نش

علم دین آموز گر خواهی صفا
عالمان را دوست دارد کبریا

هر که با عالم کند بغض و فساد
جای او دوزخ کند رب العباد

آنکه در اکرام عالم پا نهد
حق تعالی در بهشتش جا دهد

دولت علمست بی نقص و زوال
قدر این دولت شناس ای باکمال

درجهٔ او هر که داند در جهان
گردد از هر کار خود مشغول آن

علم باشد هچو ابر لاجرم
که نبارد غیر باران کرم

هر که دست خود زند آن ابر را
پاک گردد از همه لوث خطا

بندا یدل بهر تحصیلش کمر
کآدمی از علم گردد بهره ور

هر که در تحصیل علم آید برون
در رهِ حق ست تا آید درون

طاعتے افضل تر از تحصیل علم
نزد حق هرگز ندان اے اهل حلم

بهترین چیزها علمست و بس
کے شرف حاصل کند بے علم کس

علم شے بهتر ز جهل شے بود
زانکه جاهل مرده عالم حے بود

علم مصباحیست در قندیل دل
گر تو خواهی نور دل اشتغالش تا مهل

آفتاب علم بر هر دل که تافت
نور دین مصطفے در خویش یافت

علم در دل پرتو ایمان دهد
علم در دل ثمرهٔ عرفان دهد

گر نشینی با چنین عالم قرین — دور ترسازد ترا از راه دین

گفت پیغمبر رسول با سپاس — لحم عالم زهر آلوده شناس

هر که علمش از عمل عاطل بود — کے تمیزش در حق و باطل بود

کور سازد چشم جانش کردگار — نیک را از بد نداند زینهار

شرع باشد بهر او بازیچه گاه — قلب او هرگز نیابد انتباه

در گذر از قیل و قال اندر جهان — علم دل به آمد از علم زبان

علم دین آموزنے بهر جدال — کے لسان قال باشد همچو حال

از زبان گفتن ز دل دانستن است — علم دانستن بود نه گفتن است

هر که خواند علم را بهر جدال — حاصلش هرگز نگردد جز نکال

علم دل نور است بهر مومنان — شد ظلام مردمان علم زبان

هر که علمش نیست در دل استوار — نزد حق قدرے ندارد زینهار

هر که در دل تافت نور علم پاک — در جهان او را ز تاریکی چه باک

عالم علوی و سفلی در نظر — پیش او باشد هویدا سر بسر

گر کشی در چشم خاک پاے او — چشم تو روشن شود اے نیک خو

علم نافع هر کرا در دل بود — صد هزاران برکتش حاصل شود

۳۸۵

نایدازجاہل بجز فسق و فساد | کم ازو بیند کسے راہِ سداد
جہل سازد ایمن از حق مرد را | بلکہ پیچد سر ز ربِّ دوسرا
کارِ جاہل سرکشی و غفلت است | کارِ عالم بندگی و عفت است
کانچنان فرمود آن ربِّ قدیر | کے برابر باشد اعمیٰ و بصیر

در بیانِ ادب کہ باعثِ قربِ حق است

اے پسر ہرگز مکن ترکِ ادب | تا نیفتی از مقامِ قربِ رب
مرد باید از ادب راہِ ہدیٰ | بلکہ یابد از ادب قربِ خدا
از ادب زندیق صدیقے شود | بے ادب صدیق زندیقے شود
گر کنی ترکِ ادب با کبریا | از عُلا افتی سوئے تحت الثریٰ
ور تو آموزی ادب اندر جہان | رایتِ تو بگذرد از آسمان
ہر کہ از راہِ ادب گیرد کنار | بہرہ کے یابد ز لطفِ کردگار
پس بتحقیق ایجوانِ حق طلب | اصلِ جملہ بندگی آمد ادب
از ادیبِ شرع حاصل کن ادب | تا توانی بر مگرد از حکمِ رب
از ادب غفلت مکن اے باصفا | ہم بخلق آر و ادب ہم با خدا
آن ادب با خلق باشد ایجوان | کہ میانِ خلق باشی آسنجنان

حرمتِ حق گر بدل داری نهان — ظاهرت آراسته گردد عیان

هرچه در آوندِ دل باشد درون — لاجرم آرد ترشح از برون

چون شود شاهِ دلت حرمت طلب — جمله عضوِ تو در آید با ادب

عقل را دان گنجِ سرِّ کبریا — سرّ را دان گنجِ عرفانِ خدا

هست عرفان سرِّ ربِّ ذوالمنن — گر تو خواهی سرِّ حق ایمانِ من

بر درِ دل باش دایم پاسبان — تا نیاید خطره غیر اندران

در همه کردار با اخلاصِ رب — استقامت وار در راهِ ادب

گر ادب در جمله شیء داری نگاه — بیگمان گردی ز خاصانِ آله

هرچه فرماید ترا شرعِ رسول — یکسر موزان نمی باید عدول

در بیان خاتمهٔ کتاب

اشر فا خاموش اکنون زین سخن — مغفرت خواه از خدائے ذوالمنن

تا بکے پیچی درین گفتار ها — تا بکے باشی درین آزار ها

تا ردیف و قافیه جویان شوی — تا حدیثِ این و آن گویان شوی

کن تو فکرِ خود چه حاصل زین کلام — ده برین اوراق سمتِ اختتام

عاقلان را این نصیحت بس بود — هر که نارد در عمل ناکس بود

اے خدائے من گناهم درگذار — نیست جز تو هیچ کس مرا آمرزگار

وات پاک کنت رحمن و رحیم — پاک کن ز آلایش ما مستی مرا

صاف کن قلبم ز زنگ ما سوا — فارغم گردان ز نفس ظلم کیش

کن مرا از وا صلان راه خویش — با تو میخواهم پناها کبریا

ام چه گردانم مرا از تو جدا — از طفیل حضرت ختم رسل

کش مرا از جانب جز سوے کل — از طفیل جمله مخصوصان دین

در مقام اصل خود یکدم و هم — تا شوم فارغ ز قال این و آن

وز وجود خویش گردم بے نشان — از همه وهم و خیال ایم برون

یافت اتمام این کتاب با نظام — بهر تاریخش بگو فیض حسن اختتام

انتخاب غزلیات از دیوان جنید وقت و بایزید زمن حضرت

سید شاه محمد حسن اشرف قادری الہ آبادی علیہ الرحمہ مصنف مثنوی معدن فیض

در خیالِ قامتت اے سرو بستانِ کمال
سر کشد آہ و فغان از سینۂ بریانِ ما

اے طبیب از ابلہی بہر علاجِ ما مکوش
زانکہ ہر گز نیست جز وصلِ صنم درمانِ ما

سگانِ کوئے صنم بسکہ نفرتے دارند
نمیخورند گہے اشرف استخوانِ مرا

از سرِ لطف گذر کن سوئے کاشانۂ ما
تا منور کنی از جلوۂ خود خانۂ ما

سر بسر رنگِ ختن گردد و گلزار ارم
گر قدم رنجہ کند یار بویرانۂ ما

گر متاعِ دو جہان با من مسکین بخشند
جز رخِ یار نخواہد دلِ دیوانۂ ما

منم آن بلبلِ سودا زدہ کز روز ازل
آب شد خونِ دلم عشق شدہ دانۂ ما

گر بوقتِ سحر آہی زنم از جوشش درون
چرخ صد جا حمد از نالۂ مستانۂ ما

اشرف از نالۂ من سنگ درآید بفغان
نیست ہر گز اثر دردِ دلِ جانانۂ ما

دلشب چو آمد آن مہ تابان بخوابِ ما
وا ماند ہمچو آئینہ چشمِ پر آبِ ما

در زلفِ تیرہ آن رخِ تابان نہفتہ
گم شد بچشمۂ ظلمات آفتابِ ما

دامن بعشقِ او زدہ عالم فشاندہ ایم
اے محتسب چہ کار ترا با حسابِ ما

تا کے کنیم گریہ و زاری کہ از غمت
خون شد دل و چکید ز چشمم پر آبِ ما

ارمیاید ترا چون شیر حق — خلق نیکو چون رسول کبریا می بایدت

رنجیدنست هرگز غصه بر پاکان مزن — اعتقاد حسن ظن با اولیا می بایدت

وقف مهر آل و اصحابش دلت کن اشرفا — گر بر ظل لوای مصطفی می بایدت

دل نیست که مرآة رخ دلبر ما نیست — جان نیست که جا در آن جلوه نما نیست

اندر طلب کعبهٔ وصل تو نگارا — جان من دلخسته کم از قبله نما نیست

نزدیک ترا ز جان من از حبل ورید ی — افسوس که کس محرم این سر خفا نیست

صد محنت و صد آفت و صد گونه بلا ها — در راه غمت بر من بیچاره چها نیست

آن زلف همایون بسر من سایه فگن شد — هرگز بدل من هوس ظل همانیست

یارب طلب اشرف که ماند بتو جاوید — حاشا که کسی را بجهان مهر و وفا نیست

ذکر تو مه و روز مرا ورد زبان است — وز بهر تماشای تو چشمم نگران است

ترسم که جهان غرق بیکبار نگردد — کز هر مژه ام چشمهٔ خونناب روان است

قاتل حیه و رنگ است پی کشتن اشرف — موجود بدست تو کنون تیر و کمان است

دلم پیوسته در شوق جمالش ذکر هو دارد — بلوح خویشتن هر دم خیالش رو برو دارد

بگلزار جهان اشرف بسی گردیده ام لاکن — بهار گلشن جانان عجائب رنگ و بو دارد

تا نقاب از رخ آن دلبر عنا افتاد — عالمی در هوس او بهر تماشا افتاد

تا ز غیرت چشم خود بین و ختم در عشق تو
هر طرف حسن ترا پیدا و پنهان یافتم

تا شکستم در غمت تسبیح و زنار خودی
خویشتن را فارغ از کفر و مسلمان یافتم

حاجتے اکنون مرا با افسر و دیهیم نیست
فقر خود را بهتر از تخت سلیمان یافتم

گنج قارون کے قبول همت من او فتد
من درون سینه و جان گنج عرفان یافتم

من نه تنها در غم عشق تو آرامی گوشدم
همچو موسی عالمے دیدار جویان یافتم

چشمها دیدم ز درد هجر تو زار و نزار
سینها از آتش عشق تو سوزان یافتم

قمریان تنها نه بر سرو قدت مفتون شدند
بلبلان را بر گل روی تو غلطان یافتم

اشتر فابیرون ندیدم ذره از حکم تو
هر دو عالم را بزیر طوق فرمان یافتم

شکر لله کار اسغدم را سر نهان
نور الا الله در آمد رفت لا از دسیان

زنگ اثنینیت از قلبم شده یکسر بدر
شاهد وحدت ز خم نبود در مرآت جان

من حجاب خویش بودم کس حجاب من نبود
چون نهان گشتم ز خود دیدم رخ جانان عیان

کیف و کم بے کیف و کم بینم ز چشم بیخودی
کیف و کم باشد کجا اندر جهان بے نشان

چشم پیدا کن کہ بینی جلوه رخسار یار
چشمه خورشید را خفاش کے بیند عیان

جهد کن تا ره نیابد خطره جز فکر دوست
هر زمان میباش اشرف بر در دل پاسبان

اے از جمالت منفعل خورشید برج خاوری
وے از رخت گردد خجل ماه منیر و مشتری

إِنَّ وَلِيِّيَ اللّٰهُ الَّذِي نَزَّلَ الْكِتَابَ وَهُوَ يَتَوَلَّى الصَّالِحِينَ

بعونہ تعالیٰ

نسخہ معرفت شمامہ

یعنی

مثنوی غریب نامہ

مصنفہ

حضرت شاہ غلام احمد قادری مرید و فرزند رشید حضرت حافظ شیخ محمد امین الجعفر الطیاری القادری النہٹوری

خلیفہ ارشد مرشدان حضرت سید شاہ بلاقی قادری سہواری ثم المرادآبادی اولاد خاص

حضرت قطب عالم غوث اعظم سیدنا ابو محمد شیخ عبد القادر الحسنی الحسینی الجیلانی قدس سرہ العزیز

۱۱۳۹

بتصحیح

جناب مولائی و مرشدی مولوی احمد حسین خلف صاحب قادری نقشبندی امروہی ثم الحیدرآبادی دامت فیوضہم

محمودی پریس حیدرآباد میں طبع ہو کر شائع ہوا

بسم الله الرحمن الرحیم

حمد بیحد در جناب کبریا — زانکه آدم را بخود کرد آشنا
وصف او هرگز نگنجد در زبان — او که گفته کن شده کون و مکان
در صفات ذات او حیران شدند — جن و انسان و ملائک هوشمند
بی پدر پیدا کند فرزندرا — کی کند این غیر ذات کبریا
نام پاک او علاج عاشقان — زنده شد از وی همه خورد و کلان
نام او دارو ی درد دردمند — در مپندار نام او خوشدل شوند
شکر او کی می شود از من ادا — هست از وی آدم خاکی بپا

در نعت حضرت سرور کائنات

بعد حمد حق بگو نعت نبی — زانکه زد شد در دو عالم روشنی

کاهلی را دور کن اے هوشیار — تا ببینی نورِ دل اندر کنار
خویش را گر یکنفس بینی عیان — حق تعالی را ببین در هر زمان
صحبتِ مردان اگر کردی بدل — روح در جوش آید و نفست خجل
کور را درمان بود اے مرد کار — هر که را در وے نشد درمان چه کار
رتبهٔ خود را اگر بشناختی — غیرِ ذکرِ حق ز دل انداختی
اے پسر بر دینِ خود هشیار باش — تا توانی قاتلِ کفار باش
عاقل آن باشد که خاموشی کند — ماسوی الله را فراموشی کند
مردِ عاقل آن بود نزدِ خدا — کز کتاها فتها کند خود را جدا
بی تعلق باش اے جانِ پدر — تا نه بینی در جهان خوف و خطر
خواهشِ خود اے پسر کن زود گم — گر تو خوانی امرِ حق شد لکم
نامرادی جو اگر خواهی مراد — نامرادی میرساند بر مراد
یکدم از شکرِ خدا غافل مشو — بعده افزونی نعمت بجو
روح و دلم یکسان نماید گر ترا — تو یقین میدان که شد ضلِ خدا
هر که از مدحِ کسان مسرور شد — او ز راهِ پارسایان دور شد
حرص را بگذار و نفست را بسوز — بعدِ شمعِ شوق را در دل فروز

کاهلی را دور کن اے هوشیار — تا ببینی نورِ دل اندر کنار
خویش را گر یکنفس بینی عیان — حق تعالی را ببین در هر زمان
صحبتِ مردان اگر کردی بدل — روح در جوش آید و نفست خجل
کور را درمان بود اے مرد کار — هر که را در وے نشد درمان چه کار
رتبهٔ خود را اگر بشناختی — غیرِ ذکرِ حق ز دل انداختی
اے پسر بر دینِ خود هشیار باش — تا توانی قاتلِ کفار باش
عاقل آن باشد که خاموشی کند — ماسوی الله را فراموشی کند
مردِ عاقل آن بود نزدِ خدا — کز کتاها فتها کند خود را جدا
بی تعلق باش اے جانِ پدر — تا نه بینی در جهان خوف و خطر
خواهشِ خود اے پسر کن زود گم — گر تو خوانی امرِ حق شد لکم
نامرادی جو اگر خواهی مراد — نامرادی میرساند بر مراد
یکدم از شکرِ خدا غافل مشو — بعده افزونی نعمت بجو
روح و دلم یکسان نماید گر ترا — تو یقین میدان که شد ضلِ خدا
هر که از مدحِ کسان مسرور شد — او ز راهِ پارسایان دور شد
حرص را بگذار و نفست را بسوز — بعدِ شمعِ شوق را در دل فروز

ذکر عامان نیست جز ذکر لسان | ذکرِ خاصان می شود از قلب و جان
مومنان باشند در خوف و رجا | کارِ ایشان نیست جز ذکر خفا

در بیان پیر و شیخ

پیر کامل جو اگر خواهی کمال | هر که بے پیر ست او را نیست حال
پیشِ درویشِ خدا بے کیش باش | بعد ازان از کیش لا بے کیش باش
خدمتِ درویش دایم کن ز جان | تا که گردی کامیابِ دو جهان
هر که دارد دوست مر درویش را | مسکنِ او می شود خلاصِ صفا
اے پسر در مجلسِ مردان نشین | تا شود حاصل ترا عین الیقین
هر کرا عین الیقین حاصل شود | بے گمان در ذاتِ حق واصل شود
باش دایم در حضورِ اولیا | تا نه بینی خویشتن را در بلا
عارفان گشتند پیش از موت لا | لا یموتون ست زان از مصطفی
عارفان را خوف و خطره نیست چون | هست در قرآن و لا هم یحزنون
هر که دارد دوستیِ دوستان | او شود مقبول در هر دو جهان

در بیان حذر کردن از هفت چیز

دور باش از هفت چیزاے هوشیار | تا که مانی از عقوبت در حصار

خلافِ شرع کارِ خود مکن — خویش را تابع به نفسِ بد مکن
نفسِ بد را کش تو اے مردِ خلیل — گر تو خواہی قربِ آن ربِّ جلیل
نفسِ بد را اے پسر دشمن شمار — تا ترا باشد بسوے حق گذار
نفسِ رہزن را بکش بہرِ خدا — تا نیندازد ترا اندر بلا
نفسِ سرکش را اگر زندان کنی — او نسازد میلِ دنیاے دنی
منفعل کن نفسِ بد را اے پسر — تا کہ گردد باطنت مثلِ قمر

در بیانِ روحِ پرفتوح

روحِ تو سرِّ خیست از نورِ خدا — لیک در دامِ خودی شد مبتلا
دامِ خود بینی گسل تو اے جوان — تا پرد در روحِ تو سوے لامکان
اے برادر در خودی جوئی خدا — مرد را باید ز خود گشتن جدا
از خودیِ خود اگر گردی خلاص — پس شوی نزدیکِ مردانِ مخلص
دامِ ہستی را شکستن واجب است — قلبِ ہر دانا بدینسو راغب است
خویش را از دامِ ہستی کن رہا — مرغِ روحت تا پرد سوے خدا
از خودیِ خود اگر بیخود شوی — تا بیابی از خدا خود آگہی
ہر کرا از خود خدا آگاہ کرد — ہستیِ او را ز اوّل تباہ کرد

گر براند او ترا همچون ذباب
تو مرو از پیش او بر هیچ باب

در خیالِ او بمان لیل و نهار
تا شوی محرم ز سر کردگار

صورتش را نقش کن بر لوحِ دل
رشتهائے مهر از غیرش گسل

کار کن اے مرد حق بر حکمِ پیر
تا شوی از امرِ حق روشن ضمیر

در ولایت نورش اگر گردد منیر
خود به بینی نورِ حق در نورِ پیر

هستی خود را بکن بر وے نثار
تا نماید جلوهٔ حق آشکار

هر که بے پیر است ایمرد جوان
هست او گمره ز جمله گمرهان

در بیانِ فنا کردن خودی

چیست حاصل ای جوان با این و آن
تا که گردی دور از حق بهر آن

این و آن را در کن آزاد شو
همچو مردان زود وصلِ یار جو

هر چه آید پیشِ تو غیر از خدا
قطع کن از راهِ مردی جمله را

انچه باشد غیرِ مولی اے پسر
جمله را بگذار گر داری خبر

کار کن بر حکمِ ختم المرسلین
گر تو خواهی قربِ رب العالمین

تا نگردی در عقوبت مبتلا
بس چرا مشغولِ غیرِ حق شوی

غیرِ حق بگذار در ملکِ وجود
کافرِ مطلق شود او بے گمان

...ز زنگِ آئینهٔ قلبت سیاه	کے نظر آید ترا نورِ الٰه
...زنگِ هستی را برون کن اے پسر	غیرِ حق را همچو شیر زبدر
...روز و شب اندر خیالِ یار باش	وز پئے وصلش ز خود بیزار باش
...یف هستی از حبیبِ خویش دور	هستیت شد موجبِ رنج و سرور
...اے برادر بندهٔ معبود شو	در پئے حرص و هوا هرگز مرو
...در خیالِ یارِ خود مستغرق باش	گر تو خواهی وصل از خود دور باش

در بیانِ مذمتِ دنیا

...ز هر قاتل هست دنیا اے پسر	گر بقا خواهی بکن از وے حذر
...نیست حاصل هیچ از دنیاے دون	الفتش را از دلِ خود کن برون
...هست دنیا رهزنِ راهِ خدا	خویش را اے مرد کن از وے جدا
...کارِ دنیا اے پسر بے حاصل است	دور از وے گشت هر کو عاقل است
...اے پسر در کارِ دنیا دل مبند	چشمِ خود از دیدنِ دنیا ببند
...ظاهرش گرچی نماید خوب و بس	لیک دارد در درون نارِ سقر
...اهلِ دنیا بارکش مثلِ خرند	زیرِ بارش اینهمه جاهل خوش اند
...مبتلا در کارِ دنیا بنده اند	از خدا اے خود دلی شرمنده اند

صبر می‌نخشد مراد خویش را
صبر گردد هم دلریش را

گرچه صبر تلخ بنماید بتو
لیک یابی عاقبت راحت

هر که در راه خدا گردد صبور
عاقبت گردد دلِ او پر

در بیان نصایح متفرق

رتبه خود پیش کس ظاهر مکن
وز عبادت خویش را قاصر مکن

بی ریا در راه حق شو اے پسر
باش خود آزاد از گفت و شنید

مرد ره را از ملامت ننگ نیست
چونکه او را جز به نفس جنگ نیست

گر دلت پر ذوق حق کامل بود
غیر حق از قلب تو زائل شود

تا به کے باشی تو در حرص هوا
از رهِ مردی بشو از وے جدا

هر که در حرص و هوا ماند اے پسر
نیست در راه خدا او را گذر

اے برادر رتبهائے خویش یاب
از رهِ حرص و هوا مرکب بتاب

نیست شو از آرزوهائے جهان
تا که روشن گردد چشم روان

چشم باطن روشنت گردد اگر
که به بینی جز خدا چیزے دگر

گر دلت فارغ شود از ماسوا
حاصلت نبود بجز ذاتِ خدا

زود کن تجرید اے مردِ جمیل
پاک کن دل از غیرش اے خلیل

در بیان استقامت

مست اے پسر اول گزین — از درخت وصل بعدش میوہ چین
ید در رہ حق مستقیم — تا رسد او بر مراد خود سلیم
امت اے پسر آید بکار — استقامت میرساند نزد یار
ستقامت ہر کہ را بخشد خدا — بیشک او واصل شود با دلربا
امت اولا اے مرد جو — در روی در راہ حق از خود مگو
امت ہر کہ را حاصل نشد — ہیچ با مقصود خود واصل نشد
استقامت میدہد قرب خدا — استقامت میشود خود رہنما
استقامت فتح باب مقصدت — استقامت مینماید راحتت

در بیان نقص چہار چیز

طالب حق را بباید چہار چیز — بشنو از من تا بگویم اے عزیز
اولا شو از ہوا و حرص دور — باز کن پرہیز از عجب و غرور
از ہوا و حرص روے خود بتاب — ورنہ رسوائی کشی روز حساب
روے خود از حرص بد گر تافتی — نعمتے از قرب منعم یافتی
ہر کہ دارد عیب مغروری بدل — او شود شیطان صفت خوار و خجل

کبھی عینِ وحدت کو کثرت کرون
کبھی نقشِ کثرت مٹاون دلا

کبھی حق کو آئینہ انکا کرون
قبا وصفِ حق کی بناون دلا

مئے حرفِ وحدت کرون نوش جب
خودی مین خدائی کو پاون دلا

حجابِ دوئی کو اوٹھادون کبھی
تو قطرہ مین دریا دکھاون دلا

کبھی عشق و معشوق و عاشق ہون
کبھی عبد اور رب کہاون دلا

احد کو جو ڈھونڈون تو احمد ملے
عجب بھید ہے کیا بتاون دلا

یہی ہے تمنائے روحِ فدا
کہ عبدِ محمد کہاون دلا

ولہ

چشم کشا و خوش نگر یت کسے سوائے تو
در پے دیگرے مشو زانکہ توئی خدائے تو

بحر توئی و موج تو قطرہ توئی حباب تو
نیست کسے بغیرِ تو خود توئی آشنائے تو

ظاہر و باطنی خودت اول و آخری خودت
صادق و کاذبے خودت نیست کسے ورائے تو

اصل و کلام تو صورت جانست نائے تو
ہمچو صدائے کوہ دان واپسی صدائے تو

بندگی و صاحبی مطلقی و مقیدی
عینیت است و غیریت جملہ فدا ثنائے تو

ولہ

ہر دو عالم مین کیا نہین ملتا
غیرِ حق کا پتہ نہین ملتا

جس کتاب پر مولف کی محرر ہو وہ مسروقہ ہے

اعلان

کتب مصنفہ مولف

(۱) مجموعۂ منتخبات احمدیہ موسوم باسم تاریخی گرانمایۂ مثنویات تصوف معہ تذکرات مصنفین اسکے تمام حقوق ذریعۂ رجسٹری محفوظ ہین یہہ مجموعہ دو قسم کے کاغذ پر طبع ہوا ہی قسم اول چکنا قیمت (۳ے) قسم دوم کھرا (عال) اور دس جلد بکمیشت خریدار کو ایک جلد مفت دی جائے گی۔

(۲) عوامل احمدیہ۔ یہ عربی علم نحو کے متعلق اُردو زبان مین نہایت ہی سلیس اور نہایت جامع مختصر ۴۲ صفحہ کا رسالہ ہے گویا دریا کوزہ مین بلکہ قطرہ مین ہی قیمت فی جلد ۲ر۔

(۳) سنن احمدیہ معروف فتاوی محمدیہ مشتملبر اعمال صوفیہ عبادات نافلہ مین نہایت ہی جامع فتاوی ہی جو حدیث و فقہ و صوفیہ کرام کے مصنفہ (۳۰) کتابون سے ماخوذ کیا گیا ہی یہ ۱۳۱۶ھ مین ایکمرتبہ طبع ہوا تھا کئی سو جلدین ممالک محروسہ کے مساجد کے امامون کو ہدایات کیلئے حسب الحکم نواب مدار المہام سرکار عالی تقسیم کیگئی تھین ہاتون ہاتھ فروخت ہو گیا تھا۔ اب دوبارہ نہایت اہتمام کے ساتھہ زیر طبع ہی قیمت قسم اول (عاں) قسم دوم (۱ے)

(۴) مجموعۂ وظایف احمدیہ۔ تقریباً ۲۰ ورد و وظایف مشروط الاجازت مثل دلائل الخیرات و دلائل القادریہ و اوراد و حصارات ائمہ اہل بیت رضی اللہ عنہم و دعاء کشفی و تہلیلات القرآن وغیرہ کا مجموعہ ہی اسکی ایک ہزار جلد مولوی دلاور حسین صاحب احمدی امین کروڑگیری سرکار عالی نے طبع کراکے نادار مریدین سلسلہ کے لئے وقف کر دئے ہین۔ قیمت (عاں)

(۵) معارف احمدیہ مشتملبر سلوک صوفیہ ابھی غیر مطبوع ہے۔

اِن کتابون کے ملنے کا پتہ

۲۳۲۸
محمد وزیر علی قادری نقشبندی احمدی حیدرآباد دکن بیرون دبیرپورہ متصل مرکزی لائبریری